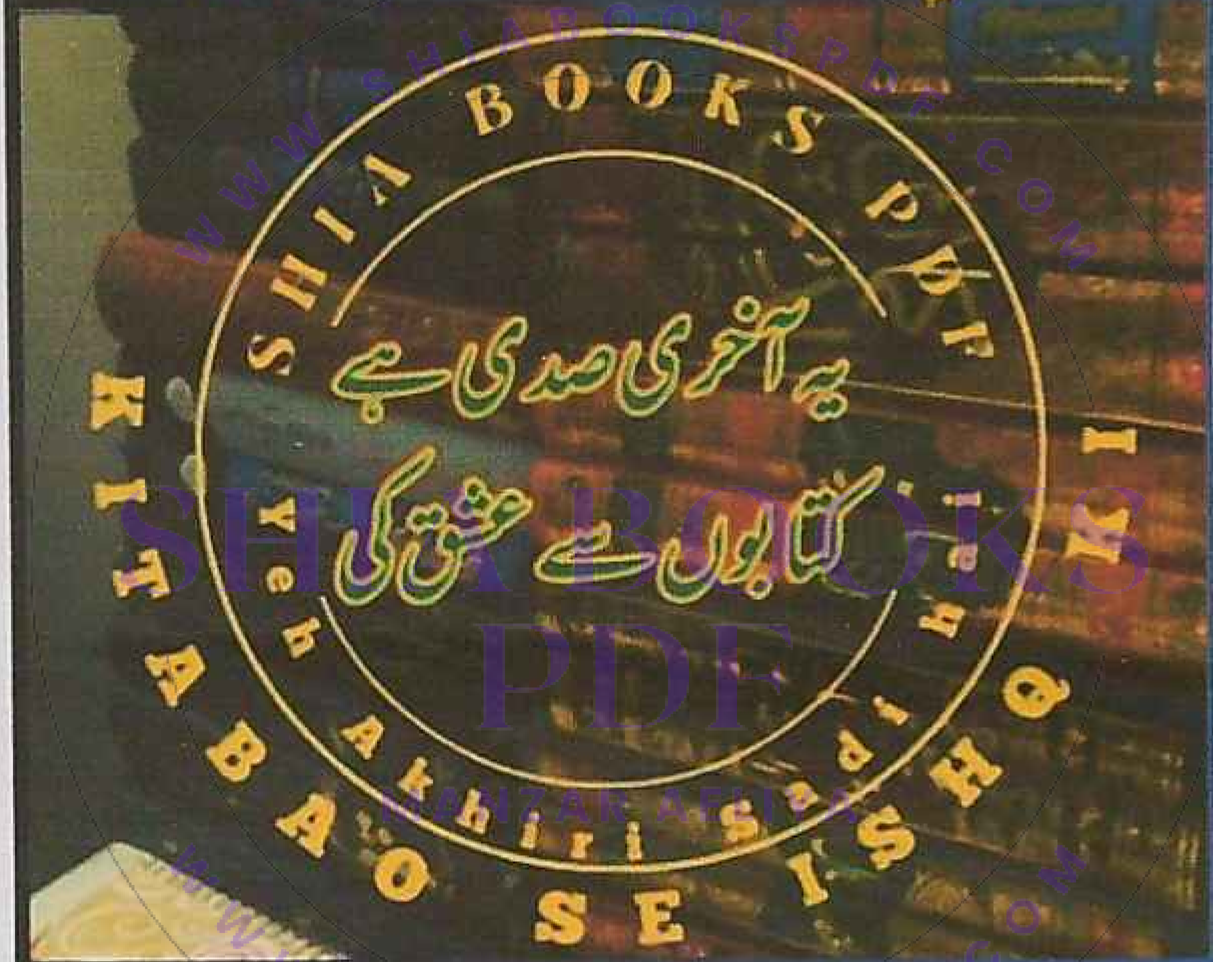
بسم اللہ الرحمن الرحیم



مقتلِ شیخ صدوق

معصومین علیہم السلام کی نگاہ میں کربلا پر ایک مکمل کتاب



علامہ محمد حسین سبزواری

مقتل حسین علیہ السلام بروایت شیخ صدوق رحمہ اللہ

مقتلِ شیخ صدوق

بزبانِ گوہر بیان حضرات معصومین علیہم السلام

مؤلف

حجۃ الاسلام والمسلمین

محمد صحتی سردرُودی (قم المقدس)

مترجم

حجۃ الاسلام مولانا آزاد حسین مشہدی

تصحیح و نظرِ ثانی

حجۃ الاسلام علامہ ریاض حسین جعفری فاضلِ قم

— ناشر —

اِدارہ منہاج الصالحین

جناح ٹاؤن ٹھوکر نیاز بیگ لاہور

فون: 35425372

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب	:	مقتلِ شیخ صدوق
مؤلف	:	علامہ محمد صحتی سردرودی قم المقدس
مترجم	:	مولانا آزاد حسین مشہدی
نظر ثانی	:	علامہ ریاض حسین جعفری فاضل قم
پروف ریڈنگ	:	محمد عمران چودھری
اشاعت	:	2014ء
ہدیہ	:	-/325روپے

ملنے کا پتہ

ادارہ منہاج الصالحین۔ لاہور

الحمد مارکیٹ فسٹ فلور دکان نمبر20۔غزنی سٹریٹ۔اُردو بازار۔لاہور

فون: 042-37225252 ، 0301-4575120

فہرست

پہلی فصل

دوسری فصل

تیسری فصل

چوتھی فصل

پانچویں فصل

چھٹی فصل

امام حسین اور عاشورا

ساتویں فصل

آٹھویں فصل

نویں فصل

مقدّمہ

قیام امام حسینؑ کے بارے میں تحقیق کی اہمیت

شیعوں کے درمیان پیغمبرِ اسلامؐ اور حضرت علیؑ کے بعد امام حسینؑ مشہور ترین دینی رہنما و پیشوا ہیں۔ آج بھی سب سے زیادہ انھیں اور ان کے قیام کو یاد کیا جاتا ہے۔ عاشورہ کی طرف یہ توجہ زیادہ تر اس سبب سے ہے کہ اُس دور میں بھی اور آج بھی عدل و انصاف اور آزادی کے نہ ہونے اور ظلم و ستم اور منافقت کی وجہ سے محبانِ اہل بیت علیہم السلام مصائب و آلام کا شکار ہیں۔ حضرت امام حسین علیہ السلام ظلم کے خلاف جہاد کی علامت، عدل و انصاف کے علمبردار اور آزادی کے پرچمدار ہیں۔ واقعہ کربلا اگر اپنی صحیح شکل میں بیان کیا جائے تو یہ ظالموں اور منافقوں کو ہر شے سے زیادہ ذلیل و رسوا کر سکتا ہے۔ واقعاتِ کربلا ان انسانوں کے اندر ظلم و ستم کے خلاف تحریک پیدا کرتے ہیں جو سمجھتے بوجھتے ہوئے بادلِ نخواستہ ظلم سہنے کے عادی ہو چکے ہیں اور اسی کو اپنا نوشتہ تقدیر سمجھ بیٹھے ہیں۔

اصولی طور پر مظلومِ کربلا اور غریبِ نینوا کے مصائب پڑھے جانے سے مظلوموں اور محروموں کی فریاد زیادہ مؤثر طور پر ظالموں اور ستم گروں تک پہنچتی ہے اور جس سے ان کے ظلم و ستم کے ایوانوں میں لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ ظلم و ستم کی چکی میں پسنے والے ان لوگوں کے اندر یہ مصائب ایسی تحریک پیدا کرتے ہیں کہ وہ ظلم و ستم کو جڑ

سے اُکھاڑ پھینکنے تک چین سے نہیں بیٹھتے۔

اس سلسلہ میں جو چیز واقعاتِ عاشورا کے لیے خطرناک ہے وہ، وہ مروجہ اور عوام کے درمیان تسلیم شدہ تحریفات ہیں جو تسلسل کے ساتھ پیدا ہوتی رہتی ہیں اور اس حد تک بڑھ جاتی ہیں کہ مظلوم کے مصائب کو ظالم کے اقتدار کے استحکام کا وسیلہ بنا دیتی ہیں۔ اگر خدانخواستہ ایسا ہو جائے تو غریبِ کربلا کے مصائب کسی بھی مظلوم کے دکھوں کا مداوا نہیں کر پائیں گے، بلکہ ظالموں اور منافقوں کے لیے فائدہ مند رہیں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ کافی عرصہ سے بعض جاہل اور نادان افراد کے ذریعے یہ تحریفات کربلا کے مستند اور معتبر واقعات میں سرایت کر چکی ہیں۔ لہٰذا اس چیز کا درد رکھنے والے علماء اور دانشور طبقے پر واجب ہے کہ وقت ہاتھ سے نکلنے سے پہلے ان تحریفات اور ان کے ایجاد کرنے والوں کے خلاف کوئی مؤثر قدم اُٹھائیں، ورنہ مظلوموں اور محروں کی یہ عظیم فریاد یعنی ''عاشورا'' ان کے ہاتھ سے چھن جائے گی اور وہ ظالموں کو رسوا کرنے والے اس عظیم ذریعے سے محروم ہو جائیں گے۔ ان شاء اللہ وہ دن نہیں آئے گا۔

راقم الحروف سالہا سال سے اس مذہبی درد اور ثقافتی سانحے سے آزردہ خاطر ہے، اور کچھ عرصہ قبل اس سلسلہ میں اپنی کئی سالوں کی تحقیق کا نچوڑ ''تحریف شناسی عاشورہ اور زندگانی امام حسینؑ'' کی شکل میں منصۂ شہود پر لا چکا ہے۔ نیز تین سال قبل ایک کتاب ''شہید فتح'' کے نام سے لکھی جو ان تحلیلوں اور تجزیوں کی وضاحت پر مشتمل ہے، جو پوری تاریخ میں عاشورہ کے بارے میں کیے گئے۔ یہ دونوں کتابیں 2001ء میں اسلامی جمہوری ایران میں قومی دینی محققین کے ادارہ کی طرف سے عاشورا پر تحقیق

کا پہلا انعام لے چکی ہیں، اس کے باوجود ان میں سے ابھی تک کوئی اثر بھی چھپ نہیں سکا۔ البتہ امید ہے کہ مستقبل قریب میں اس کام کی توفیق نصیب ہوگی۔

بہر حال حضرت امام حسینؑ اور عاشورا کے بارے میں راقم الحروف کے جو مختلف اور متفرق آثار چھپ چکے ہیں ان میں یہ تیسرا تفصیلی اثر ہے جو عاشورا کے حوالے سے منظرِ عام پر آیا ہے۔ اس تحقیق میں ہمارا مقصد یہ ہے کہ واقعاتِ کربلا کو قدیمی، ابتدائی اور معتبر کتابوں سے لکھیں، اس لیے کہ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مقتل کے موضوع پر لکھی جانے والی بعض کتابیں ایسی بھی ہیں جو مقتلِ امام حسینؑ سے زیادہ قاتلِ امام حسینؑ کہی جانے کی سزاوار ہیں، یہاں تک کہ ان میں تھوڑا سا غور وفکر کرنے سے امام حسینؑ کی مظلومیت اور زیادہ سامنے آتی ہے اور ان کا دل مجروح اور آنکھیں اشک بار ہو جاتی ہیں۔

ہدفِ تحقیق

ششدر ہیں جس کے ذکر سے اقوامِ شرق وغرب
مظہر وہ معجزہ، وہ کرامت حسینؑ ہے

جیسا کہ ہر تحقیق سوال یا سوالات کے لیے جواب کے درپے ہوتی ہے اسی طرح یہ تحقیق بھی اس کھوج میں ہے کہ سوالات کے جوابات دیے جائیں۔

(1) کیا مقتل امام حسین علیہ السلام ''ابومخنف'' کی روایت کے مطابق کہ جسے ایک غیر شیعہ تاریخ نگار یعنی اسلام کے بہت بڑے مؤرخ ''ابوجعفر طبری'' نے نقل کیا اور ہم تک پہنچی ہے، اور طبری کے علاوہ کسی اور سے روایت نہیں ہوئی ہے؟

(2) کیا شیعہ علماء کی طرف سے واقعۂ کربلا کی مرتب ومدوّن تفصیل صرف دو کتابوں ''الملہوف، مؤلفہ سید بن طاؤس'' اور ''مثیر الاحزان'' مؤلفہ ابن نما حلی'' میں منحصر ہے کہ انہوں نے واقعہ کربلا کو چھ سو (600) سال گذرنے کے بعد نقل کیا ہے۔ ۞

(3) اگر کوئی شخص شیعہ علماء سے نقل شدہ واقعاتِ کربلا کے بارے میں جستجو کرنا چاہتا ہے تو اسے شیخ مفیدؒ کی کتاب ''الارشاد'' ابنِ شہر آشوب کی کتاب ''مناقب ابنِ شہر آشوب'' اور ''روضۃ الواعظین نیشاپوری تلاش کرے، حالانکہ ''الارشاد'' میں مقتل کا حصہ مجمل طور پر بیان ہوا ہے جو کہ صرف مدائنی اور کلبی کے اقوال سے مستند ہے۔ ان دونوں کے اقوال میں تفکیک کو بھی ملحوظ نہیں رکھا گیا جبکہ ان میں سے ایک غیر شیعہ ہے۔ ۞ دوسری دو کتابیں ''مقتلِ مناقب'' اور روضۃ الواعظین'' علاوہ ازیں اس کے واقعہ کربلا سے چھ سو سال (600) بعد کی ہیں انتہائی پراگندہ، مجمل، مختصر اور غیر مستند بھی ہیں۔

(4) جس عہد میں شیعہ میراث اور اصول تدوین ہوئے کیا اس میں شیعہ متقدمین اور راست گو محدثین کے وسیلہ سے آئمہ معصومین علیہم السلام سے منقول و ماثور صورت میں امام حسین علیہ السلام کا مقتل تدوین نہیں ہوا تھا؟

(5) عاشورا لمحرم کے بارے میں جو کچھ اب پڑھا اور بیان کیا جاتا ہے اور جو کچھ پہلے مَروی و ماثور صورت میں بیان کیا جاتا تھا، ان کے درمیان کیا فرق بلکہ کیا

۞ جناب ابن طاؤس، ابن نما حلی کے شاگرد تھے اور دونوں ساتویں صدی میں زندہ تھے۔
۞ لولؤ و مرجان: ص ۱۷۸

تعارض ہے؟

اس میں شک نہیں ہے کہ شیخ صدوقؒ کا مقتل مطرح شدہ سوالات بلکہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی حیاتِ طیبہ سے متعلق دسیوں سوالات کا جواب ہے۔

مقتلِ نگاری

جناب شیخ صدوق سے قبل اور ان کے بعد جناب سید ابن طاؤس اور ''ابنِ نما حلی'' کے زمانہ تک بعض مسلمان دانشوروں نے عاشورا کے متعلق کئی ایک کتابیں لکھی تھیں کہ ان سے اکثر کا عنوان ''مقتل الحسین'' تھا۔ حالِ حاضر میں صرف ان کے نام فہرست میں باقی ہیں، ان سے بہت کم مطالب پراگندہ صورت میں موجودہ کتب میں نقل ہوئے ہیں۔ میں یہاں پر تاریخی ترتیب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ان کی فہرست کا ذکر کرتا ہوں۔

① ''اصبغ بن نباتہ کوفی'' یہ حضرت امیر المؤمنینؑ کے صحابی تھے۔ انہوں نے مالک اشترؒ کے نام امیر المومنینؑ کا معروف عہد نامہ اور آنحضرتؑ کی اپنے بیٹے محمد حنفیہ کے نام مشہور وصیت کو نقل کیا، انہوں نے پہلی صدی ہجری گذرنے کے بعد وفات پائی۔ ۞

② جابر بن یزید جعفی (128ھ ق) یہ حضرت امام محمد باقرؑ اور حضرت امامِ جعفر صادقؑ کے اصحاب میں سے تھے۔ ان کی کتاب کا نام ''مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ'' تھا۔ (رجال النجاشی ابوالعباس احمد نجاشی: ص128)

۞ الفہرست، شیخ طوسی: ص 137، 138 شمارہ 109، قاموس الرجال محقق شوشتری: ج2، ص145 الذریعۃ آقا بزرگ تہرانی: ج22، ص24

③ جعفر بن عفان طائی (180ھ ق) یہ ایک شیعہ مرثیہ خوان تھے انہیں یہ توفیق حاصل ہوئی تھی کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں مرثیہ خوانی کی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی کتاب کا نام ''المراثی'' تھا جو دوسو (200) اوراق پر مشتمل تھی۔ (الفہرست، ابن ندیم: ص275)

④ ابومخنف لوط بن یحیٰ غامدی (168ھ ق)

⑤ ہشام بن محمد بن سائب کلبی (206ھ ق) (رجال النجاشی: ص436)

⑥ محمد بن عمر واقدی (207) (مولف المغازی) ان کی کتاب کا نام بھی ''مقتل ابی عبداللہ علیہ السلام'' تھا۔ (الفہرست، ابن ندیم: ص146)

⑦ ابوعبیدہ معمر بن مثنی تیمی (210ھ ق) ان کی تالیف کا نام بھی ''مقتل ابی عبداللہ الحسین علیہ السلام تھا۔ (الذریعہ: آقائے بزرگ تہرانی)

⑧ نصر بن مزاحم منقری (212ھ ق) مؤلف کتاب واقعۃ الصفین ۞

⑨ ابوعبید قاسم بن سلام ہروی (224ھ ق) ۞

⑩ ابوالحسن علی بن مدائنی (225ھ ق) ان کی کتاب کا عنوان: ''مقتل الحسین والسیرۃ فی مقتل الحسین علیہ السلام'' ذکر ہوا ہے۔ ۞

⑪ ابوعبداللہ محمد بن زیاد ''المعروف ابن اعرابی'' (230ھ ق) ان کی تالیف کا نام ''مراثی الحسین علیہ السلام'' تھا۔ ۞

۞ رجال النجاشی: ص427، الفہرست، شیخ طوسی: ص171، الفہرست ابن ندیم: ص158

۞ اہل البیت فی المکتبۃ العربیہ، محقق سید عبدالعزیز طباطبائی: ص535

۞ الفہرست، شیخ طوسی: ص95، معالم العلماء، ابن شہرآشوب: ص72

۞ الذریعۃ آقائے بزرگ تہرانی: ج20، ص293، اہل البیت فی المکتبۃ العربیہ: ص463

(12) ابو اسحاق ابراہیم بن اسحاق احمری نہاوندی (249ھ ق) ان کی کتاب کا نام بھی "مقتل الحسین بن علی علیہ السلام" تھا۔ (رجال النجاشی: ص19، الفہرست، شیخ طوسیؒ: ص7)

(13) عبداللہ بن احمد بن ابی الدنیا از علمائے اہل سنت (281ھ ق) (الفہرست شیخ طوسی: ص104)

(14) ابو الفضل سلمہ بن خطاب بروستانی از دورقانی، یہ تیسری صدی ہجری کے شیعہ فقہاء و محدثین میں سے تھے، ان کا تعلق قم کے ایک قدیمی گاؤں "بروستان" سے تھا۔ ان کی کتاب کا نام بعض دفعہ مقتل الحسین علیہ السلام ❁ اور بعض اوقات "مولد الحسین بن علیؑ ومقتلہ" لکھا گیا ہے۔ (رجال النجاشی: ص187)

(15) ابراہیم بن محمد سعید ثقفی کوفی (283ھ ق) (رجال النجاشی: ص17، بالفہرست، شیخ طوسیؒ: ص4)

(16) "ابن واضح، احمد بن اسحاق یعقوبی" یہ مشہور زمانہ دو کتابوں "تاریخ یعقوبی اور البلدان" کے مؤلف ہیں۔ بعض کے بقول ان کی وفات 292 کے بعد ہوئی❁ اور بعض کے بقول 274ھ ق میں ہوئی ہے۔ ان کی کتاب کا نام بھی "مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ" تھا۔ (اہل البیت فی المکتبۃ العربیہ، محقق طباطبائی: ص537)

(17) ابو عبداللہ بن محمد زکریا بن دینار غلابی (298ھ ق)❁

(18) "ابن حماد بن عمر بن کلیب" اور مولائے "بنی عامر" ان دونوں نے بنی اُمیہ اور بنی عباس کی حکومت کو دیکھا، ان کی کتاب کا نام "مراثی الحسینؑ" ذکر کیا گیا ہے۔ (الذریعہ، آقائے بزرگ تہرانی: ج20، ص293)

❁ الفہرست، شیخ طوسی: ص79، معالم العلماء، ابن شہر آشوب: ص57
❁ الذریعہ، آقائے بزرگ تہرانی: ج22، ص23
❁ رجال النجاشی: ص374، بالفہرست، ابن ندیم: ص179

(19) ابو احمد عبدالعزیز بن یحییٰ بن احمد جلودی❁ ان کی وفات 330ھ ق کے بعد ہوئی۔ ان کی دو تالیفات "مقتل ابی عبداللہ الحسین علیہ السلام" اور "ذکر الحسین علیہ السلام" کا نام بتایا گیا ہے۔❁

(20) ابو زید عمارہ بن زید خیوانی ہمدانی: یہ تیسری اور چوتھی صدی ہجری کے محدثین میں سے تھے۔ ان کے حالات زندگی کے بارے میں اس سے زیادہ کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ یہ بھی صرف کتاب "مروج الذہب" کے دیباچے سے معلوم ہوا ہے کہ مسعودی (346) ان کے بارے میں تحریر کرتے ہیں: وہ عبداللہ بن محمد بن محفوظ بلوی انصاری کے مصاحب تھے۔ (مروج الذہب، ابو الحسن مسعودی: ج1، ص21، رجال النجاشی: ص303)

(21) ابو جعفری محمد بن احمد بن یحییٰ بن عمران اشعری قمی المعروف ربہ شبیب: یہ چوتھی صدی ہجری کے فقہا و محدثین میں سے تھے۔ ان کی دو تالیفات "مقتل ابی عبداللہ الحسین علیہ السلام" (رجال النجاشی: ص348) اور "مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ فِي الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَام" (الفہرست ابن ندیم: ص406)

(22) ابو جعفر محمد بن یحییٰ عطار قمی جناب نجاشی ان کی تعریف میں یوں لکھتے ہیں: شیخ اصحابنا فی زمانہ، ثقۃ عین، کثیر الحدیث، ان کی تالیفات میں سے سب سے پہلی تالیف "مقتل الحسین علیہ السلام" کا نام ذکر کیا ہے۔ (رجالی النجاشی: ص352)

(23) ابو سعید الحسن بن عثمان بن زیاد تستری: یہ تاریخی اعتبار سے جناب شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے ہوئے ہیں۔ جناب شیخ اپنی کتاب "الامالی" کی تیسویں

❁ قاموس الرجال، محقق شوشتری: ج6، ص187-189
❁ رجال النجاشی: ص242، الذریعہ، آقائے بزرگ تہرانی: ج22، ص25

(30) مجلس میں جو کہ پوری کی پوری مقتل امام حسین علیہ السلام کے بارے میں ہے میں ان کی کتاب سے نقل کرتے ہیں۔ ۞

محمد بن علی بن فضل بن تمام بن سکیں: چوتھی صدی ہجری کے شیعہ مؤثق محدثین میں سے تھے۔ علم رجال کے بزرگ شیعہ عالم جناب نجاشی نے ان کی یوں تعریف لکھی ہے: ''ثقة وعين وصحيح الاعتقاد وجيد التصنيف'' ۞ وہ شیخ صدوقؒ اور سخت گیر و دقیق و منظر رجالی عالم ابن غضائری کے ہم عصر تھے۔ ۞

۲۵ عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز بغوی (317ھ ق) المعروف ''حافظ بغوی'' اور ''ابن بنت منیع'' (اہل البیت فی المکتبۃ العربیہ، محقق طباطبائی: ص538، بانقل از کشف الظنون: ج2، ص794)

۲۶ ابو حسین عمر بن حسن بن علی بن مالک شیبانی (339ھ ق) ۞

۲۷ ابنِ قولویہ قمی (348 یا 349ھ ق) ان کی کتاب کا نام ''کامل الزیارات'' ہے، اس کتاب کے اسی فیصد مطالب امام حسینؑ، عاشورا اور کربلا کے بارے

۞ الذریعہ، آقا بزرگ تہرانی: ج22، ص25، الامالی، شیخ صدوقؒ: ص215

۞ رجالی النجاشی: ص385

۞ الذریعہ، آقا بزرگ تہرانی: ج۲۲، ص28

۞ اہل البیت فی المکتبۃ العربیہ، محقق طباطبائی: ص539۔ جن افراد کے اسماء ذکر ہوئے، ان میں سے بعض کے نام ان روایات کے سلسلۂ سند میں دیکھے گئے ہیں جو شیخ صدوقؒ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے بارے میں نقل کی ہیں۔ مثلاً ابو مخنف لوط بن یحییٰ کا نام کتاب ''الامالی'' کے ص 231 پر، اصبغ بن نباتہ، الامالی: ص197، 423 پر، نصر بن مزاحم منقری، علل الشرائع: ص9، 229، الامالی: ص189، 193، 202، 231، ابو احمد عبدالعزیز جلودی: علل الشرائع: ص9، 229، ابو عبداللہ بن محمد بن زکریا بن دینار غلابی: علل الشرائع: ص137، 138، ابو جعفر محمد بن احمد بن یحییٰ بن عمران اشعری، معانی الاخبار: ص346، الامالی: ص174، 197، 199، 200، 205، ابو اسحاق نہاوندی، الامالی: ص142، محمد بن یحییٰ عطار، الامالی ص174، 197، 198، 203، 205، 207)

میں ہیں۔ اس گراں قدر کتاب کی صحت و وثاقت پر سب متفق ہیں۔ اس کتاب کے بارے میں اکثر و بیشتر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ صرف زیارتوں کے بارے میں لکھی گئی ہے، اسی وجہ سے کربلا و عاشورا کے بارے میں تحقیق کرنے والے محققین اس سے غافل ہیں۔ بہت سی احادیث و روایات جو شیخ صدوق نے ''مقتل امام حسین علیہ السلام'' میں نقل کی ہیں وہ کتاب ''کامل الزیارات'' میں بھی نقل ہوئی ہیں۔ ابن قولویہ، شیخ صدوق کے ہم عصر ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب ''کامل الزیارات'' میں شیخ صدوقؒ کے والد بزرگوار علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ میں سے بہت زیادہ روایات نقل کی ہیں۔ اسی طرح شیخ صدوق نے بھی اپنی تالیفات میں بہت سی روایات اپنے پدر گرامی سے نقل کی ہیں۔

مقتلِ شیخ صدوقؒ

ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن موسیٰ بابویہ قمی جو شیخ صدوقؒ اور ابن بابویہ کے نام سے معروف ہیں، ان کی وفات 381 ہجری قمری میں واقع ہوئی۔ ان کی عظمت و بزرگی کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ شیخ الطائفہ جناب شیخ طوسی نے ''فقیہ'' اور ''عماد الدین'' جیسے الفاظ سے ان کی تعریف کی ہے۔ ۞ خواص کے درمیان ان کی اس قدر توثیق و تکریم بیان ہوئی کہ مشکل ہے کہ شیعہ عالموں، دانشوروں اور لکھاریوں میں کوئی ان کے ہم پلہ پیدا ہو سکے۔ ابن ادریس حلی (598ھ ق) اور ان کے بعد شیعہ علماء کے درمیان شیخ صدوقؒ ہمیشہ ایک عظیم راست گو راوی کے طور پر معروف و مشہور رہے ہیں۔ ان کے مقام و مرتبہ کی عظمت و بلندی کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔ سید بن طاؤس

۞ الاستبصار، شیخ طوسی: ج4، ص324، 332

نقل ہوا ہے کہ انھوں نے ان کے بارے میں کہا ہے: ان (شیخ صدوقؒ) کے علم و عدالت کے بارے میں تمام متفق ہیں۔ ۞ شیخ صدوقؒ شیعہ علماء کے درمیان اس قدر مقبول ہیں کہ ان کی مرسل روایات مستند کے حکم میں سمجھی جاتی ہیں۔ ان کی کتاب ''من لا یحضرہ الفقیہ'' (جو کہ شیعہ کتب اربعہ میں سے ایک ہے) کی روایت تمام شیعہ علماء کے یک روایات صحیحہ میں شمار ہوتی ہیں۔ ۞

شیخ صدوق کی تالیفات و تصانیف کی تعداد 250 کے قریب بیان کی جاتی ہے۔ ان میں سے صرف چودہ کتب اور رسائل شائع ہوئے ہیں۔ ۞

مقتلِ شیخ صدوق کی خصوصیات

شیخ مفیدؒ کی وہ کتب جو شائع نہیں ہوئیں، ان میں سے ایک کتاب کا نام ''مقتل الحسین علیہ السلام'' ذکر کیا جاتا ہے۔ ۞ انہوں نے اپنی شائع شدہ کتب میں اس کتاب کا نام ذکر کیا ہے اور اس کی طرف رجوع کرنے کے بارے میں فرمایا ہے۔ یہ اپنی کتاب ''من لا یحضرہ الفقیہ'' کی فصلِ حج اور زیارت کے باب میں لکھتے ہیں: ''میں نے اپنی کتاب ''الزیارات'' اور ''مقتل الحسین علیہ السلام'' میں مختلف زیارتیں نقل کی ہیں۔ ۞

۞ دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی: ج3، ص65، نقل از فلاح السائل سید ابن طاؤس ص11، فرج المہموم ص129

۞ مستدرک الوسائل، محدث نوری: ج22، ص5، نقل از رجال السید بحر العلوم: ج3، ص299، دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی: ج3، ص65، مقالہ ابن بابویہ

۞ رک: رجالِ نجاشی ص389-392، دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی: ج3، ص62-66، مستدرک الوسائل، محدث نوری: ج21، ص257، 265، ج22، ص5 کے بعد قاموس الرجال محقق شوشتری: ج9، ص434-437، قاموس الرجال چاپ قدیم: ج11 رسالہ فی سہو النبیؐ، ص5

۞ الفہرست، شیخ طوسی: ص54، شمارہ695، معالم العلماء، ابن شہر آشوب: ص111، شمارہ764

۞ کتاب من لا یحضرہ الفقیہ: ج2، ص598

اسی طرح ''کتاب الخصال، باب الاثنین' میں حدیث نمبر 110 کے ذیل میں رقم طراز ہیں:

''یہ حدیث مفصل اور طولانی ہے۔ ہم یہاں پر اس حدیث کا وہ حصہ نقل کرتے ہیں جس کی یہاں پر ضرورت ہے۔ البتہ ہم نے یہ حدیث مکمل طور پر ان احادیث کے ہمراہ نقل کی ہے جو حضرت عباس بن علی علیہ السلام کی فضیلت کے بارے میں اپنی کتاب ''مقتل الحسین'' میں بیان کی ہیں۔ (کتاب الخصال: ص68)

یہ کتاب مقتل بہت سی خصوصیات کی حامل ہے، ہم یہاں پر ان میں چند ایک کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور زیادہ تفصیل و تحقیق کو کتاب کے متن میں جستجو کرنے چھوڑتے ہیں:

① اس مقتل کے زیادہ تر مطالب (تقریباً نوے فیصد) ان ماثور و منقول اخبار و روایات پر مشتمل ہیں جو معصومین علیہم السلام خاص کر حضرت امام سجاد علیہ السلام، حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل ہوئی ہیں۔

② اس مقتل کی تمام احادیث و روایات بصورت مستند ہیں اور ان کے اسناد اور سلسلۂ روات بڑی دقت سے نقل کیے گئے ہیں۔ البتہ ہم نے یہاں پر صرف آئمہ معصومین علیہم السلام کے مقدس اسماء پر اکتفا کیا ہے کہ جنہوں نے روایات کو نسل در نسل ایک دوسرے سے نقل کیا ہے۔ اسی طرح قریب ترین راوی نے جس نے معصوم سے روایت کی ہو، اسی کے نام کو ذکر کرنا کافی سمجھا ہے، کیونکہ فٹ نوٹ میں دیے گئے شائع اور حوالہ جات کو ذکر کرنے کے بعد اس کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ علاوہ ازیں راویوں کا عن فلان عن فلان کی صورت

میں ذکر کرنا قارئین کے لیے ذہنی کوفت کا موجب ہے۔

۴ یہ مقتل اس اعتبار سے بھی بے نظیر و بے مثال ہے کہ زمانے کے اعتبار سے آئمہ معصومین علیہم السلام کے زمانہ کے قریب تر ہے، چونکہ صدوقؒ چوتھی صدی ہجری کے نصف اول کے علماء میں سے ہیں، بعض اوقات وہ اپنے پدر بزرگوار کے علاوہ دو تین اور واسطوں کے ساتھ نور و عصمت کے منبع تک پہنچ جاتے ہیں۔

قیام عاشورا سے متعلق شیخ صدوقؒ کا اندازِ بیان

قیام عاشورا سے متعلق شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ کا اندازِ بیان مکمل طور پر دینی و الٰہی ہے۔ شیخ صدوق کی زبان پر مسلسل خدا، فرشتوں، حوروں، روزِ قیامت، آسمانوں، عرش، معجزات، وحی الٰہی، الہام، غیبی اخبار، ایمان و اعتقاد اور انبیاء و اولیائے الٰہی کا کر ہے۔ یہ انداز آج کل کے رسمی و مروج انداز کے بالکل برعکس ہے کہ کوشش کرتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام ایک سیاست مدار شخصیت اور ایک سیاسی رہبر کے طور پر دیکھیں۔ جناب شیخ صدوقؒ کے اندازِ بیان میں دنیا، اقتدار اور حکومت سے متعلق مجمل سے اشاروں کے علاوہ کچھ اور نظر نہیں آتا ہے۔

ان کے اندازِ بیان میں عاشورا ایک حماسے، انقلاب اور تحریک سے زیادہ ایک بہت بڑا فاجعہ اور عظیم مصیبت ہے کہ جو ظلم و زیادتی کے ساتھ حضرت امام حسین علیہ السلام پر تحمیل کی گئی۔ اسی طرح ان کی نگاہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام انقلاب اور قیام کے رہبر ہونے سے بیشتر مظلومیت و معصومیت کے بادشاہ ہیں۔

اس کتاب میں جو وقائع و حوادث بیان ہوئے ہیں ان پر مادی و دنیاوی رنگ کے بجائے الٰہی و دینی رنگ زیادہ ہے۔ حیران کن بات یہ ہے کہ حضرت امام حسین علیہ

السلام کے قاتل بھی دین کا دم بھرتے تھے اور انھیں قربتِ خدا حاصل کرنے کی خاطر شہید کیا گیا ہے۔

بعض وقائع اس قدر ماورائے طبیعت و عادت ہیں کہ ایک افسانے کے طور نظر آتے ہیں۔ شیخ صدوق کے اس اندازِ بیان کو تین محوروں میں خلاصہ کر سکتے ہیں۔ بیعت سے انکار اور فرار، شہادت اور مظلومیت۔ یہ چیزیں حضرت امام حسین علیہ السلام کے کردار، ان کی گفتار اور رفتار سے ہر جگہ پر واضح طور پر نظر آتی ہیں۔

تحقیق کا انداز

- اس تحقیق میں ہم نے جناب شیخ صدوقؒ کی پیروی کرتے ہوئے فصول اور ابواب کے عناوین خود اخبار و نظریات سے منتخب کیے ہیں، جیسا کہ شیخ صدوقؒ کا طریقہ کار بھی یہی تھا۔ ہم نے بھی احادیث و اخبار کو یوں منظم و مرتب کیا ہے کہ احادیث کے متون خود ایک دوسرے کی تشریح و تفسیر کریں۔
- ہم نے زیادہ تر شون جناب شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں سے استخراج کیے ہیں اور بہت تھوڑے مواد میں دوسرے مشہور شیعہ علماءؒ مثلاً شیخ طوسیؒ، مفیدؒ اور حسن بن سلیمان حلیؒ سے وہ روایات نقل کی ہیں جو انھوں نے شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کی ہیں۔ اس بنا پر کتاب ہذا کا متن مکمل طور پر بالواسطہ بلاواسطہ شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ سے نقل ہوا ہے۔
- پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ ہم نے اخبار و احادیث کی ابتداء میں اسناد اور راویوں کے نام حذف کر دیے ہیں۔
- ان احادیث و روایات کے عربی متون جو چہاردہ معصومین علیہم السلام سے

منقول ہیں یا ان کے ضمن میں معصوم سے کوئی بات روایت ہوئی ہے ہم نے اسے تحقیق وتصحیح کے بعد یہاں پر نقل کیا ہے۔ البتہ اس کتاب کا بیشتر حصہ بھی اسی پر مشتمل ہے۔ لیکن ان اخبار کا عربی متن یہاں پر ذکر نہیں کیا گیا جو معصوم علیہم السلام سے منقول و ماثور نہیں ہیں بلکہ اس کے خالی ترجمے پر ہی اکتفا کیا ہے۔

- روایت کا متن اور ترجمہ تحریر کرنے کے بعد جہاں پر وضاحت کرنے کی ضرورت محسوس کی وہاں پر ہم نے مختصر طور پر شرح و وضاحت پر اکتفاء کیا ہے۔ ہم نے اسے ہر فصل کے آخر میں ملحقاتِ فصل کے عنوان سے ذکر کیا ہے، تاکہ مقتل کے متن کے ساتھ مخلوط نہ ہو جائے۔ اسی طرح نسخۂ بدل کے بارے میں توضیحات اور متن سے مربوط مباحث کے حواشی (فٹ نوٹ) کی صورت میں ذکر کیا ہے تاکہ متن مکمل طور پر ایک ہی جگہ پر موجود ہو۔

آخر میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ قرآن شناس اور محقق معاصر اُستاد محمد علی مہدی داد کا شکرگزار ہوں کہ جنھوں نے اس کام میں میری رہنمائی فرمائی ہے۔ اسی طرح اپنے دانشور اور مصنف دوست آقا ید اللہ جنتی کا بھی مشکور ہوں کہ جنھوں نے امام حسین علیہ السلام سے مربوط اس کتاب کو شائع کرنے میں میری مدد کی، نیز اشاعتِ کتاب کے سلسلے میں "بستی نما پبلی کیشنز" کا بھی شکرگزار ہوں۔

وَالسَّلَامُ عَلَى الْحُسَيْنِ الَّذِيْ عَاشَ عَادِلًا وَ مَعْصُوْمًا
وَاسْتُشْهِدَ مَغْصُوْمًا وَ مَظْلُوْمًا

محمد صحتی سردرودی

عرضِ ناشر

مقتل تاریخ نگاری سے ہٹ کر سانحہ کربلا کا حامل ایک باقاعدہ موضوع ہے۔ جس کی بنیاد اخبار و روایات پر ہے۔ یہ اخبار و روایات معصومین علیہم السلام سے مروی ہونا ضروری ہیں۔ اس کے برعکس تاریخ نگاری میں ہر کس و ناکس سے روایت لے لی جاتی ہے جن میں سچ بھی ہو سکتا ہے اور جھوٹ بھی اور بعض اوقات تو یہ تاریخی روایات اور بیانات اس قدر مذموم ہوتے ہیں کہ مقتلِ حسینؑ واصحابہ کے بجائے قتلِ حسین و اصحابہ بن جاتے ہیں۔ چنانچہ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر کہ ومہ سے مروی تاریخی روایات سے گریز کیا جائے اور آئمہ معصومینؑ سے مروی مستند روایات کو رواج دیا جائے، تاکہ دشمنوں کی پھیلائی ہوئی غلط باتوں کا سدِّ باب بھی کیا جا سکے اور محبت کا دم بھرنے والوں اور عقیدۂ امامت رکھنے والے بعض کم عقل اور کج فہم لوگوں کی من گھڑت کہانیوں سے بھی بچا جا سکے۔ اس سلسلہ میں افسانۂ شتربان اور امام حسینؑ کے حضرت عیسیٰؑ کی طرح آسمانوں پر اٹھا لیے جانے کی بے بنیاد اور غلط روایتوں کو بطور مثال پیش کیا جا سکتا ہے۔ کُلُّ یوم عاشورہ کا بھی یہی معاملہ ہے جو زیدیہ کے عقائد کا عکس ہے (افسوس تو یہ ہے کہ اس مصنوعہ خبر کو امام صادق علیہ السلام سے روایت کیا گیا ہے) حالانکہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی وہ روایت سب کو معلوم ہے کہ جس میں کَيَوْمِ قَتْلِ الْحُسَيْنِ" قتلِ حسینؑ کے مانند کوئی دن نہیں ہے، اور یہی روایت عبداللہ بن

عمر سے منقول ہے۔ مختصر یہ کہ یوم حسینؑ ہے، یوم حسینؑ بھلا اس جیسا کوئی اور دن کس طرح ہوسکتا ہے۔ بقول شاعر بلقیس قمر سبزواری

آسمانوں سے گزر جائیں گزرنے والے
کربلا بند ہے بس ایک شہادت کے لیے

اور بقول پروفیسر مظہر عباس چودھری ؎

دوسری کربلا بنے کیسے
کیا کوئی دوسرا حسینؑ بھی ہے؟

زیرِ نظر کتاب مقتلِ حسینؑ مؤلفہ اصبغ بن نباتہ کے علاوہ دوسرے معلوم مقتل، مقتل الحسینؑ مؤلفہ شیخ صدوق رحمتہ اللہ علیہ کی تشکیلِ جدید ہے۔ یہ مقتل اپنی اصل کتابی صورت یعنی سابقہ ترتیب و تدوین میں تو نہیں لیکن علامہ محمد صحتی سردرودی قبلہ نے موصوف کی مختلف کتب کی ورق گردانی اور گہرے مطالعہ کے بعد روایات مقتل کو یکجا کر کے اس ناپید مقتل (مقتل شیخ صدوقؒ) کا احیاء کیا ہے۔

شیخ صدوق مذہب احیائے اثنا عشریہ کے وہ عظیم عالم تھے جنھوں نے تشیع کی علمی بنیادوں کو محکم کرنے کے لیے اپنی عمر عزیز وقف کردی۔ آپ امام حسن عسکریؑ کے معتمد صحابی اور رفیق ابنِ بابویہ القمی کے فرزند رشید اور حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ اُستاد گرامی تھے۔ اس مقتل کی روایات ہر لحاظ سے مستند اور معتبر ہیں۔ علامہ سردرودی نے مختلف حصوں میں اس کی تدوین و ترتیب کے ساتھ ساتھ ہر فصل کے آخر میں جو تحقیقی تبصرہ کیا ہے وہ بھی قابلِ قدر اور لائق تحسین ہے۔

حجۃ الاسلام مولانا آزاد حسین مشہدی صاحب نے اس عظیم کاوش کو اُردو کے

قالب میں ڈھال کر بڑی خدمت کی ہے ہم نے اس مسودہ پر نظر ثانی بھی حتی المقدور کی ہے اور اسے ہر اعتبار سے خوب تر بنانے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ اس سلسلے میں ماہر لسانیات اور ادیب پروفیسر مظہر عباس چودھری کا تعاون بھی ہمارے ساتھ شاملِ حال رہا۔ پروف ریڈنگ کی خدمات غلام حبیب نے انجام دی ہیں۔ اللہ رب العزت ہم سب کی توفیقات میں اضافہ فرمائے اور تا حیات ملتِ تشیع کی علمی و اشاعتی خدمات پر مامور رکھے۔ آمین!

طالبِ دعا!
ریاض حسین جعفری
سربراہ ادارہ منہاج الصالحین، لاہور

واقعۂ کربلا کے معروضی مطالعہ کے ذرائع

(پروفیسر مظہر عباس چودھری)

واقعۂ کربلا کے معروضی مطالعہ کے لیے اس دور کے قریب ترین سماعی مآخذ پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔ اس جانکاہ سانحہ کو سمجھنے کے لیے راویوں کے اقوال کا ایک بڑا ذخیرہ دستیاب ہے، جن میں وہ راوی بھی شامل ہیں جو قاتلینِ امامؑ میں شامل تھے یا قاتلوں کے طرفدار تھے اور وہ راوی بھی جو مقتولین سے وابستگی رکھتے تھے یا پھر اُن کے طرف دار تھے۔ آج کے دور میں یہ کام بہت مشکل اور دشوار ہے اور واقعات کی پوری تفصیل مع پس منظر اور پیش منظر کے، جاننے کے لیے مآخذ و منابع تک رسائی نہایت ضروری ہے۔

عمومی طور پر واقعاتِ کربلا کا بنیادی ماخذ تاریخ کو خیال کیا جاتا ہے کہ ان کے ذریعے ہمیں تفصیلی معلومات میسر آتی ہیں۔ اس ضمن میں محمد بن جریر طبری کی تاریخ المعروف بہ تاریخِ طبری اپنے سلسلۂ سند کے سبب خصوصی اہمیت کی حامل ہے۔ طبری نے عینی شاہدوں کے بیانات کو فوقیت دی ہے اور ایک ہی واقعہ کے تحت ایک سے زیادہ بیانات قلم بند کیے ہیں۔ پھر ابنِ اثیر نے اپنی تاریخ المعروف بہ تاریخِ کامل طبری کی تہذیب و تنقیح سے تالیف کی جو خصوصی اہمیت کی حامل قرار پائی۔

مطالعۂ تاریخ میں راویان کے نقطۂ نظر اور زاویۂ فکر کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے واقعات کے تقابلی مطالعہ کی ضرورت ہے، تاکہ ان کی توثیق یا تردید کی

جا سکے۔ اس سلسلے میں طبری اور ابنِ اثیر کے علاوہ چند اہم مؤرخین کے کام سے استفادہ کیا جا سکتا ہے جن میں ابوحنیفہ دینوری (282ھ)، احمد بن یعقوب (292ھ) اعثم کوفی (314ھ) اور ابوالحسن علی بن الحسین مسعودی (346ھ) کے نام اہم ہیں۔ جنھوں نے بالترتیب اخبار الطوال، تاریخِ یعقوبی، الفتوح اور مروج الذہب کے ناموں سے کتب تاریخ تالیف کیں۔

تاریخ کا اساسی اور اختصاصی طریقہ اپنی ضروریات کے تحت معلومات کو یکجا اور جمع کرنا ہے اور کسی خاص واقعہ کو اس کی اہمیت کے لحاظ سے خصوصی مطالعہ کا موضوع نہیں بنایا جاتا، لہٰذا تاریخی زاویۂ نگاہ سے واقعۂ کربلا کی اتنی ہی معلومات دستیاب ہیں جتنی تاریخ نے اپنی ضرورت کے تحت جمع کی ہیں، ہمیں انھی پر اکتفا کرنا پڑتا ہے اور مزید معلومات کے حصول میں مایوسی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

تاریخ کی اس تنگ دامانی کے علاج کے لیے ہمارے لیے مطالعۂ مقاتل بہت ضروری اور نہایت مفید ثابت ہے۔ تاریخ کے برعکس مقتل نگاری کا مقصد ہی کربلا کی واقعات نگاری اور سوانح نگاری ہے۔ مقتل کا مطمعِ نظر تاریخ کی طرح مختلف اطراف و جوانب میں پھیلاؤ کے بجائے صرف ایک ہی موضوع کی تفصیلات اور جزئیات کی طرف ارتکازِ نگاہ ہے۔ چنانچہ کربلا کے خصوصی مطالعہ کے لیے تاریخ سے زیادہ اہمیت مقتل یا مقاتل کو حاصل ہے۔ واقعۂ کربلا میں موجود افراد کی دو قسمیں ہیں: پہلے وہ جو امامِ عالی مقامؑ کے ساتھی تھے اور دوسرے وہ جو لشکرِ یزید میں شامل تھے۔

تاریخ میں مذکور اکثر روایات فوجِ یزید میں موجود لوگوں سے مروی ہیں اور مقاتل کا زیادہ تر حصہ امام حسینؑ کے ساتھیوں سے منقول روایات پر مشتمل ہے۔

اصحابِ حسینؑ سے مروی روایات کو اگر مؤرخین نے نقل بھی کیا ہے تو بہت کم بلکہ نہ ہونے کے برابر، اس کے دو بڑے اسباب ہیں:

اولاً: راویانِ مقاتل کا فطری رجحان آلِ محمدؐ اور اہلِ بیت حسین علیہ السلام کی طرف تھا اور انھی کے حلقہ کے افراد سے اُن کا میل ملاپ تھا، جب کہ مؤرخین ان ہستیوں کی طرف رجحان نہ کر پائے۔

ثانیاً: اُس زمانے میں آلِ محمدؐ اور ان کے محبین پر ظلم وستم روا رکھا گیا نیز اُن کے ذکر پر پابندیاں عائد رکھی گئیں، جس کے باعث مؤرخین آلِ محمدؐ سے دور رہے اور حکومتِ وقت کے خوف کی وجہ سے واقعۂ کربلا کو اُس کے حقیقی وارثوں سے درک نہ کر سکے۔

مقتلِ حسینؑ اور حسین علیہ السلام کے اعزہ واصحاب کے مقاتل کے بارے میں جس قدر کتب حیطۂ تحریر میں لائی گئیں وہ حکومتی مؤرخین کی تاریخ نگاری کا توڑ ثابت ہوئیں۔ ان کتب کی تعداد اس قدر زیادہ ہے کہ کسی اور موضوع پر لکھی جانے والی کتب کا ان سے موازنہ نہیں کیا جا سکتا، یہاں تک کہ کسی عام شخص کے قتل کی تفصیلات پر مقتل کے لفظ کا اطلاق ہی متروک ہو گیا اور لفظِ مقتل صرف حسینؑ اور اصحابِ حسینؑ کی شہادتوں کے لیے محدود ومخصوص ہو گیا۔

ایسے مقاتل جو لفظِ مقتل سے شروع ہوتے ہیں اُن کی فہرست آقائے بزرگ تہرانی کی کتاب الذریعہ میں موجود ہے۔ نیز وہ مقاتل جو لفظ مقتل سے شروع نہیں ہوتے، کی فہرست بھی الذریعہ میں حروفِ تہجی کے حساب سے نقل کی گئی ہے۔ جن کی تعداد ایک اندازے کے مطابق دو سو ہے اور بعض کا تفصیلی تعارف ہماری کاوش ''مقتل الحسینؑ واصحابہ'' میں مرقوم ہے۔

یزید پلید کے عہد سے لے کر دورِ بنی امیہ میں عمر بن عبدالعزیز کے عہد تک واقعہ کربلا کو حیطۂ تحریر میں لانا تو کجا محض اس کا زبانی تذکرہ کرنے کی بھی کسی میں جرأت نہ تھی۔ اس دور کے شعراء بھی امام حسینؑ کا مرثیہ لکھنے سے بنی امیہ کے خوف کے سبب گریز کرتے تھے۔ ایسے جبر، خوف اور گھٹن کے دور میں بھی واقعۂ کربلا کا محفوظ رہنا اور آئندہ نسلوں تک منتقل ہونا معجزہ وکرامت سے کم نہیں۔

محققین نے اس کے تین بڑے اسباب بیان کیے ہیں:

اوّل: رسولِ اسلامؐ، امیر المؤمنینؑ اور امام حسنؑ کے متعدد فرمودات جو واقعہ کربلا کے اثرات کی قبولیت کا باعث بنے۔

دوم: مخدراتِ عصمت کا واقعۂ کربلا میں موجود ہونا اور باوجود اُسارت کے لوگوں کو واقعاتِ کربلا نیز فضائل اہلِ بیتؑ سے روشناس کروانا، خصوصاً سیدہ زینب سلام اللہ علیہا اور سیدہ ام کلثومؑ کے خطبات جو اوّلین مقتل ٹھہرے۔

سوم: واقعۂ کربلا کے بعد توابین کا وجود مقتل کے بیان اور رسومِ عزاداری ترویج کا باعث بنا۔

اگر ہم مقتل نویسی کے ارتقاء اور معیار کا جائزہ لیں تو بھی تدریجی مراحل اور مختلف مقامات سامنے آتے ہیں۔ آغاز میں بعض مقتل نویسوں نے ہر طرح کی صحیح یا غیر صحیح اور سقیم روایات کو جمع کر دیا، جو تقاضائے وقت بھی تھا۔ البتہ بعد میں آنے والوں پر ذمہ داری عائد ہوتی تھی اور ہوتی ہے کہ وہ صحیح روایات کو سقیم روایات سے الگ کرتے کہ پہلے سے موجود جوامع پر انحصار کرتے۔

اس کے بعد دوسرا مرحلہ شروع ہوا جو مقاتل میں اجتہاد اور غلط صحیح میں امتیاز

مرحلہ تھا۔ آج محققین کا کہنا ہے کہ محمد بن مسلم جو فوجِ یزید میں شامل تھا اور یزیدیوں کا خیر خواہ تھا، ابوالفرج اصفہانی جو اُمویوں اور زبیریوں کا ہوا خواہ تھا، ابو مخنف جو دشمنانِ آلِ محمدؐ سے روایت لیتا تھا اور طبری جو مجاہد اور سدی جیسے منحرف اشخاص سے روایت کرتا رہا، کی روایت پر بغیر چھان پھٹک اور اجتہاد کے اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔ اس ضمن میں قدیم مقتل نگاروں میں سے ابن نما اور سید بن طاؤس کے نام خصوصی اہمیت کے حامل ہیں، جنہوں نے بالترتیب مثیر الاحزان اور لہوف تصنیف فرمائیں۔ اوّل الذکر درمیانے درجے کا (ضخامت کے لحاظ سے) مقتل ہے اور آخر الذکر مختصر کتابِ مقتل ہے۔

شیخ صدوق، شیخ مفید اور سید بن طاؤس کے زمانے تک نہایت مفصل اور مبسوط مقاتل کے موجود ہونے کا ذکر ملتا ہے لیکن آج ان تک ہماری رسائی نہیں، البتہ ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ مکمل طور پر ناپید ہو چکے ہیں۔ مقاتل کی تحقیق میں مجالس کا تذکرہ بھی نہایت ضروری ہے۔ مجالس تقریری انداز میں ہیں اور مقاتل تحریری انداز رکھتے ہیں۔ خود مقتل نگار بھی مجالس سے استفادہ کرتے نظر آتے ہیں، کیونکہ یہ مجالس رسولِ خدا، امیر المومنینؑ اور امام حسینؑ نیز اہلِ بیتِ حسینؑ سے مربوط ہیں۔ مجالس سنتِ زینبؑ وسجادؑ ہیں۔ اور یہی مجالس تحریری صورت میں مقاتل کا حصہ بنیں۔ مجالس کا یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ کتبِ مجالس بھی موجود ہیں جن کے مصنفین میں سے اکثر صاحبانِ اہلِ مطالعہ تھے۔ بحر المصائب اور ریاض القدس ایسے ہی صاحبان کی کتب ہیں۔ ذاکرین، واعظین، خطبا اور مصائب خوانوں کو چاہیے کہ وہ جعلی اور وضعی احادیث سے احتراز کریں۔ منبر پر آنے کی بھی کچھ شرائط ہیں۔ جہاں تک روایات میں اختلاف کا تعلق ہے تو اسے اہمیت نہیں دینی چاہیے، کیونکہ یہ اختلاف صداقت یا عدم

صداقت کا معیار نہیں اور پھر ہر شخص کا اپنا مشاہدہ اور زاویۂ نگاہ ہوتا ہے اور نہ ہی ہر کسی کی قوتِ حافظہ ایک جیسی ہوتی ہے۔

مہیج الاحزان، امالی السبطین، اخبارِ ماتم، سحابِ رحمت (سردارِ کربلا، مترجم راقم الحروف)، سوگنامۂ آلِ محمدؐ وغیرھم مقاتل کی معتبر کتب ہیں، جو اُردو کے قالب میں موجود ہیں۔ سوادِ اعظم کے مؤرخین نے بھی کربلا کے واقعات کو معتبر ذرائع سے نقل کیا ہے لیکن وہ واقعۂ کربلا کو معتبر ذریعہ سے حاصل کرتے ہیں اور واقعہ کی اصلیت سے سروکار نہیں رکھتے۔ اکثر مؤرخین نے سانحہ کربلا کو محض بیان کرنے پر اکتفا کیا ہے اور اس پر اظہارِ نظر سے گریز کیا ہے۔ کچھ نے تو امامؑ کی تحریک کو ابتدائی اور غیر سنجیدہ تحریک تک قرار دیا ہے اور یہاں تک لکھ دیا ہے کہ ''حسینؑ ابنِ علیؑ نے جس طرح چاہیے تھا ویسے حکومتِ وقت کی طاقت اور اپنی طاقت کا بغور موازنہ نہ کیا۔'' یہ کم عقل اور کج فہم امامؑ کے عمل کو مصلحتِ وقت کے خلاف جانتے ہیں اور اس قدر جسارت کرنے لگتے ہیں کہ امامؑ کا قیام خود اُن کے لیے اور اسلام و مسلمین کے لیے یوم قیامت تک خسارہ ہے۔ مثلاً العواصم من القواصم کا مؤلف قاضی ابوبکر بن عربی امام عالی مقامؑ کے قیام پر تاسّف کے ساتھ لکھتا ہے:

''اگر حسینؑ بن علیؑ جو اُس امت کے بزرگ، امت کے بزرگ کے صاحبزادے، امت میں سب سے بلند مرتبہ اور شریف ترین شخصیت کے پسر تھے، اپنے گھر میں بیٹھ جاتے، کھیتی باڑی کرتے یا مویشی چراتے تو آشتی سے پیوستہ رہتے اور اگر لوگ حتیٰ کہ ابنِ عباس اور عبداللہ بن عمر بھی اُن سے درخواست کرتے کہ حق کے لیے قیام کریں تو ان کی بات نہ مانتے اور رسولِ خدا کی تہدید پر توجہ دیتے ...... کہ حسنؑ بن علیؑ نے تمام تر طاقت ہونے کے باوجود خلافت و حکومت ہاتھ سے دے دی۔ ایسے میں وہ

(حسینؑ) اوباش لوگوں کی مدد سے کس طرح تختِ حکومت پر قبضہ کر سکتے تھے؟ اگر وہ ان تمام باتوں کو سامنے رکھتے تو ہرگز ایسا افسوس ناک واقعہ پیش نہ آتا۔'' ۞

''ابن خلدون نے اگرچہ امامؑ کے قیام اور اہل بیتؑ زعامت کی تصدیق کی ہی لیکن رقم طراز ہے: ''حسینؑ کے بارے میں مجھے کہنا چاہیے کہ جب یزید کا فسق زمانے کے تمام لوگوں پر عیاں ہو چکا، کوفہ میں اہل بیتؑ کے پیروؤں نے حسینؑ بن علیؑ سے درخواست کی کہ کوفہ آئیں اور یزید کے خلاف قیام میں مدد کریں، حسینؑ نے توجہ کے ساتھ یزید کے فسق کے خلاف قیام کو خصوصاً جو قیام کرنے کی قدرت رکھتا ہو، واجب جانا۔ اس بنیاد پر ان کا اپنی اہلیت کے بارے میں یہ گمان صحیح تھا، لیکن اُن کی فوجی طاقت کے بارے میں یہ اندازہ کہ ایسی طاقت سے وہ قیام میں کامیاب ہوں گے اشتباہ سے دوچار تھا، خدا اُن پر رحم کرے۔'' (مقدمہ ابن خلدون، ص: 116)

امام علیہ السلام پر نکتہ چینی اور اعتراض کرنے والے یہ ناقص العقل قیام کا سارا ہدف حکومت اور خلافت کو جانتے تھے۔ یہ لوگ اس نقطہ سے غافل ہیں کہ امام عالی مقامؑ بنی امیہ کی مادی اور فوجی طاقت سے کاملاً آگاہ تھے اور آپؑ کو اُن کی خاندانِ رسولؐ کے خلاف سابقہ اور دیرینہ دشمنی اور بیوفائی بھی یاد تھی۔ آپؑ پر بزرگوں کی نصیحت اور رائے کو بھی رَد نہیں کرتے تھے، کیوں کہ وہ امامؑ سے دلی محبت رکھتے تھے اور آپؑ کے رشتہ دار تھے۔ اس کے باوجود امامؑ دینِ اسلام کی مصلحت پر ترجیح دیتے تھے اور اس ذمہ داری کو بہت اہم جانتے تھے۔ امام علیہ السلام نے اپنی ذات اور اپنے ساتھیوں کی جانوں کی حفاظت کے لیے دینی مصالح سے صرفِ نظر نہ کیا اور ان کی انجام دہی پر خود کو

۞ الواصم من الواصم، صفحہ 232

مامور جانا، حالانکہ امامؑ جانتے تھے کہ یزید پلید کی بیعت نہ کی تو مارے جائیں گے اور اہلِ عراق کے خواص اور لوگوں کے عمومی چناؤ، فکری انحطاط اور ارادے کے فقدان سے بنی اُمیہ کی دہشت گردی اور فوجی طاقت کو بڑی مدد ملے گی اور نتیجتاً آپؑ شہید کر دیے جائیں گے۔

امامؑ نے اپنی خیرخواہی کرنے والوں کے جواب میں فرمایا تھا:

''میں بیعت کروں گا اور نہ ظلم کی حکومت کی تائید کروں گا اور میں یہ جانتا ہوں کہ جہاں کہیں جاؤں گا اور جہاں بھی ٹھہروں گا وہ مجھے مار دینے کے درپے ہوں گے۔ خانۂ خدا کی حرمت کی خاطر میں مکہ چھوڑ رہا ہوں، تاکہ میرا خون بہنے کی وجہ سے اس کی حرمت کی ہتک نہ ہو۔'' ۞

چنانچہ محققین اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ اگر صرف تاریخی ونقلی طریقۂ کار پر عمل جائے تو نتیجہ وہی نکلے گا جو اس طرح کے مؤلفین نے نکالا لیکن اگر ہم اس نتیجہ پر پہنچنا چاہتے ہیں تو تاریخ کے علاوہ دوسرے ذرائع اور امامؑ کی معرفت کے بارے میں موجود روایات پر توجہ دینے اور سانحۂ عاشورہ کے معتبر اثبات کے ساتھ اس پر حاکم اصول قواعد پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ یہ بھی ذہن نشین رہے کہ ابنِ خلدون جو خود تاریخ کو روایت سرائی سے نکال کر اس کے اصول وقوانین وضع کرنے کا حامی تھا، واقعہ کر کے تحلیل وتجزیہ میں اپنے سے پہلے مؤرخین سے بھی زیادہ غلطیوں کا مرتکب ہوا۔ وجہ یہ تھی کہ وہ تعقل کے دعوے کے باوجود تعصب سے دامن نہ بچا سکا۔ طبری اور ابنِ خلدون جیسوں نے جبری نقطۂ نظر (Determinism) کو اپنایا اور تعقل

۞ ارشاد شیخ مفید، ص: 201، فصول المہمہ، ص: 168

ریعے جامعہ شناسی کے طریق سے عاشورہ کی ماہیت کی تہ تک نہ پہنچ سکے۔ عیسائیوں اور بعض صوفیاء نے بھی سانحہ کربلا کی عجیب عجیب توضیحات کی ہیں اور تحریف وتصرف کے مرتکب ہوئے ہیں۔ مسیحیت کے متاثرین کا کہنا ہے کہ جس طرح حسینؑ نے شہادت پانے اور قتل ہونے کے لیے قیام کیا نہ کہ حکومت وقت سے جنگ لڑنے کے لیے، کیونکہ اُن کے پیش نظر مسیح کی بشریت کے لیے فداکاری کی داستان ہے، جبکہ صوفیا حادثۂ کربلا کو عشق کی پیداوار سمجھتے ہیں اور اُن کے نزدیک شہادتِ حسینؑ اپنی تمام تر عظمت و جلالت کے باوجود بے مقصد اور معنی سے خالی ہے اور مشیتِ الٰہی کے تحت روزِ اَلست سے قتلِ امامؑ کے لیے منتخب ہونے والے قاتل بھی بری الذمہ ہوجاتے ہیں اور تحریک عاشورہ فلسفہ و پیام سے خالی ہوجاتی ہے۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ سانحۂ کربلا کو فقہی اور اجتہادی طریق کار کے تحت جانچا اور پرکھا جائے اور کماحقہ حسینؑ شناسی کی جائے۔ یہ حسینؑ شناسی عرفانیت ہی کی ایک صورت ہے مگر یہ عرفانیت مکتبِ معصومینؑ سے وابستہ اور طریقِ معصومینؑ سے ماخوذ ہونی چاہیے۔

الحمد للہ حضرت علامہ محمد صحتی سردرودی نے یہ کارِ عظیم سرانجام دیا ہے کہ شیخ صدوق علیہ الرحمہ کے ''مقتل الحسینؑ'' کی تشکیل نو کردی۔ یہ مقتل اُن کی تصنیفات اور تالیفات میں ضرور شامل تھا، لیکن باوثوق اور موردِ اعتماد بنایا ہے۔ مقدمہ (پیش لفظ) بھی نہایت علمی اور تحقیقی ہے۔ مولانا آزاد حسین مشہدی نے اس کا اُردو ترجمہ کرکے مذہب حقہ کی بہت بڑی خدمت کی ہے۔ جبکہ حجۃ الاسلام علامہ ریاض حسین جعفری کی نظرِ ثانی اور اشاعتی امور بھی لائقِ تحسین ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان علمائے کرام کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔

پہلی فصل

نواسہ رسولؐ زمانۂ رسولؐ میں

یہ پانچوں ہی بنائے لا الہ ہیں
نبی، داماد، بیٹے اور نواسے

اُمِ ایمن کا خواب

عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ: اَقْبَلَ جِیْرَانُ اُمِّ اَیْمَنَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمَّ اَیْمَنَ لَمْ تَنَمِ الْبَارِحَةَ مِنَ الْبُکَاءِ، لَمْ تَزَلْ تَبْکِیْ حَتّٰی اَصْبَحَتْ۔ قَالَ: فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلٰی اُمِّ اَیمَنٍ فَجَاءَ تهُ، فَقَالَ لَهَا: یَا اُمَّ اَیْمَن لَا اَبْکَی اللّٰهُ عَیْنَیْكِ، اِنَّ جِیْرَانَكِ اَتونِی وَاَخْبَرُوْنِیْ اَنَّكِ لَمْ تَزِلِیْ اللَّیْلُ تَبْکِیْنَ اَجْمَعَ، فَلَا اَبْکَی اللّٰهُ عَیْنَیْكِ مَا الَّذِیْ اَبْکَاكِ؟

قَالَتْ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَأَیْتَ رُؤْیَا عَظِیْمَةً شَدِیْدَةً، فَلَمْ أَزَلْ أَبکی اللیلَ أَجمع فقال لها رسولُ اللّٰه: فَقِصِّیهَا عَلٰی رسولِ اللّٰه، فَاِنَّ اللّٰهَ ورسولَه أعلمُ فقالتْ: تَعظُمُ عَلَیَّ أَن أتکَلَّمَ بِهَا فقالَ لها: اِنَّ الرُّؤیا لَیستْ عَلٰی ما تُرىٰ فَقَصِّیهَا عَلٰی رَسولِ اللّٰه

قالتْ: رأیتُ فی لَیلتی هذه کَاَنَّ بَعضَ اَعضائِكَ مُلقیً فی بیتی

فَقَالَ لَهَا رسولُ اللّٰه: نَامَتْ عَينُكِ يا أُمَّ أيمنَ، تَلِدُ فاطمةُ الحسنَ، فَتُرَبِّينَهُ وَ تُلَبِّينَه، فيكونُ بعضُ أعضائي في بَيتِكِ فلمّا ولدَتْ فاطمةُ الحسينَ فكانَ يومَ السَّابعِ، أمَرَ رسولُ اللّٰهِ فَحلقَ رَأْسَهُ وتَصدّقَ بِوَزنِ شَعْرِهِ فِضَّةً وَعَقَّ عَنهُ ثُمَّ هَيَّأتهُ أُمُّ أيمَن ولَفّتهُ فِي بُردِ رَسُولِ اللّٰه ثُمَّ أَقْبَلَتْ بِهِ إِلى رَسولِ اللّٰهِ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالْحَامِلِ وَالمَحمولِ، يا أُمَّ أيمَن هذَا تَأوِيلُ رُؤيَاكِ ۞

حضرت امام جعفرصادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

''ام ایمنؓ کے ہمسائے رسولِ خداؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ! ام ایمنؓ گذشتہ شب گریہ کی وجہ سے نہیں سوئی ہیں۔ وہ صبح تک گریہ کرتی رہی ہیں۔ رسولِ خداؐ نے کسی کو (بلانے کے لیے) ام ایمنؓ کے پاس بھیجا۔ وہ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔

رسولِ خداؐ نے ان سے کہا: اے امِ ایمن! آپ کے ہمسائیوں نے مجھے بتایا ہے کہ آپ ساری رات گریہ کرتی رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو (کبھی) نہ رلائے، آپ کس وجہ سے گریہ کرتی رہی ہیں؟

انھوں نے کہا: یارسول اللہؐ! میں نے گذشتہ رات بہت سخت قسم کا خواب دیکھا، اسی وجہ سے پوری رات صبح تک روتی رہی ہوں۔ رسولِ خداؐ نے فرمایا: اپنا خواب اللہ کے رسولؐ کے سامنے بیان کریں۔ پس اللہ اور اس کا رسولؐ سب سے بہتر جانتے ہیں۔

ام ایمن نے کہا: اسے بیان کرنا میرے لیے بہت سخت ہے۔

۞ شیخ صدوق الامالی ص:143-142

رسول خداؐ نے فرمایا: خواب کی حقیقت کچھ اور ہوتی ہے، جو کچھ خواب میں دیکھا جاتا ہے ویسا ہوتا نہیں ہے۔ پس اللہ کے رسول کے سامنے بیان کرو۔

اُمِ ایمن نے کہا: میں نے گذشتہ رات خواب میں دیکھا ہے کہ گویا آپؐ کے بدنِ (مطہر) کا ٹکڑا میرے گھر میں گرا ہے۔

رسولؐ خدا نے فرمایا: اے اُمّ ایمن! خاطر جمع رکھیں۔ فاطمہؑ کے ہاں حسینؑ (نامی بچہ) پیدا ہوگا اور آپ اس کی تربیت اور دیکھ بھال کریں گی۔ پس یوں آپ کے گھر میں میرے بدن کا ٹکڑا ہوگا۔ جب حضرت فاطمہؑ کے ہاں امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے تو ساتویں دن رسولؐ نے حکم دیا کہ نوزاد کا سر مونڈھ کر ان کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ دیں اور ان کے لیے ایک گوسفند ذبح کریں (یعنی عقیقہ کریں) پھر اُمّ ایمن نے انہیں تیار کیا۔ رسول خداؐ کی عبا میں لپیٹا اور رسول خداؐ کی خدمت میں لائیں۔ رسول خداؐ نے فرمایا: آفرین ہو اُٹھانے والی (ام ایمن) کے اور جس کو اُٹھایا ہے۔ اے اُمّ ایمن! یہ آپ کے خواب کی تعبیر ہے۔ ۞

پاکیزہ مولود

عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْحُسَيْنِ عَنْ أَسْمَاءِ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ عَبْدُالْمُطَّلِبِ قَالَتْ: لَمَّا سَقَطَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ بَطْنِ اُمِّهِ وَكُنْتُ وَلِيَتَهَا قَالَ النَّبِيّ: يَا عَمَّةَ! هَلُمِّي إِلَيَّ النَّبِيُّ۔ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا لَمْ نُنَظِّفْهُ بَعْدُ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَمَّةَ أَنْتَ تُنَظِّفِيْنَهُ! إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى قَدْ نَظَّفَهُ وَطَهَّرَهُ

۞ شیخ صدوق: الامالی 142و143

''حضرت امام حسین علیہ السلام کی بیٹی فاطمہ حضرت ابوبکر کی بیٹی اسماء سے روایت کرتی ہیں: عبدالمطلب کی بیٹی صفیہ نے کہا: جب امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے تو میں ان کی دایا تھی۔ رسول خداؐ نے فرمایا: اے پھوپھی جان! جلدی کریں، میرے بیٹے کو میرے پاس لائیں! میں نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ! میں نے ابھی تک انھیں نہلایا نہیں ہے۔

آپؐ نے فرمایا: اے پھوپھی جان! کیا آپ ان کو پاک کریں گی جبکہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ (خود) اللہ نے انھیں پاک و پاکیزہ پیدا کیا۔'' ✿

قصہ ٔ فطرس

عَنْ اِبْرَاهِيمَ بنِ شُعَيبِ الميثمی، قَالَ: سَمِعْتُ الصَّادِقَ اَبَا عَبْدِاللّٰهِ يَقُولُ: اِنَّ الْحُسَيْنَ بن عَلِيٍّ لَمَّا وُلِدَ اَمَرَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ جِبرَئيلَ اَنْ يَهْبِطَ فِیْ اَلْفٍ مِنَ الْمَلَائكَةِ فَيُهَنِّیَ رَسُولَ اللّٰهِ مِنَ اللّٰهِ وَمِنْ جَبرائِيلَ، قَالَ: فَهَبَطَ جِبرَئيلُ، فَمَرَّ عَلٰی جَزِيرَةٍ فِی الْبَحْرِ فِيهَا مَلَكٌ يُقَالُ لَهُ: فُطْرُس، كَانَ مِنَ الحَمَلَةِ، بَعَثَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِیْ شَیْءٍ فَاَبْطَأَ عَلَيهِ، فَكَسَرَ جِنَاحَهُ وَاَلْقَاهُ فِیْ تِلْكَ الْجَزِيرَةِ، فَعَبَدَ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی فِيهَا سَبْعَمِائَةِ عَامٍ حَتّٰی وُلِدَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ فَقَالَ الْمَلَكُ لِجِبرَئِيلَ: يَا جِبرَئِيلَ، اَيْنَ تُرِيدُ؟ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اَنْعَمَ عَلٰی مُحَمَّدٍ بِنِعْمَةٍ فَبُعِثْتُ اُهَنِّئُهُ مِنَ اللّٰهِ وَمِنِّی فَقَالَ: يَا جِبرَئِيلَ! اِحْمِلْنِی مَعَكَ، لَعَلَّ مُحَمَّدًا يَدْعُولِی

✿ امالی شیخ صدوق: ص198-199

قال فحملهُ، قَالَ: فَلَمَّا دَخَلَ جبرَئيلُ عَلَی النَّبِیِّ هَنَّاهُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَ مِنهُ وَاَخبَرهُ بِحَالِ فُطْرُسَ، فَقَالَ النَّبِیُّ قُل لَهُ: تَمَسَّحْ بِهٰذَا الْمَولُودِ وَ عُدْ اِلٰی مَكَانِكَ

قَالَ: فَتَمَسَّحَ فُطْرُسُ بِالحُسَينِ بنِ عَلِیٍّ وَارْتَفَعَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! اَمَا اِنَّ اُمَّتَكَ سَتَقْتُلُهُ، وَلَهُ عَلَیَّ مُكَافَاةٌ اَلَّا يَزُورَهُ زَائِرٌ اِلَّا اَبْلَغْتُهُ عَنهُ وَلَا يُسَلِّمَ عَلَيهِ مُسَلِّمٌ اِلَّا اَبْلَغتُه سَلَامَهُ وَلَا يُصَلِّی عَلَيهِ مُصَلٍّ اِلَّا اَبْلَغْتُهُ صَلَاتَهُ، ثُمَّ ارْتَفَعَ

''ابراہیم بن شعیب میثمی کہتے ہیں: میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپؑ نے فرمایا:

جس وقت حسین بن علی علیہ السلام پیدا ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے جبرئیل سے فرمایا ایک ہزار فرشتوں کے ہمراہ زمین پر اُترو اور میں اللہ اور اپنی طرف سے رسولِ خداؐ کو مبارک باد دو۔ حضرت جبرئیلؑ روانہ ہوئے۔ دورانِ سفر ایک جزیرے سے گزرے کہ وہاں پر ایک فطرس نامی فرشتہ موجود تھا۔ وہ حاملانِ عرش میں سے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ذمے کوئی کام لگایا تھا چونکہ اس نے اسے انجام دینے میں سستی کی تھی، اللہ تعالیٰ نے اس کے پر توڑ کر اسے اس جزیرے میں پھینک دیا تھا۔ فطرس نے وہاں پر سات سال تک خدا کی عبادت کی تھی۔ جب امام حسین علیہ السلام دنیا پر تشریف لائے اور حضرت جبرئیل کو زمین پر اُترتے دیکھا تو اس نے جبرئیلؑ سے پوچھا: آپ کہاں جا رہے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ نے (حضرت) محمدؐ کو ایک نعمت سے نوازا ہے، مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اپنی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے انھیں مبارک باد پیش کروں۔ فطرس نے

کہا: اے جبرئیلؑ! مجھے بھی اپنے ہمراہ لے چلو، تا کہ محمدؐ میرے حق میں دعا فرمائیں۔"

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

حضرت جبرئیلؑ اسے اپنے ہمراہ لے گئے، جب رسولِ خداؐ کی خدمت اقدس میں پہنچے تو انھیں اپنی اور اللہ کی طرف سے مبارک باد دی اور فطرس کے حالات بھی بتائے۔

رسول خداؐ نے فرمایا: فطرس سے کہو کہ اپنے آپ کو اس مولود سے مَس کرے اور اپنے مقام کی طرف پلٹ جائے۔ فطرس نے اپنے پَر امام حسین علیہ السلام سے مَس کیے اور آسمان کی بلندیوں کی طرف پرواز کرتے وقت یہ کہا: رسول خداؐ کی خدمت اقدس میں عرض کیا: بہت جلد آپ کی امت انھیں قتل کردے گی اور انہوں نے میرے اوپر جو لطف کیا ہے میں اس کی عوض ان کی یہ خدمت کروں گا کہ جو زائر بھی ان کی زیارت کرے گا میں اس کی اس عقیدت کو ان کی خدمت میں پہنچاؤں گا اور جو کوئی بھی ان پر درود وسلام بھیجے گا اس کا وہ درود وسلام بھی ان تک لے جاؤں گا۔ فطرس نے یہ کہا اور آسمان کی طرف پرواز کرگیا۔" (امالی شیخ صدوق، ص: 202،201)

دردائیل کی سرگزشت

قَالَ ابْنُ عَبَّاس: سَمِعتُ رَسولَ اللّٰهِ يَقُولُ: اِنَّ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى مَلَكًا يُقَالُ لَه: دَردَائِيلُ- كَانَ لَهُ سِتَّةَ عَشَرَ اَلْفَ جَنَاحٍ مَا بَيْنَ الْجَنَاحِ اِلَى الْجَنَاحِ هَوَاءٌ وَالْهَوَاءُ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ اِلَى الْاَرْضِ- فَجَعَلَ يَوْمًا يَقُولُ فِى نَفْسِهِ: اَفَوقَ رَبِّنَا جَلَّ جَلَالُهُ شَىءٌ؟ فَعَلِمَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى مَا قَالَ فَزَادَهُ اَجْنِحَةً مِثْلَهَا

فَصَارَ لَهُ اِثْنَانِ وَثَلَاثُونَ اَلْفَ جَنَاحٍ- ثُمَّ اَوحَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِلَيْهِ اَنْ طِرْ- فَطَارَ مِقْدَارَ خَمْسِيْنَ عَامًا فَلَمْ يَنَلْ رَأْسَ قَائِمَةٍ مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ- فَلَمَّا عَلِمَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِتْعَابَهُ اَوْحَى اِلَيْهِ اَيُّهَا الْمَلَكُ عُدْ اِلَى مَكَانِكَ فَاَنَا عَظِيْمٌ فَوْقَ كُلِّ عَظِيْمٍ وَلَيْسَ فَوْقِى شَىْءٌ وَلَا اُوْصَفُ بِمَكَانٍ فَسَلَبَهُ اللّٰهُ اَجْنِحَتَهُ وَمَقَامَهُ مِنْ صُفُوْفِ الْمَلَائِكَةِ- (کمال الدین وتمام النعمۃ شیخ صدوق" ص282 تا284)

فَلَمَّا وُلِدَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ وَكَانَ مَوْلِدُهُ عَشِيَّةَ الْخَمِيْسِ لَيْلَةَ الْجُمْعَةِ اَوْحَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِلَى ((مَالِكٍ)) خَازِنِ النَّارِ اَنْ اَخْمِدِ النِّيْرَانَ عَلَى اَهْلِهَا لِكَرَامَةِ مَوْلُوْدٍ وُلِدَ لِمُحَمَّدٍ وَ اَوْحَى اِلَى ((رِضْوَانَ)) خَازِنِ الْجِنَانِ اَنْ زَخْرِفِ الْجِنَانَ وَطَيِّبْهَا لِكَرَامَةِ مَوْلُوْدٍ وُلِدَ لِمُحَمَّدٍ فِى دَارِ الدُّنْيَا وَ اَوْحَى اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى اِلَى حُوْرِ الْعِيْنِ تَزَيَّنَّ وَ تَزَاوَرْنَ لِكَرَامَةِ مَوْلُوْدٍ وُلِدَ لِمُحَمَّدٍ فِى دَارِ الدُّنْيَا وَاَوْحَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِلَى الْمَلَائِكَةِ اَنْ قُوْمُوْا صُفُوْفًا بِالتَّسْبِيْحِ وَالتَّحْمِيْدِ وَالتَّمْجِيْدِ وَالتَّكْبِيْرِ لِكَرَامَةِ مَوْلُوْدٍ وُلِدَ لِمُحَمَّدٍ فِى دَارِ الدُّنْيَا وَ اَوْحَى اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى اِلَى جَبْرَئِيْلَ اَنْ اِهْبِطْ اِلَى نَبِيِّى مُحَمَّدٍ فِى اَلْفِ قَبِيْلٍ وَالْقَبِيْلُ اَلْفُ اَلْفٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ عَلَى خُيُوْلٍ بُلْقٍ، مُسَرَّجَةٍ مُلَجَّمَةٍ، عَلَيْهَا قِبَابُ الدُّرِّ وَالْيَاقُوْتِ وَمَعَهُمْ مَلَائِكَةٌ يُقَالُ لَهُمْ: اَلرُّوحَانِيُّوْنَ، بِاَيْدِيْهِمْ اَطْبَاقٌ مِنْ نُوْرٍ، اَنْ هَنِّئُوْا مُحَمَّدًا بِمَوْلُوْدٍ

وَ اَخبِرهُ يَا جَبرَئِيلُ اَنِّي قَد سَمَّيتُهُ الحُسَينَ وَهَنِّئهُ وَ عَزِّهِ وَ قُل لَهُ: يَا مُحَمَّدُ! يَقتُلُهُ شِرَارُ اُمَّتِكَ عَلَى شِرَارِ الدَّوَابِّ، فَوَيلٌ لِلقَاتِلِ وَوَيلٌ لِلسَّائِقِ وَوَيلٌ لِلقَائِدِ قَاتِلُ الحُسَينِ اَنَا مِنهُ بَرِيءٌ وَهُوَ مِنِّي بَرِيءٌ لِاَنَّهُ لَا يَأتِي يَومَ القِيَامَةِ اَحَدٌ اِلَّا وَقَاتِلُ الحُسَينِ اَعظَمُ جُرمًا مِنهُ، قَاتِلُ الحُسَينِ يُدخَلُ النَّارَ يَومَ القِيَامَةِ مَعَ الَّذِينَ يَزعَمُونَ اَنَّ مَعَ اللهِ اِلٰهًا آخَرَ وَالنَّارُ اَشوَقُ اِلَى قَاتِلِ الحُسَينِ مِمَّن اَطَاعَ اللهَ اِلَى الجَنَّةِ

قَالَ: فَبَينَا جَبرَئِيلُ يَهبِطُ مِنَ السَّمَاءِ اِلَى الاَرضِ اِذ مَرَّ بِدَردَائِيلَ فَقَالَ لَهُ دَردَائِيلُ: يَا جَبرَئِيلُ مَا هٰذِهِ اللَّيلَةُ فِي السَّمَاءِ هَل قَامَتِ القِيَامَةُ عَلَى اَهلِ الدُّنيَا؟ قَالَ: لَا وَلٰكِن وُلِدَ لِمُحَمَّدٍ مَولُودٌ فِي دَارِ الدُّنيَا وَقَد بَعَثَنِيَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ اِلَيهِ لِاُهَنِّئَهُ بِمَولُودِهِ فَقَالَ المَلَكُ: يَا جَبرَئِيلُ بِالَّذِي خَلَقَكَ وَ خَلَقَنِي اِذَا هَبَطتَ اِلَى مُحَمَّدٍ فَاقرَئهُ مِنِّي السَّلَامَ وَ قُل لَهُ: بِحَقِّ هٰذَا المَولُودِ عَلَيكَ اِلَّا مَا سَاَلتَ رَبَّكَ اَن يَرضَى عَنِّي فَيَرُدَّ عَلَيَّ اَجنِحَتِي وَمَقَامِي مِن صُفُوفِ المَلَائِكَةِ

فَهَبَطَ جَبرَئِيلُ عَلَى النَّبِيِّ فَهَنَّاهُ كَمَا اَمَرَهُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ وَعَزَّاهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ: تَقتُلُهُ اُمَّتِي؟ فَقَالَ لَهُ: نَعَم يَا مُحَمَّدُ فَقَالَ النَّبِيُّ مَا هٰؤُلَاءِ بِاُمَّتِي اَنَا بَرِيءٌ مِنهُم وَاللهُ عَزَّوَجَلَّ بَرِيءٌ مِنهُم قَالَ جَبرَئِيلُ وَاَنَا بَرِيءٌ مِنهُم يَا مُحَمَّدُ!، فَدَخَلَ النَّبِيُّ عَلَى فَاطِمَةَ

فَهَنَّاَهَا وَاَعزَاهَا فَبَكَت فَاطِمَةُ وَقَالَت يَا لَيتَنِي لَم اَلِدهُ، قَاتِلُ الحُسَينِ فِي النَّارِ؟

فَقَالَ النَّبِيُّ: وَاَنَا اَشهَدُ بِذٰلِكَ يَا فَاطِمَةُ، وَلٰكِنَّهُ لَا يُقتَلُ حَتّٰى يَكُونَ مِنهُ اِمَامٌ [وَ]يَكُونَ مِنهُ الاَئِمَّةُ الهَادِيَةُ بَعدَه ثُمَّ قَالَ وَالاَئِمَّةُ بَعدِي: اَلهَادِي عَلِيٌّ، وَ المُهتَدِي الحَسَنُ، وَالنَّاصِرُ الحُسَينُ، وَالمَنصُورُ عَلِيُّ بنُ الحُسَينِ، وَالشَّافِعُ مُحَمَّدُ بنُ عَلِيٍّ، وَالنَّفَّاعُ جَعفَرُ بنُ مُحَمَّدٍ، وَالاَمِينُ مُوسَى بنُ جَعفَرٍ وَالرِّضَا عَلِيُّ بنُ مُوسَى، وَالفَعَّالُ مُحَمَّدُ بنُ عَلِيٍّ وَالمُؤتَمِنُ عَلِيُّ بنُ مُحَمَّدٍ، وَالعَلَّامُ الحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ، وَمَن يُصَلِّي خَلفَهُ عِيسَى بنُ مَريَمَ القَائِمُ

فَسَكَتَت فَاطِمَةُ مِنَ البُكَاءِ ثُمَّ اَخبَرَ جَبرَئِيلُ النَّبِيَّ بِقِصَّةِ المَلَكِ وَمَا اُصِيبَ بِهِ۔ قَالَ ابنُ عَبَّاسٍ: فَاَخَذَ النَّبِيُّ الحُسَينَ وَهُوَ مَلفُوفٌ فِي خِرَقٍ مِن صُوفٍ فَاَشَارَ بِهِ اِلَى السَّمَاءِ، ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ هٰذَا المَولُودِ عَلَيكَ لَابَل بِحَقِّكَ عَلَيهِ وَعَلَى جَدِّهِ مُحَمَّدٍ وَاِبرَاهِيمَ وَاِسمَاعِيلَ وَاِسحَاقَ وَيَعقُوبَ اِن كَانَ لِلحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ وَابنِ فَاطِمَةَ عِندَكَ قَدرٌ فَارضَ عَن دَردَائِيلَ وَرُدَّ عَلَيهِ اَجنِحَتَهُ وَمَقَامَهُ مِن صُفُوفِ المَلَائِكَةِ فَاستَجَابَ اللهُ دُعَاءَهُ وَغَفَرَ لِلمَلَكِ وَرَدَّ عَلَيهِ اَجنِحَتَهُ وَرَدَّهُ اِلَى صُفُوفِ المَلَائِكَةِ فَالمَلَكُ لَا يُعرَفُ فِي الجَنَّةِ اِلَّا بِاَن يُقَالَ: هٰذَا مَولَى الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ وَابنِ

فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ (شیخ صدوق،ص:284-282)

"ابنِ عباس کہتے ہیں: میں نے رسولِ خداؐ سے سنا کہ آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جسے دردائیل کہا جاتا ہے، اس کے سولہ ہزار پَر ہیں۔ اس کے ایک پَر سے دوسرے پَر تک اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین سے آسمان کے درمیان خلا ہے۔

ایک دن اس نے اپنے آپ سے کہا: کیا میرے پروردگار (جل جلالہ) سے کوئی شے بلند تر ہے؟ اللہ تعالیٰ اس کی گفتگو سے آگاہ تھا، پس اللہ نے اس کے پَر دو برابر کر دیے جو بتیس ہزار ہو گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس پر وحی بھیجی کہ تم پرواز کرو! دردائیل نے پچاس سال تک پرواز کی لیکن وہ عرش کے ستونوں میں سے ایک ستون کے سرے پر بھی نہ پہنچ سکا۔ اللہ تعالیٰ نے جب اس کی درماندگی و بے چارگی دیکھی تو اسے خطاب کیا کہ اپنے ٹھکانے کی جانب لوٹ جاؤ، میں ہر عظمت و بلندی سے عظیم تر اور بلند تر ہوں۔ مجھ سے بلند تر کوئی بھی چیز نہیں ہے، میں کسی بھی مکان کے ساتھ موصوف نہیں ہوتا ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے پَر چھین لیے اور فرشتوں کی صف سے اس کا مقام و مرتبہ واپس لے لیا۔"

جب حسین بن علی علیہ السلام جمعہ کی شب کو پیدا ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے خازنِ دوزخ "مالک" پر وحی نازل فرمائی کہ وہ محمدؐ کے ہاں پیدا ہونے والے نومولود کے احترام میں دوزخیوں پر آتشِ جہنم کو بجھا دے اور خازنِ جنت (رضوان) کو حکم دیا کہ محمدؐ کے نومولود کی تعظیم میں بہشت کو آراستہ و پیراستہ اور معطر کرو۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فراخ چشم حوروں کو حکم دیا کہ محمدؐ کے نومولود کی خوشی میں اپنے زیورات میں اضافہ کر اور بناؤ سنگھار کرو۔

اللہ عزوجل شانہٗ نے فرشتوں سے فرمایا: محمدؐ کے نواسے کی عزت و تکریم کی خاطر دارِ دنیا میں صف بہ صف کھڑے ہو کر خدا کی تسبیح، تحمید، تمجید اور کبریائی بیان کرنے پر کمر ہمت باندھ لو۔ جبرئیلؑ پر وحی فرمائی کہ فرشتوں کے ایک ہزار گروہ کے ہمراہ میرے پیغمبر محمدؐ کی خدمت میں جاؤ، ہر گروہ میں ایک لاکھ فرشتے ہوں جو لگام چڑھاتے ہوئے چت کبرے گھوڑوں کی زینوں پر بیٹھے ہوں کہ جن کی پشت پر درّ و یاقوت کی کوہانیں ہوں۔ ان کے ہمراہ فرشتے ہوں جنہیں "روحانی" کہا جاتا ہے کہ محمدؐ کو مبارک باد دینے کے لیے ان کے ہاتھوں میں نورانی سینیاں ہوں۔

اے جبرئیلؑ! انھیں (محمدؐ) تبریک و تعزیت کہو اور انھیں بتاؤ کہ میں نے اس مولودِ مسعود کا نام حسینؑ رکھا ہے۔ انھیں یہ بھی بتاؤ کہ بدترین جانوروں پر سوار آپ کی امت کے شریر ترین لوگ اسے قتل کریں گے۔ اس کے قاتل اور قاتل کی رہنمائی اور مدد کرنے والے کے لیے ہلاکت و بربادی ہے۔ میں قاتلِ حسینؑ سے بیزار و متنفر ہوں اور وہ (قاتلِ حسینؑ) مجھ سے بے گانہ ہے، کیونکہ قیامت کے دن قاتلِ حسینؑ کا جرم سب سے بڑا ہوگا۔ قاتلِ حسینؑ قیامت والے دن ان لوگوں کے ہمراہ جہنم میں جائے گا جو یہ گمان کرتے ہیں کہ اللہ کے علاوہ اور بھی خدا ہیں (یعنی مشرکوں کے ساتھ) آتشِ جہنم قاتلِ حسینؑ کو اپنی لپیٹ میں لینے کے لیے اس سے کہیں زیادہ مشتاق ہوگی کہ جتنا شوق خدا کے مطیع بندے بہشت کا رکھتے ہوں گے۔

ابنِ عباسؓ اس روایت کو جاری رکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسولِ خداؐ نے فرمایا: جس وقت جبرئیلؑ آسمان سے نازل ہوئے تو ان کا گزر دردائیل کے قریب سے ہوا۔

دردائیل نے ان سے کہا: اے جبرئیل! آج رات آسمان پر کیا ہوا ہے، کیا اہلِ

دنیا کے لیے قیامت برپا ہوگئی ہے؟

جبرئیل نے کہا: نہیں! محمدؐ کے گھر بچہ پیدا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کی طرف مبارک باد دینے کے لیے بھیجا ہے۔

فرشتے (دردائیل) نے کہا: اے جبرئیل! میں آپؑ کو اس کی قسم دیتا ہوں جس نے مجھے اور آپ کو پیدا کیا ہے، جس وقت آپ محمدؐ کی خدمت میں حاضر ہوں تو ان کی خدمت میں میری طرف سے سلام پیش کرتے ہوئے عرض کرنا: آپ کو آپ کے اس مولودِ مسعود کا واسطہ اپنے پروردگار سے کہیں کہ وہ مجھ سے راضی ہو جائے اور میرے پَر اور ملائکہ کے درمیان میرا مقام و مرتبہ مجھے واپس عطا کر دے۔

حضرت جبرائیلؑ آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچے اور جس طرح سے خداوند متعال نے ان سے کہا تھا اسی طرح ان کی خدمت میں مبارک باد اور تعزیت پیش کی۔

رسولِ خداؐ نے ان سے پوچھا: میری امت اسے قتل کرے گی؟ انہوں نے جواب دیا جی ہاں! اے محمدؐ!

رسولِ خداؐ نے فرمایا: وہ میری امت نہیں ہے، میں اس سے متنفر ہوں اور اللہ جل جلالہٗ بھی اس سے متنفر ہے۔ جبرئیلؑ نے بھی کہا: اے محمدؐ! میں بھی ان لوگوں سے متنفر ہوں۔

رسولِ خداؐ جناب فاطمہ علیہا السلام کے ہاں تشریف لائے، انھیں مبارک باد دی اور تعزیت و تسلیت کہی۔ حضرت فاطمہؑ نے گریہ کرتے ہوئے کہا: کاش، میں اسے پیدا نہ کرتی، کیا قاتلِ حسینؑ جہنم میں جائے گا؟

رسولِ خداؐ نے فرمایا: اے فاطمہؑ! میں اس بات پر گواہی دیتا ہوں (کہ وہ جہنمی

ہوگا) لیکن یہ (حسینؑ) قتل نہیں ہوگا مگر یہ کہ اس کی (ہر) نسل سے ایک امام اور پیشوا ہوگا اور اس کے بعد اس سے ہدایت کرنے والے اماموں کا سلسلہ شروع ہوگا۔

پھر فرمایا——!

میرے بعد اماموں کا سلسلہ یوں ہوگا۔ میرے بعد راہ حق کی نشاندہی کرنے والے علیؑ، ان کے بعد راہِ حق پر چلنے والے حسنؑ، ان کے بعد حق کے مددگار حسینؑ، ان کے بعد وہ کہ خدا جن کی مدد کرے گا علیؑ بن حسینؑ، ان کے بعد شفاعت کرنے والے محمد بن علیؑ، ان کے بعد بہت زیادہ فائدہ دینے والے جعفر بن محمدؑ، ان کے بعد امین موسیٰ بن جعفرؑ، ان کے بعد رضا علیؑ بن موسیٰؑ، ان کے بعد کوشش و سعی کرنے والے محمدؑ بن علیؑ، ان کے بعد امانت دار علیؑ بن محمدؑ، ان کے بعد سب سے زیادہ عالم و آگاہ حسنؑ بن علیؑ اور ان کے بعد قائم علیہ السلام امام ہوں گے۔ یہ وہی ہیں جن کے پیچھے عیسیٰ بن مریمؑ نماز پڑھیں گے۔

پس——!

جناب فاطمہؑ نے گریہ کرنا بند کیا، جبرئیلؑ نے اس وقت آنحضرتؐ کی خدمت میں دردائیل کا قصہ بیان کیا کہ اس پر کیا بیتی ہے۔ جناب ابن عباسؓ روایت کو جاری رکھتے ہوئے بتاتے ہیں: رسولِ خداؐ نے اونی کپڑوں میں لپٹے ہوئے حسینؑ کو اُٹھایا اور انھیں آسمان کی طرف بلند کرتے ہوئے فرمایا: اے میرے معبود! تجھے اس حق کا واسطہ جو اس نومولود کا تیرے اوپر ہے، بلکہ اس حق کا واسطہ جو تجھے اس مولود اور اس کے اجداد محمدؐ، ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، اسحاقؑ، اور یعقوبؑ پر حاصل ہے اگر فاطمہؑ کے بیٹے حسینؑ بن علیؑ کی تیرے نزدیک کوئی قدر و قیمت ہے تو دردائیل کو بخش دے، اس کے پَر اور

فرشتوں کے درمیان اس کا مقام و مرتبہ واپس کر دے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی اور اس کے پَر اور اس کا مقام و مرتبہ ملائکہ کے درمیان واپس کر دیا۔ اس کے بعد جنت میں ملائکہ اسے یوں پہچانتے کہ یہ فاطمہ بنت رسول اللہؐ کے فرزند حسینؑ بن علی علیہ السلام کا آزاد شدہ ہے۔

حضرت امام حسینؑ کے مراسمِ اسم گذاری

عَنْ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ اَبِيْهِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، قَالَ: لَمَّا وَلَدَتْ فَاطِمَةُ الْحَسَنَ قَالَتْ لِعَلِيٍّ: سَمِّهِ۔ فَقَالَ: مَا كُنْتُ لَاَسْبِقَ بِاسْمِهِ رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاَخْرَجَ اِلَيْهِ فِيْ خِرْقَةٍ صَفْرَاءَ، فَقَالَ: اَلَمْ اَنْهَكُمْ اَنْ تَلُفُّوْهُ فِيْ خِرْقَةٍ صَفْرَاءَ؟ ثُمَّ رَمٰى بِهَا وَاَخَذَ خِرْقَةً بَيْضَاءَ فَلَفَّهُ فِيْهَا، ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ: هَلْ سَمَّيْتَهُ؟ فَقَالَ: مَا كُنْتُ لَاَسْبِقَكَ بِاسْمِهِ۔ فَقَالَ: وَمَا كُنْتُ لَاَسْبِقَ بِاسْمِهِ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ، فَاَوْحَى اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى اِلٰى جَبْرَئِيْلَ اَنَّهُ قَدْ وُلِدَ لِمُحَمَّدٍ ابْنٌ فَاهْبِطْ وَاقْرِئْهُ السَّلَامَ وَهَنِّئْهُ وَقُلْ لَهُ: اِنَّ عَلِيًّا مِنْكَ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى، فَسَمِّهِ بِاسْمِ ابْنِ هَارُوْنَ

فَهَبَطَ جَبْرَئِيْلَ فَهَنَّاهُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، ثُمَّ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَاْمُرُكَ اَنْ تُسَمِّيَهُ بِاسْمِ ابْنِ هَارُوْنَ۔ قَالَ: وَمَا كَانَ اسْمُهُ؟ قَالَ: شُبَّرُ۔ قَالَ: لِسَانِيْ عَرَبِيٌّ۔ قَالَ: سَمِّهِ الْحَسَنَ، فَسَمَّاهُ الْحَسَنَ

فَلَمَّا وُلِدَ الْحُسَيْنُ اَوْحَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِلٰى جَبْرَئِيْلَ اَنَّهُ قَدْ وُلِدَ

لِمُحَمَّدٍ ابْنٌ، فَاهْبِطْ اِلَيْهِ وَهَنِّئْهُ، وَقُلْ لَهُ: اِنَّ عَلِيًّا مِنْكَ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى، فَسَمِّهِ بِاسْمِ ابْنِ هَارُوْنَ۔ قَالَ: فَهَبَطَ جَبْرَئِيْلُ فَهَنَّاَهُ مِنَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى، ثُمَّ قَالَ: اِنَّ عَلِيًّا مِنْكَ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى، فَسَمِّهِ بِاسْمِ ابْنِ هَارُوْنَ۔ قَالَ: وَمَا اسْمُهُ قَالَ: شُبَيْرُ۔ قَالَ: لِسَانِيْ عَرَبِيٌّ۔ قَالَ: سَمِّهِ الْحُسَيْنَ، فَسَمَّاهُ الْحُسَيْنَ۔ ۞

① زید بن علی اپنے والد بزرگوار امام سجاد علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا:

جس وقت جناب فاطمہ علیہا السلام کے ہاں حسنؑ متولد ہوئے تو انھوں نے علی علیہ السلام سے کہا: اس بچے کا نام رکھیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: میں اس بچے کا نام رکھنے میں رسول خداؐ سے پہل نہیں کروں گا۔ پس رسولِ خداؐ تشریف لے آئے، حضرت علی علیہ السلام زرد کپڑے میں لپٹے ہوئے حسنؑ کو رسولِ خداؐ کے پاس لائے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: کیا میں نے آپ لوگوں کو روکا نہیں تھا کہ بچے کو زرد کپڑے میں مت لپیٹنا؟ پھر اس کپڑے کو دور پھینکا اور بچے کو سفید کپڑے میں لپیٹا، اس کے بعد علی علیہ السلام سے پوچھا: کیا اس کا کوئی نام رکھا ہے؟ انھوں نے جواب میں عرض کیا: میں اس کا نام رکھنے میں آپؐ پر سبقت نہیں کروں گا۔

رسولِ خداؐ نے بھی فرمایا: میں بھی اس بچے کا نام رکھنے میں پروردگارِ عالم پر پہل نہیں

۞ الامالی شیخ صدوق: ص197-198؛ علل الشرائع شیخ صدوق: ص137، 8 و 13

کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے جبرئیلؑ پر وحی نازل کی کہ محمدؐ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے، ان کے پاس جاؤ، انہیں سلام پہنچاؤ اور مبارک باد دو اور ان سے کہو: علیؑ کو آپ سے وہ نسبت ہے جو ہارونؑ کی موسیٰؑ سے ہے، پس اس بچے کا نام ہارون کے بیٹے کے نام پر رکھیں۔

پس جناب جبرئیلؑ نازل ہوئے اور خداوند عزیز کی جانب سے رسول خداؐ کو مبارک باد دی اور کہا کہ اللہ جل شانہ کا آپ کے نام یہ پیغام ہے کہ اس نومولود کا نام ہارون کے بیٹے کے نام پر رکھیں۔

رسول خداؐ نے پوچھا: اس کا نام کیا تھا؟

جبرئیلؑ نے کہا: شبر۔

رسولؐ خدا نے فرمایا: ہماری زبان تو عربی ہے۔

جبرئیلؑ نے کہا: اس کا نام حسن رکھیں، پس آنحضرتؐ نے اس کا نام حسنؑ رکھا۔

جس وقت حسین علیہ السلام پیدا ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے جبرئیل پر وحی نازل فرمائی کہ محمدؐ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے، جاؤ اور انھیں مبارک باد پیش کرو اور انھیں کہو کہ علیؑ کی آپ سے وہ نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے ہے؛ پس اپنے بیٹے کا نام ہارون کے بیٹے کے نام پر رکھیں۔

رسول خداؐ نے پوچھا: اس کا نام کیا تھا؟

جبرئیلؑ نے کہا: شبیر۔

رسول خداؐ نے فرمایا: ہماری زبان تو عربی ہے۔

جبرئیل نے کہا: اس کا نام حسینؑ رکھیں، پس اس کا نام حسینؑ رکھا گیا۔

شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ نے امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کے نام رکھنے کے بارے میں کچھ اور روایات بھی ذکر کی ہیں کہ جنھیں ہم یہاں پر نقل کرتے ہیں:

(۲) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاس۔ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَا فَاطِمَةُ اِسْمُ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ فِي ابْنَى هَارُوْنَ شُبَّرٍ وَ شُبَيْرٍ لِكَرَامَتِهِمَا عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ

''عبداللہ بن عباس نقل کرتے ہیں کہ رسولِ خداؐ نے اپنی بیٹی سے فرمایا: اے فاطمہؑ! اس سے قبل حسنؑ و حسینؑ ہارونؑ کے دو بیٹوں کے نام تھے کیونکہ وہ دونوں اللہ عزوجل کے نزدیک صاحبِ عظمت تھے۔'' (علل الشرائع، ص138)

(۳) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: اِنِّيْ سَمَّيْتُ ابْنَيَّ هٰذَيْنِ بِاِسْمِ ابْنَى هَارُوْنَ شُبَّرًا وَ شُبَيْرًا

''رسولِ خداؐ نے فرمایا: میں نے ان دونوں بیٹوں کے نام ہارونؑ کے دونوں بیٹوں کے نام پر شبر اور شبیر رکھے ہیں۔'' (علل الشرائع، ص138)

(۴) عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: اَهْدىٰ جَبْرَئِيْلُ اِلىٰ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِسْمَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَخِرْقَةَ حَرِيْرٍ مِنْ ثِيَابِ الْجَنَّةِ وَاشْتُقَّ اِسْمُ الْحُسَيْنِ مِنِ اسْمِ الْحَسَنِ

''حضرت امام جعفر صادقؑ اپنے والد بزرگوار حضرت امام باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: جبرئیلؑ نے حسن بن علیؑ کا اسم مبارک جنت کے لباسوں میں سے ایک ریشمی لباس کے ہمراہ رسولِ خداؐ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا اور حسین بن علیؑ کا نام حسن بن علیؑ کے نام سے لیا گیا ہے۔'' (علل الشرائع، ص139)

(۵) عَنْ عَكْرُمَةَ قَالَ: لَمَّا وَلَدَتْ فَاطِمَةُ الْحَسَنِ جَاءَتْ بِهٖ اِلَى النَّبِيِّ فَسَمَّاهُ حَسَنًا فَلَمَّا وَلَدَتِ الْحُسَيْنَ جَاءَتْ بِهٖ اِلَيْهِ فَقَالَتْ:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا اَحْسَنُ مِنْ هٰذَا فَسَمَّاهُ حُسَيْنًا

''عکرمہ کہتے ہیں: جب فاطمہ علیہا السلام کے ہاں حسنؑ پیدا ہوئے تو وہ انھیں رسولِ خداؐ کے پاس لائیں تو آنحضرت نے ان کا نام حسنؑ رکھا، اور جب حسینؑ پیدا ہوئے تو انھیں بھی پیغمبر خداؐ کے پاس لائیں اور کہا: اے رسولِ خداؐ! یہ ان سے خوبصورت تر ہے پس رسول خداؐ نے ان کا نام حسینؑ رکھا ہے۔'' (علل الشرائع: ص139)

(۹) عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُوْسَى الرِّضَا قَالَ: حَدَّثَنِيْ اَبِيْ مُوْسَى بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ اَبِيْ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ اَبِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ، قَالَ: حَدَّثَتْنِيْ اَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْس، قَالَتْ: حَدَّثَتْنِيْ فَاطِمَةُ لَمَّا حَمَلَتْ بِالْحَسَنِ وَوَلَدَتْهُ جَاءَ النَّبِيُّ فَقَالَ: يَا اَسْمَاءُ هَلُمِّيِ ابْنِيْ فَدَفَعَتْهُ اِلَيْهِ فِيْ خِرْقَةٍ صَفْرَاءَ فَرَمٰى بِهَا النَّبِيُّ وَاَذَّنَ فِيْ اُذُنِهِ الْيُمْنٰى وَاَقَامَ فِيْ اُذُنِهِ الْيُسْرٰى ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ بِاَيِّ شَيْئٍ سَمَّيْتَ ابْنِيْ؟ قَالَ: مَا كُنْتُ اَسْبِقُكَ بِاِسْمِهٖ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَقَدْ كُنْتُ اُحِبُّ اَنْ اُسَمِّيَهٗ حَرْبًا، فَقَالَ النَّبِيُّ: وَلَا اَنَا اَسْبِقُ بِاِسْمِهٖ رَبِّيْ، ثُمَّ هَبَطَ جَبْرَئِيْلُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ الْعَلِيُّ الْاَعْلٰى يَقْرِئُكَ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ: عَلِيٌّ مِنْكَ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى وَلَا نَبِيَّ بَعْدَكَ، بِاِسْمِ ابْنِكَ هٰذَا بِاسْمِ ابْنِ هَارُوْنَ، فَقَالَ النَّبِيُّ وَمَا اسْمُ ابْنِ هَارُوْنَ؟ قَالَ: شُبَّرَ، فَسَمَّاهُ الْحَسَنَ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ سَابِعِهٖ عَقَّ النَّبِيُّ عَنْهُ بِكَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ وَاَعْطَى الْقَابِلَةَ فَخِذًا وَدِيْنَارًا، ثُمَّ حَلَقَ رَاْسَهٗ

وَتَصَدَّقَ بِوَزْنِ الشَّعْرِ وَرِقًا وَطَلٰى رَاْسَهٗ بِالْخَلُوْقِ، ثُمَّ قَالَ: يَا اَسْمَاءُ الدَّمُ فِعْلُ الْجَاهِلِيَّةِ، قَالَتْ اَسْمَاءُ: فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ حَوْلٍ وُلِدَ الْحُسَيْنُ وَجَاءَ النَّبِيُّ فَقَالَ: يَا اَسْمَاءُ هَلُمِّيْ ابْنِيْ، فَدَفَعْتُهٗ اِلَيْهِ فِيْ خِرْقَةٍ بَيْضَاءَ، فَاَذَّنَ فِيْ اُذُنِهِ الْيُمْنٰى وَاَقَامَ فِي الْيُسْرٰى وَوَضَعَهٗ فِيْ حِجْرِهٖ فَبَكٰى، فَقَالَتْ اَسْمَاءُ: بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ مِمَّ بُكَاؤُكَ؟ قَالَ: عَلٰى ابْنِيْ هٰذَا۔ قُلْتُ: اِنَّهٗ وُلِدَ السَّاعَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَقَالَ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ مِنْ بَعْدِيْ، لَا اَنَالَهُمُ اللّٰهُ شَفَاعَتِيْ، ثُمَّ قَالَ: يَا اَسْمَاءُ لَا تُخْبِرِيْ فَاطِمَةَ بِهٰذَا فَاِنَّهَا قَرِيْبَةُ عَهْدٍ بِوِلَادَتِهٖ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ: اَيُّ شَيْءٍ سَمَّيْتَ ابْنِيْ هٰذَا؟ قَالَ: مَا كُنْتُ لِاَسْبِقَكَ بِاِسْمِهٖ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَقَدْ كُنْتُ اُحِبُّ اَنْ اُسَمِّيَهٗ حَرْبًا، فَقَالَ النَّبِيُّ وَلَا اَسْبِقُ بِاِسْمِهٖ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ۔ ثُمَّ هَبَطَ جَبْرَئِيْلَ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ الْعَلِيُّ الْاَعْلٰى يُقْرِئُكَ السَّلَامُ وَيَقُوْلُ لَكَ: عَلِيٌّ مِنْكَ كَهَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى، سَمِّ ابْنَكَ هٰذَا بِاسْمِ ابْنِ هَارُوْنَ، قَالَ النَّبِيُّ وَمَا اسْمُ ابْنِ هَارُوْنَ؟ قَالَ: شُبَيْرٌ۔ قَالَ النَّبِيُّ: لِسَانِيْ عَرَبِيٌّ، قَالَ جَبْرَئِيْلُ: سَمِّهِ الْحُسَيْنَ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ سَابِعِهٖ عَقَّ عَنْهُ النَّبِيُّ بِكَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ وَاَعْطَى الْقَابِلَةَ فَخِذًا وَدِيْنَارًا، ثُمَّ حَلَقَ رَاْسَهٗ وَتَصَدَّقَ بِوَزْنِ الشَّعْرِ وَرِقًا، وَطَلٰى رَاْسَهٗ بِالْخَلُوْقِ، فَقَالَ يَا اَسْمَاءُ الدَّمُ فِعْلُ الْجَاهِلِيَّةِ۞

۞ اعیون اخبار الرضا شیخ صدوق: ج2، ص25، 26

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا اَحْسَنُ مِنْ هٰذَا فَسَمَّاهُ حُسَيْنًا

"عکرمہ کہتے ہیں: جب فاطمہ علیہا السلام کے ہاں حسنؑ پیدا ہوئے تو وہ انھیں رسولِ خداؐ کے پاس لائیں تو آنحضرت نے ان کا نام حسنؑ رکھا، اور جب حسینؑ پیدا ہوئے تو انھیں بھی پیغمبر خداؐ کے پاس لائیں اور کہا: اے رسولِ خداؐ! یہ ان سے خوبصورت تر ہے پس رسول خداؐ نے ان کا نام حسینؑ رکھا ہے۔" (علل الشرائع، ص139)

(۹) عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُوْسَى الرِّضَا قَالَ: حَدَّثَنِيْ اَبِيْ مُوْسَى بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ اَبِيْ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ اَبِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ، قَالَ: حَدَّثَتْنِيْ اَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ، قَالَتْ: حَدَّثَتْنِيْ فَاطِمَةُ لَمَّا حَمَلَتْ بِالْحَسَنِ وَوَلَدَتْهُ جَاءَ النَّبِيُّ فَقَالَ: يَا اَسْمَاءُ هَلُمِّيْ ابْنِيْ فَدَفَعْتُهُ اِلَيْهِ فِيْ خِرْقَةٍ صَفْرَاءَ فَرَمٰى بِهَا النَّبِيُّ وَاَذَّنَ فِيْ اُذُنِهِ الْيُمْنٰى وَاَقَامَ فِيْ اُذُنِهِ الْيُسْرٰى ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ بِاَيِّ شَيْءٍ سَمَّيْتَ ابْنِيْ؟ قَالَ: مَا كُنْتُ اَسْبِقُكَ بِاِسْمِهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَقَدْ كُنْتُ اُحِبُّ اَنْ اُسَمِّيَهُ حَرْبًا، فَقَالَ النَّبِيُّ: وَلَا اَنَا اَسْبِقُ بِاِسْمِهِ رَبِّيْ، ثُمَّ هَبَطَ جَبْرَئِيْلُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ الْعَلِيُّ الْاَعْلٰى يُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ: عَلِيٌّ مِنْكَ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى وَلَا نَبِيَّ بَعْدَكَ، بِاِسْمِ ابْنَكَ هٰذَا بِاِسْمِ ابْنِ هَارُوْنَ، فَقَالَ النَّبِيُّ وَمَا اسْمُ ابْنِ هَارُوْنَ؟ قَالَ: شَبَّرُ، فَسَمَّاهُ الْحَسَنَ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ سَابِعِهِ عَقَّ النَّبِيُّ عَنْهُ بِكَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ وَاَعْطَى الْقَابِلَةَ فَخِذًا وَدِيْنَارًا، ثُمَّ حَلَقَ رَاْسَهُ

وَتَصَدَّقَ بِوَزْنِ الشَّعْرِ وَرِقًا وَطَلٰى رَاْسَهُ بِالْخَلُوْقِ، ثُمَّ قَالَ: يَا اَسْمَاءُ الدَّمُ فِعْلُ الْجَاهِلِيَّةِ، قَالَتْ اَسْمَاءُ: فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ حَوْلٍ وُلِدَ الْحُسَيْنُ وَجَاءَ النَّبِيُّ فَقَالَ: يَا اَسْمَاءُ هَلُمِّيْ ابْنِيْ، فَدَفَعْتُهُ اِلَيْهِ فِيْ خِرْقَةٍ بَيْضَاءَ، فَاَذَّنَ فِيْ اُذُنِهِ الْيُمْنٰى وَاَقَامَ فِي الْيُسْرٰى وَوَضَعَهُ فِيْ حِجْرِهِ فَبَكٰى، فَقَالَتْ اَسْمَاءُ: بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ مِمَّ بُكَاؤُكَ؟ قَالَ: عَلٰى ابْنِيْ هٰذَا۔ قُلْتُ: اِنَّهُ وُلِدَ السَّاعَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَقَالَ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ مِنْ بَعْدِيْ، لَا اَنَالَهُمُ اللّٰهُ شَفَاعَتِيْ، ثُمَّ قَالَ: يَا اَسْمَاءُ لَا تُخْبِرِيْ فَاطِمَةَ بِهٰذَا فَاِنَّهَا قَرِيْبَةُ عَهْدٍ بِوِلَادَتِهِ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ: اَيُّ شَيْءٍ سَمَّيْتَ ابْنِيْ هٰذَا؟ قَالَ: مَا كُنْتُ لِاَسْبِقَكَ بِاِسْمِهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَقَدْ كُنْتُ اُحِبُّ اَنْ اُسَمِّيَهُ حَرْبًا، فَقَالَ النَّبِيُّ وَلَا اَسْبِقُ بِاِسْمِهِ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ۔ ثُمَّ هَبَطَ جَبْرَئِيْلُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ الْعَلِيُّ الْاَعْلٰى يُقْرِئُكَ السَّلَامُ وَيَقُوْلُ لَكَ: عَلِيٌّ مِنْكَ كَهَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى، سَمِّ ابْنَكَ هٰذَا بِاِسْمِ ابْنِ هَارُوْنَ، قَالَ النَّبِيُّ وَمَا اسْمُ ابْنِ هَارُوْنَ؟ قَالَ: شُبَيْرٌ۔ قَالَ النَّبِيُّ: لِسَانِيْ عَرَبِيٌّ، قَالَ جَبْرَئِيْلُ: سَمِّهِ الْحُسَيْنَ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ سَابِعِهِ عَقَّ عَنْهُ النَّبِيُّ بِكَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ وَاَعْطَى الْقَابِلَةَ فَخِذًا وَدِيْنَارًا، ثُمَّ حَلَقَ رَاْسَهُ وَتَصَدَّقَ بِوَزْنِ الشَّعْرِ وَرِقًا، وَطَلٰى رَاْسَهُ بِالْخَلُوْقِ، فَقَالَ يَا اَسْمَاءُ الدَّمُ فِعْلُ الْجَاهِلِيَّةِ۞

۞ عیون اخبار الرضا شیخ صدوقؒ: ج2، ص25، 26

''حضرت امام رضاؑ اپنے والد بزرگوار امام موسیٰ بن جعفرؑ سے اور وہ اپنے والدِ گرامی جعفر بن محمدؑ سے اور وہ اپنے پدر بزرگوار امام محمد باقرؑ سے اور وہ اپنے والدِ گرامی امام سجادؑ سے اور وہ حضرتؑ اسماء بنت عمیس سے نقل کرتے کہ وہ کہتی ہیں:

جب فاطمہؑ کے ہاں حسنؑ کی ولادت ہوئی تو رسولِ خداؐ تشریف لائے اور فرمایا: اے اسماء! میرا بیٹا میرے پاس لے آؤ، میں نے نومولود کو زرد رنگ کے کپڑے میں لپیٹ دیا۔ رسولِ خداؐ نے وہ کپڑا اُتار کر دور پھینک دیا۔ اور ان کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامت پڑھی، اس کے بعد حضرت علیؑ سے پوچھا: میرے بیٹے کا نام کیا رکھا ہے؟

انھوں نے کہا: یا رسولؐ اللہ! میں بچے کا نام رکھنے میں آپ سے سبقت نہیں کروں گا، لیکن پسند کرتا ہوں کہ اس کا نام (حرب) رکھوں۔ رسولِ خداؐ نے فرمایا: میں بھی اس بچے کا نام رکھنے میں خداوند قدوس سے سبقت نہیں کروں گا۔

اس وقت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا: اے محمدؐ! خداوند متعال آپؐ پر سلام بھیج رہا ہے اور فرما رہا ہے: علیؑ کی آپ سے وہ نسبت ہے جو ہارونؑ کی موسیٰؑ سے ہے، مگر یہ کہ آپ کے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہوگا، اپنے بیٹے کا نام ہارونؑ کے بیٹے کے نام پر رکھیں، آنحضرتؐ نے پوچھا: ہارون کے بیٹے کا کیا نام ہے؟ اس نے کہا: شبر۔ رسول خداؐ نے فرمایا: ہماری زبان تو عربی ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا: اس کا نام حسنؑ رکھیں۔ آنحضرت نے ولادت کے ساتویں دن حسنؑ کے عقیقہ میں دو خوبصورت مینڈھے ذبح کیے۔ اس کی ایک ران اور ایک درہم دائی کو عطا کیا، پھر نومولود کا سر تراشا اور سر کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی بطور صدقہ دی، اس کا سر عطر زعفران سے دھلوایا اور معطر کیا، پھر

فرمایا: اے اسماء! نوزاد کے سر کو خون سے آلودہ کرنا جاہلیت کی رسومات میں سے ہے۔

اسماء کہتی ہیں: ایک سال بعد جب حسینؑ متولد ہوئے تو رسولِ خداؐ تشریف لائے اور فرمایا: اے اسماء! میرا بیٹا میرے پاس لاؤ، میں نے بچے کو سفید کپڑے میں لپیٹ کر انھیں دیا، انھوں نے اس بچے کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامت پڑھی، اسے گود میں لٹایا اور گریہ کیا۔ میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کا گریہ کرنا کس لیے ہے؟ تو انھوں نے فرمایا: اپنے اس بیٹے کے لیے۔ میں نے کہا: اے رسول خداؐ! وہ تو ابھی پیدا ہوئے ہیں۔

پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: میرے بعد ایک ظالم وسرکش گروہ اسے قتل کرے گا، اللہ تعالیٰ میری شفاعت اس گروہ کے نصیب نہ کرے۔

پھر فرمایا: اے اسماء!

یہ خبر فاطمہؑ کو مت دینا، کیونکہ یہ اس کے ہاں ابھی پیدا ہوا ہے۔

پھر علیؑ سے پوچھا: میرے بیٹے کا نام کیا رکھا ہے؟

انھوں نے جواب میں عرض کیا: اے رسولِ خداؐ! میں اس کا نام رکھنے میں آپ سے پہل نہیں کروں گا، لیکن پسند کرتا ہوں کہ اس کا نام ''حرب'' رکھوں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: میں بھی اس کام میں اپنے پروردگار سے پہل نہیں کروں گا۔

پس حضرت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا: اے محمدؐ!

خداوند متعال آپ کو سلام کہتا ہے اور کہہ رہا ہے کہ علیؑ کی آپ کے ساتھ وہ نسبت ہے جو ہارونؑ کی موسیٰ سے ہے۔ اپنے اس بیٹے کا نام ہارونؑ کے بیٹے کے نام پر رکھیں۔

آنحضرتؐ نے پوچھا: ہارونؑ کے بیٹے کا نام کیا تھا؟

جبرئیل نے کہا: شبیر۔

رسولؐ خدا نے فرمایا: میری زبان تو عربی ہے۔

جبرئیل نے کہا: اس کا نام حسینؑ رکھیں۔

جب نومولود سات دن کا ہوا تو آنحضرتؐ نے اس کے عقیقہ میں دو خوبصورت مینڈھے قربانی کیے، اس کی ران اور ایک درہم دائی کو ہدیہ دیا، اس کے بعد نوزاد کا سر تراشا، بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کی، بچے کا سر عطر زعفران سے دھویا اور معطر کیا اور کہا: اے اسما! نومولود کے سر کو خون سے آلودہ کرنا جاہلیت کی رسومات میں سے ہے۔"

امام حسینؑ کی پہلی گفتگو اللہ اکبر

عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ اِنَّهٗ قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَی الصَّلٰوةِ وَقَدْ كَانَ الْحُسَيْنُ اَبْطَأَ عَنِ الْكَلَامِ حَتّٰى تَخَوَّفُوْا اَنَّهٗ لَا يَتَكَلَّمُ وَاَنْ يَّكُوْنَ بِهٖ خُرْسٌ، فَخَرَجَ بِهٖ حَامِلًا عَلٰى عَاتِقِهٖ وَصَفَّ النَّاسُ خَلْفَهٗ، فَاَقَامَهٗ عَلٰى يَمِيْنِهٖ فَافْتَتَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ الصَّلٰوةَ فَكَبَّرَ الْحُسَيْنُ فَلَمَّا سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ تَكْبِيْرَهٗ عَادَ فَكَبَّرَ وَكَبَّرَ الْحُسَيْنُ حَتّٰى كَبَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ سَبْعَ تَكْبِيْرَاتٍ وَكَبَّرَ الْحُسَيْنُ فَجَرَتِ السُّنَّةُ بِذٰلِكَ

"حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ انھوں نے فرمایا:

رسولِ خداؐ نماز کے لیے نکلے، امام حسینؑ نے دیر سے بولنا شروع کیا، اس بات کا

خوف تھا کہ وہ باتیں نہ کریں اور گونگے رہیں، ایک دن رسولِ خداؐ امام حسینؑ کو اپنے کاندھے پر اُٹھا کر گھر سے نماز کے لیے نکلے، لوگ آپ کے پیچھے نماز کے لیے صف باندھے کھڑے تھے، رسولؐ خدا نے انھیں اپنی دائیں طرف کھڑا کیا، اور نماز کی ابتداء کی، پس امام حسین علیہ السلام نے بھی تکبیر کہی، جب رسولِ خداؐ نے ان کی تکبیر کی آواز سنی تو تکبیر کا تکرار کیا، امام حسین علیہ السلام نے بھی دوبارہ تکبیر کہی، اس کام (یعنی تکبیر کہنے) کا بار بار تکرار ہوا، یہاں تک کہ رسولِ خداؐ نے سات مرتبہ تکبیر کہی اور امام حسینؑ نے بھی سات مرتبہ تکرار کیا، پس اس کے بعد نماز سے قبل سات تکبیروں کی سنت شروع ہوئی۔" (علل الشرائع: ص 331، 332)

شیخ صدوق علیہ السلام نے مذکورہ روایت کو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے علاوہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی نقل کیا ہے، البتہ روایت کے متن میں تھوڑا سا تفاوت پایا جاتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ، قَالَ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَانَ فِی الصَّلٰوةِ اِلٰى جَانِبِهِ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِیٍّؑ فَكَبَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَلَمْ يُحِرِ الْحُسَيْنُ التَّكْبِيْرَ، فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ يُكَبِّرُ وَيُعَالِجُ الْحُسَيْنُ التَّكْبِيْرَ فَلَمْ يُحِرْهُ حَتّٰى اَكْمَلَ سَبْعَ تَكْبِيْرَاتٍ فَاَحَارَ الْحُسَيْنُ التَّكْبِيْرَ فِی السَّابِعَةِ فَقَالَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَصَارَتْ سُنَّةً

"حضرت امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ انھوں نے فرمایا:

رسولِ خداؐ نماز میں مصروف تھے اور حسینؑ بن علیؑ ان کے قریب کھڑے تھے، رسولِ خداؐ نے تکبیر کہی، لیکن امام حسینؑ نے تکبیر کی تکرار نہ کی۔ رسولِ خداؐ نے مسلسل

تکبیریں کہیں اور امام حسینؑ سے چاہا کہ وہ بھی تکبیر کہیں، لیکن انھوں نے کوئی جواب نہ دیا، یہاں تک کہ رسولِ خداؐ نے سات تکبیریں کہیں، امام حسینؑ نے ساتویں تکبیر کا جواب دیا۔

پس امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: اس طرح سے (نماز سے قبل) سات تکبیریں سنت ہوگئیں۔" (علل الشرائع، ص 331، 332)

امام حسینؑ کے بچپنے کی داستان

عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰہِ الصَّادِقِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ اَبِیْہِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ الْبَاقِرِ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ: مَرِضَ النَّبِیُّ الْمَرْضَۃَ الَّتِیْ عُوْفِیَ مِنْھَا، فَعَادَتْہُ فَاطِمَۃُ سَیِّدَۃُ النِّسَاءِ وَ مَعَھَا الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ قَدْ اَخَذَتِ الْحَسَنَ بِیَدِھَا الْیُمْنٰی وَاَخَذَتِ الْحُسَیْنَ بِیَدِھَا الْیُسْرٰی وَھُمَا یَمْشِیَانِ وَ فَاطِمَۃُ بَیْنَھُمَا حَتّٰی دَخَلُوْا مَنْزِلَ عَائِشَۃَ، فَقَعَدَ الْحَسَنُ عَلٰی جَانِبِ رَسُوْلِ اللّٰہِ الْاَیْمَنِ وَ الْحُسَیْنُ عَلٰی جَانِبِ رَسُوْلِ اللّٰہِ الْاَیْسَرِ، فَاَقْبَلَا یَغْمِزَانِ مَا یَلِیْھِمَا مِنْ بَدَنِ رَسُوْلِ اللّٰہِ فَمَا اَفَاقَ النَّبِیُّ مِنْ نَوْمِہٖ۔ فَقَالَتْ فَاطِمَۃُ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ: حَبِیْبَیَّ، اِنَّ جَدَّکُمَا قَدْ غَفَا، فَانْصَرِفَا سَاعَتَکُمَا ھٰذِہٖ وَدَعَاہُ حَتّٰی یُفِیْقَ وَتَرْجِعَانِ اِلَیْہِ۔

فَقَالَا: لَسْنَا بِبَارِحَیْنِ فِیْ وَقْتِنَا ھٰذَا۔

فَاضْطَجَعَ الْحَسَنُ عَلٰی عَضُدِ النَّبِیِّ الْاَیْمَنِ وَالْحُسَیْنُ عَلٰی

عَضُدِہِ الْاَیْسَرِ فَغَفِیَا، وَانْتَبَھَا قَبْلَ اَنْ یَنْتَبِہَ النَّبِیُّ وَقَدْ کَانَتْ فَاطِمَۃُ لَمَّا نَامَا اِنْصَرَفَتْ اِلٰی مَنْزِلِھَا فَقَالَا لِعَائِشَۃَ مَا فَعَلَتْ اُمُّنَا؟

قَالَتْ: لَمَّا نُمْتُمَا رَجَعَتْ اِلٰی مَنْزِلِھَا

فَخَرَجَا فِیْ لَیْلَۃٍ ظَلْمَاءَ مُدْلَھِمَّۃٍ ذَاتِ رَعْدٍ وَ بَرْقٍ وَقَدْ اَرْخَتِ السَّمَاءُ عَزَالِیَھَا، فَسَطَعَ لَھُمَا نُوْرٌ، فَلَمْ یَزَالَا یَمْشِیَانِ فِیْ ذٰلِکَ النُّوْرِ، وَالْحَسَنُ قَابِضٌ بِیَدِہِ الْیُمْنٰی عَلٰی یَدِ الْحُسَیْنِ الْیُسْرٰی وَھُمَا یَتَمَاشِیَانِ وَیَتَحَدَّثَانِ، حَتّٰی اَتَیَا حَدِیْقَۃَ بَنِی النَّجَّارِ، فَلَمَّا بَلَغَا الْحَدِیْقَۃَ حَارَا، فَبَقِیَا لَا یَعْلَمَانِ اَیْنَ یَاْخُذَانِ فَقَالَ الْحَسَنُ لِلْحُسَیْنِ: اِنَّا قَدْ حِرْنَا وَ بَقِیْنَا عَلٰی حَالَتِنَا ھٰذِہٖ وَمَا نَدْرِیْ اَیْنَ نَسْلُکُ، فَلَا عَلَیْکَ اَنْ نَنَامَ فِیْ وَقْتِنَا ھٰذَا حَتّٰی نُصْبِحَ۔ فَقَالَ لَہُ الْحُسَیْنُ: دُوْنَکَ یَا اَخِیْ فَافْعَلْ مَا تَرٰی، فَاضْطَجَعَا جَمِیْعًا وَاعْتَنَقَ کُلُّ وَاحِدٍ مِنْھُمَا صَاحِبَہٗ وَنَامَا

وَانْتَبَہَ النَّبِیُّ مِنْ نَوْمَتِہِ الَّتِیْ نَامَھَا، فَطَلَبَھُمَا فِیْ مَنْزِلِ فَاطِمَۃَ، فَلَمْ یَکُوْنَا فِیْہِ وَافْتَقَدَھُمَا، فَقَالَ النَّبِیُّ عَلٰی رِجْلَیْہِ وَھُوَ یَقُوْلُ: اِلٰھِیْ وَسَیِّدِیْ وَمَوْلَایَ! ھٰذَانِ شِبْلَایَ خَرَجَا مِنَ الْمَخْمَصَۃِ وَالْمَجَاعَۃِ، اَللّٰھُمَّ اَنْتَ وَکِیْلِیْ عَلَیْھِمَا

فَسَطَعَ لِلنَّبِیِّ نُوْرٌ، فَلَمْ یَزَلْ یَمْضِیْ فِیْ ذٰلِکَ النُّوْرِ حَتّٰی اَتٰی حَدِیْقَۃَ بَنِی النَّجَّارِ، فَاِذَا اَنَائِمَانِ قَدِ اعْتَنَقَ کُلُّ وَاحِدٍ مِنْھُمَا صَاحِبَہٗ وَقَدْ تَقَشَّعَتِ السَّمَاءُ فَوْقَھُمَا کَطَبَقٍ، فَھِیَ تَمْطُرُ کَاَشَدِّ

مَطَرٍ، مَارَآهُ النَّاسُ قَطُّ، وَقَدْ مَنَعَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ الْمَطَرَ مِنْهُمَا فِی الْبُقْعَةِ الَّتِیْ هُمَا فِیْهَا نَائِمَانِ، لَا یَمْطُرُ عَلَیْهِمَا قَطْرَةٌ، وَقَدِ اِکْتَنَفَتْهُمَا حَیَّةٌ لَهَا شَعْرَاتٌ کَآجَامِ الْقَصَبِ وَجَنَاحَانِ، جَنَاحٌ قَدْ غَطَّتْ بِهِ الْحَسَنَ وَجَنَاحٌ قَدْ غَطَّتْ بِهِ الْحُسَیْنَ، فَلَمَّا اَنْ بَصُرَ بِهِمَا النَّبِیُّ تَنَحْنَحَ، فَانْسَابَتِ الْحَیَّةُ وَهِیَ یَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُشْهِدُکَ وَاُشْهِدُ مَلَائِکَتَکَ اَنَّ هٰذَیْنِ شِبْلَا نَبِیِّکَ، قَدْ حَفِظْتُهُمَا عَلَیْهِ وَ دَفَعْتُهُمَا اِلَیْهِ سَالِمَیْنِ صَحِیْحَیْنِ

فَقَالَ لَهَا النَّبِیُّ: اَیَّتُهَا الْحَیَّةُ، فَمَنْ اَنْتِ؟ قَالَتْ: اَنَا رَسُوْلُ الْجِنِّ اِلَیْکَ۔ قَالَ: وَ اَیُّ الْجِنِّ؟ قَالَتْ: جِنُّ نَصِیْبِیْنَ، نَفَرٌ مِنْ بَنِیْ مَلِیْحٍ، نَسِیْنَا آیَةً مِنْ کِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَبَعَثُوْنِیْ اِلَیْکَ لِتُعَلِّمَنَا مَا نَسِیْنَا مِنْ کِتَابِ اللّٰهِ، فَلَمَّا بَلَغْتُ هٰذَا الْمَوْضِعَ سَمِعْتُ مُنَادِیًا یُنَادِیْ: اَیَّتُهَا الْحَیَّةُ، هٰذَانِ شِبْلَا رَسُوْلِ اللّٰهِ، فَاحْفَظِیْهِمَا مِنَ الْآفَاتِ وَالْعَاهَاتِ وَمِنْ طَوَارِقِ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ، فَقَدْ حَفِظْتُهُمَا وَسَلَّمْتُهُمَا اِلَیْکَ سَالِمَیْنِ صَحِیْحَیْنِ وَاَخَذَتِ الْحَیَّةُ الْآیَةَ وَانْصَرَفَتْ

وَاَخَذَ النَّبِیُّ الْحَسَنَ، فَوَضَعَهُ عَلٰی عَاتِقِهِ الْاَیْمَنِ وَوَضَعَ الْحُسَیْنَ عَلٰی عَاتِقِهِ الْاَیْسَرِ۔ وَخَرَجَ عَلِیٌّ فَلَحِقَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالَ لَهُ بَعْضُ اَصْحَابِهِ: بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ، اِدْفَعْ اِلَیَّ اَحَدَ شِبْلَیْکَ، اُخَفِّفْ عَنْکَ۔ فَقَالَ: اِمْضِ فَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ کَلَامَکَ وَ عَرَفَ مَقَامَکَ وَتَلَقَّاهُ آخَرُ،

فَقَالَ: بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ، اِدْفَعْ اِلَیَّ اَحَدَ شِبْلَیْکَ اُخَفِّفْ عَنْکَ فَقَالَ: اِمْضِ، فَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ کَلَامَکَ وَ عَرَفَ مَقَامَکَ

فَتَلَقَّاهُ عَلِیٌّ فَقَالَ: بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِدْفَعْ اِلَیَّ اَحَدَ شِبْلَیَّ وَ شِبْلَیْکَ وَحَتّٰی اُخَفِّفَ عَنْکَ فَالْتَفَتَ النَّبِیُّ اِلَی الْحَسَنِ فَقَالَ: یَا حَسَنُ، هَلْ تَمْضِیْ اِلٰی کَتِفِ اَبِیْکَ؟ فَقَالَ لَهُ: وَاللّٰهِ یَا جَدَّاهُ، اِنَّ کَتِفَکَ لَاَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ کَتِفِ اَبِیْ۔ ثُمَّ الْتَفَتَ اِلَی الْحُسَیْنِ فَقَالَ: یَا حُسَیْنُ هَلْ تَمْضِیْ اِلٰی کَتِفِ اَبِیْکَ؟ فَقَالَ لَهُ: وَ اللّٰهِ یَا جَدَّاهُ اِنِّیْ لَاَقُوْلُ لَکَ کَمَا قَالَ اَخِیْ الْحَسَنُ، اِنَّ کَتِفَکَ لَاَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ کَتِفِ اَبِیْ

فَاَقْبَلَ بِهِمَا اِلٰی مَنْزِلِ فَاطِمَةَ وَقَدِ ادَّخَرَتْ لَهُمَا تُمَیْرَاتٍ، فَوَضَعَتْهَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمَا فَاَکَلَا وَشَبِعَا وَفَرِحَا۔ فَقَالَ لَهُمَا النَّبِیُّ قُوْمَا الْآنَ فَاصْطَرِعَا۔ فَقَامَا لِیَصْطَرِعَا وَقَدْ خَرَجَتْ فَاطِمَةُ فِیْ بَعْضِ حَاجَتِهَا فَدَخَلَتْ فَسَمِعَتِ النَّبِیَّ وَهُوَ یَقُوْلُ: اِیْهِ یَا حَسَنُ، شُدَّ عَلَی الْحُسَیْنِ فَاَصْرِعْهُ!

فَقَالَتْ لَهُ: یَا اَبَهْ! وَاعَجَبَاهُ! اَتُشَجِّعُ هٰذَا عَلٰی هٰذَا؟ اَتُشَجِّعُ الْکَبِیْرَ عَلَی الصَّغِیْرِ؟ فَقَالَ لَهَا: یَا بُنَیَّةُ اَمَا تَرْضِیْنَ اَنْ اَقُوْلَ اَنَا: یَا حَسَنُ! شُدَّ عَلَی الْحُسَیْنِ فَاَصْرِعْهُ وَهٰذَا حَبِیْبِیْ جَبْرَئِیْلُ یَقُوْلُ: یَا حُسَیْنُ! شُدَّ عَلَی الْحَسَنِ فَاَصْرِعْهُ!

"حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والد بزرگوار امام محمد باقر علیہ السلام

سے اور وہ اپنے والدِ گرامی حضرت امام سجادؑ سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا:

رسولِ خداؐ تھوڑے سے بیمار ہوئے اور پھر صحت یاب ہو گئے۔ سیدۃ النساء حضرت فاطمہ علیہا السلام نے حسنؑ کو اپنے دائیں اور حسینؑ کو بائیں ہاتھ پکڑا ہوا تھا اور خود ان کے درمیان چل رہی تھیں، ان کی عیادت کے لیے بی بی عائشہ کے گھر میں داخل ہوئیں۔ امام حسنؑ رسولِ خداؐ کے دائیں طرف اور امام حسینؑ بائیں طرف بیٹھ گئے، پس وہ دونوں اپنی اپنی طرف سے آنحضرتؐ کے بدن مبارک سے لاڈ پیار کرنے لگے، لیکن رسولِ خداؐ نیند سے بیدار نہ ہوئے۔

فاطمہ سلام اللہ علیہا نے حسنینؑ سے فرمایا: اے میرے پیارو!

آپ کے نانا جان سوئے ہوئے ہیں۔ ان سے پیچھے ہٹ جائیں، جب بیدار ہو جائیں تو پھر ان کے پاس جانا۔

دونوں نے عرض کیا: ہم نہیں جائیں گے۔

امام حسنؑ نے آنحضرت کے دائیں بازو اور امام حسینؑ نے بائیں بازو پر سر رکھا اور ان کے پہلو میں سو گئے۔ وہ دونوں آنحضرتؐ سے پہلے بیدار ہو گئے لیکن چونکہ جناب فاطمہ علیہا السلام ان کے سونے کے بعد اپنے گھر واپس تشریف لے گئیں تھیں۔

انھوں نے بی بی عائشہ سے پوچھا: ہماری والدہ محترمہ کہاں ہیں؟

بی بی عائشہ نے جواب دیا: جب آپ دونوں سو گئے تھے تو وہ اپنے گھر واپس چلی گئی ہیں۔

امام حسنؑ اور امام حسینؑ علیہما السلام اس گھپ اندھیری رات میں کہ جس میں بجلی کی کڑک اور چمک آسمان کا سینہ چیرتی تھی اور شدید بارش تھی وہاں سے نکلے۔ ان کے

گرد نور کا حلقہ تھا اور وہ دونوں اس کی روشنی میں چل رہے تھے۔ امام حسنؑ نے اپنے دائیں ہاتھ میں امام حسینؑ کا بایاں ہاتھ پکڑا ہوا تھا، دونوں باتیں کرتے ہوئے جا رہے تھے۔ جب وہ بنی نجار کے باغ تک پہنچے تو وہاں پہنچ کر راستہ گم کر بیٹھے اور معلوم نہیں ہو رہا تھا کہ کس طرف جائیں۔

امام حسنؑ نے اپنے بھائی حسینؑ سے کہا: ہم گم ہو گئے ہیں اور معلوم نہیں ہو رہا کہ کس طرف جائیں۔ کیا آپ یہ نہیں چاہتے کہ اسی جگہ پر سو جائیں، تاکہ صبح ہو جائے؟

امام حسینؑ نے کہا: بھائی جان! آپ کی مرضی ہے جو بھی چاہتے ہیں وہی کریں۔

پھر دونوں نے ایک دوسرے کو اپنی آغوش میں لیا اور گلے میں بازو ڈال کر سو گئے۔

رسولِ خداؐ جب نیند سے بیدار ہوئے تو حسنین علیہما السلام کی تلاش میں حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کے گھر تشریف لے گئے لیکن وہ وہاں پر نہیں تھے۔ جب رسولِ خداؐ نے انھیں وہاں پر نہ پایا تو (خدا کے حضور) دونوں پاؤں پر کھڑے ہو کر عرض کیا: میرے معبود، میرے آقا، میرے مولا! میرے یہ دونوں بچے جو بھوکے گھر سے نکلے ہیں تیرے سپرد کرتا ہوں۔

اس دعا کے بعد ــــــ!

آنحضرتؐ کے اردگرد ایک دائرہ بنایا کہ اس کی روشنی میں وہ چل رہے ہیں۔ جب بنی نجار کے باغ کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ وہ دونوں ایک دوسرے کے گلے میں بازو ڈال کر سو رہے ہیں۔ ان کے اوپر تہہ بہ تہہ بادل چھائے ہوئے ہیں۔ ادھر آسمان نے اس قدر بارش برسائی کہ کسی نے بھی اس کے مثل بارش ہرگز نہیں دیکھی تھی، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو بارش سے بھی محفوظ رکھا ہوا تھا، یہاں تک کہ بارش کا ایک قطرہ تک بھی ان پر نہیں گرا تھا۔ ایک بہت بڑے سانپ (کہ جس کی کھال یوں بالوں سے

پڑتی جیسے کھلیان کے خوشے ہوں) نے انھیں اپنی حفاظت میں لے رکھا تھا، اس سانپ کے دو پَر تھے کہ ایک سے امام حسنؑ اور دوسرے سے امام حسینؑ کو ڈھانپا ہوا تھا۔ جس وقت آنحضرت کی نگاہ مبارک ان پر پڑی تو آپ کھنگارے، سانپ ایک طرف ہٹ گیا اور یوں گویا ہوا: پروردِگار! تجھے اور تیرے فرشتوں کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے تیرے پیغمبرؐ کے دونوں بیٹوں کی حفاظت کی اور دونوں کو صحیح وسالم اُن کے سپرد کر دیا ہے۔

رسولِ خداؐ نے اس سے پوچھا: اے سانپ! تم کون ہو؟

اس نے جواب دیا: میں آپ کی طرف بھیجی ہوئی پَری (جن کی مؤنث) ہوں۔

آپؐ نے پوچھا: کون سی پریوں سے ہو؟

اُس نے کہا: ''نصیبین'' سے ہوں کہ جو ''بنی ملیح'' کا ایک گروہ ہے۔

میں کتابِ خدا کی آیات میں ایک آیت بھول گئی ہوں اسی وجہ سے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا گیا ہے، تا کہ جو کچھ میں نے کتابِ خدا سے فراموش کیا ہے آپ مجھے سکھائیں، لیکن جب اس مقام پر پہنچی ہوں تو میں نے ایک منادی کی ندا سنی کہ اے سانپ! یہ دونوں بچے رسولِ خداؐ کے بیٹے ہیں، انھیں آفات و مصائب اور شب و روز کے حوادث سے محفوظ رکھو، میں نے ان کی حفاظت کی ہے اور صحیح وسالم آپ کے سپرد کر دیا ہے، پھر سانپ (پَری) نے آیت یاد کی اور واپس چلا گیا۔ رسولِ خداؐ نے امام حسنؑ کو اپنے دائیں کاندھے اور امام حسینؑ کو اپنے بائیں کاندھے پر بٹھا کر روانہ ہوئے کہ راستے میں حضرت علیؑ کی آنحضرت سے ملاقات ہوئی۔

اصحابِ پیغمبرؐ سے کسی ایک صحابی نے کہا: اے رسولِ خداؐ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، ایک بچہ میرے حوالے کر دیں، تا کہ آپ کا وزن کچھ کم کر سکوں۔

آپؐ نے جواب دیا: کہ جاؤ خدا نے تمہاری بات سنی ہے اور تمہارا مقام جانتا ہے ایک اور صحابی نے بھی یہی کہا اور وہی جواب سنا۔

حضرت علیؑ بھی آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، ان میں سے ایک بچے کو میرے سپرد کر دیں تا کہ آپ کا کچھ وزن کم کر سکوں۔

آنحضرتؐ نے امام حسنؑ کی طرف دیکھ کر فرمایا: کیا باپ کے کاندھے پر جانا چاہتے ہو؟

انھوں نے جواب دیا: اے نانا جان! خدا کی قسم میرے لیے آپ کا کاندھا، باپ کے کاندھے سے زیادہ محبوب ہے۔

پھر امام حسینؑ کی طرف دیکھ کر فرمایا: حسینؑ بیٹے!

کیا باپ کے کاندھے پر جاؤ گے؟

انھوں نے بھی جواب دیا: اے نانا جان!

میں بھی وہی کچھ کہتا ہوں جو میرے بھائی نے کہا ہے۔ سچ ہے کہ میرے لیے آپ کا کاندھا اپنے والد بزرگوار کے کاندھے سے محبوب تر ہے۔

آخر کار آنحضرتؐ ان دونوں کو اپنی بیٹی فاطمہ علیہا السلام کے گھر لائے، جناب فاطمہ علیہا السلام نے ان کے سامنے وہ کھجوریں رکھیں جو ان کے لیے محفوظ کی ہوئی تھیں، انہوں نے وہ سیر ہو کر کھائیں اور خوش حال ہوئے۔

رسولِ خداؐ نے ان دونوں سے فرمایا: اب اُٹھیں اور ایک دوسرے کے ساتھ کشتی لڑیں۔

وہ دونوں کشتی کرنے کے لیے اُٹھے، حضرت فاطمہؑ جو کسی کام کی غرض سے گھر

سے باہر تھیں، جب واپس آئیں تو رسولِ خدا کو فرماتے ہوئے سنا کہ اے حسنؑ! حسینؑ کو پکڑ کر زمین پر پٹخ دو۔

حضرت فاطمہؑ نے حیران ہو کر اپنے بابا کی خدمت میں عرض کیا: بابا جان! تعجب ہے کہ آپؐ ایک کو دوسرے کے خلاف اُبھار رہے ہیں۔ آپ بڑے کو چھوٹے کے خلاف جرأت دے رہے ہیں؟

آنحضرتؐ نے جواب دیا: اے میری لاڈلی بیٹی! کیا آپ یہ نہیں چاہتی ہیں کہ میں کہوں، اے حسنؑ، حسینؑ کو پکڑو اور زمین پر گرا دو جبکہ میرے دوست جبرئیلؑ کہہ رہے ہیں: اے حسینؑ! حسنؑ کو پکڑو اور زمین پر گرا دو۔ ۞

حسینؑ کا بچپنے میں روزہ رکھنا اور ایثار کرنا

عَنِ الصَّادِقِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ اَبِيْهِ فِيْ قَوْلِهٖ عَزَّوَجَلَّ ﴿يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ﴾ قَالَ: ((مَرِضَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَهُمَا صَبِيَّانِ صَغِيْرَانِ، فَعَادَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَمَعَهُ رَجُلَانِ، فَقَالَ اَحَدُهُمَا: يَا اَبَا الْحَسَنِ! لَوْ نَذَرْتَ فِيْ اِبْنَيْكَ نَذْرًا اِنَّ اللّٰهَ عَافَاهُمَا. فَقَالَ: اَصُوْمُ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ شُكْرًا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَكَذٰلِكَ قَالَتْ فَاطِمَةُ وَقَالَ الصَّبِيَّانِ: وَنَحْنُ اَيْضًا نَصُوْمُ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ وَكَذٰلِكَ قَالَتْ جَارِيَتُهُمْ فِضَّةُ. فَاَلْبَسَهُمَا اللّٰهُ عَافِيَةً فَاَصْبَحُوْا صِيَامًا وَلَيْسَ عِنْدَهُمْ طَعَامٌ

۞ امالی شیخ صدوق: ص 520 تا 525 شیخ صدوق نے اس طویل روایت کو فضائل و مناقب مولیٰ علی علیہ السلام میں بھی نقل کیا ہے۔

فَانْطَلَقَ عَلِيٌّ اِلٰى جَارٍ لَهٗ مِنَ الْيَهُوْدِ، يُقَالُ لَهٗ شَمْعُوْنُ يُعَالِجُ الصُّوْفَ. فَقَالَ: هَلْ لَكَ اَنْ تُعْطِيَنِيْ جِزَّةً مِنْ صُوْفٍ تَغْزِلُهَا لَكَ ابْنَةُ مُحَمَّدٍ بِثَلَاثَةِ اَصْوُعٍ مِنْ شَعِيْرٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَاَعْطَاهُ فَجَاءَ بِالصُّوْفِ وَالشَّعِيْرِ، وَاَخْبَرَ فَاطِمَةَ فَقَبِلَتْ وَاَطَاعَتْ، ثُمَّ عَمَدَتْ فَغَزَلَتْ ثُلُثَ الصُّوْفِ، ثُمَّ اَخَذَتْ صَاعًا مِنَ الشَّعِيْرِ فَطَحَنَتْهُ وَعَجَنَتْهُ وَخَبَزَتْ مِنْهُ خَمْسَةَ اَقْرَاصٍ، لِكُلِّ وَاحِدٍ قُرْصٌ وَصَلّٰى عَلِيٌّ مَعَ النَّبِيِّ الْمَغْرِبَ ثُمَّ اَتٰى مَنْزِلَهٗ، فَوُضِعَ الْخِوَانُ وَجَلَسُوْا خَمْسَتُهُمْ فَاَوَّلُ لُقْمَةٍ كَسَرَهَا عَلِيٌّ اِذَا مِسْكِيْنٌ قَدْ وَقَفَ بِالْبَابِ فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ بَيْتِ مُحَمَّدٍ، اَنَا مِسْكِيْنٌ مِنْ مَسَاكِيْنِ الْمُسْلِمِيْنَ اَطْعِمُوْنِيْ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ اَطْعَمَكُمُ اللّٰهُ عَلٰى مَوَائِدِ الْجَنَّةِ فَوَضَعَ اللُّقْمَةَ مِنْ يَدِهٖ، ثُمَّ قَالَ:

فَاطِمَ ذَاتَ الْمَجْدِ وَالْيَقِيْنِ — يَا بِنْتَ خَيْرِ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ
اَمَا تَرَيْنَ الْبَائِسَ الْمِسْكِيْنَ — جَاءَ اِلَى الْبَابِ لَهٗ حَنِيْنَ
يَشْكُوْا اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَكِيْنُ — يَشْكُوْا اِلَيْنَا جَائِعًا حَزِيْنَ
كُلُّ امْرِءٍ بِكَسْبِهٖ رَهِيْنَ — مَنْ يَّفْعَلِ الْخَيْرَ يَقِفُ سَمِيْنَ
مَوْعِدُهٗ فِيْ جَنَّةٍ رَهِيْنَ — حَرَّمَهَا اللّٰهُ عَلَى الضَّنِيْنِ
وَصَاحِبُ الْبُخْلِ يَقِفُ حَزِيْنَ — تَهْوِيْ بِهِ النَّارُ اِلٰى سِجِّيْنَ
شَرَابُهُ الْحَمِيْمُ وَالْغِسْلِيْنَ

فَاَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ تَقُوْلُ:

أَمْرُكَ سَمْعٌ يَابْنَ عَمٍّ وَطَاعَةٌ　　مَا بِيَ مِنْ لُؤْمٍ وَلَا رِضَاعَةٍ
غُذِيتُ بِاللُّبِّ وَبِالْبَرَاعَةِ　　أَرْجُوا إِذَا أَشْبَعْتُ مِنْ مَجَاعَةٍ
أَنْ أَلْحَقَ الْأَخْيَارَ وَالْجَمَاعَةَ　　وَأَدْخُلَ الْجَنَّةَ فِي شَفَاعَةٍ

وَعَمَدَتْ إِلَى مَا كَانَ عَلَى الْخِوَانِ فَدَفَعَتْهُ إِلَى الْمِسْكِينِ وَبَاتُوا جِيَاعًا وَأَصْبَحُوا صِيَامًا لَمْ يَذُوقُوا إِلَّا الْمَاءَ الْقَرَاحَ ثُمَّ عَمَدَتْ إِلَى الثُّلُثِ الثَّانِي مِنَ الصُّوفِ فَغَزَلَتْهُ، ثُمَّ أَخَذَتْ صَاعًا مِنَ الشَّعِيرِ فَطَحَنَتْهُ وَعَجَنَتْهُ، وَخَبَزَتْ مِنْهُ خَمْسَةَ أَقْرَاصٍ، لِكُلِّ وَاحِدٍ قُرْصٌ، وَصَلَّى عَلِيٌّ الْمَغْرِبَ مَعَ النَّبِيِّ، ثُمَّ أَتَى مَنْزِلَهُ، فَلَمَّا وُضِعَ الْخِوَانُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَجَلَسُوا خَمْسَتُهُمْ فَأَوَّلُ لُقْمَةٍ كَسَرَهَا عَلِيٌّ إِذَا يَتِيمٌ مِنْ يَتَامَى الْمُسْلِمِينَ، قَدْ وَقَفَ بِالْبَابِ فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ بَيْتِ مُحَمَّدٍ، أَنَا يَتِيمٌ مِنْ يَتَامَى الْمُسْلِمِينَ أَطْعِمُونِي مِمَّا تَأْكُلُونَ أَطْعَمَكُمُ اللهُ عَلَى مَوَائِدِ الْجَنَّةِ۔ فَوَضَعَ عَلِيٌّ اللُّقْمَةَ مِنْ يَدِهِ ثُمَّ قَالَ:

فَاطِمَ بِنْتَ السَّيِّدِ الْكَرِيمِ　　بِنْتَ نَبِيٍّ لَيْسَ بِالزَّنِيمِ
قَدْ جَاءَنَا اللهُ بِذَا الْيَتِيمِ　　مَنْ يَرْحَمِ الْيَوْمَ هُوَ الرَّحِيمُ
مَوْعِدُهُ فِي جَنَّةِ النَّعِيمِ　　حَرَّمَهَا اللهُ عَلَى اللَّئِيمِ
وَصَاحِبُ الْبُخْلِ يَقِفُ ذَمِيمٌ　　تَهْوِي بِهِ النَّارُ إِلَى الْجَحِيمِ
شَرَابُهَا الصَّدِيدُ وَالْحَمِيمُ

فَأَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ وَهِيَ تَقُولُ:

فَسَوْفَ أُعْطِيهِ وَلَا أُبَالِي　　وَأُوثِرُ اللهَ عَلَى عِيَالِي
أَمْسَوْا جِيَاعًا وَهُمْ أَشْبَالِي　　أَصْغَرُهُمْ يُقْتَلُ فِي الْقِتَالِ
بِكَرْبَلَا يُقْتَلُ بِاغْتِيَالِ　　لِقَاتِلِيهِ الْوَيْلُ وَالْوَبَالِ
يَهْوِي بِهِ النَّارُ إِلَى سَفَالِ　　كُبُولُهُ زَادَتْ عَلَى الْأَكْبَالِ

ثُمَّ عَمَدَتْ فَأَعْطَتْهُ جَمِيعَ مَا عَلَى الْخِوَانِ وَبَاتُوا جِيَاعًا لَمْ يَذُوقُوا إِلَّا الْمَاءَ الْقَرَاحَ وَأَصْبَحُوا صِيَامًا وَعَمَدَتْ فَاطِمَةُ فَغَزَلَتِ الثُّلُثَ الْبَاقِيَ مِنَ الصُّوفِ وَطَحَنَتِ الصَّاعَ الْبَاقِيَ. وَعَجَنَتْهُ وَخَبَزَتْ مِنْهُ خَمْسَةَ أَقْرَاصٍ، لِكُلِّ وَاحِدٍ قُرْصٌ وَ صَلَّى عَلِيٌّ الْمَغْرِبَ مَعَ النَّبِيِّ ثُمَّ أَتَى مَنْزِلَهُ فَقَرَّبَ إِلَيْهِ الْخِوَانُ وَجَلَسُوا خَمْسَتُهُمْ فَأَوَّلُ لُقْمَةٍ كَسَرَهَا عَلِيٌّ إِذَا أَسِيرٌ مِنْ أُسَرَاءِ الْمُشْرِكِينَ قَدْ وَقَفَ بِالْبَابِ، فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ بَيْتِ مُحَمَّدٍ، تَأْسِرُونَنَا وَتَشُدُّونَنَا وَلَا تُطْعِمُونَنَا! فَوَضَعَ عَلِيٌّ اللُّقْمَةَ مِنْ يَدِهِ، ثُمَّ قَالَ:

فَاطِمَ يَا بِنْتَ النَّبِيِّ أَحْمَد　　بِنْتَ النَّبِيِّ سَيِّدٍ مُسَوَّد
قَدْ جَاءَكَ الْأَسِيرُ لَيْسَ يَهْتَد　　مُكَبَّلًا فِي غُلَّةٍ مُقَيَّد
يَشْكُوا إِلَيْنَا الْجُوعَ قَدْ تَقَدَّد　　مَنْ يُطْعِمِ الْيَوْمَ يَجِدْهُ فِي غَدٍ
عِنْدَ الْعَلِيِّ الْوَاحِدِ الْمُوَحَّد　　مَا يَزْرَعُ الزَّارِعُ سَوْفَ يُحْصَد
فَأَعْطِينَ لَا تَجْعَلِيهِ يُنْكَد

فَأَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ وَهِيَ تَقُولُ:

لَمْ یَبْقَ مِمَّا کَانَ غَیْرُ صَاعٍ — قَدْ دَبِرَتْ کَفِّی مَعَ الذِّرَاعِ
شِبْلَایَ وَاللّٰهُ هُمَا جِیَاعٍ — یَا رَبِّ لَا تَتْرُکْهُمَا ضِیَاعٍ
اَبُوْهُمَا لِلْخَیْرِ ذُو اصْطِنَاعٍ — عَبْلُ الذِّرَاعَیْنِ طَوِیْلُ الْبَاعِ
وَمَا عَلٰی رَاْسِی مِنْ قِنَاعٍ — اِلَّا عَبَا نَسَجْتُهَا بِصَاعٍ

وَعَمَدُوْا اِلٰی مَا کَانَ عَلَی الْخِوَانِ فَاَعْطُوْهُ وَبَاتُوْا جِیَاعًا. وَاَصْبَحُوْا مُفْطِرِیْنَ وَلَیْسَ عِنْدَهُمْ شَیْءٌ

قَالَ شُعَیْبٌ فِیْ حَدِیْثِهٖ: وَاَقْبَلَ عَلِیٌّ بِالْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ نَحْوَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَهُمَا یَرْتَعِشَانِ کَالْفِرَاخِ مِنْ شِدَّةِ الْجُوْعِ، فَلَمَّا بَصَرَبِهِمُ النَّبِیُّ قَالَ: یَا اَبَا الْحَسَنِ! شَدَّمَا یَسُوْءُنِیْ مَا أَرٰی بِکُمْ، اِنْطَلِقْ اِلٰی اِبْنَتِیْ فَاطِمَةَ، فَانْطَلَقُوْا اِلَیْهَا وَهِیَ فِیْ مِحْرَابِهَا، قَدْ لَصِقَ بَطْنُهَا بِظَهْرِهَا مِنْ شِدَّةِ الْجُوْعِ وَغَارَتْ عَیْنَاهَا، فَلَمَّا رَآهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ضَمَّهَا اِلَیْهِ وَقَالَ: وَاغَوْثَاهُ بِاللّٰهِ، اَنْتُمْ مُنْذُ ثَلَاثٍ فِیْمَا اَرٰی! فَهَبَطَ جَبْرَئِیْلُ فَقَالَ: یَا مُحَمَّدُ! خُذْ مَا هَیَّا اللّٰهُ لَکَ فِیْ اَهْلِ بَیْتِکَ

قَالَ: وَمَا آخُذُ یَا جَبْرَئِیْلُ؟ قَالَ: ﴿هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِنَ الدَّهْرِ﴾ حَتّٰی اِذَا بَلَغَ ﴿اِنَّ هٰذَا کَانَ لَکُمْ جَزَاءً وَّکَانَ سَعْیُکُمْ مَشْکُوْرًا﴾ (الامالی شیخ صدوق: ص 329، 332)

''حضرت امام جعفر صادقؑ آیہ شریفہ ''یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ'' کے شانِ نزول کے بارے میں اپنے والدِ بزگوار امام محمد باقرؑ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا:

امام حسنؑ اور امام حسینؑ بچپن میں مریض ہو گئے تھے۔ رسولِ خداؐ دو افراد کے ہمراہ ان کی تیمارداری کے لیے تشریف لائے۔ ان دونوں افراد میں سے ایک نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا: اے ابا الحسنؑ! کاش آپ اپنے بیٹوں کے لیے کوئی نذر کرتے، کہ خداوند متعال انھیں شفا عطا کر دیتا۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اللہ عزوجل کا شکر بجالانے کے لیے تین دن روزے رکھوں گا، جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا اور بچوں نے بھی ایسے ہی کہا کہ ہم بھی تین تین دن روزہ رکھیں گے۔ ان کی کنیز فضہؓ نے بھی یہی کہا۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں لباسِ عافیت پہنایا (یعنی صحت کلی عطا فرمائی) تو انہوں نے غذا نہ ہونے کے باوجود روزہ رکھا۔

حضرت علی علیہ السلام اپنے ہمسائے شمعون نامی یہودی کے پاس گئے جو اون کاتنے کا کام کرتا تھا۔ آپؑ نے اس سے کہا: کیا تم چاہتے ہو کہ گوسفند کی وہ اون جو کاتنے کے لیے تیار ہو محمدؐ کی بیٹی کو دو کہ وہ اسے (جَو کے) تین پیمانوں کے عوض میں کات دے؟

اس نے کہا: ہاں! اور اُس نے اون دے دی۔

حضرت علی علیہ السلام جَو اور اون جناب فاطمہ علیہا السلام کے پاس لائے اور سارا ماجرا بیان کیا، حضرت فاطمہؑ نے قبول کیا اور اسے کاتنا شروع کیا۔ جب اون کا تیسرا حصہ کات لیا تو جَو کا ایک پیمانہ اُٹھایا اور پیس کر آٹا بنایا، ایسے گوندھا اور اس سے گھر کے ہر فرد کے لیے ایک ایک روٹی پکائی (یعنی کل پانچ روٹیاں پکائیں)۔

حضرت علی علیہ السلام رسولِ خداؐ کے پیچھے نماز مغرب بجالانے کے بعد گھر تشریف لائے، دسترخوان بچھایا گیا، پانچوں (بشمول فضہؓ) اس کے اردگرد بیٹھ گئے۔ حضرت علی علیہ

السلام نے ابھی پہلا لقمہ ہی توڑا تھا کہ دروازے پر ایک مسکین آیا۔

اس نے آواز دی: اے خاندانِ محمدؐ! آپ پر درود و سلام ہو۔ میں مسلمان مساکین میں سے ایک مسکین ہوں، اللہ تعالیٰ آپ کو بہشتی دستر خوان پر کھانا کھلائے، مجھے اس سے کھلائیں جو آپ خود کھا رہے ہیں، حضرت علی علیہ السلام نے ہاتھ میں پکڑا ہوا لقمہ رکھ دیا اور حضرت زہراء علیہا السلام کی طرف دیکھ کر فرمایا: ”اے فاطمہ! اے صاحبِ یقین و شرف! اے لوگوں میں سے سب سے بہترین ہستی کی بیٹی!

کیا آپؑ اس بے نوا اور عاجز کو دیکھ رہی ہیں جو دروازہ پر کھڑا آہ و بکار کر رہا ہے؟ وہ خدا کی طرف متوجہ ہو کر نالہ و فریاد کر رہا ہے اور غمزدہ ہو کر اپنی بھوک کا ہم سے مشورہ کر رہا ہے۔

ہر شخص اپنے کام کا رہین ہے (یعنی جیسا کرے گا ویسا بھرے گا) اور جو کوئی نیک کام انجام دیتا ہے وہ بہرہ مند ہوتا ہے۔

ایسے شخص کا ٹھکانہ بہشت جاوید و سرسبز میں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے بخیل پر اُسے حرام کیا ہے۔ روزِ قیامت بخیل شخص مغموم و محزون رہے گا اور آتشِ جہنم اسے اپنے منہ میں لے لے گی، کہ اس کے پینے کے لیے گندا اُبلا ہوا پانی ہوگا۔“

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے جواب میں کہا: اے میرے چچازاد!

میں نے آپ کے اوامر سنے ہیں، انھیں دل سے قبول کرتی ہوں، میں بخیل اور کم ظرف نہیں ہوں۔

میں نے عقل و دانائی کا شہد بچپنے میں چکھا ہے۔ میں امید رکھتی ہوں کسی بھوکے کو سیر کرنے کی وجہ سے نیک لوگوں کے ساتھ جاملوں اور ان کی شفاعت سے بہشت میں جاؤں۔

اس کے بعد دستر خوان پر جو کچھ تھا اُٹھا کر مسکین کو دے دیا۔ یوں ان سب نے

وہ رات بھوکے ہی گذاری، اگلے دن پھر روزہ رکھا اور سادہ پانی کے علاوہ کچھ بھی نہ چکھا۔ آئندہ روز حضرت فاطمہ علیہا السلام نے تیسرا حصہ اون کا مزید کاتا، پھر اور ایک پیمانہ جَو پیس کر آٹا بنایا، اسے گوندھا اور اس سے خاندان کے افراد کی تعداد کے مطابق روٹیاں پکائیں۔ حضرت علی علیہ السلام مغرب کی نماز رسولِ خداؐ کی اقتداء میں پڑھنے کے بعد گھر واپس آئے۔ دستر خوان بچھایا گیا اور پانچوں افراد اس کے ارد گرد بیٹھ گئے۔ حضرت علیؑ ابھی پہلا لقمہ ہی اُٹھانا چاہتے تھے کہ ایک یتیم نے دروازے پر کھڑے ہو کر کہا: اے اہلِ بیت محمدؐ! آپ پر درود و سلام ہو، میں ایک یتیم مسلمان ہوں، جو کچھ آپ کھا رہے ہیں مجھے بھی کھلائیں، (دعا گو ہوں کہ) اللہ تعالیٰ آپ کو بہشتی دستر خوان سے کھلائے۔ حضرت علی علیہ السلام نے ہاتھ میں پکڑا ہوا لقمہ دستر خوان پر رکھا اور فرمایا:

”اے عظیم کریم ہستی کی بیٹی فاطمہؑ اے اس پیغمبر اکرمؐ کی بیٹی!

جو کم ظرف و کنجوس نہیں ہے۔ خدا نے اس یتیم کو ہمارے دروازے پر بھیجا ہے۔ جو کوئی آج مہربانی کرے گا قیامت کے دن اس پر رحم و کرم کیا جائے گا۔ کل کو اس کا ٹھکانا نعمت سے مالا مال جنت میں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کم ظرف اور کنجوس لوگوں کے لیے حرام کیا ہے۔

جو کوئی بخل سے کام لیتا ہے اس کی مذمت ہوئی ہے اور آتشِ جہنم اسے اپنے منہ میں لے لے گی۔ جہنمی کے پینے کو اُبلا ہوا اور دوزخیوں کے بدن کا گندا پانی ہوگا۔“

حضرت زہراء علیہا السلام نے جواب میں یوں فرمایا:

میں یہ (یعنی افطاری کا سامان) اسے (یتیم کو) دیتی ہوں اور خدا کو اپنے اہل

وعیال پر مقدم کرتی ہوں۔ چھوڑ دیں، میرے بچے بھوکے رات گذار لیں گے کہ میرا چھوٹا بیٹا جنگ میں قتل ہو جائے گا۔ اسے کربلا میں لوگ نامردی کا ثبوت دیتے ہوئے قتل کریں گے۔ تباہ و برباد ہو جائیں اس کے قاتل، اپنے اس بہت بڑے گناہ کی وجہ سے۔ آتشِ جہنم اس کے قاتل کو دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں لے جائے گی۔ اسے ڈالی جانے والی زنجیریں دوسرے جہنمیوں کی زنجیروں سے زیادہ ہوں گی۔ اس کے بعد دسترخوان پر جو کچھ تھا اُٹھا کر یتیم کو دے دیا۔ وہ رات بھی انھوں نے پانی کے علاوہ کچھ اور کھائے پیے بغیر گذار دی تھی اور دن کا آغاز روزے سے کیا تھا۔

حضرت فاطمہ علیہا السلام نے اون کا تیسرا حصہ بھی کاتا اور بچے ہوئے باقی جَو کا آٹا پیسا، اسے گوندھا اور اس سے اپنے خاندان کی تعداد کے مطابق پانچ روٹیاں پکائیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے تیسرے دن بھی نمازِ آنحضرت کے ساتھ پڑھی اور اس کے بعد گھر آئے، ان کے سامنے دسترخوان لگایا گیا اور پانچوں اس کے اردگرد بیٹھ گئے، لیکن حضرت علی علیہ السلام ابھی پہلا لقمہ اُٹھانا ہی چاہتے تھے کہ ایک مشرک اسیروں میں سے ایک اسیر گھر کے دروازے پر آیا اور کہا: اے اہلِ بیتِ محمدؐ!

ہمیں اسیر کرتے ہیں اور باندھتے ہیں اور ہمیں غذا نہیں دیتے۔ حضرت علی علیہ السلام نے وہ لقمہ دسترخوان پر رکھ دیا اور فرمایا:

''اے فاطمہؑ! اے پسندیدہ و تعریف شدہ پیغمبر کی بیٹی! اے سید و سردار نبی کی بیٹی! صاحب زادی! بھٹکا ہوا ایک اسیر آپؑ کے پاس آیا ہے وہ اسیری کی زنجیر میں جکڑا ہوا ہے۔ اور پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے ہم سے بھوک کا شکوہ کر رہا ہے جو کوئی آج اسے کھانا کھلائے گا

کل کو اس کا نعم البدل پائے گا، اس خدا کے پاس سے جو عظیم، واحد اور یکتا ہے۔ کاشتکار جو کچھ بوتا ہے عنقریب وہی کاٹتا ہے لہٰذا اُسے کھانا دیں اور اسے خالی ہاتھ نہ جانے دیں۔''

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے جواب میں فرمایا: جو کچھ تھا اس میں سے صرف ایک پیمانہ جَو کے علاوہ کچھ باقی نہیں ہے۔ میرے ہاتھوں پر چکی چلانے کی وجہ سے نشان پڑ گئے ہیں۔

خدا کی قسم——!

میرے بچے بھوکے ہیں، اے پالنے والے! انھیں ان کے حال پر نہ چھوڑ کہ مبادا وہ چل بسیں، اگر چہ ان کے پدر بزرگوار کے بازو مضبوط اور ہاتھ قوی ہیں اور بہت زیادہ عطا کرنے اور بخشنے والے ہیں۔

سر ڈھانپنے کے لیے میرے پاس اس عبا کے سوا کچھ نہیں ہے، اسے بھی میں نے ایک پیمانہ جَو کے عوض میں لیا ہے۔

اس رات بھی دسترخوان پر جو کچھ تھا اُٹھا کر اسیر کو دے دیا اور خود رات بھوکے گذاری اور صبح کھانے کے لیے کوئی چیز نہ تھی۔

اس حدیث کے راوی (جناب شعیب) مزید کہتے ہیں:

حضرت علی علیہ السلام امام حسنؑ و امام حسینؑ جو کہ بھوک کی وجہ سے پرندوں کی طرح لرز رہے تھے کو رسولِ خداؐ کی خدمت میں لے کر گئے۔ جس وقت رسولِ خداؐ کی نگاہیں ان پر پڑیں تو حضرت علی علیہ السلام کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: یا ابا الحسنؑ!

آپؑ کو ان حالات میں دیکھنا میرے لیے انتہائی دشوار ہے۔ آپؑ مجھے میری بیٹی

فاطمہؑ کے پاس لے چلیں۔ محمدؐ و علیؑ جناب فاطمہؑ کے پاس تشریف لے گئے اور انھیں محراب عبادت میں اس حالت میں دیکھا کہ بھوک کی شدت سے ان کا پیٹ ان کی پشت کے ساتھ لگا ہوا تھا اور آنکھوں میں گڑھے پڑ چکے تھے، جس وقت آنحضرتؐ نے انھیں اس حالت میں دیکھا تو گلے لگاتے ہوئے فرمایا: خدا کی پناہ! کیا تین دن سے آپ کی یہی حالت ہے؟

اس وقت حضرت جبریلؑ نازل ہوئے اور فرمایا: اے محمدؐ!

وہ چیز لے لیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے خاندان کے لیے آپ پر نازل کی ہے۔

آنحضرتؐ نے پوچھا: اے جبرئیلؑ! کیا چیز لائے ہو؟

جبرئیلؑ نے سورۂ هل اتی کی تلاوت کرنا شروع کی:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

هَلْ اَتٰی عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ...... اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَشْكُوْرًا (سورۂ دھر، آیہ 1 تا 22)

"بنام خدائے رحمٰن و رحیم۔ یقیناً انسان پر ایک ایسا وقت بھی آیا ہے...... یہ سب تمہاری جزا ہے اور تمہاری سعی قابلِ قبول ہے۔"

حضرت امام حسینؑ بہ زبان امام حسینؑ

شیخ مفید رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ خالد بن ربعی سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا:

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کسی کام کی غرض سے مکہ میں داخل ہوئے۔ انھوں نے ایک بادیہ نشین (دیہاتی عرب) کو دیکھا کہ جس نے خانۂ کعبہ کا پردہ پکڑا ہوا تھا اور خدا کے ساتھ راز و نیاز کرتے ہوئے یوں کہہ رہا تھا: اے صاحب خانہ!

یہ گھر آپ کا گھر اور مہمان آپ کا مہمان ہے، ہر میزبان اپنے مہمان کی کسی نہ کسی طرح میزبانی کرتا ہے اور تو آج کی رات میری میزبانی میرے گناہوں کی بخشش قرار دے۔"

امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: کیا آپ اس اعرابی (دیہاتی) کی گفتگو سن رہے ہیں؟

حضرتؑ نے کہا: ہاں، سن رہا ہوں۔

پھر آپؑ نے فرمایا: خدا کی ذات اس سے کہیں کریم تر ہے کہ اپنے مہمان کو قبول نہ کرے۔

راوی مزید بیان کرتے ہیں: حضرت علی علیہ السلام نے دوسری رات پھر اسی اعرابی کو دیکھا کہ وہی شخص رکن کعبہ کو پکڑے ہوئے کہہ رہا ہے: اے وہ عزیز کہ جو اپنی عزت میں عزیز ہے، عزت میں کوئی بھی تجھ سے عزیز تر نہیں ہے تجھے تیری عزت کا

واسطہ مجھے ایسی عزت بخش کہ کوئی بھی اس کا ادراک نہ کر سکے۔ میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں اور تیرا دامن تھاما ہے، تجھے محمدؐ و آلِ محمدؑ علیہم السلام کا واسطہ، مجھے وہ چیز عطا فرما جو تیرے علاوہ کوئی بھی نہ دے سکتا ہو اور مجھ سے اس چیز کو دور کر دے جو تیرے سوا اور کوئی دور نہ کر سکتا ہو۔

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے فرمایا: خدا کی قسم! یہ سریانی زبان میں اسم اعظم ہے کہ جو میرے حبیب رسولِ خداؐ نے مجھے یاد کروایا تھا۔ اس نے خدا سے بہشت مانگی ہے جو خدا نے اسے عطا کر دی ہے اور جہنم سے دوری کی درخواست کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے جہنم کو اس سے دور کر دیا ہے۔

تیسری رات پھر حضرت علی علیہ السلام نے اسی شخص کو دیکھا کہ جو رکن کعبہ کو پکڑے ہوئے یوں کہہ رہا تھا: ''اے وہ ہستی کہ جو کسی جگہ میں سمائی نہیں لیکن کوئی بھی جگہ اُس سے خالی نہیں ہے، اس بادیہ نشین کو چار ہزار درہم عطا فرما۔''

حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام آگے بڑھے اور اس سے فرمایا: اے اعرابی! تم نے اپنے پروردگار سے میزبانی کا مطالبہ کیا اس نے تیری میزبانی فرمائی، تم نے بہشت کی درخواست کی، وہ پوری ہوئی۔ تو نے دوزخ سے دوری کا کہا اس نے تجھے دوزخ سے دور کیا، اس کے باوجود آج تم چار ہزار درہم کا مطالبہ کر رہے ہو؟

بادیہ نشین نے کہا: آپ کون ہیں؟

مولاؑ نے فرمایا: میں علیؑ بن ابی طالب ہوں۔

بادیہ نشین نے کہا: خدا کی قسم، میری مراد تو آپ ہیں، میں اپنی احتیاج کا آپ سے مطالبہ کرتا ہوں۔

آپ نے پوچھا: اے اعرابی! کیا چاہتے ہو؟

اس نے کہا: مجھے ایک ہزار درہم مہریہ کے لیے، ایک ہزار درہم قرض کی ادائیگی کرنے کے لیے، ایک ہزار درہم گھر خریدنے کے لیے اور ایک ہزار درہم زندگی بسر کرنے کے لیے چاہیے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اے بادیہ نشین! تم نے صحیح اور انصاف سے مانگا ہے۔ میں جب مکہ سے پیغمبر کے شہر مدینہ جاؤں گا تو وہاں پر میرے گھر آنا۔

وہ بادیہ نشین مکہ میں ایک ہفتہ گزارنے کے بعد حضرت علیؑ کی تلاش میں شہر پیغمبرؐ مدینہ گیا اور وہاں جا کر بلند آواز سے کہا: کون ہے جو مجھے علیؑ کے گھر کا راستہ دکھائے؟

بچوں میں سے حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: میں تمہیں امیر المومنینؑ کے گھر تک پہنچاتا ہوں، میں ان کا بیٹا حسینؑ بن علیؑ ہوں۔

بادیہ نشین نے کہا: آپؑ کا باپ کون ہے؟

آپؑ نے فرمایا: امیر المومنین علیؑ بن ابی طالب۔

اس نے پوچھا: آپؑ کی والدہ کون ہے؟

امام حسینؑ نے فرمایا: میری والدہ محترمہ سیدۃ النساء العالمین فاطمہؑ ہیں۔

اس نے پوچھا: آپ کے جدامجد کون ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: رسولِ خداؐ محمدؐ بن عبداللہؑ بن عبدالمطلبؑ۔

اس نے پھر پوچھا: آپ کے جدۃ ماجدہ کون ہے؟

آپؑ نے جواب دیا: خدیجہ بنتِ خویلد۔

اس نے پوچھا: آپ کا بھائی کون ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ابو محمد حسن بن علیؑ۔

اس نے کہا: سچ ہے کہ آپ کے پاس دنیا کی طرفین ہیں۔

امیر المومنینؑ کے پاس جائیں اور ان کی خدمت میں عرض کریں کہ وہی بادیہ نشین آپ کے دروازے پر آیا ہوا ہے جس کی (حاجت روائی کی) آپؑ نے مکہ میں ضمانت دی تھی۔

امام حسین علیہ السلام گھر میں داخل ہوئے اور امیر المومنین کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا: بابا جان!

دروازے پر ایک بادیہ نشین آیا ہے، اس کا خیال ہے کہ آپؑ نے مکہ میں اس کی ضمانت دی ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے جناب فاطمہ علیہا السلام کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: کیا گھر میں کوئی چیز ہے جو وہ اعرابی کھالے؟

انھوں نے فرمایا: نہیں۔ امیر المومنین علیؑ نے لباس زیب تن کیا اور گھر سے باہر تشریف لے گئے اور فرمایا: اباعبداللہ! سلمانِ فارسیؓ کو بلا کر میرے پاس لائیں۔

حضرت سلمان فارسیؓ آئے تو حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: اے اباعبداللہ (سلمان فارسی)! وہ باغ جو رسولِ خداؐ نے میرے لیے کاشت کیا تھا اور اس کو بیچنے کے لیے گاہک تلاش کرو۔

حضرت سلمان فارسیؓ بازار میں گئے اور اس باغ کو بارہ ہزار (12000) درہم میں فروخت کر دیا۔ اس کی قیمت حضرت علیؑ کے سپرد کی اور بادیہ نشین کو بھی لایا گیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے چار ہزار درہم کے علاوہ چالیس درہم اور بھی اسے انفاق کیے۔

یہ خبر مدینہ کے فقراء و مساکین تک پہنچی تو وہ سب حضرت علیؑ کے اردگرد اکٹھے ہو گئے۔ ایک انصاری جناب فاطمہؑ کی خدمت میں گیا اور انھیں اس واقعہ سے باخبر کیا۔ حضرت فاطمہؑ نے اس کے حق میں دعا کی اور کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو اس کام کا صلہ دے۔

حضرت علیؑ نیچے بیٹھ گئے اور درہم اپنے پاؤں کے پاس ڈھیر لگائے ہوئے تھے۔ فقراء و مساکین ان کے اردگرد تھے اور وہ مٹھی بھر درہم اُٹھاتے اور ہر شخص کو دیتے جاتے، یہاں تک کہ سب ختم ہو گئے اور ایک درہم بھی باقی نہ بچا۔

جب علیؑ گھر تشریف لائے تو حضرت فاطمہؑ نے ان سے کہا: اے میرے چچازاد! کیا آپ نے وہ باغ فروخت کر دیا ہے جو میرے بابا نے آپ کے لیے کاشت کیا تھا؟

انھوں نے فرمایا: ہاں، میں نے اسے دنیا و آخرت سے زیادہ قیمت پر فروخت کیا ہے۔

انہوں نے پوچھا: اس سے حاصل ہونے والا سرمایہ کہاں ہے؟

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: قبل اس کے کہ وہ لوگ مجھ سے مانگتے، میں نے (سارا مال) انھیں بخش دیا ہے، کیونکہ مجھے اس بات سے شرم آ رہی تھی کہ وہ مانگنے کی ذلت سے حقارت کا شکار ہوں۔

حضرت فاطمہ علیہا السلام نے کہا: میں اور میرے بچے بھوکے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آپ بھی ہمارے مانند بھوکے ہیں، اس کے باوجود ہمارے لیے ایک بھی درہم باقی نہیں بچایا؟

اتنا کہنے کے بعد جناب زہراء علیہا السلام نے حضرت علی علیہ السلام کا لباس

پکڑا، آپ نے کہا: اے فاطمہؑ! مجھے چھوڑیں۔

انھوں نے کہا: میں اس وقت تک آپ کو نہیں چھوڑوں گی جب تک میرے بابا جان میرے اور آپ کے درمیان فیصلہ نہ کریں۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام آنحضرتؐ پر نازل ہوئے اور کہا: اے محمدؐ! اللہ آپ پر درود بھیج رہا ہے اور فرما رہا ہے کہ علیؑ کو میرا سلام پہنچا دیں اور فاطمہ سے کہیں کہ علیؑ پر کوئی اعتراض نہ کریں۔ جب رسولِ خداؐ حضرت علیؑ کے گھر تشریف لائے تو کیا دیکھتے ہیں کہ جناب فاطمہؑ نے علیؑ کا دامن پکڑا ہوا ہے۔

آنحضرتؐ نے جناب زہراء علیہا السلام سے فرمایا: میرے بیٹی! آپ نے کیوں علیؑ کو پکڑا ہوا ہے؟

تو انہوں نے کہا: میری پیاری بیٹی!

جبرئیلؑ نے میرے پروردگار کی طرف سے مجھے سلام دیا ہے اور کہا ہے کہ علیؑ کو اس کے پروردگار کی طرف سے سلام پہنچا دوں، اور مجھے یہ بھی کہا کہ آپؑ سے کہوں کہ آپ علیؑ پر کوئی اعتراض نہ کریں۔

حضرت فاطمہؑ نے فرمایا:

میں رضائے خالق کی طلب گار ہوں، آئندہ ایسا نہیں کروں گی۔

حضرت فاطمہ علیہا السلام فرماتی ہیں:

میرے والدِ بزرگوار اور شوہر نامدار دونوں گھر سے باہر نکلے اور جدا جدا راستے کی طرف چلے گئے۔ کوئی زیادہ دیر نہ گذری تھی کہ میرے والد بزرگوار سات سیاہ ہجری درہم لے کر واپس آئے اور فرمایا: فاطمہؑ! میرے چچازاد کہاں ہیں؟

میں نے ان سے عرض کیا: وہ گھر سے باہر تشریف لے گئے ہیں۔

رسولِ خداؐ نے فرمایا: یہ درہم لے لیں اور جس وقت میرے چچازاد آئیں انھیں کہنا کہ وہ آپ کے لیے ان درہموں سے غذا خریدیں۔ زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے اور پوچھا: کیا میرے چچازاد واپس تشریف لائے تھے، مجھے یہاں سے ان کی پاکیزہ خوشبو آرہی ہے؟

حضرت زہراء علیہا السلام نے فرمایا: جی ہاں! آئے تھے اور مجھے کچھ درہم دیے ہیں کہ آپؑ ان سے ہمارے لیے کچھ کھانے کے لیے غذا وغیرہ خریدیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: وہ مجھے دیں، جناب زہراءؑ نے وہ سات سیاہ ہجری درہم انھیں دیے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: بسم اللہ، سب تعریف خدا کے لائق ہے اور یہ اللہ عزوجل کی جانب سے عطا ہے، پھر فرمایا: اے حسنؑ بیٹا! میرے ساتھ آئیں۔

باپ بیٹا بازار گئے۔ وہاں پر ایک شخص کو دیکھا جو کھڑا ہوا کہہ رہا تھا: کون ہے کہ جو مجھے خدا کے واسطے قرض دے؟

جناب علیؑ نے فرمایا: اے بیٹا! کیا یہ درہم اسے دے دیں؟

امام حسنؑ نے فرمایا: ہاں، بابا جان! علیؑ نے وہ درہم اسے دے دیے۔

جناب حسنؑ نے پوچھا: بابا جان! کیا وہ تمام کے تمام درہم اسے دے دیے ہیں؟

انھوں نے کہا: ہاں! بیٹا جان! جو تھوڑا دیتا ہے وہ زیادہ دینے پر بھی قدرت رکھتا ہے۔

راوی کہتے ہیں: اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام ایک شخص کے گھر گئے تا کہ اس سے کچھ قرض لیں، لیکن راستے میں انھوں نے ایک بادیہ نشین کو دیکھا کہ اس کے

پاس ایک اونٹنی تھی، اس نے جناب علیؑ سے کہا: یا علیؑ! یہ اونٹنی مجھ سے خرید لیں۔

انہوں نے فرمایا: میرے پاس اس کی قیمت نہیں ہے۔

اس نے کہا: میں آپ کو مہلت دیتا ہوں کہ آپ بعد میں ادا کر دیں۔

انہوں نے پوچھا: اے بادیہ نشین! اسے کتنے میں فروخت کرو گے؟

اس نے کہا: سو درہم میں۔

حضرت علی علیہ السلام نے امام حسن علیہ السلام کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: حسنؑ جان! اس سے اونٹنی پکڑ لیں۔

حضرت علی علیہ السلام وہاں سے روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک اور بادیہ نشین سے ملاقات ہوئی جس کی شکل پہلے والے بادیہ نشین سے ملتی جلتی تھی، لیکن اس نے لباس اور طرح کا پہنا ہوا تھا۔ اس نے کہا: یا علیؑ! کیا یہ اونٹنی فروخت کریں گے؟

جناب علیؑ نے فرمایا: تم اسے کیا کرنا چاہتے ہو؟

اس نے کہا: آپ کے چچازاد (رسولِ خداؐ) جس وقت پہلے جہاد پر جائیں گے تو میں اس اونٹنی کو ہمراہ لے کر جہاد پر جاؤں گا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: اگر قبول کرو تو میں یہ تجھے مفت میں دے دیتا ہوں۔

اس نے کہا: اس کی قیمت میرے پاس موجود ہے لہٰذا قیمت دے کر خریدوں گا، آپ نے اسے کتنی قیمت میں خریدا ہے؟

حضرت علیؑ نے فرمایا: سو (100) درہم میں۔ بادیہ نشین نے کہا: میں آپ سے اسے ایک سوستر (170) درہم میں خریدتا ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام نے امام حسنؑ سے کہا: اس سے ایک سوستر (170) درہم

لے لیں اور یہ اونٹنی اسے دے دیں۔ ان میں سے ایک سو (100) درہم اس بادیہ نشین کا ہے کہ جس سے ہم نے اونٹنی خریدی تھی اور ستر (70) درہم ہمارے، تا کہ ان سے کچھ خریدیں۔

حضرت امام حسنؑ نے درہم لیے اور اونٹنی بادیہ نشین کے سپرد کر دی۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: میں وہاں سے چلا، تا کہ اس بادیہ نشین کو تلاش کروں، جس سے اونٹنی خریدی تھی تا کہ اس کا اُدھار اُتار دوں۔ میں نے راستے میں رسولِ خداؐ کو دیکھا کہ وہ ایک مقام پر تشریف ہیں کہ میں نے اس سے قبل انہیں کبھی وہاں پر نہیں دیکھا۔ اور میں نے (حضورؐ کو) وہاں پر کبھی نہیں دیکھا۔ آپؐ راستے کے وسط میں تشریف فرما تھے۔ آپؐ نے جب مجھے دیکھا تو اس قدر مسکرائے کہ آپؐ کے دانت مبارک نمایاں ہوگئے۔

حضرت علیؑ نے جب رسولِ خداؐ کو یوں دیکھا تو ان کی خدمت میں عرض کیا: آپ ہمیشہ مسکراتے اور خوش وخرم رہیں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: اے اباالحسنؑ! آپؐ اس اعرابی کی تلاش میں ہیں کہ جس نے آپ کو اونٹنی فروخت کی ہے تا کہ اس کی قیمت اسے ادا کریں۔

انھوں نے کہا: جی ہاں! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: اے اباالحسنؑ!

جس نے آپ کو اونٹنی فروخت کی وہ جبرئیل تھے اور جس نے آپ سے خریدی وہ میکائیلؑ تھے، وہ اونٹنی بہشت کی اونٹنیوں میں سے ہے اور درہم دونوں جہانوں کے پروردگار کی طرف سے ہیں، انھیں راہِ خدا میں انفاق کر دیں اور تنگ دستی سے نہ ڈریں۔ (امالی شیخ صدوقؒ، ص 553 تا 557)

چراغِ ہدایت اور کشتیِ نجات

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مُوْسٰی، عَنْ اَبِيْهِ عَلِيِّ بْنِ مُوْسٰی، عَنْ اَبِيْهِ مُوْسٰی بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ اَبِيْهِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ اَبِيْهِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ اَبِيْهِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ وَعِنْدَهٗ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ: مَرْحَبًا بِكَ يَا اَبَا عَبْدِاللّٰهِ، يَا زَيْنَ السَّمَاوَاتِ وَ الْاَرْضِ

قَالَ لَهٗ اُبَيٌّ: وَكَيْفَ يَكُوْنُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَيْنَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ اَحَدٌ غَيْرُكَ؟

قَالَ: يَا اُبَيُّ، وَالَّذِيْ بَعَثَنِيْ بِالْحَقِّ نَبِيًّا، اِنَّ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ فِي السَّمَاءِ اَكْبَرُ مِنْهُ فِي الْاَرْضِ، وَاِنَّهٗ لَمَكْتُوْبٌ عَنْ يَمِيْنِ عَرْشِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: مِصْبَاحُ هُدًى، وَسَفِيْنَةُ نَجَاةٍ، وَاِمَامُ خَيْرٍ، وَيُمْنٍ وَعِزٍّ، وَ فَخْرٍ، وَبَحْرُ عِلْمٍ، وَذُخْرٌ [فَلِمَ لَا يَكُوْنُ كَذٰلِكَ؟] وَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ رَكَّبَ فِيْ صُلْبِهٖ نُطْفَةً طَيِّبَةً مُبَارَكَةً زَكِيَّةً [خُلِقَتْ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَكُوْنَ مَخْلُوْقٌ فِي الْاَرْحَامِ اَوْ يَجْرِيَ مَاءٌ فِي الْاَصْلَابِ اَوْ يَكُوْنَ لَيْلٌ وَ نَهَارٌ]

وَلَقَدْ لُقِّنَ دَعَوَاتٍ مَا يَدْعُوْا بِهِنَّ مَخْلُوْقٌ اِلَّا حَشَرَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مَعَهٗ وَكَانَ شَفِيْعَهٗ فِيْ آخِرَتِهٖ، وَ فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرَبَهٗ، وَقَضٰی بِهَا دَيْنَهٗ، وَيَسَّرَ اَمْرَهٗ، وَاَوْضَحَ سَبِيْلَهٗ، وَقَوَّاهُ عَلٰی عَدُوِّهٖ، وَلَمْ يَهْتِكْ سِتْرَهٗ

فَقَالَ لَهٗ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ: وَمَا هٰذِهِ الدَّعَوَاتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟

قَالَ: تَقُوْلُ اِذَا فَرَغْتَ مِنْ صَلَاتِكَ وَاَنْتَ قَاعِدٌ:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ بِكَلِمَاتِكَ، وَمَعَاقِدِ عَرْشِكَ، وَسُكَّانِ سَمَاوَاتِكَ وَاَرْضِكَ، وَاَنْبِيَائِكَ وَرُسُلِكَ، اَنْ تَسْتَجِيْبَ لِيْ، فَقَدْ رَهِقَنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا، فَاَسْاَلُكَ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ، وَاَنْ تَجْعَلَ لِيْ مِنْ اَمْرِيْ يُسْرًا

فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُسَهِّلُ اَمْرَكَ، وَيَشْرَحُ صَدْرَكَ، وَيُلَقِّنُكَ شَهَادَةَ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عِنْدَ خُرُوْجِ نَفْسِكَ

فَقَالَ لَهٗ اُبَيٌّ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا هٰذِهِ النُّطْفَةُ الَّتِيْ فِيْ صُلْبِ حَبِيْبِي الْحُسَيْنِ؟

قَالَ: مَثَلُ هٰذِهِ النُّطْفَةِ كَمَثَلِ الْقَمَرِ، وَهِيَ نُطْفَةُ تَبْيِيْنٍ وَبَيَانٍ، يَكُوْنُ مَنِ اتَّبَعَهٗ رَشِيْدًا وَمَنْ ضَلَّ عَنْهُ هَوِيًّا [غَوِيًّا]

فَقَالَ: فَمَا اسْمُهٗ وَمَا دُعَاؤُهٗ؟

قَالَ: اسْمُهٗ عَلِيٌّ وَدُعَاؤُهٗ: يَا دَائِمُ يَا دَيْمُوْمُ، يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ، يَا كَاشِفَ الْغَمِّ، وَيَا فَارِجَ الْهَمِّ وَيَا بَاعِثَ الرُّسُلِ، وَيَا صَادِقَ الْوَعْدِ

مَنْ دَعَا بِهٰذَا الدُّعَاءِ حَشَرَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مَعَ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ وَكَانَ قَائِدَهٗ اِلَى الْجَنَّةِ......! ۞

''حضرت امام جوادؑ اپنے پدرِ بزرگوار امام رضا علیہ السلام سے وہ اپنے والد

۞ عیون اخبار الرضا: ج1، ص60,59، کمال الدین شیخ صدوق: ص244,246

گرامی موسیٰ بن جعفرؑ سے، وہ اپنے والد گرامی امام جعفر صادقؑ سے، وہ اپنے والد بزرگوار امام محمد باقرؑ سے، وہ اپنے والد گرامی امام سجادؑ سے، وہ اپنے والد بزرگوار سے اور وہ اپنے والدِ گرامی امام حسین علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: اُبی بن کعب رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر تھے کہ میں آنحضرتؐ کے پاس گیا۔

رسولِ خداؐ نے مجھ سے فرمایا: اے ابا عبداللہ! آپؑ پر آفرین ہو، اے آسمانوں اور زمین کی زینت! اُبی بن کعب نے حضورؐ سے کہا: یا رسول اللہؐ! یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آپؐ کے علاوہ کوئی اور بھی آسمانوں اور زمین کی زینت ہو؟

رسولِ خداؐ نے فرمایا: اے اُبی! مجھے اس خدا کی قسم کہ جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث بہ رسالت کیا ہے، اس میں شک نہیں ہے کہ حسین بن علیؑ آسمانوں میں اس سے کہیں عظیم تر ہے جتنا اس کا زمین پر تعارف ہوگا۔ بے شک عرشِ خدائے عزوجل کی دائیں جانب لکھا ہوا ہے کہ حسینؑ چراغ ہدایت، کشتیٔ نجات، عزت و افتخار اور نیکی و برکت کا پیشوا اور علم و دانش کا سمندر اور ذخیرہ ہیں جو آئندہ کے لیے جمع کیا گیا ہے۔ ایسا کیوں نہ ہو کیونکہ خدائے عزیز و جلیل نے اس کی صُلب میں ایسی پاک و پاکیزہ اور بابرکت نسل رکھی ہے جیسے عورتوں کے اَرحام میں خلق ہونے، باپوں کے اَصلاب میں پانی کے جاری ہونے اور لیل و نہار کے وجود میں آنے سے پہلے خلق کیا گیا ہے۔ اسے (امام حسینؑ) ایسی ایسی دعائیں الہام ہوئی ہیں کہ جنھیں پڑھنے والے کو اللہ عزوجل اس (امام حسینؑ) کے ساتھ محشور کرے گا۔ روزِ قیامت وہ اس (قاری) کی شفاعت کرے گا۔ خدا اس کی مشکلیں حل کرے گا۔ اس کا غم واندوہ دور کرے گا۔ اس کا قرض ادا کرے گا۔ اس کے کام آسان کرے گا۔ اس کا راستہ واضح کرے گا۔ اُسے دشمن پر

غلبہ دے گا اور اللہ تعالیٰ اسے ذلیل و رسوا نہیں کرے گا۔

اُبی بن کعب نے کہا: یا رسول اللہؐ! آپؐ نے جو دعائیں فرمائیں وہ کون سی ہیں؟

آنحضرتؐ نے فرمایا: جب تم نماز سے فارغ ہو کر بیٹھو تو کہو: اے میرے معبود! میں آپ سے تیرے کلمات تیرے عرش کے ستونوں، تیری زمین اور آسمانوں کے ساکنین اور تیرے انبیاء اور رسولوں کے واسطے سے سوال کرتا ہوں کہ میری دعا کو قبول فرما، کہ میرے کام کی سختی نے مجھے مشکل میں گرفتار کر رکھا ہے، پس میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیج اور میرے کام کی سختی و مشکل کو آسان کر دے۔

پس اللہ تعالیٰ اس دعا کو پڑھنے کے بعد تیری مشکل کو آسان کر دے گا، تیرا سینہ کھول دے گا اور تیرے بدن سے روح کو نکلتے وقت تجھے "لا الہ الا اللہ" کی شہادت کی تلقین کرے گا۔

اُبی بن کعب نے کہا: یا رسول اللہؐ! وہ نسل کون سی ہے جو میرے حبیب حسینؑ کی صُلب مبارک میں ہے۔ رسولِ خداؐ نے فرمایا: اس خاندان اور نسل کی مثال چاند کی ہے، یہ نور بخشنے والی اور روشنی عطا کرنے والی ہے جو کوئی بھی اس کی پیروی کرے گا وہ منزلِ کمال کو پالے گا اور جو اس سے دوری اختیار کرے گا وہ گمراہ اور سرگرداں ہوگا۔

اُبی بن کعب نے پوچھا: ان کا نام کیا ہے ان کی دعا کون سی ہے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: ان کا نام علیؑ ہے اور ان کی دعا یوں ہے: اے پائیدار! اے ہمیشہ رہنے والے! اے زندہ اور ہمیشہ قائم رہنے والے! اے غم کو زائل کرنے والے! اے دکھ درد کو دور کرنے والے! اے رسولؐ کو مبعوث کرنے والے اور اے وعدے کے سچے اور پکے۔ جو کوئی بھی اللہ تعالیٰ کو یوں پکارے گا تو وہ اسے حسینؑ بن علیؑ کے ساتھ محشور کرے گا اور جنت کی طرف اس کی راہنمائی کرے گا......

امام حسن اور امام حسین علیہما السلام
رسولِ خدا کی زبانِ حق بیان سے

(۱) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: اَلْوَلَدُ رَيْحَانَةٌ وَرَيْحَانَتَايَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ

"رسولِ خداؐ نے فرمایا: بیٹا سرسبز خوشبودار پھولوں کا گل دستہ ہے اور حسنؑ وحسینؑ میرے سرسبز وخوشبودار پھولوں کے دوگل دستے ہیں۔" (عیون اخبار الرضاؑ: ج2،ص27)

(۲) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ! اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَ اَبُوْهُمَا خَيْرٌ مِنْهُمَا

"رسولِ خداؐ نے فرمایا: حسنؑ وحسینؑ جوانانِ جنت کے سردار ہیں اور ان کے پدرگرامی قدر ان سے افضل وبہتر ہیں۔" (عیون اخبار الرضاؑ: ج2،ص33)

(۳) عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اَنَا سَيِّدُ النَّبِيِّيْنَ وَعَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ سَيِّدُ الْوَصِيِّيْنَ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَالْاَئِمَّةُ بَعْدَهُمَا سَادَاتُ الْمُتَّقِيْنَ، وَلِيُّنَا وَلِيُّ اللّٰهِ وَعَدُوُّنَا عَدُوُّ اللّٰهِ وَطَاعَتُنَا طَاعَةُ اللّٰهِ وَمَعْصِيَتُنَا مَعْصِيَةُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ

"حضرت امام حسنؑ بن علی بن ابی طالبؑ سے منقول ہے کہ وہ فرماتے ہیں: میں نے

رسولِ خداؐ سے سنا ہے کہ انھوں نے فرمایا:

میں نبیوں کا سردار ہوں، علی بن ابی طالبؑ اوصیا کے آقا ہیں، حسنؑ وحسینؑ جوانانِ جنت کے سردار ہیں اور ان دونوں کے بعد آنے والے آئمہ متقین کے آقا وسردار ہیں، ہمارا دوست اللہ کا دوست ہے اور ہمارا دشمن اللہ کا دشمن ہے ہماری اطاعت خدا کی اطاعت ہے اور ہماری نافرمانی خدا کی نافرمانی ہے۔" (الامالی شیخ صدوقؒ: ص652)

(۴) عَنِ الْحَسَنِ بْنِ زِيَادٍ الْعَطَّارِ، قَالَ: قُلْتُ لِاَبِيْ عَبْدِاللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ: فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ، اَسَيِّدَةُ نِسَاءِ عَالَمِهَا؟ قَالَ ذَاكَ مَرْيَمُ وَ فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ

فَقُلْتُ: فَقَوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ: اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: هُمَا وَاللّٰهِ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ

حسن بن زیاد عطار کہتے ہیں: میں نے امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ رسولِ خداؐ کا یہ فرمان کہ فاطمہؑ بہشتی خواتین کی سردار اور سیدہ ہیں کیا وہ صرف اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں؟

انھوں نے فرمایا: "جناب مریم علیہا السلام ایسی ہیں اور جناب فاطمہ تمام بہشتی عورتوں کی سردار ہیں خواہ وہ اوّلین سے ہوں یا آخرین سے۔"

میں نے کہا: رسولِ خداؐ کا یہ فرمان کہ حسنؑ وحسینؑ جوانانِ جنت کے سردار ہیں، کیسے ہے؟

انہوں نے فرمایا: خدا کی قسم، وہ تمام جوانانِ جنت کے سردار ہیں خواہ ان کا تعلق اوّلین سے ہو یا آخرین سے۔ (امالی شیخ مفیدؒ: ص 187)

﴿۵﴾ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بِيَدِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَقَالَ: مَنْ اَحَبَّ هٰذَيْنِ وَاَبَاهُمَا وَاُمَّهُمَا كَانَ مَعِيْ فِيْ دَرَجَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

"حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام سے مروی ہے: رسولِ خداؐ نے حسنؑ و حسینؑ کے ہاتھ پکڑے ہوئے فرمایا:

جو کوئی بھی ان دونوں، ان کے والد اور والدہ کو دوست رکھتا ہے، وہ روزِ قیامت میرے ساتھ میرے درجہ پر فائز ہوگا۔" (امالی شیخ مفیدؒ: ص 299)

﴿۶﴾ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ زُيِّنَ عَرْشُ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ بِكُلِّ زِيْنَةٍ ثُمَّ يُؤْتٰى بِمِنْبَرَيْنِ مِنْ نُوْرٍ طُوْلُهُمَا مِائَةُ مِيْلٍ، فَيُوْضَعُ اَحَدُهُمَا عَنْ يَمِيْنِ الْعَرْشِ وَالْآخَرُ عَنْ يَسَارِ الْعَرْشِ، ثُمَّ يُؤْتٰى بِالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَيَقُوْمُ الْحَسَنُ عَلٰى اَحَدِهِمَا وَالْحُسَيْنُ عَلَى الْآخَرِ يُزَيِّنُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى بِهِمَا عَرْشَهٗ كَمَا يُزَيِّنُ الْمَرْاَةُ قُرْطَاهَا

رسولِ خداؐ فرماتے ہیں:

جس دن قیامت برپا ہوگی اس دن رب العالمین کا عرش ہر طرح کی زینت سے مزین کیا جائے گا۔ پھر دو منبر لائے جائیں گے کہ ہر منبر کا طول ایک سو میل ہوگا، ان

میں سے ایک عرش کے دائیں جانب اور دوسرا بائیں جانب رکھا جائے گا، پھر امام حسنؑ و امام حسینؑ کو لایا جائے گا ان میں سے ایک پر حسنؑ اور دوسرے پر حسینؑ تشریف فرما ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے وجود سے اپنے عرش کو زینت بخشے گا جس طرح سے عورتیں اپنے آپ کو دو گوشواروں سے مزین کرتی ہیں۔" (الامالی شیخ مفید: ص 174)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَانَ جَالِسًا ذَاتَ يَوْمٍ وَعِنْدَهٗ عَلِيٌّ وَ فَاطِمَةُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِيْ وَاَكْرَمُ النَّاسِ عَلَيَّ فَاَحْبِبْ مَنْ اَحَبَّهُمْ وَاَبْغِضْ مَنْ اَبْغَضَهُمْ وَ وَالِ مَنْ وَالَاهُمْ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُمْ، وَ اَعِنْ مَنْ اَعَانَهُمْ، وَاجْعَلْهُمْ مُطَهَّرِيْنَ مِنْ كُلِّ رِجْسٍ، مَعْصُوْمِيْنَ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ، وَاَيِّدْهُمْ بِرُوْحِ الْقُدُسِ......

ثُمَّ الْتَفَتَ اِلٰى عَلِيٍّ فَقَالَ: يَا عَلِيُّ اِنَّ فَاطِمَةَ بِضْعَةٌ مِنِّيْ، وَهِيَ نُوْرُ عَيْنِيْ وَ ثَمَرَةُ فُؤَادِيْ، يَسُوْءُنِيْ مَا سَاءَهَا وَ يَسُرُّنِيْ مَا سَرَّهَا وَاَنَّهَا اَوَّلُ مَنْ يَلْحَقُنِيْ مِنْ اَهْلِ بَيْتِيْ فَاَحْسِنْ اِلَيْهَا بَعْدِيْ وَاَمَّا الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ فَهُمَا ابْنَايَ وَرَيْحَانَتَايَ وَهُمَا سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيُكْرَمَا عَلَيْكَ كَسَمْعِكَ وَبَصَرِكَ......!

ابن عباسؓ سے نقل ہوا ہے کہ ایک دن رسولِ خداؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ بیٹھے تھے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: "اے میرے معبود!

تو جانتا ہے کہ یہ میرے اہلِ بیتؑ اور میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب

ترین افراد ہیں۔ پس جوان سے محبت کرتا ہے تو ان کے ساتھ محبت کر اور جوان سے بغض رکھتا ہے تو بھی ان کے ساتھ بغض رکھ، جوان سے دوستی رکھتا ہے تو بھی انھیں دوست رکھ اور جوان سے دشمنی کرتا ہے تو اس سے دشمنی کر اور ان کی مدد کرنے والوں کی مدد کر، انھیں ہر قسم کے رجس سے پاک رکھ، ہر قسم کے گناہ سے محفوظ رکھ اور روح قدسی سے ان کی تائید فرما۔

اس کے بعد رسولِ خداؐ نے حضرت علی علیہ السلام کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

یا علیؑ! فاطمہؑ میرے بدن کا حصہ ہے وہ میری آنکھوں کا نور اور میرے دل کا میوہ ہے، جس چیز سے اسے نفرت ہے مجھے بھی اس سے نفرت ہے، جو چیز اسے مسرور کرتی ہے وہ مجھے بھی خوشحال کرتی ہے۔ وہ میرے اہل بیتؑ میں سے سب سے پہلے میرے ساتھ آ ملے گی، میرے بعد اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، حسنؑ و حسینؑ میرے بیٹے اور میرے گلدستے کے سرسبز و خوشبودار پھول ہیں، وہ دونوں جوانانِ جنت کے سردار ہیں۔ وہ دونوں آپ کے نزدیک آپ کے کانوں اور آپ کی آنکھوں کی مانند محترم ہیں۔'' ❁

❁ امالی شیخ مفید: ص575,574 شیخ مفیدؒ نے اپنی کئی ایک کتب میں اصحاب کساء، پنج تن آل عباؑ یا امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے بارے میں بہت سی روایات اور کافی مطالب نقل کیے ہیں، لیکن یہاں پر اس لیے کہ اس کتاب کا ہدف اور اصلی موضوع کہ (زندگانی اور مقتل امام حسینؑ) تھا سے دور نہ ہوں، ان سات حدیثوں کے بیان پر اکتفا کرتے ہیں۔ اس بارے میں تفصیل حاصل کرنے کے لیے ان کتابوں کی طرف رجوع کریں جو آل عباؑ کے فضائل و مناقب کے بارے تحریر کی گئی ہیں)

فصل اوّل پر تحقیقی نگاہ

① دردائیل کی داستان، واقعۂ فطرس اور قصہ صلصائیل ❁ یہ تینوں واقعات ایک دوسرے کے مشابہ ہیں کہ جو درحقیقت امام حسینؑ کے ایک ہی معجزہ اور کرامت کی حکایت ہے۔ ہماری مذہبی کتب میں اس داستان کے بارے میں کافی کچھ لکھا گیا ہے اور بہت سے موارد میں یہ واقعہ بعنوان فطرس نقل ہوا ہے۔ جناب شیخ حر عاملیؒ رقمطراز ہیں کہ فطرس کے واقعہ کو اکثر محدثین نے اپنی اپنی کتب میں ذکر کیا ہے۔ (حر عاملی، اثبات الهداۃ: ج5، ص192)

② شیخ صدوقؒ نے اس حدیث کو ایک اور جگہ پر بھی اسی تفصیل اور اپنی اسناد کے ساتھ جابر بن عبداللہ انصاریؒ سے نقل کیا ہے، لیکن اس فرق کے ساتھ کہ وہ وہاں پر اضافہ کرتے ہیں کہ رسولِ خداؐ نے نوزاد کا بوسہ لیا، اپنی زبان مبارک اس کے منہ میں ڈالی اور حسینؑ نے ان کی زبان چوسی۔ بالکل اسی طرح جیسے پہلے حسن علیہ السلام نے چوسی تھی۔ آنحضرتؐ نے حسینؑ کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامت پڑھی جیسا کہ پہلے حسنؑ کی ولادت باسعادت کے وقت پڑھی تھی۔ ❁

③ شیخ صدوقؒ نے امام حسین علیہ السلام کا نام رکھنے کے بارے میں اپنی سند کے ساتھ سات حدیثیں نقل کی ہیں۔ ان کے مختلف آثار و تالیفات میں دو موارد کے تکرار کے ساتھ اس بارے میں ان سے کل (9) روایات نقل ہوئی ہیں۔ ہم نے ان

❁ محمد تقی سپہر، ناسخ التواریخ: ج1، ص20۔ نقل از کتاب الغیبہ

❁ شیخ صدوقؒ علل الشرائع: ص138، معانی الاخبار شیخ صدوقؒ: ص58,57

میں سے چھ کا مکمل متن یہاں پر ذکر کیا ہے اور باقی تین موارد میں تھوڑی سی وضاحت بیان کی ہے اور ان کے متن کے بارے میں وضاحت کرنے سے متعلق کوئی نکتہ نہیں چھوڑا، البتہ آخری حدیث میں دو اہم نکات قابلِ تحقیق ہیں:

(الف) اسماء بنت عمیس کہ جن سے یہ روایت نقل ہوئی ہے وہ اس وقت شہرِ مدینہ میں موجود نہیں تھیں جب امام حسنؑ اور امام حسینؑ کی ولادت با سعادت ہوئی، کیونکہ تمام تواریخ کی نقل کے مطابق انھوں نے ہجرت کے ساتویں سال اپنے شوہر کے ہمراہ مکہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی اور ہجرت کے ساتویں سال دوسرے مہاجروں کے ہمراہ مدینہ لوٹ کر آئیں۔ ۞ جبکہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ کی ولادت با سعادت کے دوسرے اور تیسرے یا تیسرے اور چوتھے سال میں ہوئی تھی ۞ البتہ اگر شاذ اور ضعیف قول کو بھی تسلیم کریں تب بھی امام حسنؑ و امام حسینؑ کی ولادت ہجرت کے پانچویں اور چھٹے سال میں بنتی ہے، پھر بھی حسنین شریفینؑ کی ولادت با سعادت کے وقت ان کے مدینہ میں ہونے کو ثابت نہیں کر سکتے۔ ۞

(ب) اسی روایت کے ایک حصے میں راوی کہتا ہے: رسولِ خداؐ نے علیؑ سے پوچھا کہ آپ نے اس نومولود کا نام کیا منتخب کیا ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ میں اس کا نام رکھنے میں آپ پر پہل نہیں کروں گا، لیکن پسند کرتا ہوں کہ اس کا نام ''حرب'' رکھوں۔ عجیب یہ ہے کہ اسی

۞ دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی: ج8، ص613

۞ مروج الذھب، مسعود: ج2، ص289، البنۃ والاشراف مسعودی: ص213و263، اثبات الوصیۃ: ص164، الارشاد شیخ مفیدؒ: ج2 ص27، ابن سعد ترجمہ الامام الحسین ومقتلہ من کتاب الطبقات: ص17، ابن ابی تلج بغدادی، تاریخ الائمہ، الخوارزمی مقتل الحسینؑ: ج1، ص143، الملھوف سید بن طاؤس: ص91، کشف الغمۃ، اربلی: ج2، ص215...... الخ

۞ احقاق الحق، ملحقات: ج11، ص256-259 اہلِ سنت کی کتاب سے نقل کے مطابق

سوال و جواب کا امام حسنؑ کے علاوہ امام حسینؑ کے بارے میں تکرار ہوا، دونوں موارد میں آنحضرتؐ نے حضرت علی علیہ السلام کی خواہش اور ان کے انتخاب کی کوئی اعتنا نہیں کی ہے۔

ہمارے عقیدہ کے مطابق یہ جملہ (کہ میں پسند کرتا ہوں اس کا نام حرب رکھوں) بنی امیہ کے بے ضمیر مبلغین کی غلط تبلیغات کا نتیجہ ہے۔ یہ ابتداء میں تو اہل سنت والجماعت کی کتب میں نقل ہوا، اس کے بعد آہستہ آہستہ شیعی منابع میں بھی داخل ہو گیا۔ اس بات کو واضح و روشن کرنے کے لیے اہلِ سنت کے منابع و مصادر میں منقول روایات میں ایک روایت کو بطور مثال یہاں پر ذکر کرتے ہیں:

''علیؑ نے پہلے سے اپنے تینوں بیٹوں کا نام ''حرب'' رکھا ہوا تھا، چونکہ رسولِ خداؐ نے اعتراض کیا تو مجبور ہو گئے کہ تینوں موارد میں اپنی رائے تبدیل کریں اور آنحضرتؐ کی تجویز پر اپنے تینوں بیٹوں کے نام حسنؑ، حسینؑ اور محسنؑ رکھیں۔'' ۞

گویا اس روایت کو گھڑنے والے یہ چاہتے تھے کہ معاویہ کے باپ ابی سفیان (حرب) کے نام کی ترویج کرنے کے علاوہ مسلمانوں کے اذہان میں اس بات کو پروان چڑھائیں کہ رسولِ خداؐ کے برعکس حضرت علیؑ جنگ پسند شخص تھے، یہاں تک کہ وہ اعتراضِ پیغمبرؐ کی اعتنا کیے بغیر اپنے تینوں بیٹوں کا نام حرب (جنگ) رکھنا چاہتے تھے۔

۞ شیخ صدوقؒ نے اس حدیث کو طریق ابنِ عباسؓ اور حضرت امام محمد باقرؑ سے نقل کیا ہے اور اس حدیث کے ذیل میں حسن بن مہران اور ابنِ عباسؓ (جو کہ اس حدیث کے راوی ہیں) کی سورۂ ''ھَلْ اَتٰی'' کی آیات کی تفسیر و تاویل کے بارے میں گفتگو کو بھی نقل کیا ہے۔

۞ اسد الغابہ، ابن اثیر: ج2، ص19، نہایۃ الارب، نویری: ج18، ص213

شیخ مفید کے علاوہ بہت سے دوسرے محدثین نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے۔

۵ رسولِ خداؐ نے اس مفصل حدیث کو جاری رکھتے ہوئے امام حسین علیہ السلام کی تفصیل سے نو معصوم اور خدا کے برگزیدہ رہبروں کا تذکرہ کیا ہے اور ان میں سے ہر ایک کی مخصوص دعا کے بارے میں گفتگو کی ہے۔

ہم نے یہاں پر صرف اس کے پہلے حصے کا تذکرہ کیا ہے جو شہید عاشورا امام حسین علیہ السلام اور پیغمبر عاشورا امام زین العابدینؑ متعلق تھا۔ اس حدیث کا ایک حصہ جو کہ زبان زدِ خاص و عام ہے اور بہت مشہور ہے اور محافل و مساجد میں اکثر و بیشتر بیان ہوتا ہے۔ درج ذیل عبارت میں نقل ہوا ہے:

اِنَّ الْحُسَيْنَ مِصْبَاحُ الْهُدىٰ وَ سَفِيْنَةُ النَّجَاةِ

''بے شک حسینؑ چراغ ہدایت اور کشتی نجات ہیں۔''

یہ عبارت درحقیقت اس طویل حدیث کے پہلے حصے کا خلاصہ ہے جو نقل معنی کی صورت میں بیان ہوا ہے۔ موردِ بحث حدیث کا دقیق متن بعض راویوں کی نقل کے مطابق یوں ہے:

اِنَّ الْحُسَيْنَ مِصْبَاحُ هُدًى وَ سَفِيْنَةُ نَجَاةٍ ۞

''بعض راویوں کی نقل کے مطابق لفظ ''هُدًى'' کی جگہ پر لفظ ''هادٍ'' ثبت ہوا ہے۔

اِنَّ الْحُسَيْنَ ...... مِصْبَاحُ هَادٍ وَ سَفِيْنَةُ نَجَاةٍ ۞

۞ عیون اخبار الرضا: ج1، ص60

۞ کمال الدین شیخ صدوقؒ: ص265، اعلام الوریٰ امین الاسلام طبرسی: ج2، ص186، اثبات الھداۃ شیخ حر عاملی: ج2، ص229، بحار الانوار علامہ مجلسیؒ: ج2 ص204 طبرسیؒ، حر عاملی اور علامہ مجلسیؒ ان تینوں نے اسے شیخ صدوقؒ سے نقل کیا ہے

دوسری فصل

آسمانی اخبار اور شہادت امام حسینؑ کی پیش گوئی

گریۂ آہ و بکار بر آسماں
قدسیاں نوحہ سر ابر آسماں
حورو غلمان و ملک گریاں شدہ
مجلس و ماتم بپا بر آسماں

رسولِ خداؐ کی پیش گوئیاں

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَانَ جَالِسًا ذَاتَ يَوْمٍ اِذَا اَقْبَلَ الْحَسَنُ فَلَمَّا رَآهُ بَكٰى، ثُمَّ قَالَ: اِلَيَّ يَا بُنَيَّ فَمَا زَالَ يُدْنِيْهِ حَتّٰى اَجْلَسَهُ عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى، ثُمَّ اَقْبَلَ الْحُسَيْنُ فَلَمَّا رَآهُ بَكٰى، ثُمَّ قَالَ: اِلَيَّ يَا بُنَيَّ، فَمَا زَالَ يُدْنِيْهِ حَتّٰى اَجْلَسَهُ عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى، ثُمَّ اَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ فَلَمَّا رَآهَا بَكٰى، ثُمَّ قَالَ: اِلَيَّ يَا بُنَيَّةَ، فَاَجْلَسَهَا بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ اَقْبَلَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ فَلَمَّا رَآهُ بَكٰى ثُمَّ قَالَ: اِلَيَّ يَا اَخِيْ، فَمَا زَالَ يُدْنِيْهِ حَتّٰى اَجْلَسَهُ اِلٰى جَنْبِهِ الْاَيْمَنِ، فَقَالَ لَهُ اَصْحَابُهُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا تَرٰى وَاحِدًا

مِنْ هٰؤُلَاۤءِ اِلَّا بَكَيْتَ، اَوَمَا فِيْهِمْ مَنْ تَسُرُّ بِرُؤْيَتِهٖ!

فَقَالَ: وَالَّذِىْ بَعَثَنِىْ بِالنُّبُوَّةِ، وَاصْطَفَانِىْ عَلٰى جَمِيْعِ الْبَرِيَّةِ، اِنِّىْ وَاِيَّاهُمْ لَاَكْرَمُ الْخَلْقِ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَمَا عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ نَسَمَةٌ اَحَبُّ اِلَىَّ مِنْهُمْ، اَمَّا عَلِىُّ بْنُ اَبِىْ طَالِبٍ فَاِنَّهٗ اَخِىْ وَشَقِيْقِىْ، وَصَاحِبُ الْاَمْرِ بَعْدِىْ، وَصَاحِبُ لِوَائِىْ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ، وَصَاحِبُ حَوْضِىْ وَشَفَاعَتِىْ، وَهُوَ مَوْلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ، وَاِمَامُ كُلِّ مُؤْمِنٍ، وَقَائِدُ كُلِّ تَقِيٍّ، وَهُوَ وَصِيِّىْ وَخَلِيْفَتِىْ عَلٰى اَهْلِىْ وَاُمَّتِىْ فِىْ حَيَاتِىْ وَبَعْدَ مَمَاتِىْ، مُحِبُّهٗ مُحِبِّىْ وَمُبْغِضُهٗ مُبْغِضِىْ وَبِوِلَايَتِهٖ صَارَتْ اُمَّتِىْ مَرْحُوْمَةً وَبِعَدَاوَتِهٖ صَارَتِ الْمُخَالِفَةُ لَهٗ مِنْهَا مَلْعُوْنَةً وَاِنِّىْ بَكَيْتُ حِيْنَ اَقْبَلَ لِاَنِّىْ ذَكَرْتُ غَدْرَ الْاُمَّةِ بِهٖ بَعْدِىْ حَتّٰى اَنَّهٗ لَيُزَالُ عَنْ مَقْعَدِىْ، وَقَدْ جَعَلَهُ اللّٰهُ لَهٗ بَعْدِىْ، ثُمَّ لَا يَزَالُ الْاَمْرُ بِهٖ حَتّٰى يُضْرَبَ عَلٰى قَرْنِهٖ ضَرْبَةً تَخْضِبُ مِنْهَا لِحْيَتُهٗ فِىْ اَفْضَلِ الشُّهُوْرِ، ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِىْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ﴾ (سورہ بقرہ، آیت:185)

وَاَمَّا ابْنَتِىْ فَاطِمَةُ فَاِنَّهَا سَيِّدَةُ نِسَاۤءِ الْعَالَمِيْنَ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ، وَهِىَ بَضْعَةٌ مِّنِّىْ وَهِىَ نُوْرُ عَيْنِىْ، وَهِىَ ثَمَرَةُ فُؤَادِىْ، وَهِىَ رُوْحِىَ الَّتِىْ بَيْنَ جَنْبَىَّ، وَهِىَ الْحَوْرَاۤءُ الْاِنْسِيَّةُ، مَتٰى قَامَتْ فِىْ مِحْرَابِهَا بَيْنَ يَدَىْ رَبِّهَا جَلَّ جَلَالُهٗ

زَهَرَ نُوْرُهَا لِمَلَائِكَةِ السَّمَاۤءِ كَمَا يَزْهَرُ نُوْرُ الْكَوَاكِبِ لِاَهْلِ الْاَرْضِ، وَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِمَلَائِكَتِهٖ يَا مَلَائِكَتِىْ اُنْظُرُوْا اِلٰى اَمَتِىْ فَاطِمَةَ سَيِّدَةِ اِمَائِىْ قَائِمَةً بَيْنَ يَدَىَّ تَرْتَعِدُ فَرَائِصُهَا مِنْ خِيْفَتِىْ، وَقَدْ اَقْبَلَتْ بِقَلْبِهَا عَلٰى عِبَادَتِىْ، اُشْهِدُكُمْ اَنِّىْ قَدْ اٰمَنْتُ شِيْعَتَهَا مِنَ النَّارِ- وَاِنِّىْ لَمَّا رَاَيْتُهَا ذَكَرْتُ مَا يُصْنَعُ بِهَا بَعْدِىْ، كَاَنِّىْ بِهَا وَقَدْ دَخَلَ الذُّلُّ بَيْتَهَا وَ انْتُهِكَتْ حُرْمَتُهَا وَغُصِبَتْ حَقُّهَا وَمُنِعَتْ اِرْثُهَا، وَكُسِرَ [تْ] جَنْبُهَا وَاُسْقِطَتْ جَنِيْنُهَا، وَهِىَ تُنَادِىْ: يَا مُحَمَّدَاهُ فَلَا تُجَابُ وَتَسْتَغِيْثُ فَلَا تُغَاثُ، فَلَا تَزَالُ بَعْدِىْ مَحْزُوْنَةً مَكْرُوْبَةً بَاكِيَةً، تَتَذَكَّرُ اِنْقِطَاعَ الْوَحْىِ عَنْ بَيْتِهَا مَرَّةً، وَتَتَذَكَّرُ فِرَاقِىْ اُخْرٰى، وَتَسْتَوْحِشُ اِذَا جَنَّهَا اللَّيْلُ لِفَقْدِ صَوْتِىَ الَّذِىْ كَانَتْ تَسْتَمِعُ اِلَيْهِ اِذَا تَهَجَّدْتُ بِالْقُرْاٰنِ، ثُمَّ تَرٰى نَفْسَهَا ذَلِيْلَةً بَعْدَ اَنْ كَانَتْ فِىْ اَيَّامِ اَبِيْهَا عَزِيْزَةً، فَعِنْدَ ذٰلِكَ يُؤْنِسُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ذِكْرُهٗ بِالْمَلَائِكَةِ، فَنَادَتْهَا بِمَا نَادَتْ بِهٖ مَرْيَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ، فَتَقُوْلُ: يَا فَاطِمَةُ ﴿اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ عَلٰى نِسَاۤءِ الْعَالَمِيْنَ﴾ (سورۂ آل عمران، آیت: 42) يَا فَاطِمَةُ ﴿اقْنُتِىْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِىْ وَارْكَعِىْ مَعَ الرَّاكِعِيْنَ﴾ (سورۂ آل عمران، آیت: 43)

ثُمَّ يَبْتَدِىْ بِهَا الْوَجَعُ فَتَمْرَضُ، فَيَبْعَثُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِلَيْهَا مَرْيَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ، تُمَرِّضُهَا وَتُؤْنِسُهَا فِىْ عِلَّتِهَا، فَتَقُوْلُ عِنْدَ ذٰلِكَ:

يَا رَبِّ، اِنِّی قَدْ سَئِمْتُ الْحَيَاةَ وَ تَبَرَّمْتُ بِاَهْلِ الدُّنْيَا، فَالْحِقْنِی بِاَبِی، فَيُلْحِقُهَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِی، فَتَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ يَلْحَقُنِی مِنْ اَهْلِ بَيْتِی، فَتَقْدِمُ عَلَیَّ مَحْزُوْنَةً مَكْرُوْبَةً مَغْمُوْمَةً مَغْصُوْبَةً مَقْتُوْلَةً، فَاَقُوْلُ عِنْدَ ذٰلِكَ: اَللّٰهُمَّ الْعَنْ مَنْ ظَلَمَهَا وَ عَاقِبْ مَنْ غَصَبَهَا، وَاَذِلَّ مَنْ اَذَلَّهَا وَخَلِّدْ فِی نَارِكَ مَنْ ضَرَبَ جَنْبَهَا حَتّٰی اَلْقَتْ وَلَدَهَا، فَتَقُوْلُ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ ذٰلِكَ: آمِيْنَ

وَاَمَّا الْحَسَنُ فَاِنَّهُ ابْنِی وَوَلَدِی، وَبِضْعَةٌ مِنِّی وَقُرَّةُ عَيْنِی وَضِيَاءُ قَلْبِی وَثَمَرَةُ فُؤَادِی وَهُوَ سَيِّدُ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَحُجَّةُ اللّٰهِ عَلَی الْاُمَّةِ، اَمْرُهُ اَمْرِی وَقَوْلُهُ قَوْلِی، مَنْ تَبِعَهُ فَاِنَّهُ مِنِّی وَمَنْ عَصَاهُ فَلَيْسَ مِنِّی، وَاِنِّی لَمَّا نَظَرْتُ اِلَيْهِ تَذَكَّرْتُ مَا يَجْرِی عَلَيْهِ مِنَ الذُّلِّ بَعْدِی، فَلَا يَزَالُ الْاَمْرُ بِهِ حَتّٰی يُقْتَلَ بِالسَّمِّ ظُلْمًا وَعُدْوَانًا، فَعِنْدَ ذٰلِكَ تَبْكِی الْمَلَائِكَةُ وَالسَّبْعُ الشِّدَادُ لِمَوْتِهِ وَيَبْكِيْهِ كُلُّ شَیْءٍ حَتّٰی الطَّيْرُ فِی جَوِّ السَّمَاءِ وَالْحِيْتَانُ فِی جَوْفِ الْمَاءِ فَمَنْ بَكَاهُ لَمْ تَعْمَ عَيْنُهُ يَوْمَ تَعْمَی الْعُيُوْنُ وَمَنْ حَزِنَ عَلَيْهِ لَمْ يَحْزَنْ قَلْبُهُ يَوْمَ تَحْزَنُ الْقُلُوْبُ، وَمَنْ زَارَهُ فِی بَقِيْعِهِ ثَبَتَتْ قَدَمُهُ عَلَی الصِّرَاطِ يَوْمَ تَزِلُّ الْاَقْدَامُ

وَاَمَّا الْحُسَيْنُ فَاِنَّهُ مِنِّی وَهُوَ ابْنِی وَوَلَدِی، وَخَيْرُ الْخَلْقِ بَعْدَ اَخِيْهِ وَهُوَ اِمَامُ الْمُسْلِمِيْنَ وَمَوْلَی الْمُؤْمِنِيْنَ وَخَلِيْفَةُ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَغِيَاثُ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ وَكَهْفُ الْمُسْتَجِيْرِيْنَ وَحُجَّةُ

اللّٰهِ عَلٰی خَلْقِهِ اَجْمَعِيْنَ وَهُوَ سَيِّدُ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَبَابُ نَجَاةِ الْاُمَّةِ اَمْرُهُ اَمْرِی وَطَاعَتُهُ طَاعَتِی مَنْ تَبِعَهُ فَاِنَّهُ مِنِّی وَمَنْ عَصَاهُ فَلَيْسَ مِنِّی وَاِنِّی لَمَّا رَاَيْتُهُ تَذَكَّرْتُ مَا يُصْنَعُ بِهِ بَعْدِی، كَاَنِّی بِهِ وَقَدِ اسْتَجَارَ بِحَرَمِی وَقَبْرِی فَلَا يُجَارُ فَاَضُمُّهُ فِی مَنَامِهِ اِلٰی صَدْرِی وَآمُرُهُ بِالرِّحْلَةِ عَنْ دَارِ هِجْرَتِی وَاُبَشِّرُهُ بِالشَّهَادَةِ، فَيَرْتَحِلُ عَنْهَا اِلٰی اَرْضِ مَقْتَلِهِ وَمَوْضِعِ مَصْرَعِهِ اَرْضِ كَرْبٍ وَبَلَاءٍ وَقَتْلٍ وَفَنَاءٍ تَنْصُرُهُ عِصَابَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، اُولٰئِكَ مِنْ سَادَةِ شُهَدَاءِ اُمَّتِی يَوْمَ الْقِيَامَةِ، كَاَنِّی اَنْظُرُ اِلَيْهِ وَقَدْ رُمِیَ بِسَهْمٍ فَخَرَّ عَنْ فَرَسِهِ صَرِيْعًا، ثُمَّ يُذْبَحُ كَمَا يُذْبَحُ الْكَبْشُ مَظْلُوْمًا۔ ثُمَّ بَكٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ وَبَكٰی مَنْ حَوْلَهٗ وَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمْ بِالضَّجِيْجِ، ثُمَّ قَامَ وَهُوَ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَشْكُوْا اِلَيْكَ مَا يَلْقٰی اَهْلُ بَيْتِی بَعْدِی، ثُمَّ دَخَلَ مَنْزِلَهٗ (شیخ صدوق، الامالی، ص: 175,177)

''حضرت ابنِ عباسؓ سے منقول ہے کہ ایک دن رسولِ خداؐ بیٹھے ہوئے تھے کہ حسن علیہ السلام ان کے قریب آئے، جب آنحضرتؐ نے انھیں دیکھا تو رو دیئے۔

اس کے بعد فرمایا: اے میرے بیٹے!

میرے پاس آئیں، انھیں اپنے قریب کیا اور دائیں زانو پر بٹھالیا۔ ان کے بعد حسینؑ قریب آئے، انھیں دیکھ کر روئے اور فرمایا: اے میرے بیٹے!

میرے پاس آئیں، انھیں اپنے قریب کیا اور بائیں زانو پر بٹھایا۔ پھر فاطمہ علیہا

السلام آئیں اور انھیں بھی دیکھ کر روئے اور فرمایا: میری بیٹی! میرے پاس آئیں اور انھیں اپنے سامنے بٹھایا۔ پھر امیر المومنینؑ آئے، آنحضرت انہیں بھی دیکھ کر روئے اور فرمایا: میرے بھائی!

میرے پاس آئیں، اور انھیں اپنے دائیں جانب بٹھایا۔ اصحاب نے کہا: یا رسول اللہ! آپ ان میں سے ہر ایک کو دیکھ کر روئے ہیں، کیا ان میں کوئی ایک بھی ایسا نہیں تھا جو آپ کو خوش کرتا؟

آپؐ نے فرمایا: مجھے اس خدا کی قسم! جس نے مجھے پیغمبرؐ بنا کر بھیجا اور تمام لوگوں پر فضیلت عطا کی۔ میں اور وہ خدا کی بہترین مخلوق ہیں اور زمین پر کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو ان سے زیادہ محبوب تر ہو۔ علیؑ بن ابی طالبؑ میرے برادر ہیں، میرے بعد صاحب الامر ہیں، وہ دنیا و آخرت میں میرے پرچم دار ہیں اور قیامت کے دن حوضِ کوثر کے اور میری شفاعت کے مالک ہیں۔ وہ ہر مسلمان کے مولیٰ، ہر مومن کے امام اور ہر پرہیزگار شخص کے رہبر و قائد ہیں۔ وہ میری حیات میں اور میری وفات کے بعد میری امت کے لیے میرے جانشین اور خلیفہ ہیں۔ ان کا دوست میرا دوست اور ان کا دشمن میرا دشمن ہے۔ میری امت اُن کی ولایت کی وجہ سے لائقِ رحمت اور ان کے مخالفین ان کے ساتھ عداوت کی وجہ سے لعنت کے مستحق ہیں۔ انھیں دیکھ کر میرا گریہ کرنا اس وجہ سے تھا کہ مجھے یاد آیا ہے کہ میرے بعد مسلمان ان سے خیانت کریں گے، حتیٰ کہ انھیں میرے منصب سے دور کر دیں گے، درحالانکہ اللہ تعالیٰ نے میرے بعد انہیں میری جگہ پر مخصوص کیا ہے۔ مسلمانوں کا ان کے ساتھ سلوک یوں ہوگا کہ وہ ان کے سر پر ضربت لگائیں گے کہ ان کے خون سے ان کی ریش رنگین ہو جائے گی۔ یہ کام بہترین

مہینے یعنی ماہِ رمضان میں ہوگا۔ ''ماہِ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا، جو لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور جس میں ہدایت اور حق و باطل کے امتیاز کی واضح نشانیاں موجود ہیں۔''

میری بیٹی فاطمہؑ ازل سے ابد تک دونوں جہانوں کی عورتوں کی سردار ہے۔ وہ میرے بدن کا حصہ، میری آنکھ کا نور، میرے دل کا میوہ اور میری روح ہے جو میری جان میں جاری ہے۔ وہ انسانی شکل میں حور ہے کہ وہ جس وقت بھی پروردگار جل جلالہٗ کے حضور میں محرابِ عبادت میں کھڑی ہوئی ہے تو اس کا نور آسمانی فرشتوں کے لیے یوں چمکتا ہے جیسے اہلِ زمین کے لیے ستارے چمکتے ہوں۔ اس وقت اللہ عزوجل اپنے فرشتوں سے کہتا ہے: اے میرے فرشتو! میری بہترین کنیز فاطمہؑ کو دیکھو کہ وہ میری بارگاہ میں کھڑی اپنے دل و جان سے میری عبادت میں مشغول ہے۔ اس کے بدن کی تمام ہڈیاں میرے خوف سے لرز رہی ہیں، میں تمھیں گواہ بناتا ہوں کہ اس کے پیروکاروں کو آتشِ جہنم سے محفوظ رکھوں گا۔

میں (پیغمبرؐ) نے جب اسے دیکھا تو مجھے یاد آیا کہ میرے بعد اس کے ساتھ کیا سلوک کریں گے، گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ اس کے گھر کی عزت و شوکت ختم ہو جائے گی، اس کے گھر کا احترام ختم ہو جائے گا۔ اس کا حق غصب کیا جائے گا۔ اس سے میراث چھینی جائے گی۔ اس کا پہلو زخمی ہوگا۔ اس کا بچہ (محسن) سقط ہوگا اور وہ فریاد کرے گی: یا محمدؐ! کوئی جواب نہیں دے گا، وہ مدد مانگے گی کوئی بھی مدد نہیں کرے گا۔ وہ میرے بعد ہمیشہ غمگین، رنجیدہ اور گریہ کرتی رہے گی۔

بعض اوقات اس وجہ سے گریہ کرے گی کہ اس کے گھر سے وحی کا سلسلہ قطع ہو گیا

ہے اور بعض اوقات میری جدائی کو یاد کر کے روئے گی۔ جب رات کی تاریکی چھائے گی تو خوف زدہ ہوگی، کیونکہ میری وہ آواز جو قرآن کے ہمراہ شب زندہ داری کے وقت سنتی ہے نہیں سن پائے گی، وہ جو کہ اپنے والد بزرگوار کے زمانہ میں صاحب عزت تھی اب اپنی عزت وشوکت ہاتھ سے جاتی ہوئی پائے گی۔ یہ وہ وقت ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اسے فرشتوں کے ذریعے اپنے ذکر سے مانوس کرے گا۔ فرشتے اسے اسی آواز کے ساتھ ندا دیں گے جس سے پہلے انھوں نے مریم بنت عمرانؑ کو ندا دی تھی کہ اے فاطمہؑ! اللہ تعالیٰ نے تمھیں منتخب کیا، پاکیزہ رکھا اور خواتین عالم پر فضیلت و برتری دی ہے۔

اے فاطمہؑ! تم اپنے پروردگار کی اطاعت کرو، سجدہ کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

پھر ان کی بیماری کے ایام شروع ہو جائیں گے۔ وہ بستر بیماری پر جا لیٹیں گی، یہاں تک کہ اللہ عزوجل مریم بنت عمرانؑ کو بھیجے گا، تا کہ وہ ان کی بیماری میں ان کی ہم دم ہوں۔ اور ان کی تیمارداری کرے۔ یہی وقت ہوگا کہ وہ خدا سے کہیں گی: پروردگار! میں زندگی سے تھک چکی ہوں اور دنیا والوں سے غم زدہ ہوں لہٰذا مجھے میرے والدِ گرامی کے پاس پہنچا دے۔

اللہ عزوجل بھی اسے میرے ساتھ ملحق کر دے گا۔ وہ میرے اہل بیتؑ میں سے سب سے پہلی فرد ہوگی جو میرے ساتھ آ ملے گی۔ وہ غمگین، رنجیدہ، اندوہناک، محروم اور مقتول میرے پاس آئے گی۔ میں اس وقت کہوں گا: پروردگار! جس کسی نے اس پر ظلم وستم کیا ہے اس پر لعنت بھیج اور جس کسی نے اس کا حق پامال کیا ہے اسے کیفرِ کردار تک پہنچا۔ جس نے اسے رُسوا کیا ہے تو بھی اسے ذلیل وخوار کر اور جس کسی نے اس

کے پہلو میں ضرب لگائی کہ جس سے اس کا بچہ سقط کر گیا ہے اسے اپنی آتش میں تا ابد محبوس کر دے۔

اس پر فرشتے کہیں گے: آمین!

حسنؑ میرا بیٹا اور فرزند ہے، وہ میرے بدن کا ٹکڑا ہے، وہ میری آنکھ کی روشنی اور دل کی ٹھنڈک اور میرے دل کا میوہ ہے۔ وہ جوانانِ جنت کا سردار اور اُمت پر خدا کی حجت ودلیل ہے۔ اس کا فعل میرا فعل اور اس کی بات میری بات ہے۔ جس کسی نے بھی اس کی پیروی کی وہ مجھ سے ہے اور جس نے اس کی نافرمانی کی اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جب میں نے اسے دیکھا تو مجھے یاد آیا کہ میرے بعد اس کی سخت توہین کی جائے گی (ظالم) اسے مسلسل رسوا کریں گے اور آخر اسے زہر دے کر ظلم وستم کے ساتھ شہید کریں گے۔ پس اس وقت ساتوں آسمانوں کے سارے فرشتے اس کی موت کی وجہ سے گریہ کریں گے۔ پرندے فضا میں اور مچھلیاں سمندر کی گہرائی میں گریہ و زاری کریں گی۔ جس دن سب آنکھیں اندھی ہو جائیں گی اس دن وہ آنکھیں اندھی نہیں ہوں گی جو اس پر روتی ہوں گی۔ جس دن سب کے دل مغموم ومحزون ہوں گے اس کا دل محزون نہیں ہوگا جو ان پر غم زدہ ہوا ہوگا۔ جس دن پُل صراط پر سب کے پاؤں لرز رہے ہوں گے۔ اس کا پاؤں نہیں لرزے گا جس نے بقیع میں اس کی زیارت کے لیے قدم اُٹھایا ہوگا۔

حسینؑ، وہ مجھ سے ہے، وہ میرا بیٹا اور میرا لال ہے۔ وہ اپنے بھائی کے بعد سب سے افضل ترین مخلوق ہے۔ وہ مسلمانوں کے رہبر، مومنین کے آقا، پروردگار عالم کے خلیفہ، مظلوموں کی فریادرسی کرنے والا، پناہ تلاش کرنے والوں کی پناہ گاہ اور تمام مخلوق

پر حجتِ خدا ہے۔ وہی جوانانِ بہشت کا سردار اور نجاتِ امت کا راستہ ہے۔ اس کا فعل میرا فعل اور اس کی اطاعت میری اطاعت ہے۔ جو کوئی بھی اس کا پیروکار ہوگا وہ مجھ سے ہے اور جو شخص بھی اس سے روگرداں ہوگا وہ مجھ سے نہیں ہے۔

میں نے جب اسے دیکھا تو مجھے وہ کچھ یاد آیا جو اس کے ساتھ ہوگا۔ گویا کہ میں اس کے ہمراہ ہوں اور دیکھ رہا ہوں کہ وہ میری قبر اور میرے حرم میں پناہ لے رہا ہے لیکن اسے پناہ نہیں دی جائے گی۔ میں عالمِ رؤیا میں اسے اپنے سینے سے لگاؤں گا، میں اسے سرائے ہجرت سے کوچ کرنے کی دعوت دوں گا اور اسے شہادت کی بشارت دوں گا۔ وہ وہاں سے اپنی قتل گاہ اور اپنے گرنے کی سرزمین کرب و بلا و صحرائے قتل و فنا کی طرف کوچ کرے گا۔ مسلمانوں کا ایک گروہ اس کی مدد کرے گا۔ وہ قیامت کے دن میری امت کے شہیدوں کے آقا و سردار ہیں۔ گویا کہ میں اسے دیکھ رہا ہوں کہ اس کے جسم مبارک پر تیر لگائے جائیں گے۔ وہ اپنے گھوڑے سے زمین پر گرے گا، پھر وہ اس طرح مظلومانہ طریقے سے ذبح ہوگا جیسے گوسفند کا سر جدا کیا جاتا ہے۔ اس گفتگو کے بعد رسولِ خداؐ اور جو لوگ ان کے پاس بیٹھے تھے گریہ کرنے لگے یہاں تک کہ ان کے گریہ و زاری کی صدا بلند ہوئی۔ رسول خداؐ نے اُٹھتے ہوئے فرمایا: اے میرے پروردگار! میں تیری بارگاہ میں اس کے بارے میں شکایت کرتا ہوں جو میرے بعد میرے اہلِ بیتؑ کے ساتھ سلوک ہوگا، اس کے بعد اپنے گھر واپس تشریف لے گئے۔"

عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ: بَيْنَا اَنَا وَ فَاطِمَةُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِذَا الْتَفَتَ اِلَيْنَا فَبَكٰى، فَقُلْتُ: مَا يُبْكِيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: اَبْكِيْ مِمَّا يُصْنَعُ بِكُمْ بَعْدِيْ،

فَقُلْتُ: وَمَا ذَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: اَبْكِيْ مِنْ ضَرْبَتِكَ عَلَى الْقَرْنِ وَلَطْمِ فَاطِمَةَ خَدَّهَا، وَطَعْنَةِ الْحَسَنِ فِي الْفَخِذِ، وَالسَّمِّ الَّذِيْ يُسْقٰى، وَقَتْلِ الْحُسَيْنِ

قَالَ: فَبَكٰى اَهْلُ الْبَيْتِ جَمِيْعًا، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا خَلَقَنَا رَبُّنَا اِلَّا لِلْبَلَاءِ قَالَ: اَبْشِرْ يَا عَلِيُّ، فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ عَهِدَ اِلَيَّ اَنَّهُ لَا يُحِبُّكَ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُكَ اِلَّا مُنَافِقٌ (امالی شیخ صدوق، ص 197)

حضرت امیر المومنین علیؑ بن ابی طالبؑ سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

میں، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ، رسولِ خداؐ کی خدمت میں تھے کہ انھوں نے اچانک میری طرف دیکھا اور رو دیے۔

میں نے عرض کیا: یارسول اللہؐ! آپ کیوں گریہ کر رہے ہیں؟

انہوں نے فرمایا: میرا گریہ کرنا اس سبب سے ہے جو میرے بعد آپ کے ساتھ ہوگا۔

میں نے کہا: یارسولؐ اللہ! وہ کیا ہے؟

انھوں نے فرمایا: میرا گریہ اس ضربت کی وجہ سے ہے جو آپ کے سر پر لگے گی، اس تھپڑ کی وجہ سے جو فاطمہؑ کے رخسار پر ماریں گے، اس نیزہ کی وجہ سے جو حسنؑ کے پاؤں میں ماریں گے اور اس زہر سے کہ جس سے اسے مسموم کریں گے اور حسینؑ کے قتل ہونے کی وجہ سے۔

رسولِ خداؐ کی اس گفتگو سے تمام اہلِ خانہ گریہ کرنے لگے، میں نے کہا: یارسول اللہؐ! ہمارے پروردگار نے ہمیں امتحان کے لیے خلق کیا ہے؟

آنحضرت نے فرمایا:

اے علیؑ! آپ کو بشارت ہو، اللہ عزوجل نے مجھے وعدہ دیا ہے کہ مومن کے علاوہ آپ کا کوئی محب نہیں ہوگا اور منافق کے سوا آپؑ کا کوئی دشمن نہیں ہوگا۔"

عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ فِيْ بَيْتِ اُمِّ سَلَمَةَ، فَقَالَ لَهَا: لَا يَدْخُلْ عَلَيَّ اَحَدٌ، فَجَاءَ الْحُسَيْنُ وَهُوَ طِفْلٌ فَمَا مَلَكَتْ مَعَهُ شَيْئًا حَتّٰى دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ۔ فَدَخَلَتْ اُمُّ سَلَمَةَ عَلٰى اَثَرِهٖ، فَاِذَا الْحُسَيْنُ عَلٰى صَدْرِهٖ وَاِذَا النَّبِيُّ يَبْكِيْ وَاِذَا فِيْ يَدِهٖ شَيْئٌ يُقَلِّبُهٗ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ: يَا اُمَّ سَلَمَةَ اِنَّ هٰذَا جِبْرَئِيْلَ يُخْبِرُنِيْ اَنَّ هٰذَا مَقْتُوْلٌ، وَ هٰذِهِ التُّرْبَةُ الَّتِيْ يُقْتَلُ عَلَيْهَا، فَضَعِيْهَا عِنْدَكِ، فَاِذَا صَارَتْ دَمًا فَقَدْ قُتِلَ حَبِيْبِيْ۔ فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ سَلِ اللّٰهَ اَنْ يَدْفَعَ ذٰلِكَ عَنْهُ۔ قَالَ: قَدْ فَعَلْتُ فَاَوْحَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِلَيَّ: اَنَّ لَهٗ دَرَجَةً لَا يَنَالُهَا اَحَدٌ مِنَ الْمَخْلُوْقِيْنَ، وَاَنَّ لَهٗ شِيْعَةً يَشْفَعُوْنَ فَيُشَفَّعُوْنَ، وَ اَنَّ الْمَهْدِيَّ مِنْ وُلْدِهٖ، فَطُوْبٰى لِمَنْ كَانَ مِنْ اَوْلِيَاءِ الْحُسَيْنِ، وَشِيْعَتُهُمْ وَاللّٰهِ الْفَائِزُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (امالی شیخ صدوق، ص2-3)

حضرت امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

ایک دن رسولِ خداؐ ام سلمہؓ کے گھر میں تھے کہ ان سے کہا: میرے پاس کسی کو بھی نہ آنے دینا۔ اس دوران میں امام حسینؑ تشریف لائے جبکہ وہ بچے تھے۔ جناب ام سلمہؓ انھیں روک نہ سکیں، وہ رسولِ خداؐ کے پاس چلے گئے، جناب ام سلمہؓ ان کے پیچھے گھر

میں داخل ہوئیں۔ اُنھوں نے امام حسینؑ کو دیکھا کہ وہ آنحضرت کے سینۂ مبارک پر بیٹھے ہیں اور پیغمبر اکرمؐ کو دیکھا کہ وہ گریہ کر رہے ہیں اور ہاتھ میں کوئی چیز پکڑے الٹ پلٹ رہے ہیں۔ (استفسار پر) رسولِ خداؐ نے جناب ام سلمہؓ سے فرمایا: ابھی ابھی جبرئیلؑ نے مجھے مطلع کیا ہے کہ میرا یہ بیٹا قتل کیا جائے گا اور یہ اس زمین کی تربت (خاک) ہے جہاں پر وہ قتل ہوگا۔ اسے اپنے پاس محفوظ کرلیں، جب بھی یہ خاک خون میں تبدیل ہو جائے تو سمجھیں کہ میرا پیارا حسینؑ قتل ہوگیا ہے۔

ام سلمہؓ نے کہا: یارسول اللہ!

اللہ سے سوال کریں کہ وہ اس تقدیر کو ٹال دے۔ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: میں نے یہ کام کیا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے میرے اوپر وحی بھیجی ہے کہ اس کے لیے ایسا مقام و مرتبہ ہے کہ جس تک مخلوق میں سے کوئی بھی نہیں پہنچے گا۔ اس کے شیعہ ہوں گے جن کی شفاعت کی جائے گی۔ پس ان کی شفاعت قبول کی جائے گی اور حضرت مہدیؑ (عجل) اس کی اولاد میں سے ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ جو امام حسینؑ کے دوستوں اور شیعوں میں سے ہوں، خدا کی قسم، قیامت والے دن وہی کامیاب ہوں گے۔"

عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: لَمَّا عَلِقَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ بِالْحُسَيْنِ قَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ: يَا فَاطِمَةُ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ وَهَبَ لَكِ غُلَامًا اِسْمُهُ الْحُسَيْنُ تَقْتُلُهُ اُمَّتِيْ۔ قَالَتْ: فَلَا حَاجَةَ لِيْ فِيْهِ۔ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ۔ قَدْ وَعَدَنِيْ فِيْهِ اَنْ يَجْعَلَ الْاَئِمَّةَ مِنْ وُلْدِهٖ۔ قَالَتْ: قَدْ رَضِيْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (علل الشرائع، ص205)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ انھوں نے فرمایا:

جس وقت امام حسینؑ شکمِ مادر میں تھے، آنحضرتؐ نے ان سے کہا: اللہ تعالیٰ تمہیں ایک بیٹا عطا کرے گا جس کا نام حسینؑ ہوگا۔ میری امت اسے قتل کرے گی، انھوں نے کہا: پس مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ انھوں نے فرمایا: خدا نے مجھے وعدہ دیا ہے کہ آئمہ کو انھیں کی نسل سے قرار دے گا۔

انھوں نے کہا: یارسولؐ اللہ میں اس پر راضی وخوش ہوں۔"

عَنْ عَبْدِالرَّحْمَانِ بْنِ كَثِيْرٍ الْهَاشِمِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِاَبِيْ عَبْدِاللّٰهِ جُعِلْتُ فِدَاكَ مِنْ اَيْنَ جَاءَ لِوُلْدِ الْحُسَيْنِ الْفَضْلُ عَلٰى وُلْدِ الْحَسَنِ وَهُمَا يُجْرِيَانِ فِيْ شَرْعٍ وَاحِدٍ؟

فَقَالَ: لَا اَرٰيكُمْ تَاْخُذُوْنَ بِهٖ، اِنَّ جَبْرَئِيْلَ نَزَلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَمَا وُلِدَ الْحُسَيْنُ بَعْدُ، فَقَالَ لَهٗ: يُوْلَدُ لَكَ غُلَامٌ تَقْتُلُهٗ اُمَّتُكَ مِنْ بَعْدِكَ۔ فَقَالَ: يَا جَبْرَئِيْلُ لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْهِ فَخَاطَبَهٗ ثَلَاثًا، ثُمَّ دَعَا عَلِيًّا فَقَالَ: لَهٗ: اِنَّ جَبْرَئِيْلَ يُخْبِرُنِيْ عَنِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اَنَّهٗ يُوْلَدُ لَكَ غُلَامٌ تَقْتُلُهٗ اُمَّتُكَ مِنْ بَعْدِكَ، فَقَالَ: لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَخَاطَبَ عَلِيًّا ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: اَنَّهٗ يَكُوْنُ فِيْهِ وَفِيْ وُلْدِهِ الْاِمَامَةُ وَالْوَرَاثَةُ وَالْخِزَانَةُ

فَاَرْسَلَ اِلٰى فَاطِمَةَ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِغُلَامٍ تَقْتُلُهٗ اُمَّتِيْ مِنْ بَعْدِيْ۔

فَقَالَتْ فَاطِمَةُ: لَيْسَ لِيْ حَاجَةٌ فِيْهِ يَا اَبَهْ فَخَاطَبَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ اَرْسَلَ اِلَيْهَا لَابُدَّ اَنْ يَكُوْنَ فِيْهِ الْاِمَامَةُ وَالْوَرَاثَةُ وَالْخِزَانَةُ، فَقَالَتْ لَهٗ: رَضِيْتُ عَنِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَعَلِقَتْ وَحَمَلَتْ بِالْحُسَيْنِ فَحَمَلَتْ

سِتَّةَ اَشْهُرٍ، ثُمَّ وَضَعَتْهُ وَلَمْ يَعِشْ مَوْلُوْدٌ قَطُّ لِسِتَّةِ اَشْهُرٍ غَيْرَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ وَعِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ، فَكَفَلَتْهُ اُمُّ سَلَمَةَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَاْتِيْهِ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ فَيَضَعُ لِسَانَهٗ فِيْ فَمِ الْحُسَيْنِ فَيُمَصُّهٗ حَتّٰى يَرْوٰى فَاَنْبَتَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَحْمَهٗ مِنْ لَحْمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَلَمْ يَرْضَعْ مِنْ فَاطِمَةَ وَلَا مِنْ غَيْرِهَا لَبَنًا قَطُّ، فَلَمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ تَبٰرَكَ وَتَعَالٰى فِيْهِ: ﴿وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا حَتّٰى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً، قَالَ: رَبِّ اَوْزِعْنِيْ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ﴾ (سورۂ احقاف، آیت:15) فَلَوْ قَالَ: اَصْلِحْ لِيْ ذُرِّيَّتِيْ كَانُوْا كُلُّهُمْ اَئِمَّةً لٰكِنْ خَصَّ هٰكَذَا۔ (علل الشرائع، ص:204)

"عبدالرحمٰن بن کثیر ہاشمی کہتے ہیں: میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں آپ پر قربان جاؤں!

فرزندانِ حسینؑ کو اولادِ حسینؑ پر کہاں سے برتری اور فضیلت حاصل ہے درحالیکہ دونوں ایک ہی راستے کے راہی ہیں؟

آپ نے فرمایا: میں نہیں سمجھتا کہ تم ایسا خیال کرو گے۔

امام حسینؑ کی ولادت سے قبل حضرت جبرئیلؑ آنحضرتؐ پر نازل ہوئے اور ان سے کہا: آپ کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوگا کہ آپ کے بعد آپ کی امت اسے قتل کرے گی۔

انھوں نے فرمایا: اے جبرئیلؑ! مجھے اس کی کوئی احتیاج نہیں ہے۔ حضرت

جبرئیل نے اپنی بات کی تین مرتبہ تکرار کی یہاں تک کہ آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو بلایا اور ان سے فرمایا: جبرئیل نے مجھے اللہ کی طرف سے پیغام دیا ہے کہ تمہارے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوگا جسے امت قتل کرے گی۔

حضرت علیؑ نے عرض کیا: یارسول اللہ!

مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ آنحضرتؐ نے اس بات کی حضرت علیؑ کے ساتھ تین مرتبہ تکرار کی اور بات کو جاری رکھتے ہوئے کہا: امامت، وراثت اور خزانۂ نبوت کی خزانہ داری اس (فرزند) اور اس کی اولاد کے پاس ہوگی۔

رسولِ خداؐ نے جناب زہراء علیہا السلام کے نام پیغام بھیجا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بیٹے کی بشارت دیتا ہے کہ جسے میرے بعد میری امت قتل کردے گی۔

حضرت زہراء علیہا السلام نے فرمایا: بابا جان! مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ رسول خداؐ نے ان سے اس بات کی تین مرتبہ تکرار کی، پھر انہیں پیغام بھیجا کہ یہ ضروری ہے کہ امامت، وراثت اور خزانہ نبوت کی خزانہ داری اس میں ہو۔ حضرت فاطمہ علیہا السلام نے فرمایا: اس صورت میں خداوندِ متعال سے راضی و خوشنود ہوں۔ شکمِ زہراؑ میں امام حسینؑ کا وجود آیا۔ وہ شش ماہ کے دنیا پر تشریف لائے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام سے قبل حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کے علاوہ جو بچہ بھی شش ماہ کا پیدا ہوتا وہ زندہ نہ بچتا تھا۔

ان کی ولادت کے بعد ان کی دیکھ بھال کی ذمہ داری ام سلمہؓ نے لی۔ رسولِ خداؐ ہر روز امام حسینؑ کے پاس تشریف لاتے اور اپنی زبانِ مبارک ان کے منہ میں دیتے اور وہ اسے اس قدر چوستے کہ سیر ہو جاتے۔ اس طریقے سے خداوندِ متعال نے امام حسینؑ کا گوشت رسولِ خداؐ کے گوشت سے پرورش کیا ہے۔ حسینؑ نے جناب فاطمہ کا

دودھ پیا ہے اور نہ کسی اور کا اور اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کی شان میں یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی:

"......اور اس کے حمل اور دودھ بڑھائی کی کل مدت تیس مہینے ہے یہاں تک کہ جب وہ توانائی کو پہنچ گیا اور چالیس برس کا ہوگیا تو اس نے دعا کی پروردگار! مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکریہ ادا کروں جو تو نے مجھے اور میرے والدین کو عطا کی ہے اور ایسا نیک عمل کروں کہ تو راضی ہو جائے اور میری ذریت میں بھی تقویٰ قرار دے۔" (سورۂ احقاف، آیہ: 15)

اگر کہتے کہ میری اولاد کو نیک بنا تو تمام بیٹے امام ہوتے لیکن یوں تخصیص دی ہے۔ ۞

عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ يَقْتُلُ الْحُسَيْنَ شَرُّ الْأُمَّةِ وَيَتَبَرَّأُ مِنْ وُلْدِهِ مَنْ يَكْفُرُنِي (عیون اخبار الرضا علیہ السلام)

"حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ رسولِ خداؐ نے فرمایا:
حسینؑ کو امت کے بدترین لوگ قتل کریں گے اور جو لوگ ان کی اولاد سے اظہار بیزاری کریں گے انھوں نے میرا انکار کیا۔"

عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَتْ: لَمَّا سَقَطَ الْحُسَيْنُ مِنْ بَطْنِ أُمِّهِ فَدَفَعْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ، فَوَضَعَ النَّبِيُّ لِسَانَهُ فِي فِيهِ وَأَقْبَلَ الْحُسَيْنُ عَلَى لِسَانِ رَسُولِ اللَّهِ يَمُصُّهُ فَمَا كُنْتُ أَحْسَبُ رَسُولَ

۞ آئمہ معصومین علیہم السلام، حضرت امام حسین علیہ السلام کی نسل سے ہیں اور امام حسنؑ کی نسل سے نہیں ہیں، اس بارے میں بہت زیادہ روایات شیخ مفید کی کتب میں موجود ہیں

اللّٰہِ یَغْذُوْہُ اِلَّا لَبَنًا اَوْ عَسَلًا۔ قَالَتْ: فَبَالَ الْحُسَیْنُ، فَقَبَّلَ النَّبِیُّ عَیْنَیْہِ ثُمَّ دَفَعَہٗ اِلَیَّ وَھُوَ یَبْکِیْ وَیَقُوْلُ: لَعَنَ اللّٰہُ قَوْمًا ھُمْ قَاتِلُوْکَ بُنَیَّ یَقُوْلُھَا ثَلَاثًا۔ قَالَتْ: فَقُلْتُ فِدَاکَ اَبِیْ وَاُمِّیْ وَمَنْ یَقْتُلُہٗ؟ قَالَ: بَقِیَّۃُ الْفِئَۃِ الْبَاغِیَۃِ مِنْ بَنِیْ اُمَیَّۃَ (امالی شیخ صدوق، ص:199)

"حضرت عبدالمطلب کی بیٹی صفیہ کہتی ہیں:

جس وقت حسینؑ اپنی والدہ ماجدہ کے ہاں پیدا ہوئے تو میں نے انہیں رسولِ خداؐ کو دیا، آنحضرتؐ نے اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں دی تو انہوں نے اسے چوسنا شروع کر دیا، میں خیال نہیں کرتی ہوں کہ رسولِ خداؐ نے انہیں دودھ اور شہد کے سوا کوئی اور غذا دی ہو۔

صفیہ مزید کہتی ہیں: اس وقت حسینؑ نے پیشاب کر دیا۔ آنحضرتؐ نے ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان سے بوسہ لیا درحالاں کہ وہ گریہ کر رہے تھے۔ انھیں مجھے دیتے ہوئے فرمایا: میرے بیٹے! خدا اس گروہ پر لعنت کرے جو آپ کو قتل کرے گا۔ اس جملہ کا تین مرتبہ تکرار کیا۔

جناب صفیہ مزید کہتی ہیں: میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ انھیں کون قتل کرے گا؟ انہوں نے فرمایا: بنی امیہ کا سرکش باقی ماندہ گروہ۔ ۞

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ: مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَحْیَا حَیَاتِیْ وَیَمُوْتَ مَیْتَتِیْ وَیَدْخُلَ جَنَّۃَ عَدْنٍ مَنْزِلِیْ وَیُمْسِکَ قَضِیْبًا

۞ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس سے قبل امام حسینؑ کی ولادت باسعادت کے باب میں بھی جناب صفیہ سے روایت نقل ہو چکی ہے کہ جس میں آنحضرتؐ نے امام حسینؑ کی ولادت کے موقع پر طہارت و پاکیزگی کے بارے میں گفتگو کی ہے۔

غَرَسَہٗ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ، ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ، فَلْیَتَوَلَّ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ وَلْیَأْتَمَّ بِالْاَوْصِیَاءِ مِنْ وُلْدِہٖ فَاِنَّھُمْ عِتْرَتِیْ خُلِقُوْا مِنْ طِیْنَتِیْ اِلَی اللّٰہِ اَشْکُوْ اَعْدَاءَھُمْ مِنْ اُمَّتِیْ، الْمُنْکِرِیْنَ لِفَضْلِھِمْ الْقَاطِعِیْنَ فِیْھِمْ صِلَتِیْ، وَاَیْمُ اللّٰہِ لَیُقْتَلَنَّ بَعْدِی ابْنِی الْحُسَیْنُ لَا اَنَالَھُمُ اللّٰہُ شَفَاعَتِیْ (امالی شیخ صدوق، ص89،88)

"ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ رسولِ خداؐ نے فرمایا:

جو کوئی چاہتا ہے کہ میری زندگی کے مانند زندگی گذارے، میری موت کی طرح دنیا سے جائے، بہشت جاوید میں میری منزل میں داخل ہو اور اس درخت سے اپنے لیے شاخ توڑے جسے میرے پروردگار نے کاشت کیا ہے پھر اس سے کہے ہو جا تو وہ ہو جائے تو اسے چاہیے کہ علی بن ابی طالبؑ سے محبت کرے اور ان کی اولاد کی پیروی کرے، جن کے بارے میں سفارش کی گئی ہے، کیونکہ میری عترت اور میرا خاندان ہے جو کہ میری طینت اور سرشت سے خلق ہوئی ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کے دشمنوں کے بارے میں شکایت کروں گا جو میری امت سے ہوں گے کہ ان کی فضیلت کا انکار کریں گے اور میرا تعلق ان سے ختم کریں گے، یہاں تک کہ خدا کی قسم، میرے بعد میرے بیٹے حسینؑ کو قتل کریں گے، اللہ تعالیٰ میری شفاعت اُن کے نصیب نہ کرے۔"

مسلم بن عقیلؑ کے بارے میں رسولِ خداؐ کی پیش گوئی

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ عَلِیٌّ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّکَ لَتُحِبُّ عَقِیْلًا قَالَ: اِیْ وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاُحِبُّہٗ حُبَّیْنِ: حُبًّا لَہٗ وَحُبًّا لِحُبِّ

اَبِیْ طَالِبٍ لَهُ وَاِنَّ وَلَدَهُ لِمَقْتُوْلٌ فِیْ مَحَبَّةِ وَلَدِكَ فَتَدْمَعُ عَلَيْهِ عُيُوْنُ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَتُصَلِّیْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ۔ ثُمَّ بَكٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ حَتّٰی جَرَتْ دُمُوْعُهُ عَلٰی صَدْرِهٖ، ثُمَّ قَالَ: اِلَی اللّٰهِ اَشْكُوْا مَا تَلْقٰی عِتْرَتِیْ مِنْ بَعْدِیْ (امالی شیخ صدوق، ص: 191)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے رسولِ خداؐ کی خدمت میں عرض کیا: یا رسولؐ اللہ!

کیا آپ عقیلؑ سے محبت کرتے ہیں؟

انھوں نے فرمایا: ہاں! خدا کی قسم!

میں دو اعتبار سے ان سے محبت کرتا ہوں، ایک وجہ خود ان کی ذات ہے اور دوسری وجہ وہ محبت ہے جو ابو طالبؑ کو ان سے تھی۔ ان کا بیٹا آپ کے بیٹے سے دوستی کی وجہ سے قتل کیا جائے گا اور ان کے لیے مومنین کی آنکھیں گریہ کریں گی اور مقرب فرشتے ان پر درود بھیجیں گے۔ اس کے بعد رسولِ خداؐ نے اس قدر گریہ کیا کہ ان کے اشک ان کے سینہ پر جاری ہو گئے۔ پھر فرمایا: میرے بعد میرے خاندان کے ساتھ جو کچھ ہوگا، میں خدا کی بارگاہ میں شکوہ کرتا ہوں۔

شہادتِ امام حسینؑ کے متعلق امام علیؑ کی پیشین گوئی

عَنِ الْاَصْبَغِ بْنِ نُبَاتَةَ قَالَ: بَيْنَا اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ يَخْطُبُ النَّاسَ وَهُوَ يَقُوْلُ: سَلُوْنِیْ قَبْلَ اَنْ تَفْقِدُوْنِیْ، فَوَاللّٰهِ لَا تَسْاَلُوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ مَضٰی وَلَا عَنْ شَیْءٍ يَكُوْنُ اِلَّا اَنْبَاْتُكُمْ بِهٖ۔ فَقَامَ اِلَيْهِ

سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ، فَقَالَ: يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، اَخْبِرْنِیْ كَمْ فِیْ رَاْسِیْ وَلِحْيَتِیْ مِنْ شَعْرَةٍ؟ فَقَالَ لَهُ: اَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ سَاَلْتَنِیْ عَنْ مَسْاَلَةٍ حَدَّثَنِیْ خَلِيْلِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَنَّكَ سَتَسْاَلُنِیْ عَنْهَا، وَمَا فِیْ رَاْسِكَ وَلِحْيَتِكَ مِنْ شَعْرَةٍ اِلَّا وَفِیْ اَصْلِهَا شَيْطَانٌ جَالِسٌ۔ وَاِنَّ فِیْ بَيْتِكَ لَسَخْلًا يُقْتُلُ الْحُسَيْنَ ابْنِیْ، وَعُمَرُ بْنُ سَعْدٍ يَوْمَئِذٍ يَدْرُجُ بَيْنَ يَدَيْهِ (امالی شیخ صدوق:196)

''اصبغ بن نباتہ سے منقول ہے کہ ایک دن حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

مجھے کھونے سے قبل جو کچھ مجھ سے پوچھنا ہو پوچھ لو، خدا کی قسم! جو کچھ گذر چکا ہے اور جو کچھ ہوگا مجھ سے پوچھیں، میں اس کے بارے میں تمہیں مطلع کروں گا۔

سعد بن وقاص کھڑا ہوا اور کہا: اے امیر المومنینؑ!

مجھے یہ بتائیں کہ میرے سر اور میری ڈاڑھی کے بال کتنے ہیں؟

حضرت علی علیہ السلام نے اس کو جواب میں فرمایا: خدا کی قسم! جس شے کے بارے میں تو نے مجھ سے پوچھا ہے مجھے پہلے سے میرے حبیب رسولِ خداؐ نے بتایا تھا کہ تو مجھ سے ایسا سوال کرے گا۔ تیرے سر اور ڈاڑھی میں کوئی ایک بھی ایسا بال نہیں ہے کہ جس کی جڑ میں شیطان نہ بیٹھا ہو۔ تیرے گھر میں ایسا رذیل لڑکا ہے جو میرے بیٹے کو قتل کرے گا۔ حضرت علی علیہ السلام نے جملہ اس وقت فرمایا تھا کہ ابھی وہ قدم بھرنے لگا تھا۔''

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ فِیْ خُرُوْجِهٖ اِلٰی

صِفِّيْنِ، فَلَمَّا نَزَلَ بِنَيْنَوىٰ وَهُوَ شَطُّ الْفُرَاتِ، قَالَ: بِاَعْلٰى صَوْتِهٖ: يَابْنَ عَبَّاسٍ اَتَعْرِفُ هٰذَا الْمَوْضِعَ؟ فَقُلْتُ لَهٗ: مَا اَعْرِفُهٗ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ فَقَالَ عَلِيٌّ: لَوْ عَرَفْتَهٗ كَمَعْرِفَتِيْ لَمْ تَكُنْ تَجُوْزُهٗ حَتّٰى تَبْكِيْ كَبُكَائِيْ

قَالَ: فَبَكٰى طَوِيْلًا حَتّٰى اخْضَلَّتْ لِحْيَتُهٗ وَسَالَتِ الدُّمُوْعُ عَلٰى صَدْرِهٖ، وَبَكَيْنَا مَعَهٗ وَهُوَ يَقُوْلُ: اَوْهِ اَوْهِ، مَالِيْ وَلِآلِ اَبِيْ سُفْيَانَ، مَالِيْ وَلِآلِ حَرْبٍ، حِزْبِ الشَّيْطَانِ وَ اَوْلِيَاءِ الْكُفْرِ؟ صَبْرًا يَا اَبَا عَبْدِاللّٰهِ فَقَدْ لَقِيَ اَبُوْكَ مِثْلَ الَّذِيْ تَلْقٰى مِنْهُمْ

ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ وُضُوْءَ الصَّلَاةِ وَصَلّٰى مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يُصَلِّيَ، ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ كَلَامِهِ الْاَوَّلِ، اِلَّا اَنَّهٗ نَعَسَ عِنْدَ انْقِضَاءِ صَلَاتِهٖ وَكَلَامِهٖ سَاعَةً، ثُمَّ انْتَبَهَ فَقَالَ: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ۔ فَقُلْتُ: هَا اَنَا ذَا۔ فَقَالَ: اَلَا اُحَدِّثُكَ بِمَا رَاَيْتُ فِيْ مَنَامِيْ آنِفًا عِنْدَ رَقْدَتِيْ؟ فَقُلْتُ: نَامَتْ عَيْنَاكَ وَرَاَيْتَ خَيْرًا يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ

قَالَ: رَاَيْتُ كَاَنِّيْ بِرِجَالٍ قَدْ نَزَلُوْا مِنَ السَّمَآءِ مَعَهُمْ اَعْلَامٌ بِيْضٌ، قَدْ تَقَلَّدُوْا سُيُوْفَهُمْ، وَهِيَ بِيْضٌ، تَلْمَعُ وَقَدْ خَطُّوْا حَوْلَ هٰذِهِ الْاَرْضِ خَطَّةً، ثُمَّ رَاَيْتُ كَاَنَّ هٰذِهِ النَّخِيْلَ قَدْ ضَرَبَتْ بِاَغْصَانِهَا الْاَرْضَ تَضْطَرِبُ بِدَمٍ عَبِيْطٍ، وَكَاَنِّيْ بِالْحُسَيْنِ نَجْلِيْ وَ فَرْخِيْ وَمُضْغَتِيْ وَمُخِّيْ قَدْ غَرِقَ فِيْهِ، يَسْتَغِيْثُ فَلَا يُغَاثُ وَكَانَ الرِّجَالُ الْبِيْضُ قَدْ نَزَلُوْا مِنَ السَّمَآءِ يُنَادُوْنَهٗ وَيَقُوْلُوْنَ: صَبْرًا آلَ

الرَّسُوْلِ فَاِنَّكُمْ تُقْتَلُوْنَ عَلٰى اَيْدِيْ شِرَارِ النَّاسِ، وَهٰذِهِ الْجَنَّةُ يَا اَبَا عَبْدِاللّٰهِ اِلَيْكَ مُشْتَاقَةٌ۔ ثُمَّ يُعَزُّوْنَنِيْ وَيَقُوْلُوْنَ: يَا اَبَا الْحَسَنِ، اَبْشِرْ، فَقَدْ اَقَرَّ اللّٰهُ بِهٖ عَيْنَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ، ثُمَّ انْتَبَهْتُ

هٰكَذَا وَالَّذِيْ نَفْسُ عَلِيٍّ بِيَدِهٖ، لَقَدْ حَدَّثَنِي الصَّادِقُ الْمُصَدَّقُ اَبُوْ الْقَاسِمِ، اِنِّيْ سَاَرَاهَا فِيْ خُرُوْجِيْ اِلٰى اَهْلِ الْبَغْيِ عَلَيْنَا وَهٰذِهٖ اَرْضُ كَرْبٍ وَبَلَاءٍ، يُدْفَنُ فِيْهَا الْحُسَيْنُ وَسَبْعَةَ عَشَرَ رَجُلًا مِنْ وُلْدِيْ وَوُلْدِ فَاطِمَةَ، وَاِنَّهَا لَفِي السَّمَاوَاتِ مَعْرُوْفَةٌ تُذْكَرُ اَرْضُ كَرْبٍ وَبَلَاءٍ كَمَا تُذْكَرُ بُقْعَةُ الْحَرَمَيْنِ وَبُقْعَةُ بَيْتِ الْمَقْدَسِ

ثُمَّ قَالَ: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ، اُطْلُبْ لِيْ حَوْلَهَا بَعْرَ الظِّبَاءِ، فَوَاللّٰهِ مَا كَذِبْتُ وَلَا كُذِّبْتُ قَطُّ وَهِيَ مُصْفَرَّةٌ، لَوْنُهَا لَوْنُ الزَّعْفَرَانِ۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَطَلَبْتُهَا فَوَجَدْتُهَا مُجْتَمِعَةً: فَنَادَيْتُهٗ، يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، قَدْ اَصَبْتُهَا عَلَى الصِّفَةِ الَّتِيْ وَصَفْتَهَا لِيْ، فَقَالَ عَلِيٌّ۔ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

ثُمَّ قَامَ يُهَرْوِلُ اِلَيْهَا، فَحَمَلَهَا وَشَمَّهَا، وَقَالَ: هِيَ هِيَ بِعَيْنِهَا، اَتَعْلَمُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ مَا هٰذِهِ الْاَبْعَارُ؟ هٰذِهٖ قَدْ شَمَّهَا عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ وَذٰلِكَ اَنَّهٗ مَرَّ بِهَا وَمَعَهُ الْحَوَارِيُّوْنَ فَرَاٰى هٰهُنَا الظِّبَاءَ مُجْتَمِعَةً وَهِيَ تَبْكِيْ، فَجَلَسَ عِيْسٰى وَجَلَسَ الْحَوَارِيُّوْنَ مَعَهٗ، فَبَكٰى وَ بَكَى الْحَوَارِيُّوْنَ وَهُمْ لَا يَدْرُوْنَ لِمَ جَلَسَ وَلِمَ بَكٰى۔

فَقَالُوْا: يَا رُوْحَ اللّٰهِ وَكَلِمَتَه! مَا يُبْكِيْكَ؟ قَالَ: اَتَعْلَمُوْنَ اَيُّ اَرْضٍ هٰذِهٖ؟ قَالُوْا: لَا۔ قَالَ: هٰذِهٖ اَرْضٌ يُقْتَلُ فِيْهَا فَرْخُ الرَّسُوْلِ اَحْمَدَ وَفَرْخُ الْحُرَّةِ الطَّاهِرَةِ الْبَتُوْلِ شَبِيْهَةِ اُمِّيْ۔ وَيُلْحَدُ فِيْهَا طِيْنَةُ اَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ لِاَنَّهَا طِيْنَةُ الْفَرْخِ الْمُسْتَشْهَدِ، وَهٰكَذَا تَكُوْنُ طِيْنَةُ الْاَنْبِيَاءِ وَ اَوْلَادِ الْاَنْبِيَاءِ فَهٰذِهِ الظِّبَاءُ تُكَلِّمُنِيْ وَ تَقُوْلُ: اِنَّهَا تَرْعٰى فِيْ هٰذِهِ الْاَرْضِ شَوْقًا اِلٰى تُرْبَةِ الْفَرْخِ الْمُبَارَكِ، وَزَعَمَتْ اَنَّهَا آمِنَةٌ فِيْ هٰذِهِ الْاَرْضِ

ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهٖ اِلٰى هٰذِهِ الصِّيْرَانِ فَشَمَّهَا وَقَالَ: هٰذِهٖ بَعْرُ الظِّبَاءِ عَلٰى هٰذَا الطِّيْبِ لِمَكَانِ حَشِيْشِهَا۔ اَللّٰهُمَّ فَابْقِهَا اَبَدًا حَتّٰى يَشُمَّهَا اَبُوْهُ فَتَكُوْنَ لَهٗ عَزَاءً وَسَلْوَةً۔ قَالَ: فَبَقِيَتْ اِلٰى يَوْمِ النَّاسِ هٰذَا وَقَدِ اصْفَرَّتْ لِطُوْلِ زَمَنِهَا وَهٰذِهٖ اَرْضُ كَرْبٍ وَ بَلَاءٍ

ثُمَّ قَالَ بِاَعْلٰى صَوْتِهٖ: يَا رَبَّ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ، لَا تُبَارِكْ فِيْ قَتَلَتِهٖ وَالْحَامِلِ عَلَيْهِ وَالْمُعِيْنِ عَلَيْهِ وَالْخَاذِلِ لَهٗ۔ ثُمَّ بَكٰى بُكَاءً طَوِيْلًا وَبَكَيْنَا مَعَهٗ حَتّٰى سَقَطَ لِوَجْهِهٖ وَ غُشِيَ عَلَيْهِ طَوِيْلًا، ثُمَّ اَفَاقَ، فَاَخَذَ الْبَعْرَ فَصَرَّهَا فِيْ رِدَائِهٖ وَاَمَرَنِيْ اَنْ اَصُرَّهَا كَذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ اِذَا رَاَيْتَهَا تَنْفَجِرُ دَمًا عَبِيْطًا فَاعْلَمْ اَنَّ اَبَا عَبْدِاللّٰهِ قَدْ قُتِلَ وَ دُفِنَ بِهَا

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَوَاللّٰهِ لَقَدْ كُنْتُ اَحْفَظُهَا اَكْثَرَ مِنْ حِفْظِيْ لِبَعْضِ مَا افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ۔ وَاَنَا لَا اَحُلُّهَا مِنْ طَرَفِ كُمِّيْ، فَبَيْنَا اَنَا فِيْ

الْبَيْتِ نَائِمٌ اِذَا انْتَبَهْتُ فَاِذَا هِيَ تَسِيْلُ دَمًا عَبِيْطًا وَكَانَ كُمِّيْ قَدِ امْتَلَاَتْ دَمًا عَبِيْطًا، فَجَلَسْتُ وَاَنَا اَبْكِيْ وَقُلْتُ: قُتِلَ وَاللّٰهِ الْحُسَيْنُ۔ وَاللّٰهِ مَا كَذَبَنِيْ عَلِيٌّ قَطُّ فِيْ حَدِيْثٍ حَدَّثَنِيْ وَلَا اَخْبَرَنِيْ بِشَيْءٍ قَطُّ اَنَّهٗ يَكُوْنُ اِلَّا كَانَ كَذٰلِكَ، لِاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَانَ يُخْبِرُهٗ بِاَشْيَاءَ لَا يُخْبِرُ بِهَا غَيْرَهٗ

فَفَزِعْتُ وَخَرَجْتُ وَذٰلِكَ عِنْدَ الْفَجْرِ، فَرَاَيْتُ وَاللّٰهِ الْمَدِيْنَةَ كَاَنَّهَا ضَبَابٌ لَا يَسْتَبِيْنُ فِيْهَا اَثَرُ عَيْنٍ، ثُمَّ طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَرَاَيْتُ كَاَنَّهَا مُنْكَسِفَةٌ وَرَاَيْتُ كَاَنَّ حِيْطَانَ الْمَدِيْنَةِ عَلَيْهَا دَمٌ عَبِيْطٌ، فَجَلَسْتُ وَاَنَا بَاكٍ، فَقُلْتُ: قَدْ قُتِلَ وَاللّٰهِ الْحُسَيْنُ وَ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنْ نَاحِيَةِ الْبَيْتِ وَهُوَ يَقُوْلُ:

اِصْبِرُوْا آلَ الرَّسُوْلِ
قُتِلَ الْفَرْخُ النَّحُوْلُ
نَزَلَ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ
بِبُكَاءٍ وَعَوِيْلٍ

ثُمَّ بَكٰى بِاَعْلٰى صَوْتِهٖ وَبَكَيْتُ، فَاَثْبَتُّ عِنْدِيْ تِلْكَ السَّاعَةَ وَكَانَ شَهْرُ الْمُحَرَّمِ وَيَوْمُ عَاشُوْرَاءَ لِعَشْرٍ مَضَيْنَ مِنْهُ فَوَجَدْتُهٗ يَوْمَ وَرَدَ عَلَيْنَا خَبَرُهٗ وَتَارِيْخُهٗ كَذٰلِكَ۔ فَحَدَّثْتُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ كَانُوْا مَعَهٗ، فَقَالُوْا: وَاللّٰهِ لَقَدْ سَمِعْنَا مَا سَمِعْتَ وَ نَحْنُ فِي الْمَعْرِكَةِ وَلَا نَدْرِيْ مَا هُوَ، فَكُنَّا نَرٰى اَنَّهٗ

الخضرُ۔ (کمال الدین شیخ صدوق ص:532-535 امالی شیخ صدوق: ص:694-697)

ابنِ عباس سے منقول ہے کہ وہ کہتے ہیں:

جس وقت امیر المومنینؑ جنگِ صفین کے لیے روانہ ہوئے تھے، اس وقت میں ان کے ہمراہ تھا، جس وقت وہ دریائے فرات کے کنارے مقامِ نینوا پر اُترے تو بلند آواز سے فرمایا: اے ابنِ عباسؓ!

کیا اس جگہ کو پہچانتے ہو؟

میں نے کہا: یا امیر المومنینؑ! میں نہیں پہچانتا۔ آپؑ نے فرمایا: جس طرح میں اسے جانتا ہوں اگر تم بھی ویسے ہی جانتے ہوتے تو ہرگز یہاں سے آگے نہ گذرتے، مگر یہ کہ میری طرح گریہ کرتے۔ اتنا فرمانے کے بعد اس قدر گریہ کیا کہ آپؑ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی اور اشک سینے پر جاری ہوگئے۔ ہم بھی ان کے ساتھ روئے۔

انھوں نے فرمایا: ہائے افسوس! ہائے افسوس! مجھے خاندانِ ابوسفیان سے کیا (مطلب)، مجھے آلِ حرب سے کیا (مطلب)، وہ شیطان کا حزب اور کفر کے دوست ہیں۔

اے ابا عبداللہؑ! صبر، تیرے باپ نے ان لوگوں سے وہی کچھ دیکھا ہے جو تم دیکھو گے۔ اس کے بعد پانی طلب کیا اور نماز کے لیے وضو کیا اور اس طرح نماز بجا لائے جیسے چاہتا تھا۔

نماز کے بعد پھر اپنی پہلی گفتگو کی مانند گفتگو کی، اس کے بعد تھوڑی دیر کے لیے سوئے پھر بیدار ہوئے اور فرمایا: اے ابنِ عباسؓ!

میں نے کہا: میں یہاں پر ہوں، انھوں نے فرمایا: کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں نے جو کچھ ابھی ابھی خواب میں دیکھا ہے تمہارے سامنے بیان کروں؟

میں نے کہا: یا امیر المومنینؑ! آپ نے سوتے میں جو کچھ دیکھا ہے وہ خیر و فلاح ہے۔

انھوں نے فرمایا: میں نے جو کچھ مردوں کو دیکھا ہے جو آسمان سے اُترے ہیں، ان کے پاس سفید پرچم ہیں، جنھوں نے سفید چمکدار اور تلواریں لٹکائی ہوئی تھیں، انھوں نے اس زمین کے اردگرد ایک دائرہ کھینچ دیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ کھجوریں اپنی شاخوں کے ساتھ زمین پر گری ہوئی ہیں اور ان سے تازہ خون جاری ہے۔ اچانک میں نے دیکھا کہ میرا بیٹا، میری روح اور میرا جگر گوشہ حسینؑ اس خون میں غرق ہے، وہ مددگار کو پکارتا ہے لیکن کوئی بھی اس کی فریادرسی کو نہیں آتا۔ وہ سفید رنگ کے مرد آسمان سے اُترے۔ انھوں نے اسے پکارا اور کہا: اے خاندانِ پیغمبرؐ! صبر کریں، آپ بدترین لوگوں کے ہاتھوں قتل ہوں گے۔

اے ابا عبداللہ! یہ بہشت ہے جو اب تیرا مشتاق ہے۔

پھر انھوں نے مجھے تعزیت کرتے ہوئے کہا: اے ابا الحسنؑ! آپ کو بشارت ہو کہ روزِ قیامت جب سارے لوگ رب العالمین کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے اس دن اللہ تعالیٰ آپ کی آنکھیں اس کی وجہ سے روشن کرے گا۔ اس کے بعد میں نیند سے بیدار ہوگیا ہوں۔

اس خدا کی قسم کہ جس کے قبضۂ قدرت میں مجھ علیؑ کی جان ہے، مجھے صادق المصدق ابوالقاسمؐ نے بتایا تھا کہ عنقریب جب میں سرکشوں اور مفسدوں کی سرکوبی کے لیے نکلوں گا تو ایسا خواب دیکھوں گا، اب یہ وہی زمینِ کرب و بلا ہے کہ یہاں پر حسینؑ میرے اور فاطمہؑ کے سترہ (17) بیٹوں کے ساتھ دفن ہوگا۔ یہ زمین آسمانوں پر جانی

پہچانی ہے۔ زمینِ کربلا کا آسمان پر یوں ذکر ہوتا ہے جیسے مریمؑ، مکہ و مدینہ اور بیت المقدس کا تذکرہ ہوتا ہے۔

پھر مجھے فرمایا: اے ابنِ عباسؓ!

یہاں پر اطراف میں نافہ آہو تلاش کرو کہ اس کا رنگ زرد زعفرانی ہے، خدا کی قسم میں نے ہرگز جھوٹ نہیں کہا اور نہ ہی مجھے جھوٹ بتایا گیا ہے۔

ابنِ عباسؓ کہتے ہیں: پس میں نے اِسے تلاش کیا تو اِدھر ہی اردگرد سے تلاش کر لیا میں نے آواز دی: یاامیرالمومنینؑ!

آپ نے اس کی جو صفات بیان کی ہیں میں نے انھیں صفات کے ساتھ اسے تلاش کرلیا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اللہ اور اس کے رسولؐ نے سچ فرمایا ہے۔

وہ اپنی جگہ سے بلند ہوئے اور تیزی سے اس طرف دوڑے، اسے اُٹھایا، سونگھا اور فرمایا: ہاں! یہی ہے۔

اے ابنِ عباسؓ! کیا تم جانتے ہو کہ یہ نافہ کیا ہے؟

مجھ سے پہلے عیسیٰ بن مریمؑ نے اسے سونگھا ہے۔ وہ اپنے حواریوں کے ہمراہ یہاں سے گذر رہے تھے۔ انھوں نے وہاں پر ہرنوں کا ایک غول دیکھا جو وہاں پر اکٹھے ہوکر گریہ کر رہے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے حواری بھی وہاں بیٹھ کر گریہ کرنے لگے، لیکن ان کے حواری یہ نہیں جانتے تھے کہ وہ کیوں بیٹھے ہیں اور گریہ کرنے لگے ہیں۔

انھوں نے کہا: اے روح اللہ! اے کلمۃ اللہ! آپ کیوں گریہ کررہے ہیں؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: کیا تمھیں معلوم ہے کہ یہ کون سی جگہ ہے؟

انھوں نے کہا: نہیں!

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: یہ وہ سرزمین ہے جہاں پر خدا کے پیغمبر احمدؐ کے فرزندِ دلبند اور میری ماں کے مشابہ پاکیزہ و آزاد خاتون کے بیٹے کو قتل کیا جائے گا اور اسے یہاں پر سپردِ خاک کیا جائے گا۔ اس کی تربت کی خوشبو مشک سے زیادہ ہے کیونکہ یہ پیغمبرؐ کے فرزندِ دلبند کی شہادت کی جگہ ہے۔ پیغمبروں اور ان کی اولاد کی تربت ایسی ہی ہوتی ہے۔ یہ ہرن مجھ سے گفتگو کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ اس دشت میں اس مبارک بچے کی پاکیزہ تربت میں بڑے شوق سے چرتے ہیں اور ان کا گمان ہے کہ وہ یہاں پر محفوظ ہیں۔

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس نافے پر ہاتھ مارا اور اِسے سونگھا اور فرمایا: یہ خوشبودار نافے ان ہرنوں کے ہیں جو یہاں پر چرتے ہیں۔

خدایا! انھیں اپنی حفاظت میں رکھ تاکہ اس (شہید) کا باپ انہیں سونگھے اور اس کے لیے تسلی و تسکین کا موجب بنے۔ یہ نافے اس زمانے سے لے کر آج تک باقی ہیں کہ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ ان کا رنگ زردی مائل ہوگیا ہے۔ یہ زمین ''کرب و بلا'' ہے۔ پھر حضرت علیؑ نے بآوازِ بلند کہا: اے عیسیٰ بن مریمؑ کے پروردگار! اسے قتل کرنے والوں، اس پر حملہ آور ہونے والوں اور اس کے دشمنوں کی مدد کرنے والوں کو خیر نہ دے۔ آپؑ نے یہ کہا اور کافی دیر تک گریہ کرتے رہے اور ہم بھی آپؑ کے ہمراہ رونے لگے۔ آپؑ اس قدر روئے کہ چہرے کے بل گر گئے اور کافی دیر تک بے ہوش رہے۔ پھر جب ہوش آیا تو آپ نے ان نافوں کو اپنی عبا کے دامن میں اکٹھا

کیا اور مجھے بھی فرمایا کہ میں بھی ایسا ہی کروں۔

پھر فرمایا: اے ابنِ عباسؓ! جب دیکھو کہ ان سے تازہ خون بہنے لگے تو سمجھو کہ ابا عبداللہ شہید ہو گئے ہیں اور اس خاک میں دفن ہوئے ہیں۔

ابنِ عباس کہتے ہیں: خدا کی قسم! میں نے ان کی حفاظت بعض واجباتِ الٰہی سے (بھی) زیادہ کی ہے اور اپنی آستین کے گوشے سے ان کی گرہ کبھی بھی نہیں کھولی، یہاں تک کہ میں ایک دن اپنے گھر میں سویا ہوا تھا، جب آنکھ کھلی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ان سے تازہ خون جاری ہے۔ میں نے بیٹھ کر روتے ہوئے کہا: خدا کی قسم! حسینؑ قتل ہو گئے ہیں۔

خدا کی قسم! علیؑ نے کبھی بھی مجھ سے جھوٹ نہیں بولا بلکہ جو بھی پیشین گوئی کی ہے وہ اُسی طرح ہوئی ہے کیونکہ رسولِ خداؐ نے آپ کو ایسے امور سے آگاہ کیا ہے کہ جن سے کسی دوسرے کو آگاہ نہیں کیا۔

یہ واقعہ سحر کے وقت پیش آیا تھا کہ میں گریہ وزاری کرتے ہوئے اپنے گھر سے باہر نکلا اور خدا کی قسم، مدینہ کی فضا کو یوں پایا جیسے اس پر گہری دُھند چھائی ہوئی ہو، مجھے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ پھر سورج طلوع ہوا تو اسے بھی بے رنگ پایا، مدینہ کی دیواروں کو دیکھا، گویا کہ وہ تازہ خون سے لتھڑی ہوئی تھیں۔

میں روتے ہوئے بیٹھ گیا اور کہا: خدا کی قسم! حسینؑ قتل ہو گئے ہیں۔

میں نے گھر کی طرف سے آواز سنی کہ وہ کہہ رہا ہے: اے آلِ رسولؐ! صبر کرو، کہ پیغمبر کے فرزند دلبند (مظلوم حسینؑ) قتل ہو گئے ہیں۔ آپ روح الامین گریہ وزاری کرتے ہوئے آسمان سے نازل ہوئے۔

پھر اس نوحے کو پڑھنے والا بلند آواز سے رویا، میں نے وہ دن اپنے پاس لکھ لیا کہ ماہِ محرم کی دس تاریک تھی۔ جب مجھے شہادت کی خبر اور تاریخ معلوم ہوئی تو میں نے اپنا لکھا ہوا دیکھا کہ وہی وقت تھا۔ میں نے یہ بات ان لوگوں سے کہی جو ان کے ہمراہ تھے، انھوں نے کہا: خدا کی قسم!

ہم نے بھی وہی کچھ سنا ہے جو آپ نے سنا، لیکن ہم حالتِ جنگ میں تھے لہٰذا نہیں سمجھ سکے کہ وہ کون تھا لیکن ہمیں اس بات کا گمان تھا کہ حضرت خضر علیہ السلام ہی ہوں گے۔"

عَنْ جَرْدَاءَ بِنْتِ سَمِیْنٍ، عَنْ زَوْجِهَا هَرْثَمَةَ بْنِ اَبِیْ مُسْلِمٍ، قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ صِفِّیْنَ، فَلَمَّا انْصَرَفْنَا نَزَلَ كَرْبَلَاءَ فَصَلّٰی بِهَا الْغَدَاةَ، ثُمَّ رَفَعَ اِلَیْهِ مِنْ تُرْبَتِهَا فَشَمَّهَا، ثُمَّ قَالَ: وَاهًا لَكِ اَیَّتُهَا التُّرْبَةُ، لَیُحْشَرَنَّ مِنْكِ اَقْوَامٌ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَیْرِ حِسَابٍ۔ فَرَجَعَ هَرْثَمَةُ اِلٰی زَوْجَتِهٖ وَكَانَتْ شِیْعَةً لِعَلِیٍّ فَقَالَ: اَلَا اُحَدِّثُكِ عَنْ وَلِیِّكِ اَبِی الْحَسَنِ؟ نَزَلَ بِكَرْبَلَاءَ فَصَلّٰی، ثُمَّ رَفَعَ اِلَیْهِ مِنْ تُرْبَتِهَا وَ قَالَ: وَاهًا لَكِ اَیَّتُهَا التُّرْبَةُ لَیُحْشَرَنَّ مِنْكِ اَقْوَامٌ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَیْرِ حِسَابٍ۔ قَالَتْ: اَیُّهَا الرَّجُلُ فَاِنَّ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَمْ یَقُلْ اِلَّا حَقًّا

فَلَمَّا قَدِمَ الْحُسَیْنُ قَالَ هَرْثَمَةُ: كُنْتُ فِی الْبَعْثِ الَّذِیْنَ بَعَثَهُمْ عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنِ زِیَادٍ، فَلَمَّا رَاَیْتُ الْمَنْزِلَ وَالشَّجَرَ ذَكَرْتُ الْحَدِیْثَ، فَجَلَسْتُ عَلٰی بَعِیْرِیْ ثُمَّ صِرْتُ اِلَی الْحُسَیْنِ،

فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَاَخْبَرْتُهُ بِمَا سَمِعْتُ مِنْ اَبِيْهِ فِيْ ذٰلِكَ الْمَنْزِلِ الَّذِيْ نَزَلَ بِهِ الْحُسَيْنُ، فَقَالَ: مَعَنَا اَنْتَ اَمْ عَلَيْنَا؟ فَقُلْتُ: لَا مَعَكَ وَلَا عَلَيْكَ، خَلَّفْتُ صِبْيَةً اَخَافُ عَلَيْهِمْ عُبَيْدَ اللهِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ: فَامْضِ حَيْثُ لَا تَرىٰ لَنَا مَقْتَلاً وَلَا تَسْمَعُ لَنَا صَوْتًا، فَوَالَّذِيْ نَفْسُ الْحُسَيْنِ بِيَدِهٖ، لَا يَسْمَعُ الْيَوْمَ وَاعِيَتَنَا اَحَدٌ فَلَا يُعِيْنُنَا اِلَّا كَبَّهُ اللهُ لِوَجْهِهٖ فِيْ جَهَنَّمَ (امالی شیخ صدوق، ص199-200)

"دشمین کی بیٹی جرداء اپنے شوہر ہرثمہ بن ابی مسلم سے نقل کرتی ہے کہ اس نے کہا: میں جنگِ صفین میں علی بن ابی طالب علیہ السلام کے ہمراہ تھا۔ آپؑ جب جنگ سے واپس ہوئے تو زمینِ کربلا پر ٹھہرے۔ نمازِ صبح وہاں پر بجالائے، پھر انھوں نے مٹھی میں خاکِ کربلا اُٹھائی اسے سونگھا اور فرمایا: اے خاکِ کربلا!

تو کتنی خوش نصیب ہے کہ بے شک تجھ سے ایسے گروہ محشور ہوں گے جو بغیر کسی حساب وکتاب کے جنت میں جائیں گے۔

ہرثمہ اپنی زوجہ کے پاس آیا جو کہ شیعہ علیؑ ابن طالب تھی، اور اس سے کہا: کیا تم چاہتی ہو کہ میں تمہیں تمہارے مولا اباالحسن (علی) علیہ السلام کی ایک بات سناؤں؟

وہ سرزمینِ کربلا میں اُترے، وہاں پر نماز پڑھی پھر وہاں سے خاک اُٹھائی اور فرمایا: اے خاک!

تو کتنی خوش نصیب ہے کہ تیرے اندر سے ایسی قومیں محشور ہوں گی جو کسی حساب وکتاب کے بغیر بہشت میں جائیں گی۔

ہرثمہ کی زوجہ نے کہا: اے شخص! امیر المومنینؑ حق کے علاوہ کوئی بات نہیں کرتے۔

ہرثمہ کہتا ہے: جب حسینؑ کربلا میں آئے تو میں عبید اللہ بن زیاد کے لشکر میں تھا، میں نے جب وہاں وہ جگہ اور درخت دیکھا تو مجھے (امیر المومنین علیؑ) کی وہ گفتگو یاد آ گئی۔ میں اونٹ پر سوار ہوا اور حسینؑ کے پاس گیا اور انہیں سلام کیا۔ جہاں اب حسینؑ آ چکے تھے۔ انھیں وہ بات بتائی جو اس مقام پر ان کے باپ سے سنی تھی اُنھوں نے کہا: کیا تم ہمارے ساتھ ہو یا ہمارے مخالف؟

میں نے کہا: میں نہ آپؑ کے ساتھ ہوں اور نہ آپ کے مخالف۔ میری آل اولاد ہے لہٰذا میں ابنِ زیاد سے ڈرتا ہوں۔

انھوں نے کہا: یہاں سے اتنے دور چلے جاؤ کہ ہمیں قتل ہوتے ہوئے نہ دیکھو اور نہ ہماری آواز سن سکو۔ اس خدا کی قسم، جس کے قبضۂ قدرت میں حسینؑ کی جان ہے، جو کوئی بھی آج ہماری فریاد سنے اور ہماری مدد نہ کرے تو خدا اُسے منہ کے بل جہنم میں ڈال دے گا۔"

جبلۂ مکیہ سے منقول ہے کہ انھوں نے کہا: میں نے میثم تمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہتے ہوئے سنا ہے: خدا کی قسم!

یہ امت اپنے پیغمبرؐ کے بیٹے کو دس محرم الحرام کو قتل کرے گی اور دشمنانِ خدا اس دن کو مبارک دن قرار دیں گے۔ یہ واقعہ ہر حال میں ہونا ہے کیونکہ تقدیرِ الٰہی میں لکھا ہوا ہے۔ یہ بات میرے مولا امیر المومنین علیہ السلام نے اپنی وصیت میں مجھے فرمائی ہے۔ آنحضرتؐ نے مجھے بتایا ہے کہ تمام مخلوق یہاں تک کہ جنگلی جانور صحراؤں میں، مچھلیاں دریاؤں میں اور پرندے آسمان کی فضاؤں میں ان پر گریہ کریں گے۔ سورج، چاند، ستارے، زمین، آسمان، یقین رکھنے والے جن وانس، آسمانوں کے تمام فرشتے،

رضوانؑ (کلید بردار بہشت)، مالک (خازنِ دوزخ) اور عرشِ الٰہی کو اُٹھانے والے سب ان پر گریہ وزاری کریں گے اور آسمان سے خاک وخون کی بارش ہوگی۔

پھر فرمایا: امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں پر خدا کی لعنت یقینی ہے جیسا کہ ان مشرکین پر جو خدا کے مقابلے میں دوسرے خداؤں پر یقین رکھتے ہیں، نیز یہود ونصاریٰ اور مجوسیوں پر لعنت یقینی ہے۔

جبلہ کہتے ہیں: میں نے ان سے کہا: اے میثمؒ!

لوگ اس دن کو کیسے مبارک سمجھیں گے جس دن حسینؑ قتل کیے جائیں گے؟

جناب میثمؒ نے گریہ کرنے کے بعد فرمایا: وہ لوگ من گھڑت حدیث کی بنا پر یہ تصور کریں گے کہ یہ دن وہی ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کی تھی، درحالاں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی توبہ ماہِ ذی الحجہ میں قبول کی تھی۔

وہ لوگ خیال کریں گے کہ یہ دن وہی ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ قبول کی، لیکن اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اللہ نے ان کی توبہ ذی الحجہ میں قبول کی تھی۔ (اس دن یقینی نہیں)، ان کے گمان میں یہ دن وہی ہے جس دن میں اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو شکمِ ماہی سے نجات دی تھی، درحالانکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ماہ ذی قعدہ میں نجات دی تھی، وہ خیال کریں گے وہ دن وہی دن ہے جس روز حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کوہِ جودی پر ٹھہری، لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ کشتی نوحؑ سترہ ذی الحجہ کو کوہِ جودی پر ٹھہری تھی۔ وہ خیال کریں گے کہ اس دن خدا نے دریا کو جو بنی اسرائیل کے لیے دو حصوں میں تقسیم کیا تھا لیکن بغیر کسی شک وشبہ کے یہ کام ماہِ ربیع الاوّل میں ہوا تھا۔

پھر حضرت میثمؒ فرماتے ہیں: اے جبلہ!

اچھی طرح جان لو کہ حسین بن علی علیہما السلام روزِ قیامت شہدا کے سردار ہیں۔

ان کے اصحاب کو دوسرے شہدا پر برتری حاصل ہے۔

اے جبلہ! جب بھی یہ دیکھو کہ سورج خون کے مانند سُرخ ہوگیا ہے تو سمجھو کہ تمہارے آقا ومولا شہید ہوچکے ہیں۔

جبلہ کہتا ہے: اس بات کو ایک عرصہ گذر گیا، ایک دن میں گھر سے باہر نکلا تو میں نے سورج کو دیواروں پر یوں دیکھا جیسے سرخ وزعفرانی کپڑا ہو، میں اسی وقت چیخا، رویا اور کہا: خدا کی قسم، میرے آقا ومولا حسین بن علیؑ شہید کردیے گئے ہیں۔ ۞

شہادت امام حسینؑ بزبان امام حسنؑ

عَنِ الصَّادِقِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ: اَنَّ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ دَخَلَ يَوْمًا اِلَى الْحَسَنِ فَلَمَّا نَظَرَ اِلَيْهِ بَكٰى، فَقَالَ لَهٗ: مَا يُبْكِيْكَ يَا اَبَا عَبْدِاللّٰهِ؟ قَالَ: اَبْكِيْ لِمَا يُصْنَعُ بِكَ۔ فَقَالَ لَهُ الْحَسَنُ: اِنَّ الَّذِيْ يُؤْتٰى اِلَيَّ سَمٌّ يُدَسُّ اِلَيَّ فَاُقْتَلُ بِهٖ، وَلٰكِنْ لَا يَوْمَ كَيَوْمِكَ يَا اَبَا عَبْدِاللّٰهِ، يَزْدَلِفُ اِلَيْكَ ثَلَاثُوْنَ اَلْفَ رَجُلٍ، يَدَّعُوْنَ اَنَّهُمْ مِنْ اُمَّةِ جَدِّنَا مُحَمَّدٍ وَيَنْتَحِلُوْنَ دِيْنَ الْاِسْلَامِ، فَيَجْتَمِعُوْنَ عَلٰى قَتْلِكَ وَسَفْكِ دَمِكَ وَانْتِهَاكِ حُرْمَتِكَ وَسَبْيِ ذَرَارِيْكَ وَنِسَائِكَ، وَانْتِهَابِ ثَقَلِكَ، فَعِنْدَهَا تَحِلُّ بِبَنِيْ اُمَيَّةَ اللَّعْنَةُ، وَتَمْطُرُ السَّمَاءُ رَمَادًا وَدَمًا۔ وَيَبْكِيْ عَلَيْكَ كُلُّ

(امالی شیخ صدوقؒ: ص189-190، علل الشرائع، ص:228)

شَیْءٍ حَتَّی الْوُحُوْشُ فِی الْفَلَوَاتِ وَالْحِیْتَانُ فِی الْبِحَارِ ۞

"حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والدِ گرامی امام محمد باقر علیہ السلام اور جدِّ بزرگوار امام سجاد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں:

حضرت امام حسینؑ اپنے بھائی امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں مشرف ہوئے۔ جب انہیں دیکھا تو گریہ کرنے لگے۔

امام حسن علیہ السلام نے ان سے فرمایا: اے اباعبداللہ!

آپ کس وجہ سے گریہ کر رہے ہیں؟

انہوں نے فرمایا: اس ظلم وستم کی وجہ سے جو آپ پر کیا جائے گا۔

امام حسنؑ نے ان سے فرمایا: جو ظلم مجھ پر ہوگا وہ زہر ہے، جو دھوکہ و سازش سے مجھے کھلایا جائے گا اور میں اس سے قتل کیا جاؤں گا۔

اے اباعبداللہ!

آپ کی شہادت کے دن کے مانند کوئی بھی دن نہیں ہوگا۔ تیس ہزار (30000) لوگ جو اس بات کا دعویٰ کریں گے کہ ہمارے جدِّ امجد محمدؐ کی امت سے ہیں اور اپنے آپ کو دینِ اسلام سے منسوب کریں گے وہ آپ کو قتل کرنے، آپ کا خون بہانے، آپ کی حرمت کو پامال کرنے، آپ کے اہل وعیال کو قیدی بنانے اور آپ کے مال و اسباب لوٹنے کے لیے اکٹھے ہوں گے۔ اس وقت بنی امیہ پر نفرینِ الٰہی نازل ہوگی، آسمان سے خاک وخون برسے گا۔ تمام مخلوقات یہاں تک کہ جنگلی حیوانات صحراؤں میں اور مچھلیاں دریاؤں میں آپ پر گریہ کریں گی۔"

۞ امالی شیخ صدوق، ص177-178

دوسروں کی حدیث میں

کعب الاحبار سے منقول ہے کہ وہ کہتے ہیں: ہماری کتاب (توریت) میں وارد ہوا ہے کہ رسولِ خدا کی اولاد میں سے ایک شخص قتل کیا جائے گا، قبل اس کے کہ ان کے اصحاب کے گھوڑوں کا پسینہ خشک ہو وہ بہشت میں داخل ہوں گے اور حورالعین کے ساتھ ہم آغوش ہوں گے۔ اس دوران میں امام حسن (علیہ السلام) ہمارے سامنے سے گذرے، ہم نے کہا: جن کا آپ نے ذکر کیا ہے، کیا وہ یہ ہیں؟

انھوں نے کہا: نہیں۔ پھر امام حسین (علیہ السلام) ہمارے سامنے سے گذرے تو ہم نے کہا: جن کے بارے میں آپ نے کہا ہے کیا وہ یہ ہیں؟

انھوں نے کہا: ہاں۔ (امالی شیخ صدوق، ص:203-204)

بنی سلیم کے بزرگوں سے منقول ہے کہ انھوں نے کہا: ہم بلادِ روم میں جنگ کر رہے تھے کہ ہم ایک کلیسے میں گئے تو وہاں پر ایک تختی دیکھی جس پر لکھا ہوا تھا:

جو لوگ حسینؑ کو قتل کریں گے کیا وہ روزِ جزاء ان کے جدّ کی شفاعت کے حق والے ہیں؟

میں نے ان سے پوچھا: یہ تحریر شدہ تختی کیسی ہے جو آپ کے کلیسا میں ہے؟

انھوں نے کہا: یہ آپ کے پیغمبر کی بعثت سے تین سو (300) سال پہلے سے ہے۔ (امالی شیخ صدوق، ص:193)

لیث بن سعد کہتے ہیں:

کعب الاحبار معاویہ کے پاس تھا کہ میں نے اس سے کہا: تم اپنی مذہبی کتابوں میں میلادِ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کس نگاہ سے دیکھتے ہو؟ ان کی عترت کے

لیے کسی فضیلت کے قائل ہو؟ کعب نے معاویہ کی طرف دیکھا تا کہ اس کا بھی خیال کرے۔ اس صورتِ حال میں اللہ تعالیٰ نے معاویہ کی زبان پر یہ کلمات جاری کر دیے وہ (خود) کہنے لگا: اے ابا اسحاق!✪ آپ پر خدا کی رحمت ہو، جو کچھ جانتے ہو، وہ بیان کرو۔

کعب نے کہا: میں نے بہتر (72) آسمانی کتابوں کا مطالعہ کیا اور تمام کے تمام صحف دانیال بھی پڑھے، ان تمام میں میلادِ پیغمبر اور ان کی عترت کا ذکر ہوا ہے اور ان کا اسم پہچانا ہوا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت احمد (مصطفیٰؐ) کی ولادت کے علاوہ کسی بھی پیغمبر کی ولادت کے موقعہ پر اس پر فرشتے نازل نہیں ہوئے۔ حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت احمدؐ کی والدہ ماجدہ آمنہؑ کے سوا کسی بھی ماں پر بچے کی ولادت کے وقت بہشتی پردہ نہیں کھینچا گیا۔ جناب مریم مادرِ عیسیٰؑ اور جناب آمنہ مادرِ احمدؐ کے علاوہ کسی بھی خاتون کی خدمت گاری کے لیے فرشتوں کی ڈیوٹی نہیں لگائی گئی۔ ان کی ولادت باسعادت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ تھی کہ جس رات میں ان کا نور شکم آمنہؑ میں منتقل ہوا تو ساتویں آسمان سے کسی ندا دینے والے نے ندا دی کہ مبارک ہو، آج رات ان کا نور مادرِ احمدؐ کے شکم میں منتقل ہوا۔ یہ آواز زمین اور دوسرے تمام کرّوں حتیٰ کہ سمندروں تک سنائی دی۔ اب زمین پر کوئی بھی ایسا پرندہ یا جاندار موجود نہیں ہے جو (حضرت) احمدؐ کی ولادت باسعادت کے بارے میں نہ جانتا ہو۔ مجھے میری جان کی قسم، ان کی ولادت کی رات بہشت میں ستر (70) ہزار محل یاقوت کے اور ستر (70) ہزار محل خالص لولو کے بنائے گئے کہ انھیں ولادت کے محل کہا جاتا ہے۔

✪ کعب الاحبار کی کنیت ابو اسحاق ہے

اس رات بہشت میں ایک خاص قسم کا جوش و جذبہ تھا۔ اس نے اپنے آپ کو مزین کیا۔ اس سے کہا گیا کہ رقص کر اور اپنے آپ کو مزین کر، کیونکہ آپ کے دوستوں کا پیغام لانے والا متولد ہوا ہے۔ اس دن بہشت مسکرائی اور قیامت تک مسکراتی رہے گی۔

نیز مجھ تک خبر پہنچی ہے کہ ایک سمندری مچھلی ہے جس کا نام طموس ہے جو کہ سب مچھلیوں کی سردار ہے۔ اس کی سات لاکھ دُمیں ہیں اور اس کی پشت پر سات لاکھ گائیں رہتی ہیں کہ ان میں سے ہر گائے اس دنیا سے بڑی ہے۔ ان میں سے ہر ایک کے سر پر سبز زمرد کے سات لاکھ سینگ ہیں۔ اس کے باوجود وہ چلتی ہیں تو اس مچھلی کو احساس تک نہیں ہوتا۔ یہ عظیم الجثہ مچھلی رسولِ خداؐ کی ولادت باسعادت کے وقت اس قدر جوش و جذبے میں آئی کہ رقص کرنے لگی۔ اللہ تعالیٰ اسے نہ روکتا تو وہ ظاہر و بالا ہو جاتی۔

نیز مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ پیغمبر اکرمؐ کی ولادت کے وقت کوئی بھی پہاڑ ایسا نہ تھا کہ جس نے اپنے پڑوسی کو آواز اور بشارت نہ دی ہو اور کہا: لا الہ الا اللہ، مجھے میری جان کی قسم! تمام پہاڑوں نے محمدؐ کے احترام میں کوہِ ابوقیس کی تعریف اور تعظیم کی۔ تمام درخت، شاخیں اور ان کے پھل رسولِ خداؐ کی ولادت باسعادت کی خوشی میں چالیس دن تک خدا کی تقدیس کرنے میں مصروف رہے، زمین و آسمان کے درمیان مختلف انوار کے ستر ستون کھڑے کیے گئے کہ ان میں سے کوئی بھی دوسرے کے مانند نہیں نہ تھا۔ وہ شخص جو تلخیِ موت کی وجہ سے مرجھا چکا تھا۔ جب اسے (رسولِ خداؐ) کی ولادت کی خوشخبری دی گئی تو وہ تازہ دم ہو گیا اور اس کے حسن و جمال میں ستر (70) گنا اضافہ ہو گیا۔

اسی طرح مجھے یہ خبر بھی ملی ہے کہ بہشت میں نہرِ کوثر میں مد و جزر آیا، یہاں تک

کہ دُرّ و یاقوت کے سات لاکھ محل آنحضرتؐ کی ولادت پر نثار کیے گئے۔ وہ دن شیطان کے لیے بڑا سخت تھا۔ اِسے زنجیروں میں باندھ گیا اور چالیس دن تک زندان میں ڈالا گیا۔ اس کا تخت چالیس دن تک سرنگوں رہا۔ تمام بُت ٹوٹ گئے۔

خانہ کعبہ سے آواز سنی گئی کہ وہ کہتا ہے: اے اہلِ قریش! آپ لوگوں کو خوشخبری دینے آ گئے ہیں۔ وہ تمام پیغمبروں کے سردار ہیں۔ نیز آسمانی کتابوں میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ ان کے بعد ان کی عترت سب لوگ سے افضل افراد پر مشتمل ہے۔ جب تک ان کی عترت کوئی ایک فرد بھی اس دنیا میں ہے تو لوگ آسمانی عذاب اور بلاؤں سے محفوظ نہیں۔

معاویہ نے کہا: اے ابا اسحاق! ان کی عترت کون سی ہے؟

کعب نے کہا: اولادِ زہراؑ معاویہ نے جب یہ بات سنی تو وہ پریشان ہوا۔ اس نے ہونٹ کاٹنا شروع کیے اور اپنی ڈاڑھی سے کھیلنے لگ گیا۔

کعب نے مزید کہا: ہم نے آسمانی کتابوں میں ان کے دو بیٹوں کے اوصاف بھی دیکھے ہیں کہ جو بہت جلد شہید ہو جائیں گے۔ وہ دونوں فاطمہؑ کے لاڈلے ہیں۔ انھیں بدترین لوگ قتل کریں گے۔ معاویہ نے پوچھا: انہیں کون قتل کرے گا؟ اس نے کہا: قریش کا ایک شخص۔ ۞ معاویہ فوراً اُٹھا اور کہا: ہم اُٹھ گئے ہیں اگر تم بھی چاہتے ہو تو اُٹھ کھڑے ہو۔ (امالی شیخ مفید: ص698-700)

حدیثِ صحیفۂ آسمانی

عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰهِ الصَّادِقِ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اَنْزَلَ عَلٰی نَبِیِّهٖ

۞ یہ معاویہ کی طرف اشارہ ہے کہ جس کے حکم سے امام حسن علیہ السلام کو قتل کیا گیا اور خلافت کو اپنے بیٹے یزید کے سپرد کر کے امام حسینؑ کو شہید کرنے کا زمینہ فراہم کیا۔

كِتَابًا قَبْلَ اَنْ يَاْتِيَهُ الْمَوْتُ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ!! هٰذَا الْكِتَابُ وَصِيَّتُكَ اِلَى النَّجِيْبِ مِنْ اَهْلِكَ، فَقَالَ: وَمَنِ النَّجِيْبُ مِنْ اَهْلِي يَا جَبْرَئِيْلُ؟ فَقَالَ: عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ

وَكَانَ عَلَى الْكِتَابِ خَوَاتِيْمُ مِنْ ذَهَبٍ، فَدَفَعَهُ النَّبِيُّ اِلٰى عَلِيٍّ وَاَمَرَهُ أَنْ يَفُكَّ خَاتِمًا مِنْهَا وَيَعْمَلَ بِمَا فِيْهِ، فَفَكَّ خَاتِمًا وَعَمِلَ بِمَا فِيْهِ، ثُمَّ دَفَعَهُ اِلَى ابْنِهِ الْحَسَنِ فَفَكَّ خَاتِمًا وَعَمِلَ بِمَا فِيْهِ ثُمَّ دَفَعَهُ اِلَى الْحُسَيْنِ فَفَكَّ خَاتِمًا فَوَجَدَ فِيْهِ: اَنْ اُخْرُجْ بِقَوْمِكَ اِلَى الشَّهَادَةِ، فَلَا شَهَادَةَ لَهُمْ اِلَّا مَعَكَ، وَاشْتَرِ نَفْسَكَ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، فَفَعَلَ، ثُمَّ دَفَعَهُ اِلٰى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ فَفَكَّ خَاتِمًا فَوَجَدَ فِيْهِ: اُصْمُتْ وَالْزَمْ مَنْزِلَكَ ﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ﴾ ۞ فَفَعَلَ ثُمَّ دَفَعَهُ اِلٰى مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ فَفَكَّ خَاتِمًا فَوَجَدَ فِيْهِ: حَدِّثِ النَّاسَ وَاَفْتِهِمْ وَلَا تَخَافَنَّ اِلَّا اللّٰهَ، فَاِنَّهُ لَا سَبِيْلَ لِاَحَدٍ عَلَيْكَ، ثُمَّ دَفَعَهُ اِلَيَّ فَفَكَكْتُ خَاتِمًا فَوَجَدْتُ فِيْهِ: حَدِّثِ النَّاسَ وَاَفْتِهِمْ وَانْشُرْ عُلُوْمَ اَهْلِ بَيْتِكَ وَصَدِّقْ آبَائَكَ الصَّالِحِيْنَ وَلَا تَخَافَنَّ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ وَاَنْتَ فِيْ حِرْزٍ وَاَمَانٍ فَفَعَلْتُ، ثُمَّ اَدْفَعُهُ اِلٰى مُوْسَى بْنِ جَعْفَرٍ، وَكَذٰلِكَ يَدْفَعُهُ مُوْسٰى اِلَى الَّذِيْ مِنْ بَعْدِهٖ، ثُمَّ كَذٰلِكَ اَبَدًا اِلٰى قِيَامِ الْمَهْدِيِّ ۞

۞ سورۂ حجر، آیت: 99

۞ امالی شیخ صدوقؒ: ص486، کمال الدین، ص: 669-670، علل الشرائع: ص171، امالی شیخ طوسی: 441

''حضرت امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ انھوں نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے رحلتِ پیغمبرؐ سے قبل ان پر ایک کتاب نازل کی اور فرمایا: اے محمدؐ! یہ کتاب آپ کے نجیب خاندان کے لیے آپ کی وصیت ہے۔ انھوں نے کہا: اے جبرئیلؑ! میرا نجیب خاندان کون سا ہے؟ ارشادِ ربانی ہو علیؑ بن ابی طالبؑ۔

رسولِ خداؐ نے وہ خط کہ جس پر طلائی مہریں لگی ہوئی تھیں حضرت علیؑ کو دیتے ہوئے فرمایا: اس کی مہر (اپنے حصے کی) کھولیں اور جو کچھ اس میں لکھا ہوا ہے اس پر عمل کریں۔ حضرت علی علیہ السلام نے اس خط کو کھولا اور جو کچھ اس میں تھا اس پر عمل کیا۔ پھر وہ امام حسنؑ کو دیا، انھوں نے بھی اسے کھولا اور جو کچھ اس میں تھا اس پر عمل کرنے کے لیے اِقدام کیا۔ پھر وہ خط امام حسینؑ کو دیا، انھوں نے اسے کھولا تو اس میں لکھا ہوا تھا، اپنی قوم کے ساتھ شہادت کی طرف روانہ ہوں، ان کے لیے شہادت صرف اور صرف آپ کے ہمراہ ہے اور اپنی جان بھی راہِ خدا میں فروخت کر دیں۔ حسینؑ نے وہی کیا، پھر وہ خط امام علیؑ بن حسینؑ کو دیا، انھوں نے بھی اسے کھولا اور دیکھا کہ اس میں لکھا ہوا تھا: سکوت کریں، اپنے گھر میں بیٹھیں اور دارِ فانی سے رحلت کے وقت تک عبادت کریں۔ انھوں نے ویسا ہی کیا اور اپنے بعد وہ خط محمد بن علیؑ کو دیا۔ انھوں نے بھی اس کی مہر کھولی کہ اس میں لکھا ہوا تھا: آپ لوگوں کے ساتھ گفتگو کریں، انھیں فتویٰ دیں اور خدا کے سوا ہرگز کسی سے نہ ڈریں۔ آپ پر کسی کو غلبہ نہیں ہے۔ انھوں نے بھی ویسا ہی کیا اور اپنے بعد وہ خط میرے سپرد کیا۔ میں نے بھی اس کی مہر کھولی، دیکھا کہ اس میں لکھا ہوا تھا، لوگوں سے بات چیت کریں، انھیں فتویٰ دیں، اپنے خاندان کا علم پھیلائیں، اپنے اجداد صالح کی تصدیق کریں اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈریں کہ

آپ امن و امان میں ہیں۔ میں نے بھی ویسا ہی کیا اور اپنے بعد وہ خط موسیٰ بن جعفرؑ کو دیا۔ اسی طرح وہ بھی اپنے آنے والے امام کو دیں گے اور یہ کام اسی طرح جاری رہے گا، یہاں تک کہ حضرت مہدیؑ قیام کریں گے۔

فصلِ دوم پر تحقیقی نگاہ

اس حدیث کے راوی اصبغ بن نباتہ کوفی ہیں جو حضرت امام علیؑ اور حضرت امام حسن علیہ السلام کے اصحاب میں سے ہیں، یہ سب سے پہلے شخص ہیں کہ جنہوں نے واقعات عاشورا کے حوالے سے کتاب ''مقتل الحسین'' تحریر کی ہے۔ ۞

احتمال ہے کہ یہ کتاب شیخ مفید کے پاس موجود تھی اور انہوں نے اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ اس کتاب سے نقل کیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جس طرح ''مقتلِ شیخ صدوقؒ'' ہمارے پاس نہیں ہے اسی طرح ''مقتلِ ابن نباتہ'' بھی ہمیں میسر نہیں ہے۔

اس حدیث کو عظیم شیعہ دانشور ابن قولویہ قمی (جو کہ شیخ صدوقؒ کے ہم عصر بھی تھے) نے اپنی معتبر ترین کتاب ''کامل الزیارات'' میں اسی متن اور اسی ترتیب کے ساتھ نقل کیا ہے۔ ۞

اس حدیث میں عبارت ''لَا یَوْمَ کَیَوْمِکَ یَا اَبَا عَبْدِاللّٰہ'' بہت ہم اور اہمیت کی حامل ہے۔ اس عبارت کو شیخ صدوقؒ کے علاوہ اور شیعہ دانشوروں نے روایت کیا ہے۔ ۞ یہ جملہ کہ روز عاشورا کے مانند ہرگز کوئی دن نہیں ہے۔ اس حدیث میں امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام پھر امام سجادؑ اور امام محمد باقرؑ، امام صادقؑ کی تائید سے روایت ہوا

۞ فہرست شیخ طوسیؒ، اصبغ بن نباتہ کے نام کے تحت
۞ کامل الزیارات ابن قولویہ، ص: 74
۞ الملہوف سید ابن طاؤس، ص: 99، مثیر الاحزان، ابن نما، ص: 23

ہے۔ اس کے علاوہ مختلف حادثات و واقعات میں بھی کہا گیا اور اس پر تاکید بھی ہوئی ہے۔ ہم یہاں پر دو موارد کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

شیخ صدوقؒ اپنی سند کے ساتھ حضرت امام سجاد علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

لَا یَوْمَ کَیَوْمِ الْحُسَیْنِ

''حسینؑ کے دن کے مانند کوئی دن نہیں ہے۔'' (امالی شیخ صدوق، ص: 547)

علامہ حلی اپنی کتاب ''نہج الحق و کشف الصدق'' میں احمد بن یحییٰ بلاذری (متوفی 279ھ ق) صاحب کتاب ''انساب الاشراف'' سے نقل کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر نے بھی کہا ہے:

لَا یَوْمَ کَیَوْمِ قَتْلِ الْحُسَیْنِ

''قتل حسینؑ کے دن کے مانند کوئی دن نہیں ہے۔'' ۞

اتنا کچھ معلوم ہونے کے باوجود کتنے تعجب اور حیرانگی کی بات ہے کہ ایک ایسے جملے ''کُلُّ یَوْمٍ عَاشُوْرَا وَ کُلُّ اَرْضٍ کَرْبَلَا'' کی نسبت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف دی جاتی ہے جبکہ اس کی سند ہے نہ کوئی مدرک و دلیل، یہاں تک کہ کوئی ضعیف سے ضعیف تر سند بھی نہیں ہے۔ اس کے باوجود منبر و مسجد اور عمومی ذرائع و ابلاغ میں اس جملے کی تبلیغ و ترویج کی جاتی ہے۔ یوں لگتا ہے کہ یہ جملہ ایک نعرہ یا کسی ایسے شاعر کا شعر ہے جو مسلح اور جنگ جو گروہ سے وابستہ ہو۔

اس نعرے کا معنی و مفہوم فرقہ زیدیہ یا کیسانیہ یا ثقفیہ سے زیادہ قریب ہے۔

۞ نہج الحق و کشف الصدق، علامہ حلی، ص: 354

ہماری نگاہ میں مذہب عدل علوی یا تشیع حسنی، حسینی، سجادی، (باقری) جعفری واثنا عشری سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہمارے مذہب کے آقا و رئیس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں کہ ان کا اپنے والدِ گرامی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے مانند عظیم ترین امتیاز تعلیم و تدریس ہے۔ درحقیقت مذہب جعفری و امامی میں امامت کا معنی ہدایت و رہبری کرنا ہے۔ امام حق کی سب سے بڑی پہچان علم و دانش ہے۔ یہ نظریہ بالکل زیدیہ کے نظریہ کے خلاف ہے۔ ان لوگوں کے نزدیک امام کی پہچان کی پہلی شرط خون و شمشیر ہے وہ کہتے ہیں کہ امام وہ ہوتا ہے جو مسلح ہو اور قائم بالسیف ہو۔ یوں لگتا ہے کہ اس نامعقول بات کا سرچشمہ فرقہ زیدیہ ہے کہ جنہوں نے "کُلُّ یَوْمٍ عَاشُوْرَا وَکُلُّ اَرْضٍ کَرْبَلَا" کا نعرہ لگایا ہو۔

اس بات کو درمیان میں کھینچ کر لے آنا کہ ہر روز حق و باطل کے درمیان تصادم و تقابل ہے۔ یہ ایک مغالطہ کے سوا کچھ نہیں ہے۔ کیونکہ وہ چیز جو ہمیشہ لازم و ضروری ہے وہ علم و معرفت ہے اور حق ہمیشہ علم و دانش اور صحیح منطق کی وجہ سے سربلند و کامیاب ہے۔ جیسا کہ ہادیانِ صادق اور رہبرانِ حق کی سیرت سے بھی واضح طور پر یہی سمجھ میں آتا ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ شمشیروں اور نیزوں کے ساتھ جنگ و جہاد کرنے کی اس وقت ضرورت ہوتی ہے جب حق کو بچانے اور اس کا دفاع کرنے کی ضرورت ہو۔ ورنہ حق کو حق ہونے کے اعتبار سے خون و شمشیر اور جنگ و قتال کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

تیسری فصل

راہِ شہادت پر گامزن

حسینؑ تیری اطاعت میں مرنا چاہتے ہیں
کہ ہم بھی نوکِ سناں پر اُبھرنا چاہتے ہیں

بیعت سے انکار

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَنْصُوْرٍ وَكَانَ رَضِيْعًا لِبَعْضِ وُلْدِ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ، قَالَ: سَأَلْتُ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ فَقُلْتُ: حَدِّثْنِي عَنْ مَقْتَلِ ابْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالَ: حَدَّثَنِيْ اَبِيْ، عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ مُعَاوِيَةَ الْوَفَاةُ دَعَا اِبْنَهُ يَزِيْدَ فَاَجْلَسَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ لَهُ: يَا بُنَيَّ اِنِّيْ قَدْ ذَلَّلْتُ لَكَ الرِّقَابَ الصِّعَابَ، وَوَطَّدْتُ لَكَ الْبِلَادَ وَ جَعَلْتُ الْمُلْكَ وَمَا فِيْهِ لَكَ طُعْمَةً وَاِنِّيْ اَخْشٰى عَلَيْكَ مِنْ ثَلَاثَةِ نَفَرٍ يُخَالِفُوْنَ عَلَيْكَ بِجُهْدِهِمْ وَهُمْ: عَبْدُاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ وَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، فَاَمَّا عَبْدُاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَهُوَ مَعَكَ فَالْزِمْهُ وَلَا تَدَعْهُ۔ وَاَمَّا عَبْدُاللّٰهِ بْنِ زُبَيْرٍ فَقَطِّعْهُ اِنْ ظَفَرْتَ بِهٖ ... الك كما ... الْاَسَدُ لِفَرِيْسَتِهٖ وَ

يُوارِبُكَ مُوارَبَةَ الثَّعْلَبِ لِلْكَلْبِ۔ وَاَمَّا الْحُسَيْنُ فَقَدْ عَرَفْتَ حَظَّهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَهُوَ لَحْمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ دَمُهُ، وَقَدْ عَلِمْتَ لَا مَحَالَةَ اَنَّ اَهْلَ الْعِرَاقِ سَيُخْرِجُوْنَهُ اِلَيْهِمْ ثُمَّ يَخْذُلُوْنَهُ وَيُضَيِّعُوْنَهُ، فَاِنْ ظَفِرْتَ بِهِ فَاعْرِفْ حَقَّهُ وَمَنْزِلَتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا تُؤَاخِذْهُ بِفِعْلِهِ وَمَعَ ذٰلِكَ فَاِنَّ لَنَا بِهٖ خُلْطَةً وَرَحِمًا وَاِيَّاكَ اَنْ تَنَالَهُ بِسُوْءٍ اَوْ يَرٰى مِنْكَ مَكْرُوْهًا

قَالَ: فَلَمَّا هَلَكَ مُعَاوِيَةُ وَتَوَلَّى الْاَمْرَ بَعْدَهُ يَزِيْدُ، بَعَثَ عَامِلَهُ عَلٰى مَدِيْنَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَهُوَ عَمُّهُ عُتْبَةُ بْنُ اَبِيْ سُفْيَانَ۔ فَقَدِمَ الْمَدِيْنَةَ وَعَلَيْهَا مَرْوَانُ ابْنُ الْحَكَمِ وَكَانَ عَامِلَ مُعَاوِيَةَ۔ فَاَقَامَهُ عُتْبَةُ مِنْ مَكَانِهِ وَجَلَسَ فِيْهِ، لِيُنَفِّذَ فِيْهِ اَمْرَ يَزِيْدَ، فَهَرَبَ مَرْوَانُ فَلَمْ يَقْدِرْ عَلَيْهِ۔ وَبَعَثَ عُتْبَةُ اِلَى الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ، فَقَالَ: اِنَّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَمَرَكَ اَنْ تُبَايِعَ لَهُ۔ فَقَالَ الْحُسَيْنُ: يَا عُتْبَةُ قَدْ عَلِمْتَ اَنَّا اَهْلُ بَيْتِ الْكَرَامَةِ وَ مَعْدِنُ الرِّسَالَةِ وَاَعْلَامُ الْحَقِّ الَّذِيْ اَوْدَعَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ قُلُوْبَنَا وَاَنْطَقَ بِهِ اَلْسِنَتَنَا، فَنَطَقَتْ بِاِذْنِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَلَقَدْ سَمِعْتُ جَدِّيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ: اِنَّ الْخِلَافَةَ مُحَرَّمَةٌ عَلٰى وُلْدِ اَبِيْ سُفْيَانَ۔ وَكَيْفَ اُبَايِعُ اَهْلَ بَيْتٍ قَدْ قَالَ فِيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ هٰذَا ..... (امالی شیخ صدوق، ص:215-216)

"عبداللہ بن منصور (جو کہ زید بن علی کے بیٹوں میں بعض کا رضاعی بھائی تھا)

سے منقول ہے کہ اس نے کہا: میں نے جعفر بن محمد بن علی بن حسینؑ سے سوال کرتے ہوئے کہا: آپ مجھے فرزندِ رسولؐ کی شہادت کے بارے میں کچھ بتائیں انھوں نے فرمایا: میرے والدِ گرامی نے مجھے اپنے پدرِ گرامی کے حوالے سے بتایا:

جب معاویہ کی موت قریب ہوئی تو اس نے اپنے بیٹے یزید کو بلا کر اپنے سامنے بٹھایا اور کہا: اے میرے بیٹے! میں نے سخت ترین گردن کشوں کو تیرے لیے رام کر دیا ہے۔ تمام صوبوں کو تیری حکومت قبول کرنے کے لیے تیار کر دیا ہے اور حکومت کو تمام امکانات کے ساتھ تیرے لیے ایک لقمہ بنا دیا ہے۔ اس سب کے باوجود میں تین افراد سے ڈرتا ہوں کہ وہ ہر ممکن طریقے سے تیری مخالفت کریں گے۔ وہ عبداللہ بن عمر خطاب، عبداللہ بن زبیر اور حسینؑ بن علیؑ ہیں، لیکن عبداللہ بن عمر تیرے ساتھ ہوگا، پس اسے ترک نہ کرو اور اپنے ساتھ رکھو۔ عبداللہ بن زبیر پر غلبہ حاصل کر لینا۔ اسے قطع قطع کر دینا کہ وہ اس شیر کے مانند تمہارے اوپر جھپٹے گا جو اپنے شکار پر جھپٹتا ہے اور وہ تجھے یوں فریب دے گا جیسے لومڑی کتے کو دیتی ہے۔ لیکن حسینؑ کہ تم ان کی رسولؐ خدا سے نسبت کے بارے میں جانتے ہو، کہ وہ رسولِ خداؐ کے گوشت اور خون سے ہیں۔ تمہیں معلوم ہے کہ اہلِ عراق انھیں ضرور اپنی طرف بلائیں گے، پھر وہ ان کی مدد کرنے سے ہاتھ کھینچ کر انہیں تباہ کر دیں گے۔ اگر تو ان پر کامیاب ہوگیا تو رسولِ خداؐ سے ان کی نسبت اور ان کے حق کو دھیان میں رکھنا اور ان کے کسی کام پر بھی ان سے بازپرس مت کرنا۔ علاوہ ازیں ان کے ساتھ ہماری رشتہ داری اور نسبت بھی ہے۔ خبردار! انھیں کوئی اذیت کرو اور ان کے ساتھ ناروا سلوک کرو۔

جب معاویہ مر گیا۔ اس کے بعد حکومت یزید نے ہاتھ میں لے لی تو اس نے

اپنے ایک کارندے اپنے چچا عتبہ بن ابی سفیان کو مدینۃ الرسول کی طرف بھیجا۔ اس وقت مدینہ میں معاویہ کا کارندہ مروان بن حکم تھا۔ عتبہ مدینہ میں آیا اور مروان بن حکم کو ہٹا کر اس کی جگہ پر بیٹھا، تاکہ اس کے بارے میں حکم یزید کو لاگو کرے لیکن مروان وہاں سے دوڑ گیا اور وہ اسے پکڑ نہ سکا۔ عتبہ نے حسین بن علی علیہما السلام کے پاس اپنا نوکر بھیجا کہ انھیں بلا کر لائے۔

امامؑ پہنچے تو اس نے کہا: امیر المومنین نے حکم دیا ہے کہ اس کی بیعت کریں۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اے عتبہ!

تو جانتا ہے کہ ہم اہلِ بیتؑ کرامت، معدنِ رسالت اور حق کے راہنما ہیں، ایسا حق کہ جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے دلوں میں ودیعت کیا ہے، اور ہماری زبانیں حق کے ساتھ کھلتی ہیں۔ اب میں اللہ عزوجل کے اذن سے گفتگو کرتا ہوں۔ مجھے میری جان کی قسم! کہ میں نے اپنے جدّ رسولِ خداؐ سے سنا ہے کہ انھوں نے فرمایا: ابوسفیان کی اولاد پر خلافت حرام ہے۔ میں اس خاندان کی کیسے بیعت کروں جس کے بارے میں رسولِ خداؐ نے یوں فرمایا ہے......؟

مدینہ سے روانگی

فَلَمَّا سَمِعَ عُتْبَةُ ذٰلِكَ دَعَا الْكَاتِبَ وَكَتَبَ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، اِلٰى عَبْدِاللّٰهِ يَزِيْدَ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ، مِنْ عُتْبَةَ بْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ۔ اَمَّا بَعْدُ، فَاِنَّ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ لَيْسَ يَرٰى لَكَ خِلَافَةً وَلَا بَيْعَةً، فَرَأْيُكَ فِيْ اَمْرِهِ وَالسَّلَامُ فَلَمَّا وَرَدَ الْكِتَابُ عَلٰى

يَزِيْدَ كَتَبَ الْجَوَابَ اِلٰى عُتْبَةَ: اَمَّا بَعْدُ، فَاِذَا اَتَاكَ كِتَابِيْ هٰذَا فَعَجِّلْ عَلَيَّ بِجَوَابِهِ وَبَيِّنْ لِيْ فِيْ كِتَابِكَ كُلَّ مَنْ فِيْ طَاعَتِيْ اَوْ خَرَجَ عَنْهَا وَلْيَكُنْ مَعَ الْجَوَابِ رَأْسُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ فَبَلَغَ ذٰلِكَ الْحُسَيْنَ فَهَمَّ بِالْخُرُوْجِ مِنْ اَرْضِ الْحِجَازِ اِلٰى اَرْضِ الْعِرَاقِ فَلَمَّا اَقْبَلَ اللَّيْلُ رَاحَ اِلٰى مَسْجِدِ النَّبِيِّ لِيُوَدِّعَ الْقَبْرَ، فَلَمَّا وَصَلَ اِلَى الْقَبْرِ سَطَعَ لَهُ نُوْرٌ مِنَ الْقَبْرِ فَعَادَ اِلٰى مَوْضِعِهِ، فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الثَّانِيَةُ رَاحَ لِيُوَدِّعَ الْقَبْرَ، فَقَامَ يُصَلِّيْ فَاَطَالَ، فَنَعَسَ وَهُوَ سَاجِدٌ، فَجَاءَ النَّبِيُّ وَهُوَ فِيْ مَنَامِهِ، فَاَخَذَ الْحُسَيْنَ وَضَمَّهُ اِلٰى صَدْرِهِ وَجَعَلَ يُقَبِّلُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَيَقُوْلُ: بِاَبِيْ اَنْتَ، كَاَنِّيْ اَرَاكَ مُرَمَّلًا بِدَمِكَ بَيْنَ عِصَابَةٍ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ، يَرْجُوْنَ شَفَاعَتِيْ، مَالَهُمْ عِنْدَاللّٰهِ مِنْ خَلَاقٍ، يَا بُنَيَّ اِنَّكَ قَادِمٌ عَلٰى اَبِيْكَ وَ اُمِّكَ وَ اَخِيْكَ وَهُمْ مُشْتَاقُوْنَ اِلَيْكَ وَاِنَّ لَكَ فِي الْجَنَّةِ دَرَجَاتٍ لَا تَنَالُهَا اِلَّا بِالشَّهَادَةِ۔ فَانْتَبَهَ الْحُسَيْنُ مِنْ نَوْمِهِ بَاكِيًا فَاَتٰى اَهْلَ بَيْتِهِ فَاَخْبَرَهُمْ بِالرُّؤْيَا وَ وَدَّعَهُمْ وَحَمَلَ اَخَوَاتِهِ عَلَى الْمَحَامِلِ وَابْنَتَهُ وَابْنَ اَخِيْهِ الْقَاسِمَ بْنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ ثُمَّ سَارَ فِيْ اَحَدٍ وَعِشْرِيْنَ رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِهِ وَاَهْلِ بَيْتِهِ وَمِنْهُمْ اَبُوْبَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ وَ عُثْمَانُ بْنُ عَلِيٍّ وَالْعَبَّاسُ بْنُ عَلِيٍّ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ عَقِيْلٍ وَعَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ الْاَكْبَرُ وَعَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ الْاَصْغَرِ...... (امالی شیخ صدوق، ص: 216-217)

''جس وقت عتبہ نے امام حسینؑ کی یہ گفتگو سنی تو نامہ نویس کو بلا کر ایک خط لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عتبہ بن ابی سفیان کی جانب سے خدا کے بندے امیر المومنین یزید کے نام۔ حسینؑ بن علیؑ ہرگز تمہاری خلافت و بیعت کے قائل نہیں ہیں، ان کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ والسلام!

جب یہ خط یزید کے پاس پہنچا تو اس نے جواب میں عتبہ کے نام لکھا:

جونہی میرا خط تمہارے پاس پہنچے اس کا جواب جتنی جلدی ہو سکے دینا۔ اس میں واضح کرنا کہ کون میرے فرمان کے تابع ہے اور کون تابع نہیں ہے۔ نیز اس خط کے جواب کے ساتھ حسین بن علیؑ کا سر بھی ہو۔

جب یہ خبر امام حسین علیہ السلام تک پہنچی تو آپ نے سرزمین حجاز سے عراق کی طرف روانہ ہونے کا ارادہ کیا۔ جب رات چھا گئی تو وہ مسجد نبویؐ میں گئے تاکہ آنحضرتؐ کی قبر کو وداع کہیں۔ جب وہ قبر پر پہنچے تو ان پر قبر سے ایک نور چمکا، اور وہ وہاں سے اپنی منزل کی طرف لوٹ گئے۔ جب دوسری رات ہوئی تو پھر مسجد میں آئے تاکہ مرقدِ رسول کو وداع کریں۔ وہاں پر ایک طولانی نماز قائم کی۔ انھیں سجدہ کی حالت میں اونگھ آ گئی۔ انھوں نے خواب میں پیغمبر خداؐ کو دیکھا کہ وہ ان کے قریب تشریف لائے ہیں۔ انھیں اپنی آغوش میں لیا، سینے سے لگایا اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسے دینا شروع کیے۔

پھر فرمایا: میرے باپ آپ پر قربان ہوں، گویا میں آپ کو خون میں ڈوبا ہوا دیکھ رہا ہوں، وہ بھی ایسے لوگوں کے درمیان جو میری شفاعت کے امیدوار ہیں، لیکن

اللہ کے نزدیک ان کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ اے میرے بیٹے! آپ اپنے باپ، ماں اور بھائی کے پاس آئیں وہ آپ کے مشتاق ہیں۔ آپ کے لیے بہشت میں درجات ہیں کہ ان تک شہادت کے سوا نہیں پہنچ سکتے۔ امام حسینؑ گریہ کرتے ہوئے نیند سے بیدار ہوئے، پھر اپنے گھر والوں کے پاس گئے اور جو خواب دیکھا تھا وہ ان کے سامنے بیان کیا، اور ان سے رخصت ہوئے، اپنی بہنوں، بیٹیوں اور قاسم بن حسن بن علی علیہم السلام کو کجاووں میں سوار کیا، پھر اپنے اصحاب اور خاندان کے اکیس مردوں کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ من جملہ ان میں ابوبکر بن علیؑ، محمد بن علیؑ، عثمان بن علیؑ، عباس بن علیؑ، عبداللہ بن مسلم بن عقیلؑ، علی اکبر بن حسینؑ اور علی اصغر بن حسینؑ...... تھے۔ ✲

منزل بہ منزل جا رہا ہے یہ قافلہ

......وَسَمِعَ عَبْدُاللّٰهُ بْنُ عُمَرَ بِخُرُوْجِهٖ فَقَدَّمَ رَاحِلَتَهُ وَخَرَجَ خَلْفَهُ مُسْرِعاً، فَأَدْرَكَهُ فِيْ بَعْضِ الْمَنَازِلِ، فَقَالَ: أَيْنَ تُرِيْدُ يَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰه؟ قَالَ: الْعِرَاقَ۔ قَالَ: مَهْلًا اِرْجِعْ اِلٰى حَرَمِ جَدِّكَ فَأَبَى الْحُسَيْنُ فَلَمَّا رَأَى ابْنُ عُمَرَ اِبَاءَهُ قَالَ: يَا اَبَا عَبْدِاللّٰهِ، اِكْشِفْ لِيْ عَنِ الْمَوْضِعِ الَّذِيْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يُقَبِّلُه مِنْكَ۔ فَكَشَفَ الْحُسَيْنُ عَنْ سُرَّتِهٖ، فَقَبَّلَهَا ابْنُ عُمَرَ

✲ اس حصے میں بھی پہلے حصے کے مانند کہ یزید نے جس کارندے کو مدینہ بھیجا تھا کا نام عتبہ بن ابی سفیان لیا گیا ہے، لیکن درست وہی ہے جو تمام تاریخی منابع میں ذکر ہوا ہے کہ مدینہ میں یزید کا کارندہ ولید تھا اور سب سے پہلے ولید نے ہی مدینہ میں امام حسینؑ سے بیعت کے بارے میں گفتگو کی تھی اور اسی نے ہی یزید کو لکھا تھا کہ امام حسینؑ بیعت کرنے پر تیار نہیں ہیں۔ سمجھ میں یہ بات آتی ہے کہ ناقلین نے نقل کرتے وقت خبر کے متن میں ''ولید بن'' چھوٹ گیا ہے، اصل میں یوں تھا ولید بن عتبہ بن ابی سفیان

ثَلَاثًا وَ بَکٰی، وَقَالَ: اَسْتَوْدِعُكَ اللّٰهَ يَا أَبَا عَبْدِاللّٰهِ، فَاِنَّكَ مَقْتُوْلٌ فِی وَجْهِكَ هٰذَا

فَسَارَ الْحُسَيْنُ وَاَصْحَابُهُ، فَلَمَّا نَزَلُوا الثَّعْلَبِيَّةَ وَرَدَ عَلَيْهِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: بِشْرُ بْنُ غَالِبٍ، فَقَالَ: يَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ، اَخْبِرْنِیْ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ﴾ ۞ قَالَ: اِمَامٌ دَعَا اِلٰی هُدًی فَاَجَابُوْهُ اِلَيْهِ، وَاِمَامٌ دَعَا اِلٰی ضَلَالَةٍ فَاَجَابُوْهُ اِلَيْهَا، هٰؤُلَآءِ فِی الْجَنَّةِ وَهٰؤُلَآءِ فِی النَّارِ، وَهُوَ قَوْلُهُ عَزَّوَجَلَّ: ۞ ﴿فَرِيْقٌ فِی الْجَنَّةِ وَ فَرِيْقٌ فِی السَّعِيْرِ﴾ ۞

ثُمَّ سَارَ حَتّٰی نَزَلَ الْعُذَيْبَ، فَقَالَ فِيْهَا قَائِلَةَ الظَّهِيْرَةِ ثُمَّ انْتَبَهَ مِنْ نَوْمِهِ بَاكِيًا، فَقَالَ لَهُ ابْنُهُ: مَا يُبْكِيْكَ يَا أَبَهْ؟ فَقَالَ: يَابُنَیَّ اِنَّهَا سَاعَةٌ لَا تَكْذِبُ الرُّؤْيَا فِيْهَا، وَاِنَّهُ عَرَضَ لِیْ فِیْ مَنَامِیْ عَارِضٌ فَقَالَ: تُسْرِعُوْنَ السَّيْرَ وَالْمَنَايَا تَسِيْرُ بِكُمْ اِلَی الْجَنَّةِ

ثُمَّ سَارَ حَتّٰی نَزَلَ الرُّهَيْمَةَ فَوَرَدَ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ يُكْنٰی اَبَاهَرِم، فَقَالَ: يَابْنَ النَّبِیِّ، مَا الَّذِیْ اَخْرَجَكَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ؟ فَقَالَ: وَيْحَكَ يَا اَبَا هرم، شَتَمُوْا عِرْضِیْ فَصَبَرْتُ وَطَلَبُوْا مَالِیْ فَصَبَرْتُ وَطَلَبُوْا دَمِیْ فَهَرَبْتُ وَاَيْمُ اللّٰهِ لَيَقْتُلُنِّیْ، ثُمَّ لَيُلْبِسَنَّهُمُ اللّٰهُ ذُلًّا شَامِلًا وَ سَيْفًا قَاطِعًا وَ لَيُسَلِّطَنَّ عَلَيْهِمْ

۞ سورۂ اسراء، آیت: 71

۞ الامالی شیخ صدوق، ص: 217-218

۞ سورۂ شوریٰ، آیت: 7

مَنْ يُذِلُّهُمْ...... (الامالی، ص: 218-217)

''......عبداللہ بن عمر نے ان (امام حسینؑ) کی روانگی کے بارے میں سنا تو اپنے گھوڑے پر سوار ہوا، اور مدینہ سے ان کے پیچھے جلدی سے نکلا۔ پس وہ کسی ایک منزل پر آپؑ تک پہنچ گیا، اور کہنے لگا: اے فرزند رسولؐ! آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: عراق۔ اس نے کہا: جلدی نہ کریں، اپنے جد کے حرم کی طرف لوٹ جائیں۔ حسین علیہ السلام نے انکار کیا۔

ابن عمر نے یہ دیکھا تو کہا: اے ابا عبداللہؑ! مجھے اپنے بدن کا وہ حصہ دکھائیں جسے رسولِ خداؐ چومتے تھے۔ حسینؑ نے اپنی ناف دکھائی۔ ابن عمر نے اس جگہ کو تین مرتبہ بوسہ دیا اور گریہ کرتے ہوئے کہا: اے ابا عبداللہؑ!

آپ کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ آپ نے جو راستہ اختیار کیا ہے اس میں قتل ہو جائیں گے۔ حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب روانہ ہوئے۔ جب وہ منزلِ ''ثعلبیہ'' پر پہنچے تو ایک مرد جسے بشر بن غالب کہا جاتا تھا، وہ حسینؑ کے پاس آیا اور اس نے کہا: اے فرزند رسولؐ!

مجھے اللہ کے اس قول (يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ) ''قیامت کا دن وہ ہوگا جب ہم ہر گروہ انسانی کو اس کے پیشوا کے ساتھ بلائیں گے کے بارے میں آگاہ کریں۔

آپؑ نے فرمایا: امام ایسا امام ہوتا ہے جو ہدایت کی طرف بلاتا ہے اور لوگ اس کی دعوت قبول کرتے ہیں یا امام گمراہی کی دعوت دیتا ہے اور بعض لوگ اسے قبول کرتے ہیں وہ جنت میں ہیں اور یہ جہنم میں، جیسا کہ خدا کا قول:

''ایک گروہ جنت میں ہوگا اور ایک جہنم میں۔''

پھر حسین علیہ السلام وہاں سے روانہ ہوئے۔ منزل غریب پر اُترے۔ وہاں پر دوپہر کے وقت سوئے اور گریہ کرتے ہوئے بیدار ہوئے۔ آپ کے بیٹے نے ان سے کہا: بابا جان! آپ کیوں گریہ کررہے ہیں؟

آپ نے فرمایا: اب وہ گھڑی ہے جس میں خواب جھوٹا نہیں ہوتا، خواب میں کوئی چیز ظاہر ہوتی ہے۔

اس نے کہا ہے: آپ سرعت سے جارہے ہیں اور موت آپ کو بہشت کی طرف کھینچ رہی ہے۔

امام حسینؑ نے اپنا سفر جاری رکھا، اور منزل ''رھیمہ'' پر اُترے۔ وہاں پر ایک کوئی شخص ان کے پاس آیا جس کی کنیت ''ابوھرم'' تھی۔

اس نے کہا: اے فرزند پیغمبرؐ! آپ مدینہ سے کیوں نکلے ہیں؟

آپ نے فرمایا: اے اباھرم!

تجھ پر افسوس! انہوں نے میری توہین کی، میں نے صبر کیا، انھوں نے میرا مال چھینا، میں نے صبر کیا، اب وہ میرا خون بہانا چاہتے تھے لہٰذا میں وہاں سے نکل آیا ہوں۔ خدا کی قسم، وہ مجھے ضرور قتل کریں گے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ انھیں سر سے پاؤں تک لباسِ ذلت وخواری پہنائے گا، اور ان پر شمشیر برندہ کو غلبہ دے گا۔ ضرور ان پر کسی ایسے کو مسلط کرے گا جو انھیں ذلیل وخوار کرے گا......''

امام حسین علیہ السلام کا اپنے اصحاب سے خطاب

عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: خَرَجَ الْحُسَیْنُ بْنُ عَلِیٍّ عَلٰی اَصْحَابِهٖ

فَقَالَ: اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ جَلَّ ذِکْرُهٗ مَا خَلَقَ الْعِبَادَ اِلَّا لِیَعْرِفُوْهُ فَاِذَا عَرَفُوْهُ عَبَدُوْهُ فَاِذَا عَبَدُوْهُ اِسْتَغْنَوْا بِعِبَادَتِهٖ عَنْ عِبَادَةِ مَنْ سِوَاهُ، فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ: یَا بْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ فَمَا مَعْرِفَةُ اللّٰهِ؟ قَالَ: مَعْرِفَةُ اَهْلِ کُلِّ زَمَانٍ اِمَامَهُمُ الَّذِیْ یَجِبُ عَلَیْهِمْ طَاعَتُهٗ

قَالَ مُصَنِّفُ هٰذَا الْکِتَابِ: یَعْنِیْ بِذٰلِكَ اَنْ یَعْلَمَ اَهْلُ کُلِّ زَمَانٍ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الَّذِیْ لَا یُخَلِّیْهِمْ فِیْ کُلِّ زَمَانٍ عَنْ اِمَامٍ مَعْصُوْمٍ، فَمَنْ عَبَدَ رَبًّا لَمْ یُقِمْ لَهُمُ الْحُجَّةَ فَاِنَّمَا عَبَدَ غَیْرَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ۞

''حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے، کہ امام حسین علیہ السلام اپنے اصحاب کے سامنے آئے اور فرمایا:

اے لوگو! اللہ جل ذکرہٗ نے بندوں کو پیدا نہیں کیا مگر یہ کہ وہ اُسے پہچانیں۔ پس جب اُسے پہچان لیں تو اس کی عبادت کریں، جب اس کی عبادت کریں تو اس کی عبادت کرنے سے اس کے علاوہ باقی کی عبادت سے بے نیاز ہو جائیں۔

ایک شخص نے ان سے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، اے فرزند رسولؐ خدا، اللہ کی معرفت کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: ہر زمانے کے لوگوں پر واجب ہے کہ اپنے زمانے کے امامؑ کی شناخت کریں جس کی اطاعت ان پر واجب کی گئی ہے۔

شیخ صدوقؒ اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں: امامؑ سے مراد یہ ہے کہ ہر زمانے

۞ علل الشرائع، شیخ صدوق، ص:9

کے لوگ جان لیں کہ خدا وہ ہے جو انھیں کسی زمانے میں بھی امام معصومؑ کے بغیر نہ چھوڑے۔ غرض کہ جو کوئی بھی ایسے خدا کی عبادت کرے کہ جس نے لوگوں کے لیے اپنی حجت کو بھیجا ہو (یعنی ایسا خدا جس نے لوگوں کے لیے کوئی معصوم رہبر معین نہ کیا ہو) اس نے درحقیقت غیرِ خدا کی عبادت کی ہے۔

حر بن یزید ریاحی سے آمنا سامنا

قَالَ: وَبَلَغَ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ زِيَادٍ الْخَبَرُ وَأَنَّ الْحُسَيْنَ قَدْ نَزَلَ الرُّهَيْمَةَ، فَأَسْرىٰ إِلَيْهِ الْحُرَّ بْنَ يَزِيْدٍ فِي أَلْفِ فَارِسٍ، قَالَ الْحُرُّ فَلَمَّا خَرَجْتُ مِنْ مَنْزِلِيْ مُتَوَجِّهًا نَحْوَ الْحُسَيْنِ، نُوْدِيْتُ ثَلَاثًا: يَا حُرُّ أَبْشِرْ بِالْجَنَّةِ فَالْتَفَتُّ فَلَمْ أَرَ أَحَدًا، فَقُلْتُ: ثَكِلَتِ الْحُرَّ أُمُّه يَخْرُجُ إِلَى قِتَالِ ابْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَيُبَشَّرُ بِالْجَنَّةِ! فَرَهِقَهُ عِنْدَ صَلَاةِ الظُّهْرِ فَأَمَرَ الْحُسَيْنُ ابْنَه فَأَذَّنَ وَأَقَامَ، وَقَامَ الْحُسَيْنُ فَصَلّٰى بِالْفَرِيْقَيْنِ جَمِيْعًا۔ فَلَمَّا سَلَّمَ وَثَبَ الْحُرُّ بْنُ يَزِيْدٍ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه، فَقَالَ الْحُسَيْنُ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ، مَنْ أَنْتَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: أَنَا الْحُرُّ بْنُ يَزِيْدٍ۔ فَقَالَ: يَا حُرُّ أَعَلَيْنَا أَمْ لَنَا؟ فَقَالَ الْحُرُّ: وَاللّٰهِ يَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ، لَقَدْ بُعِثْتُ لِقِتَالِكَ وَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ أَنْ أُحْشَرَ مِنْ قَبْرِيْ وَنَاصِيَتِيْ مَشْدُوْدَةٌ إِلَى رِجْلِيْ وَيَدِيْ مَغْلُوْلَةٌ إِلَى عُنُقِيْ وَأُكَبَّ عَلَى حُرِّ وَجْهِيْ فِي النَّارِ۔ يَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ أَيْنَ تَذْهَبُ؟ اِرْجِعْ

إِلَى حَرَمِ جَدِّكَ، فَإِنَّكَ مَقْتُوْلٌ

فَقَالَ: الْحُسَيْنُ

سَأَمْضِيْ فَمَا بِالْمَوْتِ عَارٌ عَلَى الْفَتٰى
إِذَا مَا نَوٰى حَقًّا وَجَاهَدَ مُسْلِمًا

وَوَاسَى الرِّجَالَ الصَّالِحِيْنَ بِنَفْسِه
وَفَارَقَ مَثْبُوْرًا وَخَالَفَ مُجْرِمًا

فَإِنْ مُتُّ لَمْ أَنْدَمْ وَإِنْ عِشْتُ لَمْ أُلَمْ
كَفٰى بِكَ ذُلًّا أَنْ تَمُوْتَ وَتُرْغَمَا ۞

"حضرت امام سجاد علیہ السلام اس حدیث کو جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

ابن زیاد تک یہ خبر پہنچی کہ حسینؑ منزلِ "رھیمہ" پر اُتر چکے ہیں، پس اس نے حر بن یزید کو ایک ہزار گھوڑ سواروں کے ساتھ اُن کی طرف روانہ کیا۔ حر کہتے ہیں: جس وقت میں گھر سے امام حسین علیہ السلام کی طرف روانہ ہوا تو مجھے تین دفعہ آواز آئی: اے حرؓ! آپ کو جنت کی بشارت ہو! میں نے اِدھر اُدھر دیکھا لیکن کسی کو بھی نہ پایا۔ میں نے اپنے آپ سے کہا: حُر کی ماں اس کے غم میں بیٹھے کہ وہ فرزند رسولؐ کے ساتھ جنگ کے لیے جا رہا ہے اور اس کو بہشت کی بشارت ہو۔

حُر (اپنے لشکر کے ہمراہ) نمازِ ظہر کے وقت امام حسین علیہ السلام تک پہنچے۔ امام حسینؑ نے اپنے بیٹے سے فرمایا: اس نے اذان اور اقامت پڑھی۔

۞ الامالی شیخ صدوقؒ، ص: 218-219

امام حسینؑ اُٹھے اور دونوں گروہوں کو جماعت کرائی۔ جب آپ نے نماز کا سلام پڑھا تو حر بن یزید سامنے آیا اور کہا: آپ پر خدا کا درود و سلام ہو اے فرزندِ رسولؐ!

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: وعلیکم السلام۔

اے بندۂ خدا! تم کون ہو؟

حر نے جواب دیا: میں حر بن یزید ہوں۔

آپ نے فرمایا: اے حر! کیا ہمارے خلاف ہو یا ہمارے ساتھ؟

حر نے کہا: یا بن رسولؐ اللہ!

مجھے آپ کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے، لیکن میں اس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں قبر سے اس حالت میں اٹھوں کہ میرے پاؤں میرے سر کے بالوں سے باندھے ہوں، ہاتھ گردن کے ساتھ باندھے ہوں اور منہ کے بل آتش جہنم میں گرایا جاؤں۔

اے فرزندِ رسولؐ! کہاں جا رہے ہیں؟

اپنے جد کے حرم کی طرف پلٹ جائیں، ورنہ آپ قتل کر دیے جائیں گے۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

جا رہا ہوں کہ قتل ہو جاؤں ایک مرد کے لیے کوئی عار نہیں۔

اگر ہدف ہو کہ راہ خدا میں پوری طاقت کے ساتھ جہاد کرے۔

تو وہ نیک لوگوں کی دل و جان سے مدد کرتا ہے۔

وہ اغیار کے درمیان فرق کرتا اور (لوگوں کو) گمراہوں سے جدا کرتا ہے۔

میں اگر مر جاؤں تو کوئی ندامت نہیں ہے اور اگر زندہ رہوں تو سربلند ہوں

اور اگر تم مرتے ہو تو یہ ذلت خواری تمہارے لیے کافی ہے۔

منزلِ قطقطانہ پر قیام

ثُمَّ سَارَ الْحُسَيْنُ حَتّٰى نَزَلَ الْقُطْقُطَانَةَ، فَنَظَرَ اِلٰى فُسْطَاطٍ مَضْرُوْبٍ، فَقَالَ: لِمَنْ هٰذَا الْفُسْطَاطُ؟ فَقِيْلَ لِعُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحُرِّ الْجُعْفِيِّ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ الْحُسَيْنُ فَقَالَ: اَيُّهَا الرَّجُلُ، اِنَّكَ مُذْنِبٌ خَاطِئٌ وَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ آخِذُكَ بِمَا اَنْتَ صَانِعٌ اِنْ لَمْ تَتُبْ اِلَى اللّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى فِيْ سَاعَتِكَ هٰذِهٖ فَتَنْصُرَنِيْ وَيَكُوْنَ جَدِّيْ شَفِيْعَكَ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى

فَقَالَ: يَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ، وَاللّٰهِ لَوْ نَصَرْتُكَ لَكُنْتُ اَوَّلَ مَقْتُوْلٍ بَيْنَ يَدَيْكَ، وَلٰكِنْ هٰذَا فَرَسِيْ خُذْهُ اِلَيْكَ، فَوَاللّٰهِ مَا رَكِبْتُهُ قَطُّ وَ اَنَا اَرُوْمُ شَيْئًا اِلَّا بَلَغْتُهُ، وَلَا اَرَادَنِيْ اَحَدٌ اِلَّا نَجَوْتُ عَلَيْهِ، فَدُوْنَكَ فَخُذْهُ۔ فَاَعْرَضَ عَنْهُ الْحُسَيْنُ بِوَجْهِهٖ، ثُمَّ قَالَ: لَا حَاجَةَ لَنَا فِيْكَ وَلَا فِيْ فَرَسِكَ ﴿وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا﴾ ۞ وَلٰكِنْ فِرَّ، فَلَا لَنَا وَ لَا عَلَيْنَا، فَاِنَّهُ مَنْ سَمِعَ وَاعِيَتَنَا اَهْلَ الْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ يُجِبْنَا، كَبَّهُ اللّٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ...... ۞

''امام حسین علیہ السلام وہاں سے روانہ ہوئے، ''منزلِ قطقطانہ'' پر اُترے۔ وہاں پر لگا ہوا ایک خیمہ دیکھا اور پوچھا: یہ خیمہ کس کا ہے؟ بتایا گیا: یہ عبیداللہ بن حر جعفی

۞ سورۂ کہف، آیت: 51

۞ الامالی شیخ صدوق: ص 219 ادامہ روایت

کا خیمہ ہے۔ امام حسین علیہ السلام نے کسی کو اس پاس بھیجا۔ جب وہ آیا تو اس سے فرمایا: اے شخص!

ابھی اپنے خدا کی طرف پلٹ آؤ اور میری مدد کرو تا کہ میرے جد اللہ کی بارگاہ میں تیری شفاعت کریں، اگر ایسا نہیں کرو گے تو خطا کار اور گناہ گار ہو گے، اور جو کچھ تم انجام دو گے تو اللہ عزوجل اس پر تمہارا مواخذہ کرے گا۔

اس نے کہا: اے رسولِ خداؐ کے بیٹے! خدا کی قسم، اگر میں آپ کی مدد کروں تو آپؐ کے سامنے سب سے پہلے قتل ہونے والا میں ہوں گا، لیکن آپ میرے اس گھوڑے پر اکتفا کریں، اسے لے لیں، خدا کی قسم، اس گھوڑے کے ساتھ میں نے جو کچھ چاہا ہے اسے پایا ہے اور جس کسی نے مجھے پکڑنا چاہا میں اس کے ذریعے دوڑ گیا ہوں، پس یہ میرا گھوڑا حاضر ہے، لے لیں۔

امام حسین علیہ السلام نے اس سے رُخ پھیرتے ہوئے فرمایا: مجھے تیری اور تیرے گھوڑے کی کوئی احتیاج نہیں ہے (اور نہ ہم ظالمین کو اپنا قوت بازو اور مددگار بنا سکتے ہیں) لیکن یہاں سے فرار کر جاؤ، نہ ہمارے ساتھ آؤ اور نہ ہمارے مخالف بنو، جو کوئی ہم اہل بیتؑ کی فریاد سنے اور ہمیں جواب نہ دے تو اللہ تعالیٰ اسے منہ کے بل آتش جہنم میں ڈالے گا......

منزلِ قصر بن مقاتل پر قیام

عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسِ الْمَشْرِقِيِّ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى الْحُسَيْنِ اَنَا وَابْنُ عَمٍّ لِيْ وَهُوَ فِيْ قَصْرِ بَنِيْ مَقَاتِلٍ، فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ

ابْنُ عَمِّيْ: يَا اَبَا عَبْدِاللّٰهِ هٰذَا الَّذِيْ اَرٰى خِضَابٌ اَوْ شَعْرُكَ؟ فَقَالَ: خِضَابٌ وَالشَّيْبُ اِلَيْنَا بَنِيْ هَاشِمٍ يُعَجِّلُ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا فَقَالَ: جِئْتُمَا لِنُصْرَتِيْ؟ فَقُلْتُ: اِنِّيْ رَجُلٌ كَبِيْرُ السِّنِّ، كَثِيْرُ الدَّيْنِ، كَثِيْرُ الْعِيَالِ وَفِيْ يَدِيْ بَضَائِعُ لِلنَّاسِ وَلَا اَدْرِيْ مَا يَكُوْنُ وَاَكْرَهُ اَنْ اُضَيِّعَ اَمَانَتِيْ

وَقَالَ لَهُ ابْنُ عَمِّيْ مِثْلَ ذٰلِكَ، قَالَ لَنَا: فَانْطَلِقَا، فَلَا تَسْمَعَالِيْ وَاعِيَةً وَلَا تَرَيَالِيْ سَوَادًا فَاِنَّهُ مَنْ سَمِعَ وَاعِيَتَنَا اَوْ رَاٰى سَوَادَنَا فَلَمْ يُجِبْنَا وَلَمْ يُغِثْنَا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اَنْ يُكِبَّهُ عَلٰى مَنْخَرَيْهِ فِي النَّارِ (ثواب الاعمال وعقاب الاعمال، شیخ صدوق، ص:309)

''عمرو بن قیس مشرقی نے نقل کیا ہے کہ میں اور میرا چچازاد منزلِ قصر بنی مقاتل پر امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے، سلام کرنے کے بعد میرے چچازاد نے ان کی خدمت میں عرض کیا: اے ابا عبداللہ!

جو ہم دیکھ رہے ہیں یہ خضاب ہے یا آپ کے بال ہی ایسے ہیں؟

حضرت نے فرمایا: یہ خضاب ہے۔ ہم بنی ہاشم پر بڑھاپا جلدی آجاتا ہے، پھر انھوں نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: کیا ہماری مدد کے لیے آئے ہو؟

میں نے کہا: میں بوڑھا ہوں، مقروض ہوں، بال بچوں والا ہوں اور لوگوں کا سرمایہ بھی میرے پاس ہے۔ (اگر آپ کے ہمراہ آؤں) تو معلوم نہیں کیا ہوگا اور میں اپنی امانت داری تباہ و برباد نہیں کرنا چاہتا ہوں، میرے چچازاد نے بھی ان سے ایسی ہی گفتگو کی۔

انھوں نے ہم سے فرمایا: پس اپنا راستہ لو اور چلے جاؤ تا کہ ہماری فریاد کی کوئی واز نہ سن سکو اور ہمیں بالکل نہ دیکھ سکو، کیونکہ جو کوئی بھی ہماری فریاد سنے گا یا دور سے ہمارا سایہ دیکھے گا اور وہ ہمیں جواب نہیں دے گا اور ہماری مدد کو نہیں آئے گا تو اللہ تعالی پر لازم ہے کہ اسے منہ کے بل آتشِ جہنم میں ڈالے۔"

کربلا میں ورود

ثُمَّ سَارَ حَتّٰى نَزَلَ كَرْبَلَاءَ، فَقَالَ: اَيُّ مَوْضِعٍ هٰذَا؟ فَقِيْلَ: هٰذَا كَرْبَلَاءُ يَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ. فَقَالَ: هٰذَا وَاللّٰهِ يَوْمُ كَرْبٍ وَ بَلَاءٍ وَهٰذَا الْمَوْضِعُ الَّذِيْ يُهْرَاقُ فِيْهِ دِمَاؤُنَا وَ يُبَاحُ فِيْهِ حَرِيْمُنَا

فَأَقْبَلَ عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ بِعَسْكَرِهٖ حَتّٰى عَسْكَرَ بِالنُّخَيْلَةِ وَبَعَثَ اِلَى الْحُسَيْنِ رَجُلًا يُقَالُ لَهٗ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ قَائِدَةً فِيْ اَرْبَعَةِ آلَافِ فَارِسٍ وَاَقْبَلَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْحُصَيْنِ التَّمِيْمِيُّ فِيْ اَلْفِ فَارِسٍ، يَتْبَعُهٗ شَبَثُ بْنُ رِبْعِيٍّ فِيْ اَلْفِ فَارِسٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْاَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ الْكِنْدِيُّ اَيْضًا فِيْ اَلْفِ فَارِسٍ وَكَتَبَ لِعُمَرِ بْنِ سَعْدٍ عَلَى النَّاسِ وَاَمَرَهُمْ اَنْ يَسْمَعُوْا لَهٗ وَيُطِيْعُوْهُ

فَبَلَغَ عُبَيْدَاللّٰهِ بْنَ زِيَادٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ سَعْدٍ يُسَامِرُ الْحُسَيْنَ وَيُحَدِّثُهٗ وَيَكْرَهُ قِتَالَهٗ، فَوَجَّهَ اِلَيْهِ شِمْرَ بْنَ ذِي الْجَوْشَنِ فِيْ اَرْبَعَةِ آلَافِ فَارِسٍ وَكَتَبَ اِلٰى عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ: اِذَا اَتَاكَ كِتَابِيْ هٰذَا، فَلَا تُمْهِلَنَّ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ وَخُذْ بِكَظْمِهٖ وَحُلْ بَيْنَ

الْمَاءِ وَ بَيْنَهٗ كَمَا حِيْلَ بَيْنَ عُثْمَانَ وَبَيْنَ الْمَاءِ يَوْمَ الدَّارِ ۞

"حضرت امام سجاد علیہ السلام سابقہ حدیث مذکور کو جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں: امام حسین علیہ السلام نے اپنا سفر جاری رکھا، یہاں تک کہ کربلا میں آئے، وہاں پر پوچھا: یہ کون سی جگہ ہے؟ بتایا گیا: اے فرزند رسولؐ! یہاں پر کربلا ہے۔ آپ نے فرمایا: خدا کی قسم، آج غم و اندوہ کا دن ہے۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں پر ہمارا خون بہایا جائے گا اور ہماری ہتک حرمت ہوگی۔

عبیداللہ بن زیاد اپنی فوج کے ہمراہ کوفہ سے نکلا، نخیلہ کے مقام پر اپنا لشکر اُتارا، ایک شخص جسے عمر بن سعد کہا جاتا ہے کہ چار ہزار سواروں کا لشکر دے کر امام حسین علیہ السلام کی طرف بھیجا۔

عبداللہ بن الحصین تمیمی ایک ہزار لشکر کے ہمراہ آگے بڑھا۔ شیث بن ربعی اور محمد بن اشعث بن قیس کندی ایک ایک ہزار کے لشکر کے ہمراہ اس کے پیچھے چلے۔ ابن زیاد نے عمر بن سعد کے نام حکم لکھا ایسے لوگوں کا امیر بنایا اور انھیں حکم دیا کہ اس سے حکم لیں اور اس کی اطاعت کریں۔

عبیداللہ بن زیاد کو خبر ملی کہ عمر بن سعد راتوں میں حسینؑ بن علیؑ کے پاس بیٹھتا ہے۔ ان کے ساتھ بات چیت کرتا ہے اور ان کے ساتھ جنگ کرنے کو اچھا نہیں سمجھتا۔ عبیداللہ بن زیاد نے شمر بن ذی الجوشن کو چار ہزار کا لشکر دے کر عمر و سعد کی جانب روانہ کیا اور اسے یوں لکھا: جب میرا خط تمہارے پاس پہنچ جائے تو حسین بن علیؑ کو ہرگز مہلت نہ دے۔ اس پر سختی کر دو، پانی اور حسینؑ کے درمیان حائل ہو جاؤ، جیسا کہ انہوں

۞ الامالی شیخ صدوقؒ، ص: 219-220 ادامہ حدیث

نے یوم الدار۞ پانی اور عثمان کے درمیان فاصلہ ڈالا تھا۔

شب عاشور

فَلَمَّا وَصَلَ الْكِتَابُ إِلَى عُمَرِ بْنِ سَعْدٍ، أَمَرَ مُنَادِيَهُ فَنَادَى: إِنَّا قَدْ أَجَّلْنَا حُسَيْنًا وَ أَصْحَابَهُ يَوْمَهُمْ وَلَيْلَتَهُمْ، فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْحُسَيْنِ وَعَلَى أَصْحَابِهِ، فَقَامَ الْحُسَيْنُ فِي أَصْحَابِهِ خَطِيبًا، فَقَالَ: اللّٰهُمَّ إِنِّي لَا أَعْرِفُ أَهْلَ بَيْتٍ أَبَرَّ وَلَا أَزْكَى وَلَا أَطْهَرَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي، وَلَا أَصْحَابًا هُمْ خَيْرٌ مِنْ أَصْحَابِي- وَقَدْ نَزَلَ بِي مَا قَدْ تَرَوْنَ وَ أَنْتُمْ فِي حِلٍّ مِنْ بَيْعَتِي، لَيْسَتْ لِي فِي أَعْنَاقِكُمْ بَيْعَةٌ وَلَا لِي عَلَيْكُمْ ذِمَّةٌ وَهٰذَا اللَّيْلُ قَدْ غَشِيَكُمْ فَاتَّخِذُوهُ جَمَلًا وَ تَفَرَّقُوا فِي سَوَادِهِ، فَإِنَّ الْقَوْمَ إِنَّمَا يَطْلُبُونَنِي وَلَوْ ظَفِرُوا بِي لَذَهَلُوا عَنْ طَلَبِ غَيْرِي

فَقَامَ إِلَيْهِ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، فَقَالَ: يَا ابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ مَا ذَا يَقُولُ لَنَا النَّاسُ إِنْ نَحْنُ خَذَلْنَا شَيْخَنَا وَكَبِيرَنَا وَسَيِّدَنَا وَابْنَ سَيِّدِ الْأَعْمَامِ وَابْنَ نَبِيِّنَا سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ، لَمْ نَضْرِبْ مَعَهُ بِسَيْفٍ وَلَمْ نُقَاتِلْ مَعَهُ بِرُمْحٍ!؟ لَا وَاللّٰهِ أَوْ نَرِدَ مَوْرِدَكَ وَنَجْعَلَ أَنْفُسَنَا دُونَ نَفْسِكَ وَدِمَاءَنَا دُونَ دَمِكَ، فَإِذَا نَحْنُ فَعَلْنَا ذٰلِكَ فَقَدْ قَضَيْنَا مَا عَلَيْنَا وَخَرَجْنَا مِمَّا لَزِمَنَا

۞ یوم الدار، اس دن سے کنایہ ہے، جس دن حضرت عثمان قتل ہوئے تھے)

وَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ زُهَيْرُ بْنُ الْقَيْنِ الْبَجَلِيُّ، فَقَالَ: يَا ابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ وَدِدْتُ أَنِّي قُتِلْتُ ثُمَّ نُشِرْتُ، ثُمَّ قُتِلْتُ ثُمَّ نُشِرْتُ، ثُمَّ قُتِلْتُ ثُمَّ نُشِرْتُ فِيكَ وَ فِي الَّذِينَ مَعَكَ مِائَةَ قَتْلَةٍ وَأَنَّ اللّٰهَ دَفَعَ بِي عَنْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ فَقَالَ: لَهُ وَلِأَصْحَابِهِ: جُزِيتُمْ خَيْرًا

ثُمَّ إِنَّ الْحُسَيْنَ أَمَرَ بِحَفِيرَةٍ فَحُفِرَتْ حَوْلَ عَسْكَرِهِ شِبْهَ الْخَنْدَقِ، وَأَمَرَ فَحُشِيَتْ حَطَبًا وَأَرْسَلَ عَلِيًّا ابْنَهُ فِي ثَلَاثِينَ فَارِسًا وَعِشْرِينَ رَاجِلًا لِيَسْتَقُوا الْمَاءَ وَهُمْ عَلَى وَجَلٍ شَدِيدٍ وَأَنْشَأَ الْحُسَيْنُ يَقُولُ:

يَا دَهْرُ أُفٍّ لَكَ مِنْ خَلِيلِ
كَمْ لَكَ فِي الْإِشْرَاقِ وَالْأَصِيلِ

مِنْ طَالِبٍ وَ صَاحِبٍ قَتِيلِ
وَالدَّهْرُ لَا يَقْنَعُ بِالْبَدِيلِ

وَإِنَّمَا الْأَمْرُ إِلَى الْجَلِيلِ
وَكُلُّ حَيٍّ سَالِكٌ سَبِيلِي

ثُمَّ قَالَ لِأَصْحَابِهِ: قُومُوا فَاشْرَبُوا الْمَاءَ يَكُنْ آخِرَ زَادِكُمْ وَتَوَضَّؤُوا وَاغْتَسِلُوا وَ اغْسِلُوا ثِيَابَكُمْ لِتَكُونَ أَكْفَانَكُمْ...... (الامالی، شیخ صدوقؒ، ص: 220-221 ادارہ حدیث)

"جب ابن زیاد کا خط عمر بن سعد کو ملا تو اس نے اپنے منادی کو حکم دیا کہ وہ آواز

بلند کہے کہ ہم صرف آج کا دن اور آج کی رات حسینؑ اور اس کے اصحاب کو مہلت دیتے ہیں۔ امام حسینؑ اور ان کے اصحاب پر یہ اعلان بہت گراں گزرا۔ امام حسین علیہ السلام اُٹھے اور اپنے اصحاب سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا: اے میرے معبود!

میں اپنے خاندان سے نیک، پاک، مخلص اور اپنے اصحاب سے نیک تر کسی اور کو نہیں پہچانتا ہوں جو کچھ ہمارے اوپر بیت رہی ہے وہ تو دیکھ رہا ہے۔ اب آپ لوگ میری بیعت سے آزاد ہیں، آپ کی گردنوں پر میری کوئی بیعت نہیں اور نہ ہی آپ کے ذمہ کوئی عہد و پیمان ہے۔ اب رات کے اندھیرے نے آپ لوگوں کو چھپالیا ہے۔ اس خلوت سے استفادہ کرتے ہوئے رات کی تاریکی میں جہاں چاہیں چلے جائیں، کیونکہ اس گروہ کو صرف مجھ سے غرض ہے، اگر وہ مجھ پر غالب آجائیں تو پھر دوسروں کا پیچھا چھوڑ دیں گے۔

عبداللہ بن مسلم بن عقیلؑ کھڑے ہوئے اور کہا: یابن رسول اللہؐ! اگر ہم اپنے بوڑھے بزرگ، آقا، اپنے بڑے چچا کے بیٹے اور اپنے نبی سید الانبیاءؐ کے بیٹے کو تنہا چھوڑ دیں، ان کے شانہ بہ شانہ تلوار نہ چلائیں اور نیزے کے ساتھ جنگ نہ کریں تو لوگ ہمیں کیا کہیں گے؟ نہیں!

خدا کی قسم! ہم آپ کو تنہا نہیں چھوڑیں گے یہاں تک کہ جو کچھ آپ کے ساتھ ہو وہی ہمارے ساتھ ہو، ہم اپنا خون آپ کے خون پر اور اپنی جان آپ کی جان پر قربان کریں گے۔ جب ہم یہ کریں گے تو گویا اس وقت ہم نے اپنی ذمہ داری کو پورا کیا اور جو عہد و پیمان ہمارے اوپر تھا اس سے عہدہ برا اور سرفراز ہوئے۔

ایک شخص جسے ''زہیر بن قین بجلی'' کہا جاتا ہے، وہ کھڑے ہوئے اور کہا: اے

فرزندِ رسولؐ میں چاہتا ہوں کہ آپؑ اور آپؑ کے ساتھ آنے والوں کی راہ میں قتل ہو جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں یہاں تک کہ سو بار قتل ہو جاؤں تاکہ خدا میرے وسیلہ سے اہلِ بیتؑ کا دفاع کرے۔

امام حسینؑ اور ان کے صحابیوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ کو اجرِ عظیم عطا کرے۔

پھر امام حسین علیہ السلام نے حکم دیا کہ لشکر کے گرد ایک چھوٹی سی خندق کھودی جائے اور اسے ایندھن سے بھر دیا جائے۔ حضرت نے اپنے بیٹے علیؑ کو تیس سواروں اور بیس پیادہ افراد کے ساتھ پانی لینے کے لیے بھیجا درحالاں کہ سخت خوفناک تھے، اس حال میں امام حسین علیہ السلام نے درج ذیل اشعار پڑھے:

''اے زمانہ افسوس! ہے تیرے اوپر۔ اے یارِ بے وفا! تم میں کس قدر شب و روز تھے۔''

''کس قدر دوست اور طالبِ حق قتل ہوئے یہ زمانہ ہے کہ بدل پر قناعت نہیں کرتا اور اس خون خواری کو ہرگز ختم نہیں کرتا۔''

تمام کام صرف اور صرف خدا کے ہاتھ میں ہیں، ہر زندہ میری مانند موت کے راستے پر چلے گا۔''

پھر امام حسین علیہ السلام نے اپنے اصحابؑ سے فرمایا: اُٹھیں اور اس پانی سے ❁ پئیں کہ وہ تمہارے لیے اس جہان کا آخری زادِ راہ ہے۔ وضو کریں، غسل کریں اور اپنے لباس دھوئیں کہ وہی تمہارے کفن ہوں گے......''

❁ جو کہ اس رات میں بعض اصحاب حضرت علی اکبرؑ کی کمان میں دریائے فرات سے بھر کر لائے تھے۔

صبح عاشورا

ثُمَّ صَلّٰى بِهِمُ الْفَجْرَ وَعَبَّاهُمْ تَعْبِئَةَ الْحَرْبِ وَاَمَرَ بِحَفِيْرَةِ الَّتِىْ حَوْلَ عَسْكَرِهٖ فَاُضْرِمَتْ بِالنَّارِ لِيُقَاتِلَ الْقَوْمَ مِنْ وَجْهٍ وَاحِدٍ

وَاَقْبَلَ رَجُلٌ مِنْ عَسْكَرِ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ عَلٰى فَرَسٍ لَهٗ، يُقَالُ لَهٗ: ابْنُ اَبِىْ جُوَيْرِيَةَ الْمُزَنِىّ، فَلَمَّا نَظَرَ اِلَى النَّارِ تَتَّقِدُ صَفَّقَ بِيَدِهٖ وَنَادٰى: يَا حُسَيْنُ وَاَصْحَابَ الْحُسَيْنِ! اَبْشِرُوْا بِالنَّارِ، فَقَدْ تَعَجَّلْتُمُوْهَا فِى الدُّنْيَا! فَقَالَ الْحُسَيْنُ: مَنِ الرَّجُلُ؟

فَقِيْلَ: اِبْنُ اَبِىْ جُوَيْرِيَةَ الْمُزَنِىّ، فَقَالَ الْحُسَيْنُ: اَللّٰهُمَّ اَذِقْهُ عَذَابَ النَّارِ فِى الدُّنْيَا فَنَفَرَ بِهٖ فَرَسُهٗ وَاَلْقَاهُ فِىْ تِلْكَ النَّارِ فَاحْتَرَقَ

ثُمَّ بَرَزَ مِنْ عَسْكَرِ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ رَجُلٌ آخَرُ، يُقَالُ لَهٗ: تَمِيْمُ بْنُ حَصِيْنِ الْفَزَارِىُّ، فَنَادٰى: يَا حُسَيْنُ وَيَا اَصْحَابَ الْحُسَيْنِ، اَمَا تَرَوْنَ اِلٰى مَاءِ الْفُرَاتِ يَلُوْحُ كَاَنَّهٗ بُطُوْنُ الْحَيَّاتِ؟ وَاللّٰهِ لَا ذُقْتُمْ مِنْهُ قَطْرَةً حَتّٰى تَذُوْقُوا الْمَوْتَ جَزَعًا۔ فَقَالَ الْحُسَيْنُ: مَنِ الرَّجُلُ؟ فَقِيْلَ: تَمِيْمُ بْنُ حَصِيْنٍ۔ فَقَالَ الْحُسَيْنُ: هٰذَا وَاَبُوْهُ مِنْ اَهْلِ النَّارِ، اَللّٰهُمَّ اقْتُلْ هٰذَا عَطَشًا فِىْ هٰذَا الْيَوْمِ۔ قَالَ: فَخَنَقَهُ الْعَطَشُ حَتّٰى سَقَطَ عَنْ فَرَسِهٖ، فَوَطِئَتْهُ الْخَيْلُ بِسَنَابِكِهَا فَمَاتَ

ثُمَّ اَقْبَلَ رَجُلٌ آخَرُ مِنْ عَسْكَرِ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ، يُقَالُ لَهٗ: مُحَمَّدُ بْنُ الْاَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ الْكِنْدِىّ، فَقَالَ: يَا حُسَيْنُ بْنُ فَاطِمَةَ،

اَيَّةُ حُرْمَةٍ لَكَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَيْسَتْ لِغَيْرِكَ؟

فَتَلَا الْحُسَيْنُ هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى آدَمَ وَ نُوْحًا وَ آلَ اِبْرَاهِيْمَ وَ آلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِيْنَ۔ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ﴾ ۞ ثُمَّ قَالَ: وَاللّٰهِ اِنَّ مُحَمَّدًا لَمِنْ آلِ اِبْرَاهِيْمَ وَاِنَّ الْعِتْرَةَ الْهَادِيَةَ لَمِنْ آلِ مُحَمَّدٍ۔ مَنِ الرَّجُلُ؟ فَقِيْلَ: مُحَمَّدُ بْنُ الْاَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ الْكِنْدِىّ، فَرَفَعَ الْحُسَيْنُ رَاْسَهٗ اِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اَرِ مُحَمَّدَ بْنَ الْاَشْعَثِ ذُلًّا فِىْ هٰذَا الْيَوْمِ، لَا تُعِزُّهٗ بَعْدَ هٰذَا الْيَوْمِ اَبَدًا۔ فَعَرَضَ لَهٗ عَارِضٌ فَخَرَجَ مِنَ الْعَسْكَرِ يَتَبَرَّزُ، فَسَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَقْرَبًا فَلَدَغَتْهُ، فَمَاتَ بَادِىَ الْعَوْرَةِ...... ۞

"امام حسین علیہ السلام نے نمازِ صبح اپنے اصحاب کے ہمراہ ادا کی۔ انھیں جنگ کے لیے تیار کیا اور حکم دیا کہ اس خندق میں آگ لگائیں جو لشکر کے اردگرد کھودی گئی تھی، تا کہ دشمن کے ساتھ ایک طرف سے جنگ کی جا سکے۔

عمر بن سعد کے لشکر سے ایک شخص ابن ابی جویریہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آگے بڑھا۔ جب اس کی نگاہ شعلہ ور آگ پر پڑی تو اس نے ہاتھ پر ہاتھ مارا، اور بلند آواز سے پکار کر کہا: اے حسینؑ اور اصحابِ حسینؑ! تمھیں آتشِ جہنم مبارک ہو کہ تم نے اس دنیا میں اس کی طرف جلدی کی ہے۔

امام حسین علیہ السلام نے پوچھا: یہ شخص کون ہے؟

۞ سورۂ آل عمران، آیت: 33-34

۞ الامالی، شیخ صدوقؒ، ص: 221-222

بتایا گیا: وہ ابو جویرہ مزنی کا بیٹا ہے۔

امام حسینؑ نے فرمایا: اے میرے معبود!

اسے اس دنیا میں عذابِ آتش کا مزہ چکھا! زیادہ دیر نہ گذری تھی کہ اس کا گھوڑا دوڑا، اور اُسے آتشِ خندق میں گرادیا اور وہ جل کر مر گیا۔

پھر عمر بن سعد کے لشکر سے (اور) ایک شخص آگے بڑھا جس کا نام تمیم بن حصین فرازی تھا، اس نے بلند آواز سے کہا: اے حسینؑ و اصحابِ حسینؑ! کیا تم آبِ فرات نہیں دیکھ رہے ہو جو سانپوں (یا مچھلیوں ۞) کے پیٹ کی مانند موجزن اور چمک دار ہے، خدا کی قسم! اس سے ایک قطرہ بھی نہیں چکھ سکو گے، یہاں تک کہ بے صبری سے موت کا ذائقہ چکھو گے۔ امام حسین علیہ السلام نے پوچھا: یہ کون شخص ہے؟ بتایا گیا: یہ تمیم بن حصین ہے۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: یہ شخص اور اس کا باپ دونوں دوزخی ہیں۔ خدایا! اس شخص کو آج ہی پیاس سے ہلاک کردے۔ زیادہ دیر نہیں گذری کہ اس کا گلا پیاس سے بند ہوگیا اور وہ اپنے گھوڑے سے نیچے گرا، لشکریوں کے گھوڑوں نے اسے پامال کیا اور وہ مر گیا۔

پھر عمر بن سعد کی فوج سے ایک اور شخص آگے بڑھا جسے محمد بن اشعث بن قیس کندی کہتے تھے، اس نے کہا: اے حسینؑ بن فاطمہؑ! رسولِ خدا کے نزدیک آپ کا کون سا احترام ہے جو دوسروں کا نہیں ہے؟ امام حسین علیہ السلام نے جواب میں یہ آیت کریمہ تلاوت کی: ''اللہ نے آدمؑ، نوحؑ، آلِ ابراہیم اور آلِ عمران کو منتخب کرلیا ہے، یہ ایک ایسی نسل ہے جس میں ایک کا سلسلہ ایک سے ہے۔'' ۞

۞ دوسرے نسخہ کے اعتبار سے ۞ سورہ آل عمران، آیت: 33-34

پھر فرمایا: خدا کی قسم!

محمدؐ خاندانِ ابراہیم علیہ السلام سے ہیں اور عترت ہادیہ آلِ محمدؐ سے ہے۔ پھر پوچھا: یہ شخص کون ہے؟

بتایا گیا: یہ محمد بن اشعث بن قیس کندی ہے۔

امام عالی مقام نے سر آسمان کی طرف بلند کیا اور فرمایا: خدایا!

محمد بن اشعث کو آج سے ایسی ذلت سے دوچار کر کہ آج کے بعد اسے ہرگز عزت نصیب نہ ہو۔ زیادہ دیر نہیں گذری تھی کہ اُس پر ایسی حالت طاری ہوگئی کہ وہ قضائے حاجت کی غرض سے فوج سے باہر نکلا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک بچھو کو مسلط کر دیا کہ اس نے اسے ڈسا، اور وہ اسی حالت میں مر گیا کہ اس کی شرم گاہ عریاں تھی۔''

بریر بن خضیر ہمدانی کا دشمن سے ہم کلام ہونا

فَبَلَغَ الْعَطَشُ مِنَ الْحُسَيْنِ وَاَصْحَابِهِ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ شِيْعَتِهِ يُقَالُ لَهُ: بُرَيْرُ بْنُ حُضَيْرِ الْهَمْدَانِيْ۔ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ رَاوِيُ الْحَدِيْثِ: هُوَ خَالُ اَبِيْ اِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيْ۔ فَقَالَ: يَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَتَأْذَنُ لِيْ فَاَخْرُجَ اِلَيْهِمْ فَاُكَلِّمَهُمْ؟ فَاَذِنَ لَهُ فَخَرَجَ اِلَيْهِمْ، فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ النَّاسِ، اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيْرًا وَهٰذَا مَاءُ الْفُرَاتِ تَقَعُ فِيْهِ خَنَازِيْرُ السَّوَادِ وَكِلَابُهَا، وَقَدْ حِيْلَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ ابْنَهُ فَقَالُوْا: يَا بُرَيْرُ قَدْ اَكْثَرْتَ الْكَلَامَ فَاكْفُفْ،

فَوَاللّٰہِ لَیَعْطَشُ الْحُسَیْنُ، کَمَا عَطِشَ مَنْ کَانَ قَبْلَہٗ فَقَالَ الْحُسَیْنُ اُقْعُدْ یَا بَرِیْرُ...... (امالی شیخ صدوق،ص:222)

’’امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب پر پیاس کا غلبہ ہوا، ان کے پیروکاروں میں سے ایک شخص کہ جس کا نام بریر بن خضیر ہمدانی تھا❁ ان کے پاس آیا اور عرض کیا: یا بن رسول اللہ! کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ ان کے پاس جاؤں اوران سے گفتگو کروں؟

امام حسین علیہ السلام نے اجازت دی تو وہ ان لوگوں کے پاس گئے اور کہا: اے جماعت! بے شک اللہ تعالیٰ نے محمد کو حق کے ساتھ مبعوث کیا، وہ بشارت دینے والے، ڈرانے والے، اللہ کے اذن سے اس کی طرف دعوت دینے والے اور تابناک چراغ ہیں۔ یہ فرات کا پانی ہے کہ اس میں سور اور جنگلی کتے غوطہ زن ہوتے ہیں لیکن تم لوگ اس کے پانی فرزند پیغمبر کے درمیان مانع ہوتے ہو۔ یزیدی سپاہیوں نے کہا: اے بریر! تم نے طولانی گفتگو کی ہے، بس کرو، خدا کی قسم! حسینؑ کو پیاس کا مزہ چکھنا چاہیے جیسا کہ اس سے پہلے والے نے پیاس کا ذائقہ چکھا ہے۔❁ امام حسین علیہ السلام نے بریر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: بریر! بیٹھ جاؤ......‘‘

حضرت امام حسینؑ کا اِتمام حجت کرنا

ثُمَّ وَثَبَ الْحُسَیْنُ مُتَوَکِّئًا عَلٰی سَیْفِہٖ، فَنَادٰی بِاَعْلٰی صَوْتِہٖ،

❁ حدیث کا راوی ابراہیم بن عبداللہ کہتا ہے کہ وہ ابو اسحاق ہمدانی کا ماموں ہے

❁ اس سے ان لوگوں کی مراد خلیفہ اسلام تھا کہ جو ان کے خیال میں مسلمانوں کے محاصرے میں مرتے دم تک پیاسا رہا۔

فَقَالَ: اَنْشُدُکُمُ اللّٰہَ، ھَلْ تَعْرِفُوْنِیْ؟ قُوْلُوْا: نَعَمْ، اَنْتَ ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَسِبْطِہٖ۔ قَالَ: اَنْشُدُکُمُ اللّٰہَ ھَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ جَدِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ؟ قَالُوْا: اَللّٰھُمَّ نَعَمْ قَالَ: اَنْشُدُکُمُ اللّٰہُ ھَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ اُمِّیْ فَاطِمَۃُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ؟ قَالُوْا: اَللّٰھُمَّ نَعَمْ قَالَ: اَنْشُدُکُمُ اللّٰہُ ھَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ اَبِیْ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ؟ قَالُوْا: اَللّٰھُمَّ نَعَمْ قَالَ: اَنْشُدُکُمُ اللّٰہُ ھَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنْ جَدَّتِیْ خَدِیْجَۃُ بِنْتُ خُوَیْلِدٍ، اَوَّلُ نِسَاءِ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اِسْلَامًا؟ قَالُوْا: اَللّٰھُمَّ نَعَمْ، قَالَ: اَنْشُدُکُمُ اللّٰہَ ھَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ سَیِّدَ الشُّھَدَآءِ حَمْزَۃَ عَمَّ اَبِیْ؟ قَالُوْا اَللّٰھُمَّ نَعَمْ، قَالَ فَاَنْشُدُکُمُ اللّٰہَ ھَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ جَعْفَرَ الطَّیَّارِ فِی الْجَنَّۃِ عَمِّیْ؟ قَالُوْا: اَللّٰھُمَّ نَعَمْ قَالَ: فَاَنْشُدُکُمُ اللّٰہَ ھَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ ھٰذَا سَیْفُ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَاَنَا مُتَقَلِّدُہٗ؟ قَالُوْا: اَللّٰھُمَّ نَعَمْ قَالَ فَاَنْشُدُکُمُ اللّٰہَ ھَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ ھٰذِہٖ عَمَامَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَنَا لَا بِسُھَا؟ قَالُوْا: اَللّٰھُمَّ نَعَمْ قَالَ: فَاَنْشُدُکُمُ اللّٰہَ ھَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ عَلِیًّا کَانَ اَوَّلَھُمْ اِسْلَامًا وَاَعْلَمَھُمْ عِلْمًا وَاَعْظَمَھُمْ حِلْمًا وَاَنَّہٗ وَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ وَ مُؤْمِنَۃٍ قَالُوْا: اَللّٰھُمَّ نَعَمْ قَالَ: فَبِمَ تَسْتَحِلُّوْنَ دَمِیْ وَاَبِی الذَّائِدُ عَنِ الْحَوْضِ غَدًا یَذُوْدُ عَنْہُ رِجَالًا کَمَا یُذَادُ الْبَعِیْرُ الصَّادِیْ عَنِ الْمَاءِ، وَلِوَاءُ الْحَمْدِ فِیْ یَدِیْ جَدِّیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ؟ قَالُوْا: قَدْ عَلِمْنَا ذٰلِکَ کُلَّہٗ وَ نَحْنُ غَیْرُ تَارِکِیْکَ حَتّٰی تَذُوْقَ الْمَوْتَ عَطَشًا

فَاَخَذَ الْحُسَیْنُ بِطَرْفِ لِحْیَتِہٖ وَھُوَ یَوْمَئِذٍ ابْنُ سَبْعٍ وَخَمْسِیْنَ

سَنَةً، ثُمَّ قَالَ: اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُوْدِ حِيْنَ قَالُوْا: عُزَيْرٌ
ابْنُ اللّٰهِ وَاشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلَى النَّصَارٰى حِيْنَ قَالُوْا:
الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ وَاشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلَى الْمَجُوْسِ حِيْنَ
عَبَدُوا النَّارَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى قَوْمٍ قَتَلُوْا
نَبِيَّهُمْ وَاشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى هٰذِهِ الْعِصَابَةِ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ
قَتْلَ ابْنِ نَبِيِّهِمْ...... (امالی شیخ صدوق، ص:223-222)

"پھر امام حسین علیہ السلام کھڑے ہوئے جبکہ وہ اپنی تلوار پر تکیہ کیے ہوئے تھے۔

آنحضرتؑ نے بلند آواز سے فرمایا: میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا تم لوگ مجھے جانتے ہو؟

انہوں نے کہا: ہاں! آپ رسول اللہؐ کے فرزند اور اُن کے نواسے ہیں۔

انھوں نے فرمایا: میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ میرے جد رسولؐ خدا ہیں؟

ان لوگوں نے کہا: ہاں! خدا کی قسم!

امامؑ نے فرمایا: تمہیں خدا کی قسم، کیا تم جانتے ہو کہ میری والدہ فاطمہؑ محمدؐ کی بیٹی ہے؟

ان لوگوں نے کہا: ہاں! خدا کی قسم! ہم جانتے ہیں۔

امامؑ نے فرمایا: تم لوگوں کو خدا کی قسم، کیا تم جانتے ہو کہ میرے بابا علیؑ بن ابی طالب ہیں؟

ان لوگوں نے کہا: ہاں! خدا کی قسم!

امام علیہ السلام نے فرمایا: تمہیں خدا کی قسم! کیا تم جانتے ہو کہ خدیجہ بنت خویلد جو اس امت کی عورتوں میں سے سب سے پہلے ایمان لائیں ہیں میری جدہ ہیں؟

انہوں نے کہا: ہاں، خدا کی قسم!

امامؑ نے فرمایا: تمہیں خدا کی قسم! کیا تم جانتے ہو کہ سید الشہدا حمزہ میرے بابا کے چچا ہیں؟

انہوں نے کہا: خدا کی قسم، ہاں! (ہم جانتے ہیں)۔

امامؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! کیا تم آگاہ ہو کہ جعفر طیار (بہشت میں پرواز کرنے والے) میرے چچا ہیں؟

انہوں نے کہا: ہاں، خدا کی قسم!

حضرت نے فرمایا: تم لوگوں کو خدا کی قسم، کیا تم جانتے ہو کہ یہ تلوار جو میں نے اپنی کمر میں حمائل کر رکھی ہے، رسولؐ خدا کی تلوار ہے؟

ان لوگوں نے کہا: ہاں! خدا کی قسم یہ وہی تلوار ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: تمہیں خدا کی قسم، کیا تم جانتے ہو کہ یہ عمامہ جو میں نے اپنے سر پر رکھا ہوا ہے، رسولِ خداؐ کا عمامہ ہے؟

ان لوگوں نے کہا: ہاں! خدا کی قسم، انھی کا ہے۔

امامؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! کیا تم لوگ جانتے ہو کہ میرے بابا سب سے پہلے اسلام لانے والے، علم (کے معاملے) میں سب سے زیادہ صاحبِ علم ہوئے، حلم و بردباری میں سب سے زیادہ بردبار ہونے میں بزرگ ترین شخصیت ہیں اور بلاشک وشبہ ہر مرد و زن کے مولاؑ ہیں؟

انہوں نے کہا: ہاں! خدا کی قسم ایسا ہی ہے۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اس کے باوجود کہ تم جانتے ہو، کل (روزِ قیامت) میرے بابا حوضِ کوثر پر ہوں گے اور بعض لوگوں کو وہاں سے یوں ہکلائیں گے جیسے پیاسے

اونٹ کو پانی سے دور کیا جاتا ہے، اس کے باوجود کہ تم جانتے ہو کہ قیامت والے دن ''لوائے حمد'' میرے جدؐ کے ہاتھ میں ہوگا، پس کس وجہ سے میرے خون کو حلال سمجھتے ہو؟

انہوں نے کہا: یہ سب کچھ جانتے ہیں، لیکن پھر بھی آپ کو نہیں چھوڑیں گے یہاں تک کہ پیاسے موت کا مزہ چکھیں۔

امام حسین علیہ السلام اس دن تک ستاون سال عمر گذار چکے تھے۔ آپؑ نے اپنی ریش پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا:

یہودیوں پر خدا کا غضب اس وقت زیادہ ہوا تھا۔ جب انہوں نے کہا: عزیر خدا کا بیٹا ہے۔ مسیحیوں پر خدا کا غضب اس وقت زیادہ ہوا، جب انہوں نے کہا: مسیح خدا کا بیٹا ہے، مجوسیوں پر خدا کا غضب اس وقت زیادہ ہوا جب انہوں نے خدا کے بجائے آتش کی پرستش شروع کردی۔ ہر امت پر اس وقت خدا کا غضب سخت ہوا جب اس نے اپنے پیغمبر کو قتل کردیا اور اب اس گروہ کے افراد پر خدا کا غضب سخت ہوگیا کہ یہ اپنے پیغمبرؐ کے فرزند کو قتل کرنا چاہتے ہیں......

حر بن یزید ریاحی کی توبہ

قَالَ: فَضَرَبَ الْحُرُّ بْنُ يَزِيْدَ فَرَسَهُ وَجَازَ عَسْكَرَ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ إِلَى عَسْكَرِ الْحُسَيْنِ وَاضِعًا يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ وَهُوَ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ إِلَيْكَ أُنِيْبُ فَتُبْ عَلَيَّ، فَقَدْ أَرْعَبْتُ قُلُوْبَ أَوْلِيَائِكَ وَأَوْلَادِ نَبِيِّكَ۔ يَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ هَلْ لِيْ مِنْ تَوْبَةٍ؟ قَالَ: نَعَمْ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْكَ۔ قَالَ: يَا بْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ، أَتَأْذَنُ لِيْ فَأُقَاتِلَ عَنْكَ؟ فَأَذِنَ

لَهُ، فَبَرَزَ وَهُوَ يَقُوْلُ:

أَضْرِبُ فِيْ أَعْنَاقِكُمْ بِالسَّيْفِ
عَنْ خَيْرِ مَنْ حَلَّ بِلَادَ الْخَيْفِ

فَقَتَلَ مِنْهُمْ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ رَجُلًا، ثُمَّ قُتِلَ، فَأَتَاهُ الْحُسَيْنُ وَدَمُهُ يَشْخَبُ، فَقَالَ: بَخٍ بَخٍ يَا حُرُّ، أَنْتَ حُرٌّ كَمَا سُمِّيْتَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، ثُمَّ أَنْشَأَ الْحُسَيْنُ يَقُوْلُ:

لَنِعْمَ الْحُرُّ حُرُّ بَنِيْ رِيَاحٍ
وَنِعْمَ الْحُرُّ مُخْتَلِفَ الرِّمَاحِ
وَنِعْمَ الْحُرُّ إِذْ نَادَىٰ حُسَيْنًا
فَجَادَ بِنَفْسِهِ عِنْدَ الصَّبَاحِ ۞

''حر بن یزید نے اپنے گھوڑے کو (چابک) مارا اور عمر بن سعد کے لشکر سے گزرتا ہوا امام حسین علیہ السلام کے لشکر کی طرف روانہ ہوا درحالانکہ اس نے اپنے ہاتھ اپنے سر پر رکھے ہوئے تھے۔ اس نے کہا: پروردگار! میں تیری جانب پلٹ آیا ہوں، میری توبہ قبول فرما کہ میں نے تیرے دوستوں اور تیرے پیغمبرؐ کی اولاد کے دلوں کو وحشت زدہ کیا ہے۔ پھر امام سے عرض کیا: یابن رسول اللہ!

کیا میرے لیے توبہ کی گنجائش ہے؟

حضرت نے فرمایا: ہاں! اللہ نے تمہاری توبہ قبول کرلی ہے۔

جناب حر نے کہا: اے فرزند رسولؐ!

۞ امالی، شیخ صدوقؒ، ص: 223-224

کیا آپؑ مجھے اجازت دیں گے کہ میں آپ کے دفاع میں جنگ کروں؟ امام حسین علیہ السلام نے انھیں اجازت دے دی۔

پس وہ میدانِ جنگ میں اُترے اور کہا:

''میں اپنی تلوار سے تمہاری گردنیں ماروں گا، سب سے بہترین شخص کی حمایت میں جو فی الوقت عراق کے شہر میں آیا ہے۔''

جنابِ حر نے دشمن کے اٹھارہ (18) سپاہیوں کو قتل کیا اور پھر خود بھی شہید ہو گئے۔ ابھی ان کا خون بہہ رہا تھا کہ امام حسین علیہ السلام ان تک پہنچے اور فرمایا: مرحبا، مرحبا، اے حر، جیسا کہ آپ کا نام رکھا گیا ہے آپ دنیا وآخرت میں آزاد ہیں۔ پھر امام حسین علیہ السلام نے ان پر مرثیہ پڑھا:

''کتنا نیک آزاد مرد ہے، قبیلہ بنی ریاح کا آزاد مرد، جب وہ ہر طرف سے نیزوں کا نشانہ بنا، اس نے کتنے اچھے انداز سے رہائی پائی ہے۔''

''اس آزاد مرد کی عاقبت کتنی اچھی تھی، جب اس نے حسینؑ کو آواز دی، (صدائے لبیک دی)۔ پس وہ سب سے پہلے صبح کے وقت اپنی جان سے گذر گیا۔''

زھیر بن قینؓ کی شہادت

ثُمَّ بَرَزَ مِنْ بَعْدِهِ زُهَيْرُ بْنُ الْقَيْنِ الْبَجَلِيِّ وَهُوَ يَقُوْلُ مُخَاطِبًا لِلْحُسَيْنِ

اَلْيَوْمَ نَلْقٰى جَدَّكَ النَّبِيَّا

وَحَسَنًا وَالْمُرْتَضٰى عَلِيًّا

فَقَتَلَ مِنْهُمْ تِسْعَةَ عَشَرَ رَجُلًا ثُمَّ صُرِعَ وَهُوَ يَقُوْلُ:

اَنَا زُهَيْرٌ وَاَنَا بْنُ الْقَيْنِ

اَذُبُّكُمْ بِالسَّيْفِ عَنْ حُسَيْنِ ۞

''حر بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت زہیر بن قین بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان میں اُترے، انھوں نے امام حسین علیہ السلام سے مخاطب ہو کر کہا:

''آج میں آپ کے جد بزرگوار پیغمبر اکرمؐ، آپ کے بھائی حسنؑ اور علی مرتضیٰ سے ملاقات کروں گا۔''

وہ دشمن کے سترہ (17) افراد کو قتل کرنے کے بعد زمین پر گرے اور اس حالت میں کہا: ''میں زہیر ہوں، میں قین کا بیٹا ہوں اور تمہارے سامنے کھڑا حسین علیہ السلام کا دفاع کر رہا ہوں۔''

حبیب بن مظاہرؓ کی شہادت

ثُمَّ بَرَزَ مِنْ بَعْدِهِ حَبِيْبُ بْنُ مُظَاهِرِ الْاَسَدِيِّ وَهُوَ يَقُوْلُ:

اَنَا حَبِيْبٌ وَاَبِيْ مُظَاهِرٌ   لَنَحْنُ اَزْكٰى مِنْكُمْ وَاَطْهَرُ

نَنْصُرُ خَيْرَ النَّاسِ حِيْنَ يُذْكَرُ

فَقَتَلَ مِنْهُمْ اَحَدًا وَثَلَاثِيْنَ رَجُلًا ثُمَّ قُتِلَ...... ۞

حضرت زہیر بن قین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد حبیب بن مظاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسدی میدان میں آئے اور یوں رجز پڑھا:

۞ امالی شیخ مفید، ص: 224 حدیث گذشتہ تسلسل

۞ امالی شیخ صدوقؒ، ص: 224 حدیث گذشتہ تسلسل

"میں حبیب ہوں اور میرا باپ مظاہر ہے، ہم آپ لوگوں سے پاک تر اور پاکیزہ تر ہیں، ہم سب سے بہترین افراد کی مدد کرتے ہیں، جب ان کا ذکر ہوتا ہے۔"

حضرت حبیب بن مظاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے پچیس افراد کو واصلِ جہنم کیا، پھر خود بھی قتل ہو گئے۔"

حضرت عبداللہ بن ابی عروہ غفاری کی شہادت

ثُمَّ بَرَزَ مِنْ بَعْدِهِ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اَبِیْ عُرْوَةَ الْغِفَارِیِّ وَهُوَ يَقُوْلُ

قَدْ عَلِمَتْ حَقًّا بَنُوْ غِفَارِ   اَنِّیْ اَذُبُّ فِیْ طِلَابِ الثَّارِ

بِالْمَشْرَفِیِّ وَالْقَنَا الْخَطَّارِ

فَقَتَلَ مِنْهُمْ عِشْرِيْنَ رَجُلًا ثُمَّ قُتِلَ ...... ❁

حبیب بن مظاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت عبداللہ بن ابی عروہ غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدانِ جہاد میں گئے اور یوں کہا:

"بنی غفار اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ میں اپنے دوستوں کے خون کا مشرقی تلوار ❁ اور خطرناک نیزوں سے دفاع کرتا ہوں۔"

انھوں نے دشمن کے بیس (20) افراد کو قتل کیا اور پھر خود بھی شہید ہو گئے ......

❁ امالی، شیخ صدوق، ص: 224، گذشتہ حدیث کا تسلسل

❁ مشرقی ایک قسم کی تلوار ہے جو یمن کے شہر "مشارف" سے منسوب ہے)

بریر بن خضیرؒ ہمدانی کی شہادت

ثُمَّ بَرَزَ مِنْ بَعْدِهِ بُرَيْرُ بْنُ خُضَيْرِ الْهَمْدَانِیُّ وَكَانَ اَقْرَأَ اَهْلِ زَمَانِهِ وَهُوَ يَقُوْلُ:

اَنَا بُرَيْرٌ وَاَبِیْ خُضَيْرٌ

لَا خَيْرَ فِيْمَنْ لَيْسَ فِيْهِ خَيْرٌ

فَقَتَلَ مِنْهُمْ ثَلَاثِيْنَ رَجُلًا ثُمَّ قُتِلَ ...... ❁

"حضرت عبداللہ غفاریؓ کی شہادت کے بعد بریر بن خضیر ہمدانیؓ جو کہ اپنے زمانہ میں قرأت قرآن میں سب سے زیادہ دانا اور ماہر تھے میدان میں اُترے اور یوں رجز پڑھی:

منم بریر پدرم خضیر است

خیری ندارد آن کہ ناخیر است

"میں بریرؓ ہوں اور میرا باپ خضیرؓ ہے، اس شخص میں اچھائی نہیں ہے جس میں خیر و خوبی نہیں ہے۔"

انھوں نے دشمن کے تیس افراد کو قتل کیا پھر خود شہید ہو گئے ......

مالک بن انسؓ کاھلی کی شہادت

ثُمَّ بَرَزَ مِنْ بَعْدِهِ مَالِكُ بْنُ اَنَسِ الْكَاهِلِیِّ وَهُوَ يَقُوْلُ:

قَدْ عَلِمَتْ كَاهِلُهَا وَدُوْدَانِ

وَالْخِنْدِفِيُّوْنَ وَقَيْسُ عَيْلَانِ

❁ امالی، شیخ صدوقؒ، ص: 224، گذشتہ حدیث کا تسلسل۔ جناب شیخ صدوقؒ نے اس مفصل حدیث کی شروع میں بریر بن خضیر ہمدانی کے بارے میں بھی گفتگو کی ہے جو کہ پہلے گذر چکی ہے۔

بِـــاَنَّ قَـوْمِـــیْ قُـصَـمُ الْاَقْـرَانِ
یَـا قَـوْمِ کُـوْنُـوْا کَـاُسُـوْدِ الْجَـانِ

اٰلُ عَـلِـــیٍّ شِیْـعَةُ الـرَّحْـمٰنِ
وَآلِ حَـــرْبٍ شِیْـعَةُ الشَّـیْـطَـانِ

فَقَتَلَ مِنْهُمْ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ رَجُلًا ثُمَّ قُتِلَ ...... ۞

حضرت بریر بن خضیرؓ کی شہادت کے بعد مالک بن انس کاہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدانِ قتال میں آئے اور انہوں نے رجز پڑھا:

''کاہل، دودان، قیس عیلان اور خندفیان کے قبائل جانتے ہیں کہ میرا قبیلہ سب کو نابود کرنے والا ہے، اے قوم! شیر کے مانند شجاع بنو کہ آلِ علیؑ خداوند رحمان کی پیرو اور ابوسفیان کی آل شیطان کی پیرو ہے۔''

انہوں نے دشمن کے اٹھارہ (18) افراد کو واصلِ جہنم کیا اور پھر خود بھی قتل ہو گئے۔

شہادت ابوالشعثاء الکندیؓ

وَبَرَزَ مِنْ بَعْدِ [يَزِيْدُ بْنُ] زِيَادِ بْنِ مُهَاصِرِ الْكِنْدِيِّ فَحَمَلَ عَلَيْهِمْ وَ اَنْشَاَ يَقُوْلُ:

اَنَـــا يَـــزِيْـدُ وَاَبِـــیْ مُهَـــاصِـرْ
اَشْـجَـعُ مِـنْ لَـيْـثِ الْـعَـرِيْـنِ الْـخَـادِرْ

۞ الامالی، شیخ صدوقؒ، ص 224-225 گذشتہ حدیث کا تسلسل
۞ چاپی نسخہ میں یزید کی بجائے غلطی سے زیاد ثبت ہوا ہے

یَـــا رَبِّ اِنِّـــیْ لِلْـحُـسَـیْـنِ نَـــاصِـرْ
وَلِابْـــنِ سَـــعْـــدٍ تَـــارِكٌ مُهَـــاجِـرْ

فَقَتَلَ مِنْهُمْ تِسْعَةً ثُمَّ قُتِلَ ...... ۞

حضرت مالک بن انسؓ کے بعد حضرت یزید بن زیاد بن مہاصر کندیؓ میدان میں آئے، ان پر حملہ آور ہوئے اور یہ اشعار پڑھے:

''میں یزید ہوں اور میرا باپ مہاصر ہے، میں جنگل کے بادشاہ شیر سے شجاع تر ہوں اے پالنے والے! میں حسینؑ کا ناصر و مددگار ہوں، اور ابن سعد کو چھوڑنے والا اور اس سے آزاد ہوں۔'' ۞

شہادت عبداللہ بن عمیرؓ

وَبَرَزَ مِنْ بَعْدِهٖ [اَبُوْ] وَهَبِ بْنِ وَهَبٍ وَكَانَ نَصْرَانِيًّا اَسْلَمَ عَلٰی يَدَیِ الْحُسَيْنِ هُوَ وَ اُمُّهٗ [زَوْجَتُهٗ] فَاتَّبَعُوْهُ اِلٰی كَرْبَلَاءَ، فَرَكِبَ فَرَسًا وَ تَنَاوَلَ بِيَدِهٖ عَمُوْدَ الْفُسْطَاطِ، فَقَاتَلَ وَ قَتَلَ مِنَ الْقَوْمِ سَبْعَةً اَوْ ثَمَانِيَةً، ثُمَّ اسْتُوْسِرَ، فَاُتِیَ بِهٖ عُمَرَ بْنَ سَعْدٍ فَاَمَرَ بِضَرْبِ عُنُقِهٖ، فَضُرِبَتْ عُنُقُهٗ وَرُمِیَ بِهٖ اِلٰی عَسْكَرِ الْحُسَيْنِ وَاَخَذَتْ اُمُّهٗ [اِمْرَاَتُهٗ] سَيْفَهٗ وَبَرَزَتْ، فَقَالَ لَهَا الْحُسَيْنُ يَا اُمَّ وَهَبٍ، اِجْلِسِیْ فَقَدْ وَضَعَ اللّٰهُ الْجِهَادَ عَنِ

۞ امالی، شیخ صدوقؒ، ص: 225 گذشتہ حدیث کا تسلسل
۞ اس شہید کا صحیح نام ابوالشعثاء یزید بن زیاد بن مہاصر الکندی البھدلی ہے۔ زیاد بن مہاصر یا زیاد ابن مہاجر بالکل غلط ہے۔ رجوع کریں۔ تاریخ طبری، ج5، ص445-335 انساب الاشراف بلاذری، ص: 197 قاموس الرجال محقق شوشتری: ج1، ص101-102 ابصار العین، سماوی، ص: 171

النِّسَاءِ، إِنَّكَ وَابْنَكِ [زَوجَكِ] مَعَ مُحَمَّدٍ فِي الْجَنَّةِ......❁

"حضرت یزید بن زیادؓ کی شہادت کے بعد ابو وہب بن وہب ❁ میدان میں گئے۔ وہ پہلے نصرانی تھے۔ انھوں نے اور ان کی ماں یا (زوجہ) نے امام حسین علیہ السلام کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور کربلا تک ان کے ہمراہ آئے۔ وہ گھوڑے پر سوار ہوئے۔ خیمہ کا ستون ہاتھ میں لیا اور جنگ شروع کی۔ مخالفین کے سات یا آٹھ افراد کو قتل کرنے کے بعد گرفتار ہوئے۔ انھیں عمر سعد کے سامنے لایا گیا۔ پس اس نے ان کی گردن کاٹنے کا حکم دیا۔ ان کی گردن اُڑائی گئی اور امام حسینؑ کے لشکر کی طرف پھینکی گئی۔ ان کی ماں [یا زوجہ] نے ان کی تلوار اُٹھائی اور میدان کی طرف گئیں۔ امام حسین نے اس سے فرمایا: اے امِ وہب! بیٹھ جاؤ، اللہ نے عورتوں پر جہاد واجب نہیں کیا، تم اور تمہارا بیٹا (شوہر) بہشت میں میرے جدِّ امجد محمدؐ کے ساتھ ہوں گے۔ (تفصیل جاننے کے لیے اس فصل کے آخر میں نمبر 12 کے ذیل میں پڑھیں)۔

شہادت نافع بن ہلالؓ

ثُمَّ بَرَزَ مِنْ بَعْدِهِ (نَافِعُ بْنُ هَلَالٍ) بْنِ حُجَّاجٍ- الْجَمَلِيِّ وَهُوَ يَقُولُ:

أَرْمِي بِهَا مُعَلَّمَةً أَفْوَاقُهَا
وَالنَّفْسُ لَا يَنْفَعُهَا إِشْفَاقُهَا

فَقَتَلَ مِنْهُمْ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا ثُمَّ قُتِلَ......❁

❁ الامالی شیخ صدوق، ص:225 گذشتہ حدیث کا تسلسل
❁ صحیح عبارت "عبداللہ بن عمیر کلبی" ہے
❁ امالی، شیخ صدوق، ص:225 گذشتہ حدیث کا تسلسل

حضرت ابو وہب کے بعد حضرت عبداللہ بن عمیر قلبی (نافع بن ھلال) ابن حجاج، جملی میدان میں گئے اور یوں رجز پڑھی:

"ایسی کمان کے ساتھ تیراندازی کروں گا کہ جس کے تیروں کی نوک معلوم شدہ ہے۔"

انھوں نے دشمن کے تیرہ (13) افراد کو قتل کیا، پھر خود بھی قتل ہو گئے۔

شہادت عبداللہ بن مسلم

وَبَرَزَ مِنْ بَعْدِهِ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَانشَاءَ يَقُولُ:

أَقْسَمْتُ لَا أُقْتَلُ إِلَّا حُرًّا
وَقَدْ وَجَدْتُ الْمَوْتَ شَيْئًا مُرًّا
أُكْرِهُ أَنْ أُدْعَى جَبَانًا فَرًّا
إِنَّ الْجَبَانَ مَنْ عَصَى وَفَرَّا

فَقَتَلَ مِنْهُمْ ثَلَاثَةً ثُمَّ قُتِلَ......❁

"نافع بن ھلال جملیؓ کی شہادت کے بعد عبداللہ بن مسلم بن عقیل بن ابی طالبؑ میدانِ جنگ میں اُترے اور یوں رجز پڑھا:

"میں نے قسم کھائی ہے کہ میں آزادی کے ساتھ قتل ہوں گا، اگرچہ موت کو ایک کڑوی چیز پایا ہے۔ مجھے اچھا نہیں لگتا کہ مجھے کوئی ڈرپوک کہے کہ وہ میدان سے فرار کر گیا ہے۔ بے شک جو خدا کی

❁ امالی، شیخ صدوق، ص:225 گذشتہ حدیث کا تسلسل

نافرمانی کرتا ہے اور مڑ جاتا ہے وہ ڈرپوک ہے۔''

پھر انہوں نے دشمن کے تین افراد کو قتل کیا اور خود بھی شہید ہو گئے۔

شہادت علی اکبرؑ اور قاسمؑ بن حسنؑ

وَبَرَزَ مِنْ بَعْدِهِ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ، ۞فَلَمَّا بَرَزَ اِلَيْهِمْ دَمَعَتْ عَيْنُ الْحُسَيْنِ فَقَالَ:

اَللّٰهُمَّ كُنْ اَنْتَ الشَّهِيْدُ عَلَيْهِمْ، فَقَدْ بَرَزَ اِلَيْهِمْ اِبْنُ رَسُوْلِكَ وَاَشْبَهُ النَّاسِ وَجْهًا وَسَمْتًا بِهِ، فَجَعَلَ يَرْتَجِزُ وَهُوَ يَقُوْلُ:

اَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيّ
نَحْنُ وَبَيْتِ اللّٰهِ اَوْلٰى بِالنَّبِيّ
اَمَا تَرَوْنَ كَيْفَ اَحْمِيْ عَنْ اَبِيْ

فَقَتَلَ مِنْهُمْ عَشَرَةً ثُمَّ رَجَعَ اِلَى اَبِيْهِ فَقَالَ: يَا اَبَهْ الْعَطَشُ فَقَالَ الْحُسَيْنُ: صَبْرًا يَا بُنَيَّ، يَسْقِيْكَ جَدُّكَ بِالْكَاْسِ الْاَوْفٰى فَرَجَعَ فَقَاتَلَ حَتّٰى قَتَلَ مِنْهُمْ اَرْبَعَةً وَ اَرْبَعِيْنَ رَجُلًا، ثُمَّ قُتِلَ وَبَرَزَ مِنْ بَعْدِهِ الْقَاسِمُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَهُوَ يَقُوْلُ:

لَا تَجْزَعِيْ نَفْسِيْ فَكُلٌّ فَانٍ
اَلْيَوْمَ تَلْقَيْنَ ذُرَى الْجِنَانِ

فَقَتَلَ مِنْهُمْ ثَلَاثَةً، ثُمَّ رُمِيَ عَنْ فَرَسِهِ......

۞ بعض نسخوں میں یہاں پر صفت ''الاصغر'' کا اضافہ کیا ہے

۞ امالی شیخ صدوق ص: 226 گذشتہ حدیث کا تسلسل

''عبداللہ بن مسلمؓ کی شہادت کے بعد امام حسین علیہ السلام کے بیٹے علی اکبرؑ میدانِ جنگ میں گئے، جب وہ دشمنوں کی طرف روانہ ہوئے تو امام حسین علیہ السلام کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور آپؑ نے فرمایا:

اے میرے معبود! تو خود گواہ رہنا کہ ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے وہ گیا ہے جو تیرے پیغمبرؐ کا فرزند ہے اور صورت و سیرت میں لوگوں میں سب سے زیادہ ان کے مشابہ ہے۔ علی اکبرؑ نے جو رجز پڑھا، اس میں یوں کہا:

''میں حسینؑ بن علیؑ کا بیٹا علیؑ ہوں، خانہ خدا کی قسم! ہم سب سے زیادہ نبیؐ کے قریبی ہیں۔ کیا تم نہیں دیکھ رہے ہو کہ میں کس طرح اپنے پدرگرامی کی حمایت کرتا ہوں۔''

دشمن کے دس (10) افراد کو قتل کرنے کے بعد (علی اکبرؑ) لوٹ کر اپنے بابا کی خدمت میں آئے اور یوں کہا:

بابا جان! پیاس...... امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: میرے بیٹے! تحمل کریں کہ میرے جدرسولِ خداؐ آپ کو چھلکتے ہوئے جام سے سیراب کریں گے۔ علی اکبرؑ میدان جنگ میں لوٹ آئے، اور آپؑ نے جنگ کرنا شروع کی اور دشمن کے چوالیس (44) افراد کو قتل کیا اور پھر خود شہید ہو گئے۔

حضرت علی اکبرؑ کی شہادت کے بعد جناب قاسم بن حسن علیہ السلام میدانِ جنگ میں آئے اور کہا:

''اے میری جان مضطرب مت ہو جو بھی زندہ ہے اسے ختم ہونا ہے آج بہشتِ خدا تمہارے استقبال میں ہے۔''

دشمن کے تین افراد کو قتل کرنے کے بعد خود بھی زین سے زمین پر آ گئے۔"

ایثار ووفا کے پیکر عباسؑ علمدار

عَنْ ثَابِتِ بْنِ اَبِیْ صَفِیَّةِ، قَالَ: نَظَرَ سَيِّدُ الْعَابِدِيْنَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ اِلٰى عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ فَاسْتَعْبَرَ، ثُمَّ قَالَ: مَا مِنْ يَوْمٍ اَشَدَّ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ مِنْ يَوْمِ اُحُدٍ، قُتِلَ فِيْهِ عَمُّهُ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَسَدُ اللّٰهِ وَاَسَدُ رَسُوْلِهٖ وَبَعْدَهُ يَوْمُ مُؤْتَةٍ قُتِلَ فِيْهِ ابْنُ عَمِّهٖ جَعْفَرُ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ

ثُمَّ قَالَ: وَلَا يَوْمَ كَيَوْمِ الْحُسَيْنِ اِزْدَلَفَ اِلَيْهِ ثَلَاثُوْنَ اَلْفَ رَجُلٍ، يَزْعَمُوْنَ اَنَّهُمْ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ، كُلٌّ يَتَقَرَّبُ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ بِدَمِهٖ۔ وَهُوَ بِاللّٰهِ يُذَكِّرُهُمْ فَلَا يَتَّعِظُوْنَ، حَتّٰى قَتَلُوْهُ بَغْيًا وَظُلْمًا وَعُدْوَانًا

ثُمَّ قَالَ: رَحِمَ اللّٰهُ الْعَبَّاسَ، فَلَقَدْ آثَرَ وَاَبْلٰى وَفَدٰى اَخَاهُ بِنَفْسِهٖ حَتّٰى قُطِعَتْ يَدَاهُ، فَاَبْدَلَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِهِمَا جَنَاحَيْنِ يَطِيْرُ بِهِمَا مَعَ الْمَلَائِكَةِ فِی الْجَنَّةِ كَمَا جَعَلَ لِجَعْفَرِ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ وَاَنَّ لِلْعَبَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَمَنْزِلَةً يَغْبِطُهُ بِهَا جَمِيْعُ الشُّهَدَآءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (امالی شیخ صدوق،ص:547)

وَالْحَدِيْثُ طَوِيْلٌ اَخَذْنَا مِنْهُ مَوْضِعَ الْحَاجَةِ وَقَدْ اَخْرَجْتُهُ بِتَمَامِهٖ مَعَ مَا رَوَيْتُهُ فِیْ فَضَائِلِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَلِيٍّ فِیْ كِتَابِ مَقْتَلِ الْحُسَيْنِ

بْنِ عَلِيٍّ (امالی شیخ صدوق،ص:548 کتاب الخصال شیخ صدوق،ص:68)

"ثابت بن ابی صفیہ (ابوحمزہ ثمالیؒ) سے منقول ہے کہ (ایک دفعہ) سید العابدین علی بن حسین علیہ السلام (امام سجادؑ) نے ابوالفضل العباس علیہ السلام کے بیٹے عبیداللہ کی طرف دیکھا تو رو دیے، پھر فرمایا: رسولِ خداؐ پر جنگِ اُحد کے دن سے کوئی دن سخت تر نہ تھا کہ اس میں ان کے چچا حمزہ بن عبدالمطلب اسداللہ، شیر رسول اللہ قتل ہوئے۔ اس کے بعد رسولِ خداؐ پر سخت ترین دن جنگ موتہ کا دن تھا کہ اس میں ان کے چچازاد جعفر بن ابی طالب شہید ہوئے۔

پھر فرمایا: لیکن امام حسینؑ کے دن کے مانند کوئی دن نہیں ہے۔ اس دن تیس ہزار لوگوں نے ان کا گھیراؤ کیا جو یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اس امت سے ہیں اور ان کا خون بہا کر قربتِ خدا کی تلاش میں تھے۔ انہوں (امام حسینؑ) نے ان لوگوں کو جتنا بھی خدا یاد دلایا انہوں نے کوئی نصیحت حاصل نہ کی، یہاں تک کہ انھیں (امام حسینؑ) دشمنی، ظلم وستم اور سرکشی سے قتل کر دیا۔

پھر فرمایا: خدا عباسؑ پر رحمت کرے کہ انھوں نے قربانی دی اور آزمائے گئے اور اپنی جان اپنے بھائی پر فدا کی، حتیٰ کہ ان کے دونوں ہاتھ قلم کر دیے گئے۔ خداوند عزیز وجلیل نے انھیں دونوں ہاتھوں کے بدلے دو پر دیے۔ وہ ان دونوں پروں کے ذریعے جنت میں فرشتوں کے ساتھ پرواز کرتے ہیں، جیسا کہ جعفر بن ابی طالب (جعفر طیارؑ) کے لیے قرار دیے۔ بے شک عباسؑ کو خدا کے نزدیک مخصوص مقام ومرتبہ حاصل ہے کہ روزِ قیامت تمام اس پر رشک کریں گے۔"

شیخ صدوقؒ حدیث کے ذیل میں تحریر کرتے ہیں:

یہ حدیث کافی طولانی ہے میں نے یہاں پر کتاب الخصال کے باب الاثنین سے وہ حصہ نقل کیا ہے جس کی یہاں پر ضرورت تھی۔ میں نے کتاب مقتل الحسین بن علی علیہما السلام میں عباس بن علی کے فضائل کی روایات کو نقل کرنے کے ساتھ ساتھ اس روایت کو بھی مکمل طور پر نقل کیا ہے:

آن روز جہان بوی از احساس نداشت
کس حرمت آل عشق را پاس نداشت
ہفتا دو دو یار با وفا داشت حسینؑ
مظلوم تر از حضرت عباسؑ نداشت

شہداء کربلا کی توصیف

جَعۡفَرُ بۡنُ مُحَمَّدِ ابۡنِ عَمَارَةٍ عَنۡ اَبِيۡهِ عَنۡ اَبِيۡ عَبۡدِاللهِ عَلَيۡهِ السَّلَامُ قَالَ، قُلۡتُ لَهٗ: اَخۡبِرۡنِيۡ عَنۡ اَصۡحَابِ الۡحُسَيۡنِ عَلَيۡهِ السَّلَام وَاِقۡدَامِهِمۡ عَلَى الۡمَوۡتِ فقال: اِنَّهُمۡ كُشِفَ لَهُمُ الۡغِطَاءُ حَتّٰى رَأَوۡا مَنَازِلَهُمۡ مِنَ الۡجَنَّةِ فَكَانَ الرَّجُلُ مِنۡهُمۡ يَقۡدِمُ عَلَى الۡقَتۡلِ لِيُبَادِرَ اِلٰى حَوۡرَاءٍ يُعَانِقُهَا وَاِلٰى مَكَانِهٖ مِنَ الۡجَنَّةِ (علل الشرائع، شیخ صدوق، ص:229)

''محمد بن عمارہ کے بیٹے جعفر اپنے باپ سے اور وہ حضرت امام جعفر علیہ السلام سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا:

آپ مجھے اصحابِ حسینؑ اور موت پر ان کے اقدام کے بارے میں بتائیں۔

انھوں نے فرمایا: ان کے سامنے سے پردہ اُٹھایا گیا تھا، حتیٰ کہ انہوں نے بہشت میں

اپنا مقام و مرتبہ دیکھا۔ ان میں سے ہر شخص ایسا تھا کہ جب وہ موت کی طرف قدم بڑھاتا تو گویا کہ وہ حوروں کی طرف سے ان کے ساتھ معانقہ کرنے اور جنت میں اپنا مکان حاصل کرنے کی طرف جلدی کرتا ہے۔''

تیسری فصل پر تحقیقی نگاہ

دوسرے لفظوں میں یوں ہے کہ وہ حضرات جو ہر حکمران کو ''اولی الامر'' یا ''ولی امر'' کا لقب دے کر اس کی اطاعت کو واجب سمجھتے ہیں اور ''اولوالامر'' مثل یزید وغیرہ کی اطاعت کے بغیر عبادتِ خدا کو ناممکن ومحال سمجھتے ہیں، وہ لوگ حقیقت میں غیر خدا کے پجاری ہیں۔

اس حدیث یا اس جیسی دوسری احادیث سے واضح طور پر سمجھا جا سکتا ہے کہ اس دور میں خاص کر واقعہ ''عاشورا'' کے زمانہ میں بنی اُمیہ سے جہاں تک ہو سکا، اس نے قرآن اور اسلام کو اپنے اور اپنی حکومت کے فائدے نیز لوگوں کو گدھا بنا کر مذہبی مفاہیم وتعلیمات کو اپنے نفع میں استعمال کر رکھا تھا۔ اس معاملے میں ان کے مکروفریب کو بہتر طور پر سمجھنے کے لیے درج ذیل حدیث میں غور کریں۔

عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ: اِنَّ بَنِیْ اُمَیَّةَ اَطْلَقُوْا لِلنَّاسِ تَعْلِیْمَ الْاِیْمَانِ وَلَمْ یُطْلِقُوْا تَعْلِیْمَ الشِّرْكِ لِکَیْ اِذَا حَمَلُوْهُمْ عَلَیْهِ لَمْ یَعْرِفُوْهُ (الوافی، محسن فیض کاشانی، ص:4، ج255 نقل از کافی)

''حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بنی امیہ نے لوگوں کو ایمان کی تعلیم کے لیے آزاد رکھا تھا، لیکن شرک کو جاننے کے لیے انھوں نے لوگوں کو آزاد نہیں چھوڑا تھا تا کہ جب چاہیں انھیں شرک کی طرف بلائیں اور وہ اسے سمجھ نہ پائیں۔''

ممکن ہے کہ کسی راوی نے ان دو رجز یہ مصرعوں کو مقدم ومؤخر کر دیا ہو کیونکہ پہلے رجز میں بشارت ہے، وہ نزدیکی اور وصال کے معنی دیتا ہے اور وہ ہرگز جدال و قتال کو شروع کرنے سے مطابقت نہیں کرتی، جبکہ دوسرے رجز کا لب ولہجہ ایسا کہ میدانِ جنگ میں قدم رکھتے ہوئے دشمن کی آنکھ میں یہ آنکھ ڈال کر پڑھی جائے۔

جناب حبیب کے والد کے نام کے بارے میں مؤرخین، محدثین اور مقتل نگاروں کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ مذکورہ شعر امالی شیخ صدوقؒ کے مختلف نسخوں میں مختلف طرح سے نقل ہوا ہے۔ بعض نے اسے ''مظاہر'' بعض نے ''مظہر'' اور بعض نے ''مطہر'' ثبت کیا ہے البتہ اس رجز کے مصرع اول میں لفظ ''مظہر'' دوسرے مصرع میں لفظ ''اظہر'' کی وجہ سے زیادہ مناسبت لگتا ہے لیکن ممکن ہے کہ اس کلمے کا مفہوم مراد ہو تو اس صورت میں ''مطہر'' کے والد کی صفت ہوگا نہ ان کے باپ کا نام۔ اس معنی سے کہ (میرا باپ پاکیزہ ہے) نہ یہ کہ میرے باپ کا نام مطہر ہے۔

اس رجز سے صرفِ نظر کریں تو صحیح اور دقیق ترین قول وہی قول مشہور ہے کہ جناب حبیب کے والد کا نام ''مظاہر'' ہے۔ علامہ حلیؒ کی کتاب ''خلاصہ'' کے علاوہ شیعوں کی تمام رجالی کتب میں ''حبیب'' کے والد کا نام ''مظاہر'' لکھا ہوا ہے۔ ۞

تاریخِ طبری میں بھی مقتل ابی مخنف کی روایت کے مطابق ''مظاہر'' نقل ہوا ہے۔ ۞

علاوہ ازیں ''کمیت بن زید اسدی'' (60-126ق) جو کہ خود جناب حبیبؓ کے قبیلہ سے ہیں نے بھی اپنے مشہور ومعروف قصائد ''ہاشمیات'' میں حبیب کا نام ذکر

۞ اختیار معرفۃ الرجال (رجال کشی) شیخ طوسی، ص: 78-79 رجال کشی، رجال طوسیؒ، ص: 93-100
60- قاموس الرجال، محمد تقی شوشتری: ج3، ص96-100

۞ تاریخ طبری، محمد بن جریر طبری: ج5، ص352، 355، 420، 422

کیا ہے۔ قصائد ''ہاشمیات'' کے قدیمی ترین شارح ''ابوریاش قیسی بصری (399ق) نے ان کی شرح میں لکھا ہے کہ حبیب سے مراد ''حبیب بن مظاہر فقعسی'' ہے۔ ۞

البتہ اس بات کا احتمال زیادہ ہے مالک بن انس کاہلی، انس بن حارث سے تحریف ہوا ہو، کیونکہ اس احتمال پر بہت زیادہ شواہد موجود ہیں ۞ جو اس دعویٰ کو تقویت دیتے ہیں۔ یہ ایسا احتمال ہے کہ جیسے پہلے جناب محقق شوشتری نے بھی نقل کیا ہے۔ ۞

البتہ کچھ افراد نے مالک بن اَنس کاہلی بھی لکھا ہے۔ زیادہ یہی ہے کہ ان لوگوں نے امالی شیخ صدوقؒ سے نقل کیا ہے ۞ بہر حال میرے خیال میں جناب محقق شوشتری کا احتمال درست ہے، کیونکہ زیادتی متون بھی اسی کی تائید کرتے ہیں۔

شہداء کے نام ونسب اور ان کے ساتھ کربلا میں موجود خاتون کے بارے میں بہت زیادہ اختلاف دیکھنے میں آتا ہے۔ اس کا خلاصہ کچھ یوں ہے:

① وھب بن وھب کہ وہ خاتون بنام ام وھب ان کی والدہ ہے۔

② وھب بن عبداللہ

③ وھب بن جناب

④ وھب بن حباب

⑤ وھب الکلبی

۞ ابوریاش، احمد بن ابراہیم، شرح ہاشمیات الکمیت: ص 165-166

۞ رجال الطوسی، ص: 21، 99 مثیر الاحزان، ابن نما: ص 63، قاموس الرجال محمد تقی شوشتری: ج 2، ص 190-192 ابصار العین، سماوی: 99-100

۞ قاموس الرجال، شوشتری، ج 8، ص 620

۞ روضۃ الواعظین، محمد بن فتال نیشاپوری، ص: 224 مناقب ابن شہر آشوب بلاذری، ج: 4، ص: 102

⑥ ابووھب، عبداللہ بن عمیر کلبی علیمی

آخری اور صحیح ترین قول کی بنا بر ان کا نام عبداللہ بن عمیر کلبی علیمی اور ان کی کنیت ابووھب ہے اور ان کے ساتھ خاتون ان کی زوجہ نہیں کہ جس کی کنیت ام وھب تھی، جیسا کہ خود انھیں ابووھب کی کنیت سے یاد کیا جاتا ہے۔ ۞

محقق شوشتریؒ نے اس بارے میں مفصل گفتگو کی ہے، ان کی تحقیقات کا نچوڑ کچھ یوں ہے کہ ان شہید کا نام ونسب عبداللہ بن عمیر کلبی علیمی تھا اور وہ خاتون جسے ام وھب کہا جاتا ہے یہ ان کی ماں نہیں بلکہ زوجہ تھی کہ اس کی یہ کنیت اس کے بیٹے کی وجہ سے تھی۔

ان شہید کے نام کے بارے میں جو اختلاف پایا جاتا ہے اس کا منبع یہ ہے کہ ان کی زوجہ کو ان کی ماں سمجھ لیا گیا ہے۔ اس کے نتیجہ میں ان کا نام وھب خیال کیا ہے۔ اسی طرح خطی نسخہ کے پڑھے نہ جانے کی وجہ سے ان شہید کی شہادت و جنگ کے راوی ''ابوجناب'' کو بصورت ناقص ''خباب'' پڑھا گیا اور دوسرا یہ کہ راوی کو ان کا باپ سمجھ لیا گیا۔ اس وجہ سے ان کا نام وھب بن خباب پڑھا گیا۔ آخر کار وقت کے گذرنے کے ساتھ ساتھ اور نقطہ کے گر جانے کی وجہ سے جناب کو حباب میں تبدیل کیا اور ان کا نام وھب بن حباب رکھ دیا۔

محقق شوشتریؒ، امالی شیخ صدوقؒ کے اس حصہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

یہ نسخہ کتابت کی غلطیوں سے پُر ہے اور اضافات جو حاشیہ سے متن کی طرف رسوخ کر گئے ہیں وہ ایسے شخص کی طرف سے ہیں کہ جس کے بارے میں بیا گمگ دھل

۞ رجال الطوسی، ص: 78، 104۔ انساب الاشراف، بلاذری، ص: 190، تاریخ طبری: ج 5، ص 429، 430-436، 438، الاَرشاد، شیخ مفیدؒ، ج: 2، ص: 101

کہہ سکتے ہیں وہ علمی دنیا کے قریب سے بھی نہیں گذرا۔ ۞

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ اس حصے میں بھی تحریفات اور کتابت کی غلطیاں موجود ہیں کہ جنھیں مستند ومقدم متون کی طرف رجوع کر کے درست کیا جا سکتا ہے۔ ۞

شہداء کربلاء میں ''ہلال بن حجاج'' نام کا کوئی شخص نہ تھا۔ اس شہید کا صحیح نام ''نافع بن ہلال'' ہے، جو امام حسین علیہ السلام کے اصحاب میں سے ماہر ترین تیرانداز تھا۔ مذکورہ رجز ہر جگہ انہیں کے نام سے منسوب ہے، لیکن ابنِ حجاج، عمرو بن حجاج کی کنیت نہ تھی کہ جس کی ''نافع'' کے ساتھ فرات سے پانی لانے پر آپس میں تو تو، میں میں ہوئی تھی۔ اس بات کا ذکر ضروری ہے کہ نافع بن ہلال اور ہے جبکہ ہلال بن نافع کوئی اور شخص ہے، کہ اس کا نام بھی تاریخ عاشورا میں زیادہ دیکھا جاتا ہے۔ ہلال بن نافع دشمن کی فوج میں تھا، لہٰذا اُسے ہرگز شہدائے کربلا کی صف میں شمار نہ کیا جائے۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعد میں لکھی جانے والے مقاتل کی کئی کتابوں میں یہ اشتباہ ہوا ہے، لہٰذا اس میں زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔

اس شہید کی رجز بالکل مسلم بن عقیلؑ کی رجز کے وزن اور کافیہ پر ہے جو انہوں نے کوفہ میں دشمن کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے پڑھی تھی۔ خاص کر اس کا پہلا مصرع بالکل ان کے پہلے مصرعہ کی مانند ہے۔ گویا کہ عبداللہ بن مسلمؑ نے یہ مصرع ان کوفیوں سے سنا ہوگا جو حضرت مسلمؑ کی شہادت کے شاہد تھے اور بعد میں کربلا میں آکر امام حسینؑ کے ساتھ مل گئے تھے۔

۞ قاموس الرجال، ج:10، ص:456

۞ تاریخ طبری، ج:5، ص:412-413۔ ص:441-442، رجال القوی، ص:106 انساب الاشراف، ص:197، قاموس الرجال، محمد تقی، ج:10، ص:337، 340، ابصار العین، ص:147-150

چوتھی فصل

حضرت امام حسینؑ کی شہادت

یہ کہہ کے ڈوب گیا آفتابِ عاشور
رہے حسینؑ کی تاحشر روشنی باقی

موت کی وضاحت

قَالَ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ: لَمَّا اشْتَدَّ الْاَمْرُ بِالْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ نَظَرَ اِلَیْهِ مَنْ کَانَ مَعَهُ فَاِذَا هُوَ بِخَلَافِهِمْ لِاَنَّهُمْ کُلَّمَا اشْتَدَّ الْاَمْرُ تَغَیَّرَتْ اَلْوَانُهُمْ وَ ارْتَعَدَتْ فَرَائِصُهُمْ وَوَجَبَتْ قُلُوْبُهُمْ وَکَانَ الْحُسَیْنُ وَبَعْضُ مَنْ مَعَهُ مِنْ خَصَائِصِهِ تَشْرُقُ اَلْوَانُهُمْ وَتَهْدَیٰ جَوَارِحُهُمْ وَ تَسْکُنُ نُفُوْسُهُمْ، فَقَالَ: بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: اُنْظُرُوْا لَا یُبَالِیْ بِالْمَوْتِ! فَقَالَ لَهُمُ الْحُسَیْنُ: صَبْرًا بَنِی الْکِرَامِ، فَمَا الْمَوْتُ اِلَّا قَنْطَرَةٌ تَعْبُرُ بِکُمْ عَنِ الْبُؤْسِ وَالضَّرَّاءِ اِلَی الْجِنَانِ الْوَاسِعَةِ وَالنَّعِیْمِ الدَّائِمَةِ فَاَیُّکُمْ یُکْرِهُ اَنْ یَّنْتَقِلَ مِنْ سِجْنٍ اِلٰی قَصْرٍ وَمَا هُوَ لِاَعْدَائِکُمْ اِلَّا کَمَنْ یَنْتَقِلُ مِنْ قَصْرٍ اِلٰی سِجْنٍ وَعَذَابٍ اِنَّ اَبِیْ حَدَّثَنِیْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَنَّ الدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَ جَنَّةُ الْکَافِرِ وَالْمَوْتُ جِسْرُ هٰؤُلَاءِ اِلٰی جَنَّاتِهِمْ

وَجِسْرُ هٰؤُلَآءِ إِلٰى جَحِيْمِهِمْ، مَا كَذَبْتُ وَلَا كُذِبْتُ ۞

"حضرت امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں:

جب حسین بن علی بن ابی طالبؑ پر کام سخت اور دشوار ہو گیا وہ لوگ جو اُن کے ہمراہ تھے اور انہوں نے ان کی طرف دیکھا تو انھیں اپنی حالت کے برخلاف پایا کہ جب بھی ان پر کوئی مشکل آن پڑتی تو ان کے رخساروں کا رنگ دِگرگوں ہو جاتا۔ ان کے بدن لرزنے لگتے اور دل میں خوف پیدا ہو جاتا تھا۔ لیکن امام حسین علیہ السلام اور ان کے بعض مخلص اصحاب یوں تھے کہ ان کے چہرے کا رنگ درخشاں، ان کے اعضائے بدن میں قرار اور جان و روح میں سکون تھا اور وہ ایک دوسرے سے کہتے تھے انھیں دیکھیں، وہ موت سے بالکل خوف زدہ نہیں ہیں۔

امام حسینؑ نے ان سے فرمایا: اے نجیب زادو!

صبر کرو صرف موت ہی ایسا پل ہے جو آپ لوگوں کو غموں اور مشکلات سے نجات دے گا اور وسیع و عریض جنتوں اور ان کی دائمی نعمت تک پہنچائے گا۔ تم میں سے کون نہیں چاہتا ہے کہ زندان سے نکل کر محل میں آئے۔ درحالانکہ موت تمہارے دشمن کے لیے یوں ہے جیسے محل سے نکل کر زندان اور عذاب میں لے آئے۔ بے شک میرے بابا نے مجھے رسولؐ خدا سے خبر دی ہے کہ انہوں نے فرمایا: یہ دنیا مومن کے لیے زندان اور کافر کے لیے بہشت ہے۔ موت ایسا پل ہے جو انھیں ان کی جنتوں میں اور انھیں ان کے جہنم میں پہنچاتا ہے۔ نہ میں نے جھوٹ بولا اور نہ مجھے جھوٹ بتایا گیا ہے۔"

۞ معانی الاخبار، شیخ صدوق، ص 288-289

سید الشہداءؑ قتل گاہ میں

وَنَظَرَ الْحُسَيْنُ يَمِيْنًا وَشِمَالًا وَلَا يَرَى أَحَدًا، فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ:

اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَرَى مَا يُصْنَعُ بِوَلَدِ نَبِيِّكَ. وَحَالَ بَنُوْ كِلَابٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْمَاءِ وَرُمِيَ بِسَهْمٍ فَوَقَعَ فِيْ نَحْرِهِ وَخَرَّ عَنْ فَرَسِهِ، فَأَخَذَ السَّهْمَ فَرَمٰى بِهِ وَجَعَلَ يَتَلَقَّى الدَّمَ بِكَفِّهِ، فَلَمَّا امْتَلَأَتْ لَطَخَ بِهَا رَأْسَهُ وَلِحْيَتَهُ وَهُوَ يَقُوْلُ: أَلْقَى اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَأَنَا مَظْلُوْمٌ مُتَلَطِّخٌ بِدَمِيْ ثُمَّ خَرَّ عَلٰى خَدِّهِ الْأَيْسَرِ صَرِيْعًا وَأَقْبَلَ عَدُوُّ اللّٰهِ سِنَانُ بْنُ أَنَسٍ الْأَيَادِيُّ وَشِمْرُ بْنُ ذِي الْجَوْشَنِ الْعَامِرِيُّ فِيْ رِجَالٍ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ حَتّٰى وَقَفُوْا عَلٰى رَأْسِ الْحُسَيْنِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: مَا تَنْتَظِرُوْنَ؟ أَرِيْحُوا الرَّجُلَ فَنَزَلَ سِنَانُ بْنُ أَنَسٍ الْأَيَادِيُّ وَأَخَذَ بِلِحْيَةِ الْحُسَيْنِ وَجَعَلَ يَضْرِبُ بِالسَّيْفِ فِيْ حَلْقِهِ وَهُوَ يَقُوْلُ: وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَجْتَزُّ رَأْسَكَ وَأَنَا أَعْلَمُ أَنَّكَ ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَخَيْرُ النَّاسِ أَبًا وَأُمًّا

وَأَقْبَلَ فَرَسُ الْحُسَيْنِ حَتّٰى لَطَخَ عُرْفَهُ وَنَاصِيَتَهُ بِدَمِ الْحُسَيْنِ وَجَعَلَ يَرْكُضُ وَيَصْهَلُ، فَسَمِعَ بَنَاتُ النَّبِيِّ صَهِيْلَهُ، فَخَرَجْنَ فَإِذَا الْفَرَسُ بِلَا رَاكِبٍ، فَعَرَفْنَ أَنَّ حُسَيْنًا قَدْ قُتِلَ وَخَرَجَتْ أُمُّ كُلْثُوْمٍ بِنْتُ الْحُسَيْنِ [أُخْتُ الْحُسَيْنِ] وَاضِعَةً يَدَهَا عَلٰى رَأْسِهَا، تَنْدُبُ وَتَقُوْلُ: وَامُحَمَّدَاهُ هٰذَا الْحُسَيْنُ بِالْعَرَاءِ، قَدْ

سُلِبَ الْعِمَامَةُ وَالرِّدَآءُ

وَاَقْبَلَ سِنَانٌ حَتّٰی اَدْخَلَ رَأْسَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلٰی عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ وَ هُوَ يَقُوْلُ:

اِمْلَأْ رِكَابِيْ فِضَّةً وَذَهَبَا
اِنِّيْ قَتَلْتُ الْمَلِكَ الْمُحَجَّبَا
قَتَلْتُ خَيْرَ النَّاسِ اُمًّا وَ اَبًا
وَخَيْرَهُمْ اِذْ يَنْسُبُوْنَ نَسَبَا

فَقَالَ لَهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ: وَيْحَكَ فَاِنْ عَلِمْتَ اَنَّهُ خَيْرُ النَّاسِ اَبًا وَاُمًّا، لِمَ قَتَلْتَهُ اِذًا؟ فَاَمَرَ بِهِ فَضُرِبَتْ عُنُقُهُ وَعَجَّلَ اللّٰهِ بِرُوْحِهِ اِلَی النَّارِ۔ وَاَرْسَلَ ابْنُ زِيَادٍ قَاصِدًا اِلٰی اُمِّ كُلْثُوْمٍ بِنْتِ الْحُسَيْنِ [اُخْتِ الْحُسَيْنِ] فَقَالَ لَهَا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ قَتَلَ رِجَالَكُمْ، فَكَيْفَ تَرَوْنَ مَا فَعَلَ بِكُمْ؟ فَقَالَتْ: يَابْنَ زِيَادٍ! لَئِنْ قَرَّتْ عَيْنُكَ بِقَتْلِ الْحُسَيْنِ فَطَالَمَا قَرَّتْ عَيْنُ جَدِّهِ بِهِ وَكَانَ يُقَبِّلُهُ وَيَلْثِمُ شَفَتَيْهِ وَيَضَعُهُ عَلٰی عَاتِقِهِ، يَابْنَ زِيَادٍ! اَعِدَّ لِجَدِّهِ جَوَابًا، فَاِنَّهُ خَصْمُكَ غَدًا ۞

''حضرت امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں:

(جب امام حسینؑ کے اصحاب یکے بعد دیگر شہید ہو چکے تو) حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے دائیں اور بائیں طرف دیکھا، لیکن کسی کو نہ پایا۔ انہوں نے اپنا سر

امالی شیخ صدوق، ص:226-227 گذشتہ حدیث کا تسلسل

آسمان کی طرف بلند کر کے فرمایا: خدایا! تو دیکھ رہا ہے کہ وہ لوگ فرزندِ پیغمبرؐ کے ساتھ کیا کر رہے ہیں۔

بنی کلاب پانی اور ان کے درمیان حائل ہو گئے ہیں، تیر مارا گیا جوان کی گردن میں لگا، وہ گھوڑے سے گرے، پس انہوں نے تیر نکالا اور دور پھینک دیا، اپنی ہتھیلی خون کے نیچے کی، جب وہ خون سے بھر گئی، تو اس سے اپنے سر اور ریش (ڈاڑھی) کو رنگین کیا اور فرمایا: میں اللہ عزوجل سے ملاقات کروں گا درحالانکہ میں مظلوم اور اپنے خون میں ڈوبا ہوا ہوں، پھر وہ اپنے دائیں رخسار کے بل خاک پر گرے۔

اہلِ شام میں دشمنِ خدا سنان بن انس ایادی اور شمر بن ذی الجوشن عامری آگے بڑھے، یہاں تک کہ وہ امام حسین علیہ السلام کے سرپر آ کھڑے ہوئے

انھوں نے ایک دوسرے سے کہا: کس بات کے منتظر ہو؟

اس شخص کی جان خلاصی کرو۔ سنان بن انس ایادی گھوڑے سے اُترا، امام حسینؑ کی ریشِ مبارک پکڑی اور آپ کی گردن پر تلوار سے وار کرتے ہوئے کہا: خدا کی قسم! میں تمہارے تن سے سر کو جدا کروں گا، حالانکہ میں جانتا ہوں کہ تم رسولِ خداؐ کے فرزند ہو اور ماں اور باپ کے لحاظ سے سب سے بہتر ہو۔

امام حسین علیہ السلام کا گھوڑا آگے بڑھا۔ اس نے امام حسینؑ کے خون سے اپنی پیشانی اور زلفیں رنگین کیں، پھر دوڑنا اور فریاد کرنا شروع کیا۔ پیغمبرؐ کی بیٹیوں نے جب گھوڑے کی آہ و فریاد سنی تو خیموں سے باہر نکل آئیں۔ انھوں نے گھوڑے کو خالی زین دیکھا تو سمجھ گئیں کہ حسینؑ شہید ہو گئے ہیں۔ اُمِ کلثومؑ خواہر امام حسینؑ بھی ہاتھ سر پہ رکھے ہوئے خیمہ سے باہر آئیں، وہ گریہ و زاری کرتی رہیں اور کہا: وا محمداہ! یہ حسینؑ

ہے کہ یوں بیابان میں پڑے ہوئے ہیں، ان کی عبا، اور ان کا عمامہ لوٹ لیا گیا ہے۔

سنان (لعین) امام حسین علیہ السلام کا سر لے کر عبیداللہ کے پاس گیا، درحالانکہ اس نے کہا:

''میری رکاب سونے اور چاندی سے بھر دو، میں نے ایک بلند مرتبہ بادشاہ کو قتل کیا ہے۔ میں نے ایسے شخص کو قتل کیا ہے جو ماں اور باپ کے لحاظ سے سب لوگوں سے بہتر ہے اور جب بھی حسب ونسب کی بات ہوگی تو وہ سب سے بہترین حسب ونسب کا مالک ہے۔''

ابنِ زیاد نے اس سے کہا: تم برباد ہو جاؤ! اگر تم جانتے تھے کہ وہ ماں اور باپ کے اعتبار سے سب لوگوں سے بہتر ہے تو تم نے اسے کیوں قتل کیا ہے؟ پھر حکم دیا، اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی روح کو جہنم میں پہنچانے میں جلدی کی ہے۔

ابن زیاد نے ام کلثومؑ بنت حسینؑ (خواہر امام حسینؑ) کی طرف قاصد بھیجا اور ان سے کہا: حمد ہے اس خدا کی کہ جس نے تمہارے مردوں کو قتل کیا، خدا نے جو کچھ تمہارے ساتھ کیا ہے اسے تم نے کیسے پایا ہے؟

جناب ام کلثومؑ نے کہا: اے ابنِ زیاد!

اگر تیری آنکھیں حسینؑ کو قتل کرنے سے روشن ہوئی ہیں تو جان لو کہ ان کے جد بزرگوار رسولِ خداؐ کی آنکھیں ان کے وجود سے روشن ہوتی تھیں کہ وہ ہمیشہ انھیں بوسہ دیتے، اپنے ہونٹ ان کے ہونٹوں پر رکھتے اور انھیں اپنے کاندھوں پر سوار کرتے۔ اے ابنِ زیاد! ان کے جد بزرگوار کے لیے جواب تیار کرو کہ کل کو وہ تمہارے دشمن ہوں گے۔''

امام حسینؑ کے جسم اطہر پر زخموں کی تعداد

عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ الْبَاقِرِ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ: اُصِیْبَ الْحُسَیْنُ بْنُ عَلِیٍّ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَوُجِدَ بِهٖ ثَلَاثُمِائَةٍ وَبِضْعَةٌ وَعِشْرُوْنَ طَعْنَةً بِرُمْحٍ اَوْ ضَرْبَةً بِسَیْفٍ اَوْ رَمْیَةً بِسَهْمٍ فَرُوِیَ اَنَّهَا کَانَتْ کُلُّهَا فِیْ مُقَدَّمِهٖ لِاَنَّهٗ کَانَ لَا یُوَلِّیْ (امالی شیخ صدوق ص:228)

''حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ امام حسینؑ قتل ہوئے اور ان کے جسم مبارک پر تیروں، تلواروں اور نیزوں کے تین سو بیس اور کچھ زخم آئے، روایت ہے کہ تمام کے تمام زخم بدن کے اگلے حصے پر تھے کہ انھوں نے ہرگز دشمن کی طرف پشت نہیں کی۔''

امام حسینؑ کی انگشتری کا نقش

عَنِ الصَّادِقِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ اَبِیْهِ قَالَ: کَانَ لِلْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ خَاتَمَانِ، نَقْشُ اَحَدِهِمَا: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، عُدَّةٌ لِلِقَاءِ اللّٰهِ، وَنَقْشُ الْاٰخَرِ: اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ وَکَانَ نَقْشُ خَاتَمِ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ: خَزِیَ وَشَقِیَ قَاتِلُ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ ۞

''حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والد بزرگوار جناب، امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام کے پاس دو انگوٹھیاں تھیں کہ ان میں سے ایک کے نگین کا نقش ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عُدَّةٌ لِلِقَاءِ اللّٰهِ'' تھا (لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه

۞ الامالی شیخ صدوق، ص:193-194 حدیث کا آخری حصہ (شیخ نے حضرت امام سجاد علیہ السلام کی انگشتر کے نگین کا نقش بھی یہی نقل کیا ہے۔ عیون اخبار الرضا، ج:2، ص54

خدا سے ملاقات کے لیے ذخیرہ ہے) اور دوسرے نگین کا نقش "اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ" تھا۔ (بے شک خدا اس کے کام کو پہنچتا ہے) اور امام سجادؑ کے نگین کا نقش "خُزِیَ وَشَقِیَ قَاتِلُ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ" تھا (حسینؑ کا قاتل ذلیل وخوار اور بد بخت ہے)۔

عَنْ اَبِی الْحَسَنِ عَلِیِّ بْنِ مُوْسَی الرِّضَا قَالَ:...... وَکَانَ نَقْشُ خَاتِمِ مُحَمَّدٍ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔ وَکَانَ نَقْشُ خَاتِمِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ: اَلْمُلْکُ لِلّٰہِ وَکَانَ نَقْشُ خَاتِمِ الْحَسَنِ: اَلْعِزَّۃُ لِلّٰہِ وَکَانَ نَقْشُ خَاتِمِ الْحُسَیْنِ اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ۔ وَکَانَ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ یَتَخَتَّمُ بِخَاتِمِ اَبِیْہِ الْحُسَیْنِ وَکَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیٍّ یَتَخَتَّمُ بِخَاتِمِ الْحُسَیْنِ وَکَانَ نَقْشُ خَاتِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ: اَللّٰہُ وَلِیِّیْ وَعِصْمَتِیْ مِنْ خَلْقِہٖ وَکَانَ نَقْشُ خَاتِمِ اَبِی الْحَسَنِ مُوْسَی بْنِ جَعْفَرٍ: حَسْبِیَ اللّٰہُ قَالَ الْحُسَیْنُ بْنُ خَالِدٍ: وَبَسَطَ اَبُوالْحَسَنِ الرِّضَا کَفَّہٗ وَخَاتَمُ اَبِیْہِ فِیْ اِصْبَعِہٖ حَتّٰی اَرَانِی النَّقْشَ (امالی شیخ صدوق، ص: 541-543 عیون اخبار الرضا، ج:2، ص: 54-56)

(جناب شیخ صدوقؒ حضرت امام رضا علیہ السلام سے ایک مفصل حدیث میں نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت نے اپنی گفتگو کے آخر میں فرمایا:) حضرت محمدؐ کی انگوٹھی کے نگین کا نقش "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ" تھا۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی انگوٹھی کے نگین کا نقش "اَلْمُلْکُ لِلّٰہِ" تھا۔ حضرت امام حسنؑ کی انگشتری کے نگین کا نقش "اَلْعِزَّۃُ لِلّٰہِ" تھا۔ حضرت امام حسینؑ کی انگوٹھی کے نگین کا نقش "اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ" تھا۔ حضرت امام سجاد علیہ السلام اپنے پدر بزرگوار حضرت امام حسینؑ کی

انگوٹھی ہاتھ میں پہنتے تھے۔ حضرت امام باقر علیہ السلام کی انگلی میں بھی امام حسینؑ کی انگوٹھی تھی۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی انگوٹھی کے نگین کا نقش "اَللّٰہُ وَلِیِّیْ وَعِصْمَتِیْ مِنْ خَلْقِہٖ" تھا (اللہ میرا مولا ہے اور اپنی مخلوق کے گزند سے حفاظت کرنے والا ہے) اور میرے پدر بزرگوار امام موسیٰ بن جعفرؑ کی انگوٹھی کا نقش "حَسْبِیَ اللّٰہُ" تھا۔

اس حدیث کا راوی حسین بن خالد کہتا ہے: امام رضا علیہ السلام نے اپنا ہاتھ کھولا، میری طرف بڑھایا اور اپنے والد بزرگوار کی انگوٹھی کا نقش مجھے دکھایا جو اپنی انگلی میں پہنی ہوئی تھی۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، قَالَ: سَاَلْتُ الصَّادِقَ جَعْفَرَبْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ خَاتَمِ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ اِلٰی مَنْ صَارَ؟ ذَکَرْتُ بِہٖ اَنِّیْ سَمِعْتُ اَنَّہٗ اُخِذَ مِنْ اِصْبَعِہٖ فِیْمَا اُخِذَ۔ قَالَ: لَیْسَ کَمَا قَالُوْا، اِنَّ الْحُسَیْنَ اَوْصٰی اِلَی ابْنِہٖ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ وَجَعَلَ خَاتَمَہٗ فِیْ اِصْبَعِہٖ وَفَوَّضَ اِلَیْہِ اَمْرَہٗ، کَمَا فَعَلَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ بِاَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَفَعَلَہٗ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ بِالْحَسَنِ وَفَعَلَہُ الْحَسَنُ بِالْحُسَیْنِ ثُمَّ صَارَ ذٰلِکَ الْخَاتَمُ اِلٰی اَبِیْ بَعْدَ اَبِیْہِ وَمِنْہُ صَارَ اِلَیَّ فَھُوَ عِنْدِیْ وَاِنِّیْ لَاَلْبَسُہٗ کُلَّ جُمُعَۃٍ وَاُصَلِّیْ فِیْہِ

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ: فَدَخَلْتُ اِلَیْہِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَھُوَ یُصَلِّیْ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الصَّلَاۃِ مَدَّ اِلَیَّ یَدَہٗ، فَرَاَیْتُ فِیْ اِصْبَعِہٖ خَاتَمًا نَقْشُہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ عُدَّۃٌ لِلِقَاءِ اللّٰہِ، فَقَالَ: ھٰذَا خَاتَمُ جَدِّیْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰہِ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ (الامالی، شیخ صدوق، ص: 207-208)

""محمد بن مسلمؒ سے نقل ہے کہ وہ کہتے ہیں: میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ امام حسین علیہ السلام کی انگوٹھی کس تک پہنچی ہے؟ اور میں نے ان سے یہ بھی کہا کہ میں نے سنا ہے کہ وہ بھی ان چیزوں میں سے تھی جو لوٹی گئی تھیں؟

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ایسا نہیں ہے جیسا (لوگ) کہتے ہیں، بلکہ امام حسینؑ نے وہ انگوٹھی اپنے بیٹے امام سجاد علیہ السلام کے سپرد کی، خود ان کی انگلی میں پہنائی اور اپنے کام انہیں سونپے، بالکل ایسے جس طرح رسولِ خداؐ نے امیر المومنینؑ کے حوالے کیے تھے۔ امیر المومنینؑ نے امام حسنؑ اور امام حسنؑ نے امام حسینؑ کے سپرد کیے تھے، پھر وہ انگوٹھی میرے والد کے والد (یعنی میرے دادا امام سجادؑ) اور ان کے بعد مجھ تک پہنچی ہے اور اب وہ میرے پاس موجود ہے۔ میں اسے ہر جمعہ کو اپنی انگلی میں پہنتا ہوں اور اس کے ساتھ نماز پڑھتا ہوں۔

محمد بن مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں:

میں ایک جمعہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ نماز میں مشغول تھے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو اپنا ہاتھ میری طرف بڑھایا۔ میں نے ان کی انگلی میں انگوٹھی دیکھی کہ جس کے نگین کا نقش یوں تھا: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عُدَّةٌ لِلِقَاءِ اللّٰهِ" اور فرمایا: یہ میرے جد ابا عبداللہ حسین بن علی علیہ السلام کی انگوٹھی ہے۔""

حضرت امام حسینؑ کی وصیت

عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ: لَمَّا حَضَرَتْ عَلِیَّ بْنَ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ الْوَفَاةُ ضَمَّنِیْ اِلٰی صَدْرِهٖ، ثُمَّ قَالَ: یَا بُنَیَّ! اُوْصِیْكَ

بِمَا اَوْصَانِیْ بِهٖ اَبِیْ حِیْنَ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ وَبِمَا ذَكَرَ اَنَّ اَبَاهُ اَوْصَاهُ بِهٖ، فَقَالَ: یَا بُنَیَّ اِیَّاكَ وَ ظُلْمَ مَنْ لَا یَجِدُ عَلَیْكَ نَاصِرًا اِلَّا اللّٰهَ

(کتاب الخصال، شیخ صدوق، ص:61، ح:59، امالی شیخ صدوق، ص:249)

""حضرت ابو حمزہ ثمالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں:

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

جس وقت (میرے جدّ) امام سجاد علیہ السلام کی زندگی کے آخری لمحات قریب ہوئے تو انھوں نے مجھے اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا: آپؑ کو وہ وصیت کرتا ہوں جو میرے والد بزرگوار (امام حسین علیہ السلام) نے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں کی تھی، نیز اس بات کا تذکرہ کیا کہ میرے پدر گرامی نے بھی مجھے اس کی وصیت کی تھی اور فرمایا تھا: اے میرے بیٹے!

وہ شخص جس کا آپ کے مقابلے میں اللہ کے سوا کوئی ناصر و مددگار نہیں ہے اس کے ساتھ زیادتی کرنے سے پرہیز کریں۔""

خیام کی غارت گری بروایتِ فاطمہ بنت الحسینؑ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَسَنِ الْمُثَنّٰی، عَنْ اُمِّهٖ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْحُسَیْنِ، قَالَتْ: دَخَلَتِ الْغَاغَةُ عَلَیْنَا الْفُسْطَاطَ وَاَنَا جَارِیَةٌ صَغِیْرَةٌ وَفِیْ رِجْلَیَّ خَلْخَالَانِ مِنْ ذَهَبٍ، فَجَعَلَ رَجُلٌ یَفُضُّ الْخَلْخَالَیْنِ مِنْ رِجْلَیَّ وَهُوَ یَبْكِیْ، فَقُلْتُ: مَا یُبْكِیْكَ یَا عَدُوَّ اللّٰهِ؟

فَقَالَ: كَيْفَ لَا اَبْكِيْ وَاَنَا اَسْلُبُ اِبْنَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ! فَقُلْتُ لَا تَسْلُبْنِيْ قَالَ: اَخَافُ اَنْ يَجِيْءَ غَيْرِيْ فَيَأْخُذَهُ قَالَتْ: وَانْتَهَبُوْا مَا فِي الْاَبْنِيَةِ حَتّٰى كَانُوْا يَنْزِعُوْنَ الْمَلَاحِفَ عَنْ ظُهُوْرِنَا۞

"حسن مثنیٰ کے بیٹے عبداللہ اپنی والدہ فاطمہ بنت حسینؑ سے نقل کرتے ہیں:

غارت گروں کا ایک ہجوم ہمارے خیام میں داخل ہوا۔ میں چھوٹی بچی تھی۔ میرے پاؤں میں سونے کے دو پازیب تھے۔ ایک شخص نے روتے ہوئے وہ دونوں پازیب توڑ کر میرے پاؤں سے اُتارے۔ میں نے کہا: اے دشمنِ خدا! کیوں رو رہے ہو؟

اس نے کہا: میں کیونکر نہ روؤں کہ میں رسولِ خداؐ کی بیٹی کو لوٹ رہا ہوں۔

میں نے کہا: مت لوٹو۔

اس نے کہا: مجھے ڈر ہے کہ کوئی دوسرا آ کر لوٹ لے گا۔

فاطمہؑ بنت حسین کہتی ہیں: (وہ لوگ) خیام میں جو کچھ تھا سب لوٹ کر لے گئے، حتیٰ کہ ہمارے سروں سے چادریں بھی چھین لیں۔"

روزِ عاشورا بروایت امام رضاؑ

قَالَ الرِّضَا: اَنَّ الْمُحَرَّمَ شَهْرٌ كَانَ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يُحَرِّمُوْنَ فِيْهِ الْقِتَالَ، فَاسْتُحِلَّتْ فِيْهِ دِمَاؤُنَا وَهُتِكَتْ فِيْهِ حُرْمَتُنَا وَسُبِيَ فِيْهِ ذَرَارِيْنَا وَنِسَاؤُنَا وَاُضْرِمَتِ النِّيْرَانُ فِيْ مَضَارِبِنَا وَانْتُهِبَتْ مَا فِيْهَا مِنْ ثَقَلِنَا وَلَمْ تُرْعَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ حُرْمَةٌ فِيْ اَمْرِنَا

اِنَّ يَوْمَ الْحُسَيْنِ اَقْرَحَ جُفُوْنَنَا وَاَسْبَلَ دُمُوْعَنَا وَاَذَلَّ عَزِيْزَنَا

۞ الامالی شیخ صدوق، ص: 228-229

بِاَرْضِ كَرْبٍ وَبَلَاءٍ، اَوْرَثْتَنَا الْكَرْبَ وَالْبَلَاءَ، اِلٰى يَوْمِ الْاِنْقِضَاءِ، فَعَلٰى مِثْلِ الْحُسَيْنِ فَلْيَبْكِ الْبَاكُوْنَ، فَاِنَّ الْبُكَاءَ يَحُطُّ الذُّنُوْبَ الْعِظَامَ

ثُمَّ قَالَ: كَانَ اَبِيْ اِذَا دَخَلَ شَهْرُ الْمُحَرَّمِ لَا يُرٰى ضَاحِكًا وَكَانَتِ الْكَآبَةُ تَغْلِبُ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمْضِيَ مِنْهُ عَشَرَةُ اَيَّامٍ، فَاِذَا كَانَ يَوْمُ الْعَاشِرِ كَانَ ذٰلِكَ الْيَوْمُ يَوْمَ مُصِيْبَتِهِ وَحُزْنِهِ وَبُكَائِهِ وَيَقُوْلُ: هُوَ الْيَوْمُ الَّذِيْ قُتِلَ فِيْهِ الْحُسَيْنُ۞

"حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں:

محرم ایسا مہینہ ہے کہ زمانۂ جاہلیت کے لوگ اس میں جنگ کرنا حرام سمجھتے تھے، لیکن ہمارا خون اس مہینے میں حلال سمجھا گیا اور ہماری حرمت پامال کی گئی، ہمارے بچوں اور ہماری عورتوں کو قیدی بنایا گیا، ہمارے خیموں میں آگ لگا دی گئی، ہمارے اموال لوٹ لیے گئے اور ہمارے بارے میں رسولِ خداؐ کی حرمت و تکریم کا لحاظ نہ کیا گیا۔ شہادتِ حسینؑ کے دن نے ہماری آنکھیں زخمی کر دیں۔ ہماری آنکھوں سے آنسو جاری کیے۔ زمینِ کربلا اور ہمارے پیارے عزیز کو خوار کیا گیا۔ یہ ایسی زمین ہے کہ جس نے تا قیامت ہمارے لیے غم واندوہ کا سامان فراہم کیا۔ گریہ کرنے والوں کے لیے ضروری ہے کہ حسینؑ پر ایسے گریہ کریں کہ (جیسے) گریہ کرنا گناہانِ کبیرہ کو ختم کر دیتا ہے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے پھر فرمایا:

۞ الامالی، شیخ صدوق، ص: 190-191

جب ماہِ محرم کا آغاز ہو جاتا تو میرے والد بزرگوار حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام کو کبھی مسکراتے نہیں دیکھا گیا یہاں تک کہ دس دنوں تک ان پر غم و اندوہ غالب رہتا۔ جب دسویں کا دن آتا تو وہ ان کے لیے گریہ وزاری اور غم و اندوہ کا دن ہوتا۔ اس دن وہ فرماتے: یہ ایسا دن ہے کہ اس میں حسینؑ قتل ہو گئے۔''

عَنْ اَبِی الْحَسَنِ عَلِیِّ بْنِ مُوْسَی الرِّضَا قَالَ: مَنْ تَرَكَ السَّعْیَ فِیْ حَوَائِجِهٖ یَوْمَ عَاشُوْرَا قَضَی اللّٰهُ لَهٗ حَوَائِجَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَنْ كَانَ عَاشُوْرَاءُ یَوْمَ مُصِیْبَتِهٖ وَ حُزْنِهٖ وَبُكَائِهٖ جَعَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یَوْمَ فَرَحِهٖ وَ سُرُوْرِهٖ وَ قَرَّتْ بِنَا فِی الْجِنَانِ عَیْنُهٗ وَمَنْ سَمّٰی یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ یَوْمَ بَرَكَةٍ وَ ادَّخَرَ فِیْهِ لِمَنْزِلِهٖ شَیْئًا لَمْ یُبَارَكْ لَهٗ فِیْمَا ادَّخَرَ وَحُشِرَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مَعَ یَزِیْدَ وَعُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ زِیَادٍ وَ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ۔ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی۔ اِلٰی اَسْفَلِ دَرَكَةٍ مِنَ النَّارِ ۞

حضرت امام علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

''جو کوئی روزِ عاشورہ اپنی حاجتوں کو پورا کرنے کی کوشش ترک کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دُنیاوی و اُخروی ضروریات کو پورا کرتا ہے اور جو کوئی عاشورا کے دن غم و اندوہ اور گریہ وزاری میں گذارے تو اللہ اس کے لیے روزِ قیامت کو خوشی و سرور کا دن قرار دے گا اور بہشت میں ہماری زیارت سے اس کی آنکھیں روشن ہوں گی۔ جو کوئی روزِ عاشورہ کو خیر و برکت کا دن سمجھے اور اس دن میں اپنے گھر کوئی چیز ذخیرہ کرے، تو

۞ امالی شیخ صدوق، ص: 191، عیون اخبار الرضاؑ، ج: 1، ص: 298-299، علل الشرائع، ص: 227

جو کچھ اس نے ذخیرہ کیا ہے اس میں خیر و برکت نہیں ہوگی اور روزِ قیامت یزید، ابن زیاد اور عمر سعد (ان پر اللہ کی لعنت ہو) کے ہمراہ دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں ہوگا۔''

عَنِ الرَّیَّانِ بْنِ شَبِیْبٍ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَی الرِّضَا فِیْ اَوَّلِ یَوْمٍ مِنَ الْمُحَرَّمِ، فَقَالَ لِیْ: یَابْنَ شَبِیْبٍ اَصَائِمٌ اَنْتَ؟ فَقُلْتُ: لَا فَقَالَ: اِنَّ هٰذَا الْیَوْمَ هُوَ الْیَوْمُ الَّذِیْ دَعَا فِیْهِ زَكَرِیَّا رَبَّهٗ عَزَّوَجَلَّ، فَقَالَ: ﴿رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّیَّةً اِنَّكَ سَمِیْعُ الدُّعَاءِ﴾ ۞ فَاسْتَجَابَ اللّٰهُ لَهٗ وَاَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَنَادَتْ زَكَرِیَّا وَهُوَ قَائِمٌ یُصَلِّیْ فِی الْمِحْرَابِ: ﴿اِنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُكَ بِیَحْیٰی﴾ ۞ فَمَنْ صَامَ هٰذَا الْیَوْمَ ثُمَّ دَعَا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اسْتَجَابَ اللّٰهُ لَهٗ كَمَا اسْتَجَابَ لِزَكَرِیَّا

ثُمَّ قَالَ: یَابْنَ شَبِیْبٍ، اِنَّ الْمُحَرَّمَ هُوَ الشَّهْرُ الَّذِیْ كَانَ اَهْلُ الْجَاهِلِیَّةِ فِیْمَا مَضٰی یُحَرِّمُوْنَ فِیْهِ الظُّلْمَ وَالْقِتَالَ لِحُرْمَتِهٖ، فَمَا عَرَفَتْ هٰذِهِ الْاُمَّةُ حُرْمَةَ شَهْرِهَا وَلَا حُرْمَةَ نَبِیِّهَا، لَقَدْ قَتَلُوْا فِیْ هٰذَا الشَّهْرِ ذُرِّیَّتَهٗ وَسَبَوْا نِسَاءَهٗ وَانْتَهَبُوْا ثَقَلَهٗ فَلَا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُمْ ذٰلِكَ اَبَدًا

یَابْنَ شَبِیْبٍ، اِنْ كُنْتَ بَاكِیًا لِشَیْءٍ فَابْكِ لِلْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ، فَاِنَّهٗ ذُبِحَ كَمَا یُذْبَحُ الْكَبْشُ، وَقُتِلَ مَعَهٗ مِنْ اَهْلِ بَیْتِهٖ ثَمَانِیَةَ عَشَرَ رَجُلًا مَا لَهُمْ فِی الْاَرْضِ شَبِیْهٌ وَلَقَدْ

۞ سورۂ آلِ عمران، آیت:38

۞ سورۂ آلِ عمران، آیت:39

بَکَتِ السَّمَاوَاتُ السَّبعُ وَالْاَرضُونَ لِقَتلِهٖ وَلَقَدْ نَزَلَ اِلَی الْاَرضِ مِنَ الْمَلَائِکَةِ اَربَعَةُ آلَافٍ لِنَصرِهٖ فَوَجَدُوهُ قَدْ قُتِلَ، فَهُمْ عِنْدَ قَبْرِهٖ شُعْثٌ غُبْرٌ اِلَی اَنْ یَقُوْمَ الْقَائِمُ، فَیَکُوْنُوْنَ مِنْ اَنْصَارِهٖ وَشِعَارُهُمْ: یَا لَثَارَاتِ الْحُسَیْنِ

یَابْنَ شَبِیْبٍ، لَقَدْ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ جَدِّهٖ: اَنَّهٗ لَمَّا قُتِلَ جَدِّی الْحُسَیْنُ مَطَرَتِ السَّمَاءُ دَمًا وَتُرَابًا اَحْمَرَ

یَابْنَ شَبِیْبٍ، اِنْ بَکَیْتَ عَلَی الْحُسَیْنِ حَتّٰی تَصِیْرَ دُمُوْعُکَ عَلٰی خَدَّیْکَ غَفَرَ اللّٰهُ لَکَ کُلَّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتَهٗ صَغِیْرًا کَانَ اَوْ کَبِیْرًا قَلِیْلًا کَانَ اَوْ کَثِیْرًا

یَابْنَ شَبِیْبٍ، اِنْ سَرَّکَ اَنْ تَلْقَی اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَلَا ذَنْبَ عَلَیْکَ فَزُرِ الْحُسَیْنَ یَابْنَ شَبِیْبٍ، اِنْ سَرَّکَ اَنْ تَسْکُنَ الْغُرَفَ الْمَبْنِیَّةَ فِی الْجَنَّةِ مَعَ النَّبِیِّ وَآلِهٖ فَالْعَنْ قَتَلَةَ الْحُسَیْنِ

یَابْنَ شَبِیْبٍ اِنْ سَرَّکَ اَنْ یَکُوْنَ لَکَ مِنَ الثَّوَابِ مِثْلَ مَا لِمَنِ اسْتُشْهِدَ مَعَ الْحُسَیْنِ فَقُلْ مَتٰی مَا ذَکَرْتَهٗ یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِیْمًا

یَابْنَ شَبِیْبٍ، اِنْ سَرَّکَ اَنْ تَکُوْنَ مَعَنَا فِی الدَّرَجَاتِ الْعُلٰی مِنَ الْجِنَانِ، فَاحْزَنْ لِحُزْنِنَا وَافْرَحْ لِفَرَحِنَا وَعَلَیْکَ بِوَلَایَتِنَا فَلَوْ اَنَّ رَجُلًا تَوَلّٰی حَجَرًا لَحَشَرَهُ اللّٰهُ مَعَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ۞

۞ امالی شیخ صدوقؒ، ص: 192-193، عیون اخبار الرضا، شیخ صدوقؒ، ج: 1، ص: 299-300

''ریان بن شبیب کہتے ہیں: میں یکم محرم کو امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، انھوں نے فرمایا:

اے ابنِ شبیب! کیا روزے سے ہو؟

میں نے عرض کیا: نہیں۔

آپ نے فرمایا: آج وہی دن ہے جس میں حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنے پروردگار کو پکارا اور کہا: ''پروردگار! اپنے لطف وکرم سے مجھے پاکیزہ اولاد عطا فرما کہ تو ہر ایک کی دعا کا سننے والا ہے، (سورۂ آل عمران، آیت: 38)

اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی اور فرشتوں کو حکم دیا، فرشتوں نے انھیں آواز دی درحالانکہ وہ محراب عبادت میں کھڑے نماز میں مشغول تھے کہ ''اللہ آپ کو یحییٰؑ کی ولادت کی خوشخبری دیتا ہے۔'' ۞ جو کوئی اس دن میں روزہ رکھے، پھر اللہ عزوجل سے دعا کرے تو اللہ اُسے قبول کرتا ہے جس طرح سے جناب زکریاؑ کی دعا قبول کی۔

پھر فرمایا: اے ابنِ شبیب! محرم ایسا مہینہ ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں لوگ اس کے احترام میں جنگ وجدال اور ظلم وستم جائز نہیں سمجھتے تھے، لیکن اس امت نے نہ تو اس مہینے کی حرمت کا لحاظ کیا اور نہ ہی اپنے پیغمبرؐ کی حرمت کا خیال رکھا ہے۔ ان لوگوں نے اس مہینے میں اولادِ پیغمبرؐ کو قتل کیا، ان کی عورتوں کو قیدی بنایا اور ان کے مال واسباب لوٹ لیے، پس اللہ تعالیٰ ان کا یہ گناہ ہرگز معاف نہ کرے۔

اے ابنِ شبیب! اگر تم کسی پر گریہ کرنا چاہتے ہو تو حسینؑ بن علیؑ بن ابی طالبؑ پر گریہ کرو کہ انھیں ایسے ذبح کیا گیا جیسے گوسفند کو ذبح کیا جاتا ہے اور ان کے ساتھ ان

۞ سورۂ آل عمران: آیت: 39

کے خاندان کے اٹھارہ ایسے افراد قتل کیے گئے، جن کے مانند زمین پر کوئی نہ تھا۔ ان کی شہادت پر ساتوں آسمان اور زمینیں روئیں، چار ہزار فرشتے ان کی مدد کو زمین پر اُترے تو انھیں مقتول پایا۔ وہ حیران و پریشان ان کی قبر کے پاس کھڑے ہیں تا کہ حضرت قائم (امام مہدیؑ) قیام کریں اور ان کے انصار میں سے ہوں اور ان کا نعرہ "یَا لَثَارَاتِ الْحُسَیْنِ" ہے۔

اے ابنِ شبیب! میرے پدرگرامی نے اپنے پدرگرامی سے اور انھوں نے اپنے جد سے مجھے خبر دی ہے کہ جب میرے جد حسین علیہ السلام قتل ہوئے تو آسمان نے خون اور سرخ مٹی کی بارش برسائی۔

اے ابنِ شبیب! اگر تم حسینؑ پر گریہ کرو، یہاں تک کہ تمہاری آنکھوں کے اشک تمہارے رخسار پر جاری ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ تمہارے تمام گناہ معاف کر دے گا خواہ وہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ، خواہ کم ہوں یا زیادہ۔

اے ابنِ شبیب! اگر چاہتے ہو کہ خدا کی بارگاہ میں ایسی حالت میں حاضر ہو کہ تمہارا کوئی گناہ نہ ہو تو حسین علیہ السلام کی زیارت کرو۔

اے ابنِ شبیب! اگر تم دوست رکھتے ہو کہ پیغمبر اور ان کی آل کے ہمراہ بہشت کے بلندترین حجروں میں سکونت اختیار کرو تو امام حسینؑ کے قاتلوں پر لعنت بھیجو۔

اے ابنِ شبیب! اگر پسند کرتے ہو کہ اجر و ثواب میں ان افراد کے مانند ہو کہ جو امام حسینؑ کے ساتھ شہید ہوئے ہیں تو جب بھی امام حسین علیہ السلام کو یاد کرو تو کہو: کاش! میں بھی ان کے ساتھ ہوتا، تا کہ عظیم ترین کامیابی (شہادت) تک پہنچ جاتا۔

اے ابنِ شبیب! اگر تم چاہتے ہو کہ بہشت کے بلندترین درجات میں ہمارے

ساتھ ہو تو ہمارے غم میں غمگین ہوں اور ہماری خوشی میں خوش ہوں، تمہیں ہماری دوستی مبارک ہو، کہ اگر کوئی شخص پتھر کو دوست رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے روزِ قیامت اسی کے ساتھ محشور کرے گا۔"

روزِ عاشورا غم و عزاء کا دن

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْفَضْلِ الْهَاشِمِیُّ قَالَ: قُلْتُ لِاَبِیْ عَبْدِاللّٰهِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ الصَّادِقِ یَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ کَیْفَ صَارَ یَوْمُ عَاشُوْرَاءَ یَوْمَ مُصِیْبَةٍ وَ غَمٍّ وَ جَزَعٍ وَبُکَاءٍ دُوْنَ الْیَوْمِ الَّذِیْ قُبِضَ فِیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَالْیَوْمِ الَّذِیْ مَاتَتْ فِیْهِ فَاطِمَةُ وَالْیَوْمِ الَّذِیْ قُتِلَ فِیْهِ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْیَوْمِ الَّذِیْ قُتِلَ فِیْهِ الْحَسَنُ بِالسَّمِّ؟ فَقَالَ:

اِنَّ یَوْمَ الْحُسَیْنِ اَعْظَمُ مُصِیْبَةٍ مِنْ جَمِیْعِ سَائِرِ الْاَیَّامِ وَذٰلِكَ اَنَّ اَصْحَابَ الْکِسَاءِ الَّذِیْ کَانُوْا اَکْرَمَ الْخَلْقِ عَلَی اللّٰهِ تَعَالٰی کَانُوْا خَمْسَةً فَلَمَّا مَضٰی عَنْهُمُ النَّبِیُّ بَقِیَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ فَاطِمَةُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ فَکَانَ فِیْهِمْ لِلنَّاسِ عَزَاءٌ وَسَلْوَةٌ، فَلَمَّا مَضَتْ فَاطِمَةُ عَلَیْهَا السَّلَامُ کَانَ فِیْ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ لِلنَّاسِ عَزَاءٌ وَسَلْوَةٌ، فَلَمَّا مَضٰی مِنْهُمْ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ کَانَ لِلنَّاسِ فِی الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ عَزَاءٌ وَسَلْوَةٌ فَلَمَّا مَضَی الْحَسَنُ کَانَ لِلنَّاسِ فِی الْحُسَیْنِ عَزَاءٌ

وَسَلْوَةٌ فَلَمَّا قُتِلَ الْحُسَيْنُ لَمْ يَكُنْ بَقِيَ مِنْ اَهْلِ الْكِسَاءِ اَحَدٌ لِلنَّاسِ فِيْهِ بَعْدَهُ عَزَاءٌ وَسَلْوَةٌ فَكَانَ ذَهَابُهُ كَذَهَابِ جَمِيْعِهِمْ كَمَا كَانَ بَقَاؤُهُ كَبَقَاءِ جَمِيْعِهِمْ فَلِذٰلِكَ صَارَ يَوْمُهُ اَعْظَمَ مُصِيْبَةً

قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْفَضْلِ الْهَاشِمِيُّ: فَقُلْتُ لَهُ يَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَلِمَ لَمْ يَكُنْ لِلنَّاسِ فِيْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَزَاءٌ وَسَلْوَةٌ مِثْلُ مَا كَانَ لَهُمْ فِي آبَائه؟ فَقَالَ: بَلٰى اِنَّ عَلِيَّ بْنِ الْحُسَيْنِ كَانَ سَيِّدَ الْعَابِدِيْنَ وَاِمَامًا وَحُجَّةً عَلَى الْخَلْقِ بَعْدَ آبَائِهِ الْمَاضِيْنَ وَلٰكِنَّهُ لَمْ يَلْقَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ وَكَانَ عِلْمُهُ وِرَاثَةً عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ وَكَانَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ فَاطِمَةُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ قَدْ شَاهَدَهُمُ النَّاسُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِيْ اَحْوَالٍ فِيْ آنٍ يَتَوَالٰى فَكَانُوْا مَتٰى نَظَرُوْا اِلٰى اَحَدٍ مِنْهُمْ تَذَكَّرُوْا حَالَهُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَهُ وَفِيْهِ؛ فَلَمَّا مَضَوْا فَقَدَ النَّاسُ مُشَاهَدَةَ الْاَكْرَمِيْنَ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَلَمْ يَكُنْ فِيْ اَحَدٍ مِنْهُمْ فَقْدُ جَمِيْعِهِمْ اِلَّا فِيْ فَقْدِ الْحُسَيْنِ لِاَنَّهُ مَضٰى آخِرَهُمْ فَلِذٰلِكَ صَارَ يَوْمُهُ اَعْظَمَ الْاَيَّامِ مُصِيْبَةً

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْفَضْلِ الْهَاشِمِيِّ: فَقُلْتُ لَهُ يَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَكَيْفَ سَمَّتِ الْعَامَّةُ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ يَوْمَ بَرَكَةٍ؟ فَبَكٰى ثُمَّ قَالَ: لَمَّا قُتِلَ الْحُسَيْنُ تَقَرَّبَ النَّاسُ بِالشَّامِ اِلٰى يَزِيْدَ فَوَضَعُوْا لَهُ الْاَخْبَارَ وَاَخَذُ عَلَيْهِ الْجَوَايِزَ مِنَ الْاَمْوَالِ فَكَانَ مِمَّا وَضَعُوْا لَهُ

اَمْرَ هٰذَا الْيَوْمَ وَاَنَّـهُ يَوْمُ بَرَكَةٍ لِيَعْدِلَ النَّاسُ فِيْهِ مِنَ الْجَزْعِ وَالْبُكَاءِ وَالْمُصِيْبَةِ وَالْحُزْنِ اِلَى الْفَرَحِ وَالسُّرُوْرِ وَالتَّبَرُّكِ وَالْاِسْتِعْدَادِ فِيْهِ، حَكَمَ اللّٰهُ مِمَّا بَيْنَنَا وَ بَيْنَهُمْ

قَالَ: ثُمَّ قَالَ: يَابْنُ عَمٍّ وَاِنَّ ذٰلِكَ لَاَقَلُّ ضَرَراً عَلَى الْاِسْلَامِ وَاَهْلِهِ [مِمَّا] وَضَعَهُ قَوْمٌ اِنْتَحَلُوْا مَوَدَّتَنَا وَزَعَمُوْا اَنَّهُمْ يَدِيْنُوْنَ بِمُوَالَاتِنَا وَيَقُوْلُوْنَ بِاِمَامَتِنَا زَعَمُوْا اَنَّ الْحُسَيْنَ لَمْ يُقْتَلْ وَاَنَّهُ شُبِّهَ لِلنَّاسِ اَمْرُهُ كَعِيْسٰى بْنِ مَرْيَمَ، فَلَا لَائِمَةَ اِذَنْ عَلٰى بَنِيْ اُمَيَّةَ وَلَا عَتْبٌ عَلٰى زَعْمِهِمْ۔

يَابْنَ عَمٍّ! مَنْ زَعَمَ اَنَّ الْحُسَيْنَ لَمْ يُقْتَلْ فَقَدْ كَذَّبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلِيًّا وَكَذَّبَ مَنْ بَعْدِهِ الْاَئِمَّةَ فِيْ اَخْبَارِهِمْ بِقَتْلِهِ وَمَنْ كَذَّبَهُمْ فَهُوَ كَافِرٌ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَدَمُهُ مُبَاحٌ لِكُلِّ مَنْ سَمِعَ ذٰلِكَ مِنْهُ

قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْفَضْلِ فَقُلْتُ لَهُ يَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَمَا تَقُوْلُ فِيْ قَوْمٍ مِنْ شِيْعَتِكَ يَقُوْلُوْنَ بِهِ؟ فَقَالَ: مَا هٰؤُلَاءِ مِنْ شِيْعَتِيْ وَاِنِّيْ بَرِيْءٌ مِنْهُمْ......

ثُمَّ قَالَ: لَعَنَ اللّٰهُ الْغُلَاةَ وَالْمُفَوِّضَةَ فَاِنَّهُمْ صَغَّرُوْا عِصْيَانَ اللّٰهِ وَكَفَرُوْا بِهِ وَاَشْرَكُوْا وَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا فِرَارًا مِنْ اِقَامَةِ الْفَرَايِضِ وَاَدَاءِ الْحُقُوْقِ (علل الشرائع، شیخ صدوق، ص:225-227)

''عبداللہ بن فضل ہاشمی کہتے ہیں:

میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اے فرزند

رسولؐ! روزِ عاشورا کیسے مصیبت، غم اور آہ و بکا کا دن قرار پایا جبکہ رسولِ خداؐ کی رحلت کا دن، جناب فاطمہؑ کی شہادت کا روز، امیر المومنینؑ کی شہادت کا دن اور امام حسن علیہ السلام کو زہر سے شہید کرنے کا دن ایسا نہیں قرار پایا؟

انہوں نے فرمایا: امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا دن مصیبت کے اعتبار سے تمام دنوں سے عظیم تر (دردناک) ہے، کیونکہ اصحابِ کسا جو کہ خدا کی بہترین مخلوق ہیں پنج تن تھے، جس وقت رسولِ خدا ان کے درمیان میں سے چلے گئے تو امیر المومنین علی علیہ السلام، فاطمہ علیہا السلام، حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام موجود تھے کہ جو لوگوں کے لیے صبر و شکیبائی اور تسلیٔ خاطر کا باعث بنے۔ جب حضرت فاطمہ علیہا السلام دنیا سے رخصت ہوئیں تو پھر امیر المومنین، حسن اور حسین علیہم السلام باقی تھے، تاکہ لوگوں کے لیے صبر اور تسکین کا سبب بنیں، جس وقت امیر المومنین علیہ السلام ان کے درمیان تھے جو ان کے لیے صبر اور تسلی خاطر کا موجب بنے، جب امام حسن علیہ السلام شہید ہوئے تو پھر لوگوں کی تسلی خاطر اور صبر و شکیبائی کے لیے امام حسین علیہ السلام ان میں موجود تھے، لیکن جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو پھر آلِ عباؑ میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہا تھا، جو لوگوں کے لیے تسکین اور صبر و شکیبائی کا باعث ہوتا۔ بنابریں ان (امام حسینؑ) کا چلے جانا ایسے تھا جیسا کہ وہ تمام ان کے درمیان سے چلے گئے ہیں۔ اسی طرح ان کا وجود ایسے تھا جیسا کہ وہ تمام موجود ہوں، پس اس دلیل کی وجہ سے ان کی شہادت کا دن مصیبت کا بہت بڑا دن قرار پایا۔

عبداللہ بن فضل ہاشمی کہتے ہیں:

میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اے فرزند

رسولؐ! پس امام سجاد علیہ السلام اپنے آباء کے مانند لوگوں کے لیے کیوں بُردباری اور تسکین کا سبب نہیں بنے؟

انہوں نے فرمایا: ہاں، علی بن حسینؑ (امام سجادؑ) اپنے آباؤ اجداد کے بعد سید العابدینؑ، امام اور لوگوں پر حجت تھے لیکن انہوں نے رسول خداؐ سے ملاقات نہیں کی اور نہ ہی ان سے کچھ سنا تھا، ان کا علم موروثی تھا جو ان تک ان کے والد اور جد کے ذریعے پیغمبر اکرمؐ سے ان تک پہنچا تھا، لیکن امیر المومنینؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ کو لوگوں نے مختلف حالات و اوقات میں مسلسل رسولِ خداؐ کے ساتھ دیکھا تھا۔ لوگوں کی صورتِ حال یہ تھی کہ جب بھی ان (آل عباؑ) میں سے کسی ایک پر ان کی نگاہ پڑتی تو ان کا رسولِ خداؐ سے رابطہ، آنحضرتؐ کی ان کے بارے میں گفتگو یاد آ جاتی جب وہ دنیا سے رحلت فرما گئے تو لوگ اللہ عز و جل کے نزدیک محترم ترین افراد کی زیارت کرنے سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ ان سے امام حسین علیہ السلام کی رحلت کے سوا کسی کی بھی رحلت پر تمام کے فقدان کا سامنا کرنا پڑا، کہ وہ (امام حسینؑ) تمام کے بعد دنیا سے گئے، اسی وجہ سے ان کا روزِ شہادت دکھ اور مصیبت کا عظیم ترین دن قرار پایا۔

عبداللہ بن ہاشمی کہتے ہیں:

میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا: یابن رسول اللہؐ! پس ایسا کیوں ہے کہ عامہ (اہلِ سنت) روزِ عاشورا کو روزِ برکت کا نام دیتے ہیں؟

انہوں نے گریہ کرتے ہوئے فرمایا: جس وقت حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے تو شام کے لوگوں نے چاہا کہ یزید کے قریب ہوں، اسی وجہ سے انہوں نے اس کے فائدے کی حدیثیں گھڑیں اور اس کام کی پاداش میں اس سے اموال کی

صورت میں انعامات وصول کیے۔ ان من گھڑت روایات میں سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ جس میں اس روز کو بابرکت قرار دیا گیا ہے، تا کہ لوگ اس دن میں گریہ وزاری کرنے اور محزون و مغموم ہونے کے بجائے جشن و سرور، خوشیاں اور تبرک حاصل کرنے کی طرف پلٹ آئیں۔ ہمارے اور ان کے درمیان جو کچھ ہے اس کا فیصلہ خود خدا کرے گا۔

راوی کہتے ہیں: حضرت امام صادق علیہ السلام نے مزید فرمایا: اے چچازاد!

اس سے اسلام اور مسلمانوں کو ان باتوں سے کہیں کم تر نقصان ہے کہ جو ہماری دوستی کا دم بھرنے والوں، ہماری محبت کو دین سمجھنے والوں اور ہماری امامت کا عقیدہ رکھنے والوں نے اپنی طرف سے گھڑ رکھی ہیں۔ وہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام قتل نہیں ہوئے، بلکہ ان کا کام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح لوگوں پر مشتبہ ہوا ہے۔ ان لوگوں کے خیال کے مطابق (اگر ایسا ہے تو) پھر بنی امیہ پر لعنت، ملامت اور سرزنش کا کوئی مورد نہیں بچتا۔

اے میرے چچازاد!

جو کوئی بھی یہ خیال کرتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام شہید نہیں ہوتے ہیں اس نے رسولِ خداؐ، علی مرتضیٰؑ اور ان کے بعد والے تمام آئمہؑ کی جنہوں نے ان کی شہادت کی خبر دی ہے کی طرف جھوٹ کی نسبت دی ہے اور خداوند متعال سے کفر کیا ہے۔ جو شخص بھی ان لوگوں سے ایسی بات سنے اس پر ان کا خون بہانا مباح ہے۔

عبداللہ بن فضیل کہتے ہیں:

میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا: یابن رسول اللہؐ! آپ اپنے شیعوں کے

اس گروہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو اس کے قائل ہیں؟

انہوں نے فرمایا: وہ ہمارے پیرو نہیں ہیں، ہم ان سے بے زار ہیں...... پھر فرمایا: خدا غالیوں اور مفوضین پر لعنت کرے کہ انہوں نے واجبات کو ادا نہ کرنے اور حقوق کو ادا نہ کرنے کے لیے خدا کی نافرمانی کو حقیر سمجھا، خدا کا انکار کیا، شرک کا ارتکاب کیا، گمراہ ہوئے اور (دوسروں) کو گمراہ کیا ہے۔''

خدا کی قسم امام حسینؑ قتل ہوئے

عَنْ أَبِی الصَّلْتِ الْهَرَوِیِّ، قَالَ: قُلْتُ لِلرِّضَا یَا بْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِنَّ فِیْ سَوَادِ الْکُوْفَةِ قَوْمًا یَزْعَمُوْنَ اَنَّ النَّبِیَّ لَمْ یَقَعْ عَلَیْهِ السَّهْوُ فِی صَلٰوتِهٖ، فَقَالَ: کَذَبُوْا لَعَنَهُمُ اللّٰهُ اِنَّ الَّذِیْ لَا یَسْهُوْا هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ قَالَ: قُلْتُ یَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَفِیْهِمْ قَوْمًا یَزْعَمُوْنَ اَنَّ الْحُسَیْنَ بْنَ عَلِی لَمْ یُقْتَلْ وَاَنَّهٗ اُلْقِیَ شِبْهُهٗ عَلٰی حَنْظَلَةِ بْنِ اَسْعَدِ الشَّامِیْ وَاَنَّهٗ رُفِعَ اِلَی السَّمَآءِ کَمَا رُفِعَ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ وَیَحْتَجُّوْنَ بِهٰذِهٖ: ﴿وَلَنْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لِلْکَافِرِیْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ سَبِیْلًا﴾

فَقَالَ: کَذَبُوْا، عَلَیْهِمْ غَضَبُ اللّٰهِ وَلَعْنَتُهٗ وَکَفَرُوْا بِتَکْذِیْبِهِمْ لِنَبِیِّ اللّٰهِ فِیْ اِخْبَارِهٖ بِاَنَّ الْحُسَیْنَ بْنَ عَلِیٍّ سَیُقْتَلُ وَاللّٰهِ لَقَدْ قُتِلَ الْحُسَیْنُ وَقُتِلَ مَنْ کَانَ خَیْرًا مِنَ الْحُسَیْنِ: اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِی وَمَا مِنَّا اِلَّا مَقْتُوْلٌ وَاِنِّیْ وَاللّٰهِ لَمَقْتُوْلٌ بِالسَّمِّ

بِاِغْتِيَالِ مَنْ يَغْتَالُنِيْ، اَعْرِفُ ذٰلِكَ بِعَهْدٍ مَعْهُوْدٍ اِلَيَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَخْبَرَهُ بِهٖ جِبْرَئِيْلُ عَنْ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ عَزَّوَجَلَّ وَأَمَّا قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ((وَلَنْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكَافِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا)) فَاِنَّهٗ يَقُوْلُ: لَنْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لِكَافِرٍ عَلٰى مُؤْمِنٍ حُجَّةً وَلَقَدْ اَخْبَرَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَنْ كُفَّارٍ قَتَلُوْا النَّبِيِّيْنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَمَعَ قَتْلِهِمْ اِيَّاهُمْ لَنْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُمْ عَلٰى اَنْبِيَائِهٖ سَبِيْلًا مِنْ طَرِيْقِ الْحُجَّةِ وَقَدْ اُخْرِجَتْ مَا رَوَيْتُهٗ فِيْ هٰذَا الْمَعْنٰى فِيْ كِتَابِ اِبْطَالِ الْغُلُوِّ وَ التَّفْوِيْضِ (عیون اخبار الرضا،ج:2،ص:203-204)

''اباصلت ہروی کہتے ہیں: میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اے فرزند رسولؐ!

کوفہ کے گرد و نواح میں کچھ لوگ آباد ہیں کہ جو یہ گمان کرتے ہیں کہ رسولِ خداؐ کو نماز میں سہو نہیں ہوتا۔

انہوں نے فرمایا: وہ جھوٹ کہتے ہیں، ان پر خدا کی نفرین ہو، وہ جسے سہو لاحق نہیں ہوتا وہ ایسا خدا ہے کہ اس کے علاوہ کوئی اور خدا نہیں ہے۔

اباصلت کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: اے فرزند رسول خداؐ! ان لوگوں میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو یہ خیال کرتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام قتل نہیں ہوئے بلکہ ان کی جگہ پر حنظلہ بن شامی کو پکڑ لیا جو قیافہ شکل میں ان کے مشابہہ تھا اور انہیں آسمان کی طرف اُٹھا لیا گیا ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰؑ کو لے جایا گیا تھا، اور وہ لوگ قرآن کی اس آیہ کریمہ ''اور خدا کفار کے لیے صاحب ایمان کے خلاف کوئی راہ نہیں دے سکتا۔'' سے استدلال کرتے ہیں؟

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

وہ جھوٹ کہتے ہیں، ان پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہو۔ وہ اس انکار سے رسولِ خداؐ کی تکذیب کرتے ہیں کہ انہوں نے خبر دی کہ امام حسین علیہ السلام عنقریب قتل ہوں گے۔

خدا کی قسم! امام حسین علیہ السلام قتل ہوئے یا امیر المومنینؑ اور امام حسنؑ جو حسینؑ سے بہتر تھے وہ بھی قتل ہوئے ہم تمام قتل ہوں گے۔

خدا کی قسم! میں اس شخص کے زہر سے قتل ہوں گا جو مخفی طور پر میرے قتل کے در پے ہے۔ میں یہ سب کچھ اس عہد معہود کی بنا پر جانتا ہوں کہ جو رسولِ خدا سے تھا۔ میں جانتا ہوں کہ انھیں بھی رب العالمین کی طرف سے جبرئیلؑ نے خبر دی تھی۔

لیکن یہ آیہ ''خدا کفار کے لیے صاحبِ ایمان کے خلاف کوئی راہ نہیں دے سکتا۔'' یہ کہنا چاہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کافر کو مومن کے لیے ہرگز دلیل و برہان قرار نہیں دیا، ورنہ اللہ تعالیٰ نے ان کافروں سے آگاہ کیا ہے کہ جنہوں نے پیغمبروں کو ناحق قتل کیا، باوجود اس کے کہ انہوں نے پیغمبروں کو قتل کیا پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کے مقابلے میں دلیل و برہان کے ذریعے ہرگز انہیں غلبہ نہیں دیا۔

جناب شیخ صدوقؒ اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں:

اس موضوع کے بارے میں جو اخبار و احادیث روایت کر رہا ہوں، میں نے انہیں کتاب ''ابطال الغلو و التفویض ''میں ذکر کیا ہے۔''

چوتھی فصل کے ملحقات

گویا مرحوم حجۃ الاسلام نیر تبریزی کی اس حدیث، خاص کر صدرِ حدیث پر نگاہ تھی کہ انہوں نے کہا ہے:

ہرچہ بروی سخت تر گشتی نبرد
رخ ز شوقش سرخ تر گشتی چو ورد

آری آری عشق را این است حال
چوں شود نزدیک ہنگام وصال

یہ واضح ہے کہ "ام کلثومؑ" حضرت علیؑ کی بیٹی اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی بہن ہیں۔ ابنِ زیاد (لعن) اور ان کے درمیان جو گفتگو ہوئی، ہر جگہ پر اس کا ذکر زینب یا ام کلثوم بنتِ علیؑ کے نام سے ہوا ہے، کیونکہ "ام کلثومؑ" حضرت زینب علیہا السلام کی بھی کنیت ہے۔ لیکن یہ کسی اور جگہ پر نہیں دیکھا گیا کہ کسی نے لکھا ہو کہ ام کلثوم حضرت امام حسینؑ کی بیٹی ہو لہٰذا اقوی احتمال ہے کہ یہ کاتب کی غلطی ہے کہ اس نے سہواً اُخت الحسینؑ کی جگہ بنت الحسینؑ لکھ دیا ہے کہ ہم نے صحیح نام کو بریکٹ میں تحریر کیا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ داستان شتربان ایک افسانے کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ لوگوں کو رلانے کے لیے مجالس کی کتابوں میں داستان کو بڑی آب وتاب سے نقل کرتے ہیں کہ بجدل نامی یا کوئی اور شخص جو کہ امام حسین علیہ السلام کا شتربان تھا، اس نے امامؑ کی انگلی کاٹی اور حضرت کی انگوٹھی لوٹی۔ یہ من گھڑت داستان مختلف

طریقوں سے بیان کی جاتی ہے۔ بعض دفعہ یوں بیان کرتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام کے بے سر پیکر مقدس اور شتربان کے درمیان اس انگوٹھی پر جھگڑا ہوا، بعض لکھتے ہیں کہ ان کے درمیان زرّیں کمربند پر نزاع ہوا اور بعض کسی اور طرح سے اس کا تذکرہ کرتے ہیں۔ ان داستانوں میں سے ایک کے صحیح ہونے پر نہ صرف یہ کہ کوئی سند یا مدرک نہیں بلکہ بہت سے دلائل اور مدارک ان کے من گھڑت ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ ان مدارک واسناد میں سے ایک سند یا مدرک یہی آخری حدیث۔

علاوہ ازیں اس سے پہلے والی حدیث بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے جو ہم نے جناب شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ کی دو کتابوں (امالی اور عیون اخبار الرضا سے نقل کی ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

امام حسین علیہ السلام کی انگوٹھی کے جانشین، امام سجاد علیہ السلام کو ملی کہ جو وہ ہمیشہ اپنی انگلی میں پہن کر رکھتے تھے۔ اس داستان کے ردّ پر واضح ترین آخری حدیث ہے کہ جیسے محمد بن مسلمؒ نے حضرت امام صادقؑ سے نقل کیا ہے۔ محمد بن مسلمؒ ایسی شخصیت ہیں کہ ماہرین علم رجال اور راویوں کے بارے میں تحقیق کرنے والے شیعہ محققین نے ان کی بہت زیادہ تعریف کی ہے، وہ ان چار میں سب سے پہلے ہیں جن کی اوتاد الارض اور اعلام الدین کے عنوان سے تعریف ہوئی ہے۔ ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

وَكَانَ مِنْ اَوْثَقِ النَّاسِ

"وہ لوگوں میں سے سب سے باوثوق شخص ہیں۔"۞

اس حدیث میں محمد بن مسلم کہتے ہیں: میں نے حضرت امام صادقؑ کی خدمت

۞ قاموس الرجال، محقق شوشتری، ج:9، ص:572-582

میں عرض کیا: میں نے سنا ہے کہ کربلا میں حضرت امام حسینؑ کی انگوٹھی بھی لوٹ لی گئی تھی؟

حضرت امام صادقؑ نے بڑی صراحت سے اس بات کا انکار کرتے ہوئے فرمایا:

ایسا نہیں ہے کہ جیسا کہتے ہیں۔ ہم نے اپنی کتاب ''تحریف شناسی عاشورا اور زندگانی امام حسینؑ'' میں افسانۂ شتربان کے بارے میں بڑی تفصیل سے گفتگو کی ہے اور اس کے من گھڑت ہونے پر بڑی وضاحت کے ساتھ دلائل و مدارک بیان کیے ہیں جبکہ یہاں پر اس کا تھوڑا سا خلاصہ بیان کیا ہے۔ تفصیل کے لیے مذکورہ بالا کتاب کی طرف رجوع کریں۔

شیخ صدوقؒ کا شمار ان شیعہ دانشور محدثین میں ہوتا ہے جو سہو النبی کے قائل تھے (البتہ سہو کی کیفیت و کمیت کے بارے میں اپنی جگہ پر بحث ہوئی ہے) جیسا کہ اس حدیث اور اس کے بعد والے حصے سے صاف پتہ چلتا ہے۔ گویا کہ جناب شیخ صدوقؒ کی مذکورہ کتاب (ابطال الغلو والتفویض) کے علاوہ اس موضوع پر کتابیں یا کتاب کا جواب ناپید ہے جیسا ان کی مذکورہ بالا کتاب اور مقتل الحسینؑ کی کوئی خبر نہیں ہے۔ البتہ جناب شیخ صدوقؒ سے قبل اور ان کے بعد کچھ دیگر بزرگ علماء بھی ان کے ہم عقیدہ تھے، جیسا کہ مشہور و معروف دانشور اور محقق جناب مرحوم شوشتری کا شمار ان میں سے ہوتا ہے۔ انہوں نے ''سہو النبی'' پر ایک مستقل کتابچہ تحریر کیا ہے جو ان کی کتاب ''قاموس الرجال'' کی پہلی اشاعت میں جلد نمبر 11 کے ہمراہ ضمیمہ کی صورت میں شائع ہوا ہے۔

یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ موردِ بحث حدیث اور اسی طرح امام حسین علیہ السلام کی انگوٹھی اور افسانۂ شتربان جیسی حدیثوں سے صاف واضح ہوتا ہے کہ تاریخ عاشورہ کے اندر تحریفات کا سلسلہ عہد قدیم سے ہے اور آئمہ معصومین علیہم السلام نے جہاں تک ہو سکا ان کا مقابلہ کیا ہے۔

پانچویں فصل

شہادت کے بعد

کہاں کی جنگ کہاں جا کے سر ہوئی ہے کہ اب
تمام عالم خیر و خبر حسینؑ کا ہے

شہادتِ حسینؑ سے روحِ نبویؐ کا رنجیدہ ہونا

عَنِ الصَّادِقِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ آبَائِهِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ اُمَّ سَلَمَةَ اَنَّهَا اَصْبَحَتْ يَوْمًا تَبْكِي، فَقِيلَ لَهُ: مَالَكِ؟ فَقَالَتْ: لَقَدْ قُتِلَ ابْنِي الْحُسَيْنُ وَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ مُنْذُ مَاتَ اِلَّا اللَّيْلَةَ، فَقُلْتُ: بِاَبِي اَنْتَ وَاُمِّي، مَالِي اَرَاكَ شَاحِباً فَقَالَ: لَمْ اَزَلْ مُنْذُ اللَّيْلَةِ اَحْفِرُ قَبْرَ الْحُسَيْنِ وَقُبُوْرَ اَصْحَابِهِ ۞

''حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والدِ گرامی اور اجدادؑ سے اور وہ جناب ام سلمہؓ سے نقل کرتے ہیں: وہ ایک دن روتی ہوئیں نیند سے بیدار ہوئیں، ان سے پوچھا گیا کہ آپ کو کیا ہوا ہے؟ تو انہوں نے کہا: میرے بیٹے حسینؑ قتل ہو گئے ہیں، میں نے رسولِ خداؐ کی رحلت کے بعد سے انہیں کبھی نہیں دیکھا۔

۞ امالی، شیخ صدوق، ص:202

آج رات میں نے انہیں دیکھا تو عرض کیا: (حضورؐ) میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، کیا ہوا ہے کہ میں آپ کو مرجھایا ہوا اور پریشان حال دیکھ رہی ہوں؟

انہوں نے فرمایا: میں نے گذشتہ رات صبح تک حسینؑ اور ان کے اصحاب کے لیے قبریں کھودی ہیں۔"

شہادتِ حسینؑ پر آسمان کا گریہ کرنا

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الْحَلَبِي عَنْ اَبِي عَبْدِاللّٰهِ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: "فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ" (سورۂ دخان، آیت 29) قَالَ: لَمْ تَبْكِ السَّمَآءُ عَلَى اَحَدٍ قَبْلَ قَتْلِ يَحْيَى بْنَ زَكَرِيَّا حَتّٰى قُتِلَ الْحُسَيْنُ فَبَكَتْ عَلَيْهِ۔ (کتاب النبوۃ، شیخ صدوق: 237)

"محمد بن حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں: آیہ شریفہ "آسمانوں اور زمین نے ان پر گریہ نہ کیا۔" کی تفسیر میں انہوں نے فرمایا:

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے قتل سے پہلے آسمان نے کسی پر گریہ نہ کیا تھا اور نہ ہی ان کے قتل کے بعد گریہ کیا۔ جب حضرت امام حسین علیہ السلام قتل ہوئے تو پھر ان پر گریہ کیا۔"

عَنْ جَابِرٍ، عَنْ اَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: اِنَّ عَاقِرَ نَاقَةِ صَالِحٍ كَانَ اَزْرَقَ اِبْنَ بَغِيٍّ، وَكَانَتْ ثَمُوْدُ تَقُوْلُ: مَا نَعْرِفُ لَهُ فِيْنَا اَبًا وَلَا نَسَبًا وَاِنَّ قَاتِلَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَام اِبْنُ بَغِيٍّ، وَاِنَّهُ لَمْ يَقْتُلِ الْاَنْبِيَاءَ وَلَا اَوْلَادَ الْاَنْبِيَاءِ اِلَّا اَوْلَادُ

الْبَغَايَا۔ وَقَالَ: فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَجَلَّ ذِكْرُهُ، لَمْ نَجْعَلْ لَهُ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا لَمْ يَكُنْ لَهُ سَمِيٌّ قَبْلَهُ وَالْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ لَمْ يَكُنْ لَهُ سَمِيٌّ قَبْلَهُ، وَبَكَتِ السَّمَاءُ عَلَيْهِمَا اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا وَكَذٰلِكَ بَكَتِ الشَّمْسُ عَلَيْهِمَا، وَبُكَاؤُهَا اَنْ تَطْلَعَ حَمْرَاءَ وَتَغِيْبَ حَمْرَاءَ (کتاب النبوۃ، شیخ صدوق، ص: 236-237)

"حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

ناقۂ صالح کی کونچیں کاٹنے والا شخص نیلی آنکھوں والا، کینہ توز اور زنازادہ تھا۔ قوم ثمود کے لوگ کہتے تھے کہ ہم (اپنے درمیان میں) نہ تو اس کے باپ کو پہچانتے ہیں اور نہ ہی اس کے حسب ونسب سے آگاہ ہیں۔ امام حسینؑ کا قاتل بھی حرام زادہ تھا، کیونکہ انبیاء اور اولادِ انبیاء کو زنازادوں کے علاوہ کوئی اور قتل نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کہ "ہم نے اس سے پہلے ان کا ہم نام کوئی نہیں بنایا" کی تفسیر میں حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

اس سے مراد حضرت یحییٰؑ ہیں کہ ان سے قبل ان کا ہم نام کوئی بھی نہیں تھا، اور حضرت امام حسینؑ بھی ہیں کہ ان سے پہلے کسی کا نام "حسینؑ" نہ رکھا گیا تھا۔

آسمان نے ان دونوں (حضرت یحییٰ اور حضرت امام حسین علیہما السلام) پر چالیس روز تک گریہ کیا، اسی طرح سورج نے بھی ان دونوں پر گریہ کیا۔ سورج کا رونا یوں تھا کہ وہ سرخ رنگ میں طلوع کرتا اور سرخ رنگ میں ہی غروب ہوتا۔"

شہادتِ حسینؑ پر جنوں کا سوگوار ہونا

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجَةِ النَّبِی قَالَتْ: مَا سَمِعْتُ نَوْحَ الْجِنِّ مُنْذُ قُبِضَ النَّبِیُّ اِلَّا اللَّيْلَةَ، وَلَا اَرَانِیْ اِلَّا وَقَدْ اُصِبْتُ بِابْنِیْ

قَالَتْ: وَجَاءَ تِ الْجِنِّيَّةُ مِنْهُمْ تَقُوْلُ:

اَلَا يَا عَيْنُ فَانْهَمِلِی بِجُهْدٍ
فَمَنْ يَبْكِیْ عَلَى الشُّهَدَاءِ بَعْدِیْ
عَلٰى رَهْطٍ تَقُوْدُهُمُ الْمَنَايَا
اِلٰى مُتَجَبِّرٍ فِی مُلْكِ عَبْدٍ ۞

''زوجۂ پیغمبر حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے کہ وہ کہتی ہیں:

جب سے رسولِ خدا نے رحلت فرمائی، اس دن سے لے کر آج تک میں نے جنوں کا گریہ نہیں سنا۔ مگر یہ کہ میں اپنا بیٹا (امام حسینؑ) اپنے ہاتھ سے کھو بیٹھی۔ (یعنی شہادت حسینؑ پر جنات نے گریہ کیا)

جناب ام سلمہؓ مزید فرماتی ہیں: ان میں سے ایک جنی میرے پاس آئی۔

اور اس نے کہا:

''اے میری آنکھوں کے آسمان اپنی تمام طاقت کے ساتھ برس پڑو پس اس کے بعد شہیدوں پر گریہ کرنے والا کون ہوگا وہ شہید کہ جنہیں موت کے شوق نے کوئی غیر میں چھپے ہوئے یار جبار کی طرف دعوت دی ہے۔''

قَالَ الصَّادِقُ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ جَعْفَرُ بْنِ مُحَمَّدٍ: لَمَّا ضُرِبَ الْحُسَيْنُ

۞ امالی شیخ صدوقؒ، ص: 202-203

بْنُ عَلِیٍّ بِالسَّيْفِ، فَسَقَطَ ثُمَّ ابْتُدِرَ لِيُقْطَعَ رَأْسُهُ، نَادٰى مُنَادٍ مِنْ قِبَلِ رَبِّ الْعِزَّةِ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى مِنْ بُطْنَانِ الْعَرْشِ، فَقَالَ: اَلَا اَيَّتُهَا الْاُمَّةُ [الْمُتَجَبِّرَةُ] الْمُتَحَيِّرَةُ الضَّالَّةُ [الظَّالِمَةُ الْقَاتِلَةُ عِتْرَةَ] بَعْدَ نَبِيِّهَا، لَا وَفَّقَكُمُ اللّٰهُ لِاَضْحٰى وَلَا فِطْرٍ [وَلَا لِصَوْمٍ] ثُمَّ قَالَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ: فَلَا جَرَمَ وَاللّٰهِ مَا وُفِّقُوْا وَلَا يُوَفَّقُوْنَ اَبَدًا حَتّٰى يَقُوْمَ ثَائِرُ الْحُسَيْنِ ۞

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

ان لوگوں نے حضرت امام حسینؑ کو تلوار سے قتل کر کے زمین پر گرا دیا تو پھر وہ ان کا سر جدا کرنے کے لیے آگے بڑھے، اس وقت منادی نے اللہ ربّ العزت کی طرف سے عرشِ الٰہی کے درمیان سے ندا دی۔

خبردار ـــــ!

اے اپنے پیغمبر کے بعد گمراہ شدہ اور پریشان حال امت [خبردار! اے ظالم و ستم گر امت کہ تم اپنے پیغمبر کے خاندان کو قتل کرتے ہوئے] اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو عید قربان و فطر [اور روزہ] کی توفیق نہ دے۔

پھر امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

خدا کی قسم! وہ ہرگز موفق نہیں ہوئے ہیں اور ہرگز موفق نہیں ہوں گے، یہاں تک کہ خونِ حسینؑ کا بدلہ لینے والے (حضرت امام مہدیؑ) قیام کریں گے۔''

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْمَاعِيْلَ الرَّازِیْ، عَنْ اَبِیْ جَعْفَرِ الثَّانِیْ قَالَ:

۞ شیخ صدوق، ص: 232، علل الشرائع، ص: 389، من لا یحضرہ الفقیہ، ج: 2، ص: 89-175

قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ مَا تَقُولُ فِي الْعَامَّةِ فَإِنَّهُ قَدْ رُوِيَ أَنَّهُمْ لَا يُوَفَّقُونَ لِصَوْمٍ؟ فَقَالَ لِي: أَمَا إِنَّهُ قَدْ أُجِيبَتْ دَعْوَةُ الْمَلَكِ فِيهِمْ قَالَ: قُلْتُ وَكَيْفَ ذٰلِكَ جُعِلْتُ فِدَاكَ؟ قَالَ: إِنَّ النَّاسَ لَمَّا قَتَلُوا الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ، أَمَرَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مَلَكًا يُنَادِي: أَيَّتُهَا الْأُمَّةُ الظَّالِمَةُ الْقَاتِلَةُ عِتْرَةَ نَبِيِّهَا، لَا وَفَّقَكُمُ اللّٰهُ لِصَوْمٍ وَفِطْرٍ وَفِي حَدِيثٍ آخَرَ: لِفِطْرٍ وَلَا أَضْحَى ۞

''محمد بن اسماعیل رازی کہتے ہیں:

میں نے حضرت امام تقی الجواد علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں آپ پر قربان جاؤں، آپ اس روایت کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ عامہ کو روزہ رکھنے کی توفیق نہیں ہوتی ہے؟

انہوں نے مجھے فرمایا: یہ اس لیے ہے کہ ان کے بارے میں فرشتے کی بددعا قبول ہوئی ہے۔

رازی کہتے ہیں: میں نے کہا: آپ پر قربان جاؤں، وہ بددعا کیا تھی؟

انہوں نے فرمایا: جب لوگوں نے حسینؑ بن علیؑ کو قتل کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتے سے فرمایا کہ وہ ندا دے: ''اے ظالم و ستم گر امت!

تم نے اپنے پیغمبر کے اہلِ بیتؑ کو قتل کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں عید فطر اور روزے کی توفیق نہ دے۔ ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ عید قربان اور عید فطر (کی توفیق نہ دے)۔

۞ علل الشرائع، شیخ صدوق، ص 389

عَنْ عُمَرِ بْنِ بِشْرٍ الْهَمْدَانِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي إِسْحَاقَ: مَتَى ذَلَّ النَّاسُ؟ قَالَ حِينَ قُتِلَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَادُّعِيَ زِيَادٌ ۞ وَقُتِلَ حُجْرُ بْنُ عَدِيٍّ (کتاب الخصال، شیخ صدوق، ص: 207)

''عمر بن بشر ہمدانی کہتے ہیں: میں نے ابو اسحاق سے کہا: لوگ کب سے ذلیل و خوار ہوئے ہیں؟

اس نے کہا: جب سے حسین بن علی علیہ السلام قتل ہوئے ہیں۔ ابنِ زیاد کا باپ ہونے کا کئی لوگوں نے دعویٰ کیا اور حجر بن عدی مارے گئے۔''

عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ قَالَ: شَهِدْتُ ابْنَ عُمَرَ وَأَتَاهُ رَجُلٌ فَسَأَلَهُ عَنْ دَمِ الْبَعُوضَةِ، فَقَالَ: مِمَّنْ أَنْتَ؟ قَالَ: مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ قَالَ: اُنْظُرُوا إِلَى هٰذَا يَسْأَلُنِي عَنْ دَمِ الْبَعُوضَةِ وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ! وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ يَقُولُ: إِنَّهُمَا رَيْحَانَتَيَّ مِنَ الدُّنْيَا، يَعْنِي الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ۔ (امالی، شیخ صدوق، ص: 207)

''ابن ابی نعم سے نقل ہے کہ وہ کہتا ہے:

میں نے ابن عمر کو دیکھا کہ اس کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے اس سے مچھر کے خون کے بارے میں پوچھا:

اس نے کہا: تم کس شہر سے ہو؟

۞ زیاد بن ابیہ، عبید اللہ بن زیاد کا باپ ہے کہ اس کے باپ کا کوئی اتا پتا نہیں ہے۔ اسے بعض اوقات ''زیاد بن ابیہ'' (اپنے باپ کا بیٹا)، بعض دفعہ ''زیاد بن امہ'' (اپنی ماں کا بیٹا) اور بعض اوقات ''زیاد بن سمیہ'' (سمیہ کا بیٹا) کہا جاتا ہے۔ کچھ دوسرے لوگ اسے کئی اور ناموں سے بھی بلاتے تھے۔ معاویہ نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ اس کے باپ ابو سفیان کا بیٹا اور اس کا بھائی ہے

اس نے کہا: میں عراق سے ہوں۔

اس نے (لوگوں سے مخاطب ہو کر) کہا: اس شخص کو دیکھو کہ مجھ سے مچھر کے خون کے بارے میں پوچھ رہا ہے، درحالانکہ ان لوگوں نے فرزند رسولؐ خدا کو قتل کیا ہے جبکہ میں نے رسولِ خداؐ سے سنا کہ آپؐ نے فرمایا:

وہ دونوں یعنی حسنؑ و حسینؑ اس دنیا کے پھولوں کے دو گلدستے ہیں۔"

سرِ حسینؑ ابنِ زیاد کے دربار میں

عَنْ اَبِیْ نَعِیْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ حَاجِبُ ابْنِ زِیَادٍ: اَنَّهُ لَمَّا جِیْئَ بِرَأْسِ الْحُسَیْنِ اَمَرَ فَوُضِعَ بَیْنَ یَدَیْهِ فِیْ طَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ وَجَعَلَ یَضْرِبُ بِقَضِیْبٍ فِیْ یَدِهٖ عَلٰی ثَنَایَاهُ وَیَقُوْلُ: لَقَدْ اَسْرَعَ الشَّیْبُ اِلَیْكَ یَا اَبَا عَبْدِاللّٰهِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: مَهْ فَاِنِّیْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ یَلْثِمُ حَیْثُ تَضَعُ قَضِیْبَكَ فَقَالَ: یَوْمٌ بِیَوْمِ بَدْرٍ

ثُمَّ اَمَرَ بِعَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ فَغُلَّ وَحُمِلَ مَعَ النِّسْوَةِ وَالسَّبَایَا اِلَی السِّجْنِ وَكُنْتُ مَعَهُمْ، فَمَا مَرَرْنَا بِزُقَاقٍ اِلَّا وَجَدْنَاهُ مُلِئَ رِجَالًا وَنِسَاءً، یَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَیَبْكُوْنَ، فَحُبِسُوْا فِیْ سِجْنٍ وَطُبِّقَ عَلَیْهِمْ

ثُمَّ اِنَّ ابْنَ زِیَادٍ، دَعَا بِعَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ وَالنِّسْوَةِ وَاَحْضَرَ رَأْسَ الْحُسَیْنِ وَكَانَتْ زَیْنَبُ بِنْتُ عَلِیٍّ فِیْهِمْ، فَقَالَ ابْنُ زِیَادٍ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَحَكُمْ وَقَتَلَكُمْ وَاَكْذَبَ اَحَادِیْثَكُمْ

فَقَالَتْ زَیْنَبُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَكْرَمَنَا بِمُحَمَّدٍ وَطَهَّرَنَا تَطْهِیْرًا اِنَّمَا یَفْضَحُ اللّٰهُ الْفَاسِقَ وَیُكَذِّبُ الْفَاجِرَ قَالَ: كَیْفَ رَاَیْتِ صُنْعَ اللّٰهِ بِكُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ؟ قَالَتْ: كُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقَتْلُ فَبَرَزُوْا اِلٰی مَضَاجِعِهِمْ وَسَیَجْمَعُ اللّٰهُ بَیْنَكَ وَبَیْنَهُمْ فَتَتَحَاكَمُوْنَ عِنْدَهُ، فَغَضِبَ ابْنُ زِیَادٍ عَلَیْهَا وَهَمَّ بِهَا، فَسَكَّنَ مِنْهُ عَمْرُو بْنُ حُرَیْثٍ، فَقَالَتْ زَیْنَبُ: یَابْنَ زِیَادٍ، حَسْبُكَ مَا ارْتَكَبْتَ مِنَّا، فَلَقَدْ قَتَلْتَ رِجَالَنَا وَقَطَعْتَ اَصْلَنَا وَاَبَحْتَ حَرِیْمَنَا وَسَبَیْتَ نِسَاءَنَا وَذَرَارِیْنَا، فَاِنْ كَانَ ذٰلِكَ لِاشْتِفَاءٍ فَقَدِ اشْتَفَیْتَ فَاَمَرَ ابْنُ زِیَادٍ بِرَدِّهِمْ اِلَی السِّجْنِ وَبَعَثَ الْبَشَائِرَ اِلَی النَّوَاحِیْ بِقَتْلِ الْحُسَیْنِ ثُمَّ اَمَرَ بِالسَّبَایَا وَرَأْسِ الْحُسَیْنِ فَحُمِلُوْا اِلَی الشَّامِ، فَلَقَدْ حَدَّثَنِیْ جَمَاعَةٌ كَانُوْا خَرَجُوْا فِیْ تِلْكَ الصُّحْبَةِ: اَنَّهُمْ كَانُوْا یَسْمَعُوْنَ بِاللَّیَالِیْ نَوْحَ الْجِنِّ عَلَی الْحُسَیْنِ اِلَی الصَّبَاحِ وَقَالُوْا: فَلَمَّا دَخَلْنَا دِمَشْقَ اُدْخِلَ بِالنِّسَاءِ وَالسَّبَایَا بِالنَّهَارِ مُكَشَّفَاتِ الْوُجُوْهِ، فَقَالَ اَهْلُ الشَّامِ الْجُفَاةُ: مَا رَاَیْنَا سَبَایَا اَحْسَنَ مِنْ هٰؤُلَاءِ فَمَنْ اَنْتُمْ؟ فَقَالَتْ: سُكَیْنَةُ بِنْتُ الْحُسَیْنِ: نَحْنُ سَبَایَا آلِ مُحَمَّدٍ فَاُقِیْمُوْا عَلٰی دَرَجِ الْمَسْجِدِ حَیْثُ یُقَامُ السَّبَایَا وَفِیْهِمْ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ وَهُوَ یَوْمَئِذٍ فَتًی شَابٌّ، فَاَتَاهُمْ شَیْخٌ مِنْ اَشْیَاخِ الشَّامِ، فَقَالَ لَهُمْ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ قَتَلَكُمْ وَاَهْلَكَكُمْ وَقَطَعَ قَرْنَ الْفِتْنَةِ

فَلَمْ يَالِ عَنْ شَتْمِهِمْ، فَلَمَّا انْقَضٰى كَلَامُهُ قَالَ لَهُ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ اَمَا قَرَأْتَ كِتَابَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ؟ قَالَ نَعَمْ۔ قَالَ: اَمَا قَرَأْتَ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿قُلْ لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾؟ ۞قَالَ: بَلٰى قَالَ: فَنَحْنُ اُولٰئِكَ ثُمَّ قَالَ: اَمَا قَرَأْتَ: ﴿وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهُ﴾ ۞قَالَ: بَلٰى فَنَحْنُ هُمْ، قَالَ: فَهَلْ قَرَأْتَ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾ ۞ قَالَ: بَلٰى قَالَ: فَنَحْنُ هُمْ فَرَفَعَ الشَّامِيُّ يَدَهُ اِلَى السَّمَآءِ، ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَتُوْبُ اِلَيْكَ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ أَبْرَأُ اِلَيْكَ مِنْ عَدُوِّ آلِ مُحَمَّدٍ وَ مِنْ قَتَلَةِ اَهْلِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ، لَقَدْ قَرَأْتُ الْقُرْآنَ فَمَا شَعَرْتُ بِهٰذَا قَبْلَ الْيَوْمِ

ثُمَّ اُدْخِلَ نِسَاءُ الْحُسَيْنِ عَلٰى يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، فَصَحْنَ نِسَاءُ آلِ يَزِيْدَ وَ بَنَاتُ مُعَاوِيَةَ وَاَهْلِهِ، وَوَلْوَلْنَ وَأَقَمْنَ الْمَاْتَمَ وَوُضِعَ رَأْسُ الْحُسَيْنِ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَتْ: سُكَيْنَةُ: وَاللّٰهِ مَا رَأَيْتُ أَقْسٰى قَلْبًا مِنْ يَزِيْدَ وَلَا رَأَيْتُ كَافِرًا وَلَا مُشْرِكًا شَرًّا مِنْهُ وَلَا أَجْفٰى مِنْهُ، وَ اَقْبَلَ يَقُوْلُ وَيَنْظُرُ اِلَى الرَّأْسِ:

لَيْتَ اَشْيَاخِيْ بِبَدْرٍ شَهِدُوْا
جَزَعَ الْخَزْرَجِ مِنْ وَقْعِ الْاَسَلْ

۞ سورۂ شوریٰ، آیت:32
۞ سورۂ اسراء، آیت:24
۞ سورہ احزاب، آیت:33

ثُمَّ اَمَرَ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ فَنُصِبَ عَلٰى بَابِ مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَرُوِيَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ عَلِيٍّ، اَنَّهَا قَالَتْ: لَمَّا اُجْلِسْنَا بَيْنَ يَدَيْ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ رَقَّ لَنَا اَوَّلَ شَيْءٍ وَ أَلْطَفَنَا، ثُمَّ اِنَّ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الشَّامِ اَحْمَرَ قَامَ اِلَيْهِ، فَقَالَ: يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، هَبْ لِيْ هٰذِهِ الْجَارِيَةَ، يَعْنِيْنِيْ، كُنْتُ جَارِيَةً وَضِيْئَةً فَاُرْعِبْتُ وَ فَرِقْتُ وَظَنَنْتُ اَنَّهُ يَفْعَلُ ذٰلِكَ، فَأَخَذْتُ بِثِيَابِ اُخْتِيْ وَهِيَ اَكْبَرُ مِنِّيْ وَاَعْقَلُ، فَقَالَتْ: كَذَبْتَ وَاللّٰهِ وَلَعِنْتَ، مَا ذَاكَ لَكَ وَلَا لَهُ

فَغَضِبَ يَزِيْدُ فَقَالَ: بَلْ كَذَبْتِ وَاللّٰهِ، لَوْ شِئْتُ لَفَعَلْتُهُ قَالَتْ: لَا وَاللّٰهِ، مَا جَعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ لَكَ، اِلَّا اَنْ تَخْرُجَ مِنْ مِلَّتِنَا وَتَدِيْنَ بِغَيْرِ دِيْنِنَا، فَغَضِبَ يَزِيْدُ، ثُمَّ قَالَ: اِيَّايَ تَسْتَقْبِلِيْنَ بِهٰذَا؟ اِنَّمَا خَرَجَ مِنَ الدِّيْنِ اَبُوْكِ وَأَخُوْكِ۔ فَقَالَتْ: بِدِيْنِ اللّٰهِ وَدِيْنِ أَخِيْ وَأَبِيْ وَجَدِّيْ اهْتَدَيْتَ اَنْتَ وَجَدُّكَ وَاَبُوْكَ قَالَ: كَذِبْتِ يَا عَدُوَّةَ اللّٰهِ قَالَتْ: اَمِيْرٌ يَشْتِمُ ظَالِمًا وَيَقْهَرُ بِسُلْطَانِهِ قَالَتْ: فَكَأَنَّهُ اسْتَحْيٰى فَسَكَتَ فَأَعَادَ الشَّامِيُّ فَقَالَ: يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! هَبْ لِيْ هٰذِهِ الْجَارِيَةَ فَقَالَ لَهُ: أُغْرُبْ، وَهَبَ اللّٰهُ لَكَ حَتْفًا قَاضِيًا (امالی، شیخ صدوق، ص:229-230-231)

''ابونعیم کہتے ہیں کہ ابنِ زیاد کے دربان نے مجھے خبر دی ہے کہ جس وقت حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر ابنِ زیاد کے سامنے لایا گیا تو اس نے حکم دیا کہ اسے طلائی طشت میں رکھ کر لایا جائے۔ اس نے اپنے (نجس) ہاتھ میں پکڑی ہوئی چھڑی

سے امام حسین علیہ السلام کے دندانِ مبارک سے بے ادبی کرنا شروع کی اور کہا:

اے ابا عبداللہ! آپ پر بڑھاپا جلدی آ گیا ہے۔

اس دوران میں ایک شخص نے کہا: (اے ابنِ زیاد!) اپنا ہاتھ روک لو، میں نے رسولِ خداؐ کو بالکل اسی جگہ پر بوسے دیتے ہوئے دیکھا ہے جہاں پر تم اپنی چھڑی سے مار رہے ہو۔

ابنِ زیاد نے کہا: آج یہ روزِ بدر کے عوض میں ہے۔

پھر اس نے حکم دیا کہ علی بن حسینؑ (حضرت امام سجادؑ) کو زنجیر پہنائے جائیں اور مخدرات کے ہمراہ زندان میں لے گئے۔

راوی کہتا ہے: میں ان کے ساتھ تھا۔ ہم جس گلی کوچے سے بھی گذرے وہاں پر مردوں اور عورتوں کا ہجوم موجود جو اپنے چہروں پر پیٹ رہے تھے اور رو رہے تھے۔ پس انہیں زندان میں ڈالنے کے بعد ان زندان کا دروازہ بند کر دیا گیا۔

تھوڑی دیر کے بعد ابنِ زیاد نے علیؑ بن حسینؑ کو خواتین کے ہمراہ طلب کیا کہ زینب بنت علیؑ بھی ان میں تھیں۔

ابن زیاد نے کہا: حمد ہے اس خدا کے لیے جس نے آپ لوگوں کو رسوا اور قتل کیا۔ نیز تمہاری احادیث کے جھوٹا ہونے کو آشکار کیا۔

حضرت زینب علیہا السلام نے جواب دیا: سب تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں کہ جس نے ہمیں محمدؐ کے ساتھ عزت بخشی اور ہمیں پاک و پاکیزہ رکھا۔ اس میں شک نہیں ہے کہ خدا فاسق کو رسوا اور فاجر کے جھوٹ کو آشکار کرتا ہے، جبکہ ہم فسق و فجور سے منزّہ و مبرا ہیں۔

ابنِ زیاد نے کہا: تم نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ اہلِ بیتؑ کے ساتھ کیا ہے؟

حضرت زینب علیہا السلام نے جواب دیا: قتل ہونا ان کی تقدیر میں تھا اور وہ اپنی آرام گاہ کی طرف چلے گئے، عنقریب اللہ تعالیٰ انہیں اور تمہیں اکٹھا کرے گا، پس وہ اپنے سامنے تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا۔

یہی وہ مقام تھا جب ابنِ زیاد ان پر غصے میں آیا اور غضب ناک ہوا۔ لیکن عمرو بن حریث نے اسے ٹھنڈا کیا۔ حضرت زینب علیہا السلام نے دوبارہ اپنی گفتگو شروع کی اور فرمایا:

اے ابنِ زیاد! جو کچھ تو نے ہمارے ساتھ سلوک کیا، وہ تمہیں کافی ہے۔ تو نے ہمارے مردوں کو قتل کیا، ہماری جڑیں کاٹ دیں۔ ہماری حرمت پامال کی اور ہماری عورتوں اور ہمارے بچوں کو قیدی بنایا، اگر تم نے یہ سارا کچھ اس لیے کیا تھا کہ اپنے دل کو ٹھنڈا کرو تو وہ تم نے کر لیا ہے۔

ابنِ زیاد نے حکم دیا کہ انہیں واپس زندان میں لے جائیں اور کچھ افراد کو قتلِ حسینؑ کی خوشخبری دینے کے لیے اطراف و اکناف میں بھیجا، پھر اس نے حکم دیا کہ اسیروں کو امام حسین علیہ السلام کے سر کے ہمراہ شام لے جائیں۔

(راوی کہتا ہے) وہ افراد جو اس سفر میں ان کے ہمراہ تھے، انہوں نے مجھے بتایا کہ ہم نے ہر شام سے صبح تک امام حسین علیہ السلام پر جنوں کا گریہ سنا ہے اور کہا کہ جب ہم دمشق پہنچے تو ظالموں نے عورتوں اور اسیروں کو ننگے چہروں کے ساتھ دوپہر کے وقت شہر میں داخل کیا۔ شام کے ستم پرور لوگوں نے کہا: ہم نے آج تک ان سے[1] زیادہ خوبصورت قیدی نہیں دیکھے ہیں، آپ لوگ کون ہیں؟

سکینہؑ بنت حسینؑ نے فرمایا: ہم آلِ محمدؐ ہیں ہمیں اسیر بنایا گیا ہے۔

انھیں مسجد کی سیڑھیوں کے پاس قیدیوں کی جگہ پر روکا گیا، علی بن حسینؑ جو اُن دنوں عالمِ شباب میں تھے وہ بھی ان کے درمیان میں تھے، ایک بوڑھا شامی آگے بڑھا اور ان سے کہا: حمد ہے خدا کی کہ جس نے آپ لوگوں کو قتل کیا اور نابود کیا اور فتنہ کو ختم کیا۔ اس نے انہیں گالی گلوچ دینے سے ذرا بھی دریغ نہ کیا۔

جب اس کی گفتگو ختم ہوئی تو علی بن حسینؑ (امام سجاد علیہ السلام) نے اُس سے کہا: کیا تم نے اللہ عزوجل کی کتاب (قرآن مجید) پڑھی ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔

امام نے اس سے پوچھا: کیا تم نے یہ آیہ کریمہ: ''کہ میں تم سے اس تبلیغ رسالت کا کوئی اجر نہیں چاہتا علاوہ اس کے کہ میرے اقربا سے محبت کرو۔'' پڑھی ہے؟

بوڑھے نے کہا: ہاں!

امامؑ نے فرمایا: ہم وہی (رسولِ خداؐ کے اقرباء) ہیں۔

امام نے پھر فرمایا: کیا تم نے یہ آیہ کریمہ: ''کہ اقرباء کا حق ادا کرو۔'' پڑھی ہے؟ اس نے کہا: ہاں!

امامؑ نے فرمایا: وہ (اقربا) ہم ہی ہیں۔

امام علیہ السلام نے پوچھا: کیا تم نے یہ آیہ کریمہ ''بس اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ اے اہلِ بیتؑ! کہ تم سے ہر برائی کو دور رکھے اور اس طرح پاک و پاکیزہ رکھے جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے۔'' پڑھی ہے؟

اس بوڑھے نے کہا: ہاں!

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا: ہم وہی ہیں۔

اس بوڑھے شامی نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور پھر کہا: اے میرے معبود! میں آپ کی طرف پلٹ آیا ہوں، اس جملے کا تین بار تکرار کیا اور مزید کہا: اے میرے پروردگار! میں آلِ محمدؐ کے دشمن اور اہلِ بیتِ محمدؐ کو قتل کرنے والوں سے بیزار ہوں۔ میں نے قرآن پڑھا تو تھا لیکن آج تک یہ معنی نہیں سمجھا تھا۔

پھر امام حسین علیہ السلام کی خواتین کو یزید کے سامنے لائے۔ آلِ یزید کی عورتوں اور معاویہ کی لڑکیوں نے واویلا کیا۔ چیخ و پکار نیز ماتم برپا کیا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کا سَر یزید کے سامنے رکھا گیا۔ جناب سکینہؑ نے کہا: خدا کی قسم! میں نے یزید سے سنگ دل کوئی شخص نہیں دیکھا اور ہرگز یہ بھی نہیں دیکھا کہ کوئی کافر یا مشرک یزید سے زیادہ شریر اور جفا کار ہو۔ یزید حضرت امام حسین علیہ السلام کے سر کو دیکھ کر کہنے لگا:

''اے کاش! میرے خاندان کے وہ بزرگان جو جنگِ بدر میں قتل ہوئے، آج یہاں پر ہوتے، تاکہ (میری) تلوار کی مار سے خزرج کے بزرگوں کو روتا ہوا دیکھتے۔''

اس کے بعد یزید نے حکم دیا، امام حسین علیہ السلام کا سَر مسجد دمشق کے دروازے پر لٹکایا جائے۔ فاطمہ بنت علیؑ سے روایت ہے کہ جس وقت انہوں نے ہمیں یزید بن معاویہ کے سامنے بٹھایا تو پہلے اس نے ہمارے ساتھ نرمی اور مہربانی کا مظاہرہ کیا۔ پھر ایک سرخ فام کا شامی اس کی طرف گیا اور کہا: اے امیر المومنینؑ! یہ لڑکی مجھے بخش دو، اس کی مراد میں تھی، میں خوف زدہ ہوئی اور ڈر گئی، میں نے گمان کیا کہ وہ یہ کام کرے گا، اسی وجہ سے میں نے اپنی بڑی بہن کا لباس مضبوطی سے پکڑ لیا جو مجھ سے بڑی اور

عاقل تر تھی۔

میری بہن نے یزید سے کہا: خدا کی قسم، تو نے جھوٹ کہا ہے، تیرے اوپر لعنت ہو، اس کام کی نہ تجھے جرأت ہے اور نہ اِسے۔

یزید (لعین) نے غصے میں آ کر کہا: نہیں، خدا کی قسم! تم نے جھوٹ کہا ہے۔ اگر میں چاہوں تو یہ کام کرسکتا ہوں۔

میری بہن نے کہا: نہیں، خدا کی قسم! اللہ نے تمہیں اس کام کی اجازت نہیں دی ہے مگر یہ کہ ہمارے دین سے نکل کر کسی اور دین میں داخل ہو جاؤ۔ یزید کو پھر غصہ آیا اور اس نے کہا: میرے سامنے کھڑی ہو کر یوں بات کر رہی ہو؟ تمہارا باپ اور بھائی دین سے خارج ہوئے ہیں۔

میری بہن نے کہا: یہ خدا اور میرے بھائی میرے باپ اور جدّ کا دین ہے کہ جس پر تو، تیرا دادا اور تیرا باپ چلے ہیں۔

یزید نے کہا: اے دشمنِ خدا، تم نے جھوٹ کہا ہے۔

میری بہن نے کہا: کیا کوئی حکمران ظلم سے دُشنام دیتا ہے اور اپنی سلطنت پر عتاب نازل کرتا ہے۔

فاطمہ بنت علیؑ کہتی ہیں: گویا یزید شرمندہ ہوا اور خاموش ہوگیا۔ لیکن وہ شامی شخص دوبارہ آیا اور پھر کہا: اے امیر المومنین! یہ لڑکی مجھے بخش دو۔ یزید نے اس سے کہا: یہاں سے دُور ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ تجھے یقینی موت سے دوچار کرے۔

یزید بن معاویہ کے دربار کا رنگ

عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ الرِّضَا يَقُوْلُ: لَمَّا حُمِلَ رَأْسُ الْحُسَيْنِ إِلَى الشَّامِ أَمَرَ يَزِيْدُ لَعَنَهُ اللّٰهُ فَوُضِعَ وَنُصِبَتْ عَلَيْهِ مَائِدَةٌ، فَأَقْبَلَ هُوَ وَ أَصْحَابُهُ يَأْكُلُوْنَ وَيَشْرَبُوْنَ الْفُقَّاعَ، فَلَمَّا فَرَغُوا أَمَرَ بِالرَّأْسِ فَوُضِعَ فِي طَسْتٍ تَحْتَ سَرِيْرِهِ وَ بُسِطَ عَلَيْهِ رُقْعَةُ الشِّطْرَنْجِ وَ جَلَسَ يَزِيْدُ لَعَنَهُ اللّٰهُ يَلْعَبُ بِالشِّطْرَنْجِ وَ يَذْكُرُ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ وَأَبَاهُ وَجَدَّهُ وَيَسْتَهْزِئُ بِذِكْرِهِمْ، فَمَتٰى قَامَرَ صَاحِبَهُ تَنَاوَلَ الْفُقَّاعَ، فَشَرِبَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ صَبَّ فَضْلَتَهُ عَلٰى مَا يَلِي الطَّسْتَ مِنَ الْأَرْضِ، فَمَنْ كَانَ مِنْ شِيْعَتِنَا فَلْيَتَوَرَّعْ عَنْ شُرْبِ الْفُقَّاعِ وَاللَّعِبِ بِالشِّطْرَنْجِ وَمَنْ نَظَرَ إِلَى الْفُقَّاعِ أَوْ إِلَى الشِّطْرَنْجِ فَلْيَذْكُرِ الْحُسَيْنَ وَلْيَلْعَنْ يَزِيْدَ وَ آلَ زِيَادٍ، يَمْحُو اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِذٰلِكَ ذُنُوْبَهُ وَلَوْ كَانَتْ بِعَدَدِ النُّجُوْمِ۞

''فضل بن شاذان سے منقول ہے وہ کہتے ہیں: میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سنا کہ انہوں نے فرمایا: جس وقت امام حسین علیہ السلام کا سر شام کی طرف لے جایا گیا تو یزید لعنۃ اللہ علیہ نے حکم دیا کہ یہ سر اس کے سامنے رکھا جائے۔ یزید کے لیے دسترخوان سجایا گیا تھا۔ چنانچہ یزید اور اس کے ساتھیوں نے کھانا کھایا، جو کی

۞ من لا یحضرہ الفقیہ، شیخ صدوق، ج:4، ص:419، عیون اخبار الرضا، ج:2، ص:22-23 کتاب المواعظ، ص:131-132

شراب پی۔ جب وہ کھانے پینے سے فارغ ہو گیا تو اس کے حکم سے سر (حسینؑ) کو طشت میں لا کر اس کے تخت کے نیچے رکھا گیا۔ اُس نے اس تخت کے اوپر شطرنج کی بساط پھیلائی۔ وہ (لعین) اس پر بیٹھا شطرنج کھیلتا رہا اور حسین بن علیؑ، ان کے پدر بزرگوار اور جدِ امجد (رسول خداؐ) کے بارے میں باتیں کر کر کے مسخرے کرتا رہا۔ جب وہ اپنے حریف سے بازی جیت جاتا تو جو سے تیار شدہ شراب ہاتھ میں لیتا اور اسے تین بار پیتا، باقی بچی ہوئی شراب کو طشت کے اردگرد زمین پر گرا دیتا۔

لہٰذا جو کوئی بھی ہمارا شیعہ ہے وہ شراب نوشی اور شطرنج بازی سے پرہیز کرے، جس کسی کی بھی نگاہ جَو کی شراب اور شطرنج پر پڑے وہ امام حسین علیہ السلام کو یاد کرے اور یزید وآل زیاد پر لعنت بھیجے۔ ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف کر دے گا خواہ وہ ستاروں کی تعداد کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔

عَنْ عَبْدِ السَّلَامِ بْنِ صَالِحِ الْهَرَوِي، قَالَ: سَمِعْتُ اَبَا الْحَسَنِ عَلِيَّ بْنَ مُوْسَى الرِّضَا يَقُوْلُ: اَوَّلُ مَنِ اتُّخِذَ لَهُ الْفُقَّاعُ فِي الْإِسْلَامِ بِالشَّامِ يَزِيْدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ لَعَنَهُ اللهُ، فَاحْضَرَ وَهُوَ عَلَى الْمَائِدَةِ وَقَدْ نَصَبَهَا عَلَى رَأْسِ الْحُسَيْنِ فَجَعَلَ يَشْرِبُهُ وَيَسْقِي اَصْحَابَهُ وَيَقُوْلُ لَعَنَهُ اللهُ: اِشْرِبُوْا! فَهٰذَا شَرَابٌ مُبَارَكٌ وَلَوْ لَمْ يَكُنْ مِنْ بَرَكَتِهِ اِلَّا اَنَا اَوَّلُ مَا تَنَاوَلْنَاهُ وَ رَأْسُ عَدُوِّنَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَ مَائِدَتُنَا مَنْصُوْبَةٌ عَلَيْهِ وَ نَحْنُ نَاْكُلُهُ وَ نُفُوْسُنَا سَاكِنَةٌ وَ قُلُوْبُنَا مُطْمَئِنَّةٌ

فَمَنْ كَانَ مِنْ شِيْعَتِنَا فَلْيَتَوَرَّعْ عَنْ شُرْبِ الْفُقَّاعِ، فَاِنَّهُ مِنْ

شَرَابِ اَعْدَائِنَا، فَاِنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ مِنَّا وَلَقَدْ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ آبَائِهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ: لَا تَلْبِسُوْا لِبَاسَ اَعْدَائِيْ وَلَا تَطْعَمُوْا مَطَاعِمَ اَعْدَائِيْ وَلَا تَسْلُكُوْا مَسَالِكَ اَعْدَائِيْ، فَتَكُوْنُوْا اَعْدَائِيْ كَمَا هُمْ اَعْدَائِيْ ۞

"عبدالسلام بن صالح ہروی سے نقل ہے کہ وہ کہتے ہیں: میں نے ابوالحسن علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام سے سنا کہ انہوں نے فرمایا:

دنیائے اسلام میں جس کے لیے سب سے پہلے جَو کی شراب بنائی گئی وہ شام میں یزید بن معاویہ لعنۃ اللہ تھا۔ جس وقت یہ شراب اس کے لیے لائے تو وہ ایسے دسترخوان پر بیٹھا ہوا تھا جو امام حسین علیہ السلام کے سر کے سامنے بچھا ہوا تھا۔ وہ اسے لگاتار پیتا اور اپنے دوستوں سے کہتا: اسے نوش کرو، کیونکہ یہ مبارک شراب ہے۔ اس کے بابرکت ہونے کے لیے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ میں سب سے پہلا شخص ہوں جو اسے پی رہا ہوں، درحالانکہ میرے دشمن کا سر میرے سامنے ہے اور ہمارا دسترخوان اس کے اوپر لگا ہوا ہے، ہم اسے ایسی حالت میں پی رہے ہیں کہ ہماری جان آسودہ حال اور ہمارے دل مطمئن ہیں۔

حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں:

پس جو کوئی بھی ہمارا پیرو ہے اس پر لازم ہے کہ جَو کی شراب سے اجتناب کرے، کیونکہ وہ ہمارے دشمنوں کی شراب ہے اور جو کوئی بھی اس سے پرہیز نہ کرے وہ ہم سے نہیں ہے۔ میرے پدر بزرگوار اپنے والدِ گرامی سے اور وہ اپنے آباء و اجداد

۞ عیون اخبار الرضا، شیخ صدوقؒ، ص:33، ج:2

سے اور وہ حضرت علی علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ حضرتؑ نے فرمایا: رسولؐ خدا کا فرمان ہے:

ہمارے دشمنوں کا (سا) لباس نہ پہنو، ہمارے دشمنوں کی (سی) غذا نہ کھاؤ اور ہمارے دشمنوں کی (سی) راہ ورسم پر نہ چلو، ورنہ تم بھی ہمارے دشمن ہو جاؤ گے جیسا کہ وہ ہمارے دشمن ہیں۔"

آلِ رسولؐ شام کے زندان میں

عَنِ الْحَارِثِ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ عَلِيٍّ: ثُمَّ اِنَّ يَزِيْدَ اَمَرَ بِنِسَاءِ الْحُسَيْنِ فَحُبِسَ مَعَ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ فِيْ مَحْبِسٍ لَا يُكِنُّهُمْ مِنْ حَرٍّ وَلَا قَرٍّ حَتَّى تَقَشَّرَتْ وُجُوْهُهُمْ۔ وَلَمْ يُرْفَعْ بِبَيْتِ الْمَقْدِسِ حَجَرٌ عَنْ وَجْهِ الْاَرْضِ اِلَّا وُجِدَ تَحْتَهُ دَمٌ عَبِيْطٌ۔ وَاَبْصَرَ النَّاسُ الشَّمْسَ عَلَى الْحِيْطَانِ حَمْرَاءَ كَاَنَّهَا الْمَلَاحِفُ الْمُعَصْفَرَةُ، اِلَى اَنْ خَرَجَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بِالنِّسْوَةِ وَرَدَّ رَأْسَ الْحُسَيْنِ اِلَى كَرْبَلَاءَ (الامالی، شیخ صدوق، ص: 231-232)

"حارث بن کعب، فاطمہ بنت علیؑ سے نقل کرتے ہیں:

یزید کے حکم سے امام حسینؑ کی خواتین کو (امام سجادؑ) علی بن حسینؑ کے ساتھ زندان میں بند کر دیا وہ زندان اس طرح سے تھا کہ انہیں گرمی وسردی سے نہیں بچا سکتا تھا، یہاں تک کہ ان کے چہروں کی جلد چھل چکی تھی۔ (اس دوران) بیت المقدس میں جو پتھر بھی زمین سے اُٹھایا جاتا اس کے نیچے سے تازہ خون دیکھا جاتا۔ لوگ اپنی

دیواروں پر آفتاب کو اس قدر سرخ دیکھتے گویا کہ ان پر سرخ رنگ کی چادر تانی گئی ہو۔ یہ صورت حال اس وقت ختم ہوئی جب علی بن حسینؑ (امام سجاد علیہ السلام) خواتین کے ساتھ وہاں سے نکلے اور امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک واپس کربلا پلٹایا گیا۔"

پسرانِ مسلمؑ کی داستان

حمران بن اعین کوفہ کے ایک بوڑھے شخص ابو محمد سے نقل کرتا ہے کہ جس وقت حسین بن علیؑ شہید ہو گئے تو ان کے لشکر میں سے دو بچے بھی قیدی بنائے گئے۔

ان دونوں کو ابنِ زیاد کے پاس لایا گیا۔ اس نے اپنے ایک محافظ کو بلایا اور کہا: ان دونوں بچوں کو لے جاؤ، انھیں اچھی غذا مت دینا، انھیں ٹھنڈا پانی مت پلانا اور زندان میں ان پر سختی کرنا۔ وہ بچے دن کو روزہ رکھتے تھے، جب رات کی تاریکی چھا جاتی تو زندان بان ان کے لیے جَو کی دو روٹیاں اور ایک جگ پانی لا دیتا۔

چونکہ ان کی قید لمبی ہوگئی اور انہیں وہاں پر ایک سال کا عرصہ بیت گیا، چنانچہ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: میرے بھائی! ہمیں یہاں زندان میں رہتے ہوئے طویل عرصہ گذر چکا ہے، ہماری زندگیاں برباد ہو رہی ہیں۔ جب وہ بوڑھا مرد آئے تو ہم اسے اپنے مقام ومرتبہ سے آگاہ کریں اور اسے بتائیں کہ ہمارا تعلق خاندانِ محمدؐ سے ہے۔ شاید وہ ہمارے لیے بہتر کھانا لائے اور پانی میں اضافہ کرے۔ جب رات چھا گئی تو وہ بوڑھا شخص حسبِ معمول جَو کی دو روٹیاں اور پانی کا جگ لے کر ان کے پاس آیا۔ چھوٹے شہزادے نے اس سے کہا: اے بوڑھے شخص! کیا تم محمدؐ کو جانتے ہو؟

اس نے جواب دیا: میں محمدؐ کو کیونکر نہ پہچانوں، وہ تو میرے پیغمبرؐ ہیں۔

اس نے کہا: کیا جعفر بن ابی طالبؑ کو بھی جانتے ہو؟

اس نے جواب دیا: جعفرؑ کو کیسے نہیں جانتا ہوں، کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دو پَر دیے ہیں، تاکہ وہ جہاں چاہیں فرشتوں کے ہمراہ پرواز کریں۔

اس نے کہا: کیا علیؑ بن ابی طالبؑ کو بھی جانتے ہو؟

اس نے جواب دیا: علیؑ کو کیوں کر نہ پہچانوں، وہ میرے پیغمبر کے چچازاد ہیں۔

چھوٹے بھائی نے کہا: اے بوڑھے شخص! ہم آپ کے پیغمبر محمدؐ کے خاندان سے ہیں۔ ہم مسلم بن عقیل بن ابی طالبؑ کے بیٹے ہیں کہ جو اب تمہاری قید میں ہیں۔ ہم تم سے اچھا کھانا مانگتے ہیں لیکن تم ہمیں نہیں دیتے، ہم ٹھنڈے پانی کا مطالبہ کرتے ہیں اور تم ہمیں اس سے محروم رکھتے ہو، تم نے ہمارے اوپر قید کو سخت کر دیا ہے۔

اس بوڑھے شخص نے جب انھیں پہچانا تو ان کے پاؤں میں گر گیا، بوسے دیے اور کہا: میری جان آپ کی جانوں پر قربان، میرا وجود آپ کے وجود مبارک کے لیے محافظ، اے برگزیدہ رسولِ خدا کی عترت! یہ زندان کا دروازہ آپ کے لیے کھلا ہے، جہاں چاہیں چلیں جائیں۔ جب رات کی تاریکی ہر جگہ پر چھا گئی تو دو روٹیاں اور ایک جگ پانی لے کر ان کے پاس گیا۔ انھیں ایک راستے پر چھوڑا اور کہا: اے میرے پیارو! راتوں میں سفر کریں اور دنوں میں چھپ جائیں۔ اللہ تعالیٰ خود تمہارے کام کو آسان کرے اور تمہیں نجات دے گا۔ ان دونوں نے ایسا ہی کیا۔

وہ رات کی تاریکی میں ایک ایسی بوڑھی عورت کے پاس پہنچے جو اپنے دروازے پر کھڑی تھی۔ انہوں نے اس سے کہا: اے بوڑھی اماں! ہم بچے ہیں اور مسافر ہیں، ہمیں راستہ معلوم نہیں ہے، ہر جگہ رات کی تاریکی چھائی ہوئی ہے، اس رات کی تاریکی

میں ہمیں اپنا مہمان بنالے تاکہ جب سحر ہو جائے تو ہم اپنے سفر پر روانہ ہو جائیں۔ اس بوڑھی عورت نے ان دونوں سے کہا: اے پیارو! تم کون ہو؟ میں نے اپنی زندگی میں ہر طرح کی خوشبو سونگھی ہے، لیکن وہ پاکیزہ خوشبو جو تم سے آ رہی ہے، میں نے آج تک نہیں سونگھی ہے؟ انہوں نے اس بوڑھی سے کہا: ہم آپ کے پیغمبر محمدؐ کے خاندان سے ہیں۔ ہم موت کے ڈر سے ابنِ زیاد کے زندان سے دوڑے ہیں۔

بڑھیا نے کہا: میرے پیارو! میرا داماد ایک کمینہ شخص ہے جو واقعہ عاشورا میں ابن زیاد کے ساتھ تھا، مجھے ڈر ہے کہ اگر وہ تمہیں یہاں پر دیکھے گا تو قتل کر دے گا۔

انہوں نے کہا: ہم یہاں پر صرف آج رات ہی رکیں گے، جب صبح ہوگی تو چلے جائیں گے۔

بڑھیا نے کہا: میں آپ کے لیے کھانا لے کر آتی ہوں، بڑھیا نے انہیں کھانا دیا، کھانا کھانے کے بعد وہ بستر پر سونے کے لیے چلے گئے، چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی سے کہا: بھائی جان!

امید ہے کہ آج کی رات خیریت سے گذرے گی، آئیں، قبل اس کے کہ موت ہمارے درمیان جدائی ڈالے ایک دوسرے کے گلے میں بازو ڈال کر ایک دوسرے کو سینے سے لگائیں اور ایک دوسرے کی خوشبو سونگھیں، انہوں نے ایسا ہی کیا اور ایک دوسرے کو گلے لگا کر سو گئے۔ جب رات کا کچھ حصہ گذرا تو اس بڑھیا کا کمینہ داماد آیا۔ اس نے دروازے پر دستک دی۔

بڑھیا نے پوچھا: کون؟ اس نے اپنا تعارف کروایا۔

بڑھیا نے اس سے پوچھا: تجھے کیا ہوا ہے کہ اس وقت دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے،

تمہیں رات کے اس وقت میں نہیں آنا چاہیے تھا؟

اس نے کہا: تم برباد ہو جاو، قبل اس کے کہ وہ بلا جو میرے سر پر نازل ہوئی ہے میری عقل کو ختم کردے اور میرا پتہ پانی ہو جائے، دروازہ کھولو۔

بڑھیا نے کہا: تم ہلاک ہو جاؤ مجھ پر کون سی مصیبت آن پڑی ہے؟

اس نے کہا: ابن زیاد کی قید سے دو بچے دوڑ گئے ہیں، امیر نے اپنی لشکر گاہ میں اعلان کیا ہے کہ جو کوئی ان بچوں میں سے کسی ایک کا سر لائے گا۔ اسے ایک ہزار اور جو دونوں کا سر لائے گا اسے دو ہزار درہم دوں گا۔ میں نے مشکلات برداشت کی ہیں اور اپنے آپ کو تھکایا ہے لیکن میرے ہاتھ میں کچھ نہیں آیا ہے۔

بوڑھی نے کہا: اس بات سے ڈرو کہ روز قیامت محمدؐ تیرے دشمن ہوں۔ اس نے کہا: تم پر افسوس! سارے لوگ دنیا کے حریص ہیں۔

بوڑھی نے کہا: وہ دنیا جس کے ساتھ آخرت نہ ہو، وہ کس کام کی؟

اس نے کہا: میں دیکھ رہا ہوں کہ تم ان کی حمایت کر رہی ہو، گویا وہ چیز جو امیر کو مطلوب ہے تمہارے پاس ہے۔ اُٹھو! امیر تمہیں بلا رہا ہے۔

بڑھیا نے کہا: اس بیابان میں، میں ایک تنہا عورت ہوں، امیر کو مجھ سے کیا کام ہے۔

اس نے کہا: انہیں تلاش کرنے کے علاوہ میرا کوئی کام نہیں ہے، میرے لیے دروازہ کھولو تا کہ تھوڑی دیر کے لیے آرام کرلوں، جب صبح ہوگی تو پھر سوچوں گا کہ کس راستے کی طرف جاؤں تا کہ انہیں تلاش کرسکوں۔

بڑھیا نے اس کے لیے دروازہ کھولا، اس کے لیے کھانا پانی لائی تا کہ وہ کھائے پیے۔ رات کا کچھ حصہ گذرنے کے بعد اس نے گھر میں دو بچوں کے سانس لینے کی

آواز محسوس کی۔ وہ پاگل اونٹ کی طرح اپنی جگہ سے چھلانگ مار کر اُٹھا اور وحشی گائے کی مانند آواز نکالی۔ اس نے کمرے کی دیوار پر رات کی تاریکی میں ہاتھ مارا تو اس کا ہاتھ چھوٹے شہزادے کے پہلو پر لگا، بچے نے اس سے کہا: تو کون ہے؟

اس نے کہا: میں صاحب خانہ ہوں، تم کون ہو؟ اس وقت چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی کو بلایا اور کہا: اے میرے پیارے!

اُٹھو خدا کی قسم! ہم نے جس چیز سے فرار کیا تھا، اس میں پھنس گئے ہیں۔

اُس شخص نے ان دونوں سے پوچھا: تم کون ہو؟ انہوں نے اس سے کہا: اگر ہم تمہیں سچ سچ بتا دیں تو کیا ہمیں امان دو گے؟

اس نے کہا: ہاں! انہوں نے کہا: خدا کی پناہ اور اس کے رسول کی پناہ؟

اس نے کہا: ہاں! انہوں نے کہا: محمدؐ بن عبداللہ بھی اس پر گواہ ہیں؟

اس نے کہا: ہاں! انہوں نے کہا: جو کچھ ہم کہیں گے خدا بھی اس پر شاہد ہے؟

اس نے کہا: ہاں! بچے بولے: اے شیخ! اب جبکہ تم نے ہمیں پناہ دی ہے تو ہم بتاتے ہیں کہ ہمارا تعلق تمہارے پیغمبر محمدؐ کے خاندان سے ہے، اس خوف سے کہ قتل نہ ہو جائیں۔ ہم ابن زیاد کے دربار سے بھاگ آئے ہیں۔

وہ کہنے لگا: تم موت سے ڈرتے ہو اور موت میں گرفتار ہو گئے ہو۔ خدا کا شکر ہے کہ جس نے مجھے تم لوگوں پر غلبہ دیا ہے، پھر وہ اُٹھا اور ان کے ہاتھ پاؤں باندھ ڈالے۔ انہوں نے وہ رات اسی حالت میں گذاری۔ جب صبح ہوئی تو اس نے اپنے حبشی غلام ''فلیح'' کو بلایا اور اس سے کہا: ان دونوں کو ساتھ لو اور دریائے فرات کے کنارے لے جا کر ان کی گردنوں سے سر کاٹ کر میرے پاس لے آؤ تا کہ میں انہیں

ابنِ زیاد کے پاس لے جاؤں اور اس سے دو ہزار درہم انعام حاصل کروں۔

غلام نے تلوار اُٹھائی، بچوں کو لے کر چلا، خود ان کے آگے آگے چل رہا تھا، کوئی زیادہ دُور نہیں گئے تھے کہ ان میں سے ایک نے کہا: اے غلام! تمہارا رنگ کس قدر رسولِ خداؐ کے مؤذن بلالؓ سے ملتا جلتا ہے۔

غلام نے کہا: مجھے میرے مالک نے کہا ہے کہ آپ کو قتل کروں، آپ کون ہیں؟

انہوں نے کہا: ہمارا تعلق تمہارے پیغمبر محمدؐ کے خاندان سے ہے۔ ہم ابن زیاد کے دربار سے اس لیے دوڑے ہیں کہ کہیں قتل نہ کر دیے جائیں۔ تمہاری بڑھیا (مالکہ) نے ہمیں اپنا مہمان ٹھہرایا اور اب تمہارا مالک ہمیں قتل کرنا چاہتا ہے۔ اس غلام نے جونہی انہیں پہچانا تو ان کے قدموں میں گر گیا۔ انہیں بوسہ دیا اور کہا: میری جان آپ کی زندگیوں پر قربان ہوں۔

اے اولادِ مصطفیٰؐ! خدا کی قسم! ہرگز ایسا کوئی کام نہیں کروں گا کہ جس سے قیامت کے دن میں رسولِ خدا محمد مصطفیٰؐ میرے دشمن ہوں۔ اس نے تلوار دور پھینکی، خود دریائے فرات میں کود گیا اور دوسرے کنارے جا نکلا۔ اس کے مولا نے بلند آواز سے کہا: اے غلام! تم نے میری نافرمانی کی ہے۔

اس نے جواب دیا: جب تک تم نے خدا کی نافرمانی نہیں کی تھی تب تک میں تمہارے حکم پر عمل کرتا تھا، لیکن چونکہ اب تم راہِ خدا سے منحرف ہو گئے ہو لہٰذا میں دنیا و آخرت میں تم سے بے زار ہوں۔

اب اس نے اپنے بیٹے کو بلایا اور کہا: بیٹا! میں نے حلال و حرام دنیا تمہارے لیے اکٹھی کی ہے، دنیا ایسی چیز ہے کہ جس کے لیے حرص بڑھتی ہے، ان دو بچوں کو لو،

دریائے فرات کے کنارے لے جا کر ان کے سرتن سے جدا کرو اور میرے پاس لے آؤ تا کہ ابن زیاد کے پاس لے جاؤں اور دو ہزار درہم انعام حاصل کروں۔

اس کے لڑکے نے تلوار اُٹھائی، بچوں کے آگے آگے روانہ ہوا، ابھی زیادہ دور نہیں گئے تھے کہ ایک بچے نے کہا: اے جوان! میں تمہاری اس جوانی پر آتشِ دوزخ سے بہت ڈرتا ہوں۔

اس نے کہا: آپؑ کون ہیں؟

انہوں نے کہا: ہم تمہارے پیغمبر محمدؐ کے خاندان سے ہیں۔ اب تمہارا باپ ہمیں قتل کرنا چاہتا ہے۔

اس جوان نے جب یہ سنا تو ان بچوں کے پاؤں میں گر گیا، بوسے دیے اور وہی کچھ کہا، جو حبشی غلام نے کیا تھا۔ اس نے بھی تلوار ایک طرف پھینکی اور خود دریائے فرات میں کود گیا۔ اس کے باپ نے پکار کر کہا: اے بیٹا! تم نے میری حکم عدولی کی ہے۔

اس نے جواب دیا: میں خدا کا مطیع ہوں اور میرے لیے تمہاری نافرمانی کرنے سے خدا کی اطاعت کہیں بہتر ہے۔

اس کمینے شخص نے اپنے آپ سے کہا: میرے علاوہ کوئی بھی قتل نہیں کرے گا۔

اس نے تلوار اُٹھائی، بچوں کو لے کر ان کے آگے آگے روانہ ہوا، جب فرات کے کنارے پہنچا تو اپنی تلوار نیام سے نکالی، جب بچوں کی نگاہیں اس تلوار پر پڑیں تو وہ ڈر گئے اور گریہ کرنے لگے۔

انہوں نے اس سے کہا: اے شیخ!

ہمیں بردہ فروشوں کے بازار میں لے جا کر فروخت کر دے اور ہماری قیمت

سے استفادہ کرا ایسا نہ کر کہ کل قیامت کے دن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرے دشمن ہوں۔ اس نے کہا: ایسا نہیں ہوسکتا، میں تمہیں قتل کروں گا اور تمہارے سر ابن زیاد کے پاس لے کر جاؤں گا تاکہ اس سے دو ہزار درہم انعام حاصل ہو۔

بچوں نے کہا: اے شیخ! کیا تم ہماری رسولِ خداؐ کے ساتھ قرابت کا بھی لحاظ نہیں کرو گے؟

اس نے کہا: تمہاری رسولِ خداؐ سے کوئی نسبت نہیں ہے۔ انہوں نے کہا: کم از کم ہمیں ابن زیاد کے پاس لے جا، تاکہ وہ خود ہمارے بارے میں فیصلہ کرے۔ اس نے کہا: میں ایسا کام بالکل نہیں کروں گا، میں تمہارے خون کے ذریعے اس کی قربت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

انہوں نے اس سے کہا: اے شیخ! کیا ہمارے بچپنے پر بھی ذرا برابر رحم نہیں کرو گے؟

اس نے کہا: خدا نے میرے دل میں تمہارے بارے میں کوئی رحم نہیں ڈالا ہے۔

انہوں نے کہا: اے شیخ! جب صورتِ حال یہ ہے تو کم از کم قتل کرنے سے پہلے ہمیں آزادی دے دے کہ ہم چند رکعت نماز پڑھ لیں۔

اس نے کہا: اگر نماز تمہارے کام آسکتی ہے تو جس قدر چاہو نماز پڑھو۔ بچوں نے چار چار رکعت نماز پڑھی، پھر اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور گریہ کرتے ہوئے کہا: اے زندہ و حکیم خدا! اے برحق فیصلہ کرنے والے خدا! تو ہمارے اور اس کے درمیان برحق فیصلہ کر۔

وہ شخص بڑے بھائی کی طرف بڑھا، اسے قتل کیا اور اس کا سر تن سے جدا کر کے اسے توبڑے میں ڈالا، چھوٹے بھائی نے اپنے بڑے بھائی کے خون میں لت پت ہو کر

کہا: میں اس حالت میں رسولِ خداؐ سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں کہ اپنے بھائی کے خون میں ڈوبا ہوا ہوں۔

اس نے کہا: اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے، ابھی تمہیں بھی تمہارے بھائی کے پاس پہنچا دوں گا، پھر اس نے چھوٹے بھائی کی گردن کاٹی اور اس کا سر بھی اُٹھا کر توبڑے میں رکھا۔ اور ان کے بدن، جن سے ابھی خون ٹپک رہا تھا، اُٹھا کر فرات میں پھینک دیے۔ ان کے سر ابن زیاد کے پاس لے گیا۔ اس وقت وہ اپنے تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ میں نوک دار عصا تھا۔ اس نے بچوں کے سر اس کے سامنے رکھے۔ جب ابنِ زیاد کی نگاہ ان پر پڑی تو وہ تین بار اپنی جگہ سے اُٹھا اور بیٹھا اور پھر کہنے لگا: تم برباد ہو جاؤ، انہیں کہاں سے پکڑا ہے؟

اس نے کہا: ہماری ایک بڑھیا نے انہیں اپنا مہمان بنایا ہوا تھا۔ ابن زیاد نے کہا: کیا تم نے ان کی مہمانی کا حق نہیں پہچانا؟ اس نے کہا: نہیں۔

ابن زیاد نے پوچھا: انہوں نے تجھ سے کیا کہا تھا؟

اس نے کہا: انہوں نے مجھے کہا تھا کہ ہمیں بازار میں لے جا کر فروخت کر دے، تاکہ ہماری قیمت سے استفادہ کر سکے۔ اور ایسا کام مت کر کہ کل روزِ قیامت رسولِ خداؐ تمہارے دشمن ہوں۔

ابنِ زیاد نے پوچھا: تم نے انہیں کیا کہا تھا؟

اس نے جواب دیا کہ میں نے کہا تھا: نہیں، میں تمہیں قتل کروں گا اور تمہارے سر عبیداللہ بن زیاد کے پاس لے جاؤں گا اور اس سے دو ہزار درہم انعام پاؤں گا۔

ابن زیاد نے مزید پوچھا: انہوں نے تجھے اور کیا کہا تھا؟

چھٹی فصل

سید الشہداء امام حسینؑ کے غم میں گریہ ونوحہ

میرے اشک اور یہ رومال فاطمہؑ
پہنچا دیا حسینؑ کے غم نے کہاں مجھے

ذبیح اللہ پر گریہ

عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ الرِّضَا يَقُوْلُ: لَمَّا أَمَرَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ إِبْرَاهِيْمَ اَنْ يَذْبَحَ مَكَانَ ابْنَهُ إِسْمَاعِيْلَ الْكَبْشَ الَّذِيْ اَنْزَلَهُ عَلَيْهِ، تَمَنَّى إِبْرَاهِيْمُ اَنْ يَكُوْنَ قَدْ ذَبَحَ اِبْنَهُ إِسْمَاعِيْلَ بِيَدِهِ وَاَنَّهُ لَمْ يُؤْمَرْ بِذِبْحِ الْكَبْشِ مَكَانَهُ لِيَرْجِعَ [لِيُوْجَعَ] اِلٰى قَلْبِهِ مَا يَرْجِعُ [يُوْجَعُ] اِلٰى قَلْبِ الْوَالِدِ الَّذِيْ يَذْبَحُ اَعَزَّ وُلْدِهِ عَلَيْهِ بِيَدِهِ فَيَسْتَحِقَّ بِذٰلِكَ اَرْفَعَ دَرَجَاتِ اَهْلِ الثَّوَابِ عَلَى الْمَصَائِبِ، فَأَوْحَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِلَيْهِ: يَا إِبْرَاهِيْمُ مَنْ اَحَبُّ خَلْقِيْ اِلَيْكَ؟ فَقَالَ: يَا رَبِّ مَا خَلَقْتَ خَلْقًا هُوَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ حَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ فَاَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَيْهِ: اَفَهُوَ اَحَبُّ اِلَيْكَ اَمْ نَفْسُكَ؟ قَالَ: بَلْ هُوَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ نَفْسِيْ، قَالَ: فَوَلَدُهُ اَحَبُّ اِلَيْكَ اَمْ وَلَدُكَ؟ قَالَ: بَلْ وَلَدُهُ قَالَ: فَذِبْحُ وَلَدِهِ ظُلْمًا عَلٰى اَيْدِيْ

اَعْدَائِهِ اَوْجَعُ لِقَلْبِكَ اَوْ ذِبْحُ وَلَدِكَ بِيَدِكَ فِيْ طَاعَتِيْ؟ قَالَ: يَا رَبِّ بَلْ ذِبْحُ وَلَدِهِ ظُلْمًا عَلٰى اَيْدِيْ اَعْدَائِهِ اَوْجَعُ لِقَلْبِيْ قَالَ: يَا اِبْرَاهِيْمُ فَاِنَّ طَائِفَةً تَزْعَمُ اَنَّهَا مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ سَتَقْتُلُ الْحُسَيْنَ ابْنَهُ مِنْ بَعْدِهِ ظُلْمًا وَعُدْوَانًا كَمَا يُذْبَحُ الْكَبْشُ وَيَسْتَوْجِبُوْنَ بِذٰلِكَ سَخَطِيْ

فَجَزِعَ اِبْرَاهِيْمُ لِذٰلِكَ وَتَوَجَّعَ قَلْبُهُ وَاَقْبَلَ يَبْكِيْ، فَاَوْحَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِلَيْهِ: يَا اِبْرَاهِيْمُ قَدْ فَدَيْتُ جَزَعَكَ عَلٰى ابْنِكَ اِسْمَاعِيْلَ لَوْ ذَبَحْتَهُ بِيَدِكَ بِجَزَعِكَ عَلَى الْحُسَيْنِ وَقَتْلِهِ وَاَوْجَبْتُ لَكَ اَرْفَعَ دَرَجَاتِ اَهْلِ الثَّوَابِ عَلَى الْمَصَائِبِ وَذٰلِكَ قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ۞﴿وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ﴾۞

”فضل بن شاذان سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں: میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سنا کہ انہوں نے فرمایا:

”جس وقت اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنے بیٹے اسماعیلؑ کے بجائے اس گوسفند کو ذبح کرے جو ان کے لیے بھیجا گیا تھا، اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آرزو کی تھی کہ کاش، وہ اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرتے اور اسے حکم نہ دیا گیا ہوتا کہ وہ اسماعیلؑ کی بجائے گوسفند کی قربانی کرے، تاکہ اس کا دل اس باپ کی طرح داغ دار ہو، جس نے اپنے عزیز ترین بیٹے

۞ سورۂ صافات، آیت: 107

۞ شیخ صدوق، کتاب الخصال، ص58-59، عیون اخبار الرضا، شیخ مفید، ص:209، ج:1

کا سر اپنے ہاتھ سے جدا کیا ہو، تا کہ وہ اس مصائب کے مقابلے اہلِ ثواب کے بلند ترین درجات کا مستحق قرار پائے۔

اللہ عزوجل نے ان پر وحی نازل فرمائی: اے ابراہیمؑ! آپ کے نزدیک میری مخلوق میں سے سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟

انہوں نے عرض کیا: اے میرے پالنے والے! تیری تمام مخلوق میں میرے نزدیک تیرے حبیب محمدؐ سے کوئی بھی محبوب تر نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی نازل فرمائی: کیا وہ (محمدؐ) تیرے نزدیک محبوب تر ہے یا تو خود اپنے نزدیک محبوب تر ہیں؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نہیں وہ میرے نزدیک میری اپنی ذات سے محبوب تر ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تیرے نزدیک ان کا بیٹا زیادہ محبوب ہے یا تیرا اپنا بیٹا؟

انہوں نے کہا: اُن کا بیٹا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا: کیا تیرے لیے ان کے بیٹے کا ظلم و ستم سے ان کے دشمنوں کے ہاتھوں سر کاٹا دردناک تر ہے یا میری اطاعت میں تیرا اپنے بیٹے کا سر اپنے ہاتھ سے جدا کرنا زیادہ دردناک ہے؟

انہوں نے کہا: اے میرے پالنے والے! میرے لیے ان کے دشمنوں کے ہاتھوں ظلم و ستم سے جدا ہونا زیادہ دردناک ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابراہیمؑ!

بے شک ایک طائفہ اور گروہ ایسا ہوگا جو یہ گمان کرے گا کہ وہ امتِ محمدؐ سے ہے، لیکن ان کے بعد ان کے بیٹے حسینؑ کو بغض اور دشمنی کی وجہ سے یوں قتل کرے گا جیسے گوسفند کا سر کاٹتے ہیں۔ وہ لوگ اس کام کی وجہ سے میرے عذاب کے مستحق قرار

پائیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کے لیے غمگین ہوئے اور ان کا دل بھر آیا، انہوں نے گریہ کرنا شروع کر دیا۔

اللہ عزوجل نے ان پر وحی نازل فرمائی: اے ابراہیم! ہم نے حسینؑ کے لیے اور ان کے قتل ہونے پر تمہارے رنج و غم کو اس رنج و غم کے بدلے میں قبول کر لیا ہے جو تمہیں اپنے ہاتھ سے اپنے بیٹے کا اپنے ہاتھ کے ساتھ سر کاٹنے سے ہوتا، اور ہم نے تمہارے لیے اس مصاب پر اہلِ ثواب کے بلند ترین درجات کو لازم کر دیا ہے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام آخر میں فرماتے ہیں:

اسی بارے میں اللہ تعالیٰ کا وہ قول ہے کہ قرآن میں فرماتا ہے۔ ہم نے اسے (اسماعیلؑ) ایک عظیم قربانی (امام حسینؑ) کے مقابلہ میں فدیہ کر دیا ہے۔

امام حسینؑ اسوۂ انبیاء

عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: اِنَّ اِسْمَاعِیْلَ الَّذِیْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِیْ كِتَابِهٖ: ﴿وَاذْكُرْ فِی الْكِتَابِ اِسْمَاعِیْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِیًّا﴾ ۞لَمْ یَكُنْ اِسْمَاعِیْلَ بْنَ اِبْرَاهِیْمَ، بَلْ كَانَ نَبِیًّا مِّنَ الْاَنْبِیَاءِ بَعَثَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِلٰی قَوْمِهٖ فَاَخَذُوْهُ فَسَلَخُوْا فَرْوَةَ رَأْسِهٖ وَوَجْهِهٖ فَاَتَاهُ مَلَكٌ، فَقَالَ: اِنَّ اللّٰهَ جَلَّ جَلَالُهٗ بَعَثَنِیْ اِلَیْكَ فَمُرْنِیْ بِمَا شِئْتَ، فَقَالَ: لِیْ اُسْوَةٌ بِمَا یُصْنَعُ بِالْحُسَیْنِ ۞

''حضرت امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا:

۞ سورۂ مریم، آیت: 54

۞ شیخ صدوق، علل الشرائع، ص: 78-77 کتاب النبوۃ، شیخ مفید، ص: 194-195

وہ اسماعیل کہ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا: ''اور اس کتاب میں اسماعیلؑ کا تذکرہ کرو کہ وہ وعدے کے سچے اور ہمارے بھیجے ہوئے پیغمبر تھے۔'' وہ اسماعیل بن ابراہیم نہیں تھے کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی قوم کی طرف بھیجا تو ان لوگوں نے انہیں پکڑ کر ان کے سر اور چہرے کی جلد اُتار دی۔ پس ان کے پاس ایک فرشتہ آیا اور اس نے کہا: اللہ جل جلالہ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ خود چاہتے ہیں مجھے حکم دیں تو انہوں نے جواب دیا: ''جو کچھ امام حسینؑ کے ساتھ ہوگا وہ میرے لیے اُسوہ ہے۔''

عَنْ اَبِیْ بَصِیْرٍ، عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰہِ اِنَّ اِسْمَاعِیْلَ کَانَ رَسُوْلاً نَبِیًّا سَلَّطَ عَلَیْہِ قَوْمُہٗ فَقَشَرُوا جَلْدَۃَ وَجْھِہٖ وَ فَرْوَۃَ رَأْسِہٖ فَأَتَاہُ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِیْنَ، فَقَالَ لَہٗ: رَبُّکَ یُقْرِئُکَ السَّلَامَ وَیَقُوْلُ: قَدْ رَأَیْتُ مَا صُنِعَ بِکَ وَقَدْ اَمَرَنِیْ بِطَاعَتِکَ فَمُرْنِیْ بِمَا شِئْتَ، فَقَالَ: یَکُوْنُ لِیْ بِالْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ اُسْوَۃٌ (علل الشرائع، ص:78)

''حضرت ابوبصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اسماعیل ایسے بھیجے ہوئے پیغمبر تھے کہ ان کی قوم نے ان پر غلبہ کیا اور ان کے سر اور چہرے کی جلد اُتار ڈالی، پس ان کے پاس دونوں جہانوں کے پروردگار کی طرف سے ایک رسول (فرشتہ) آیا اور اس نے کہا: آپ کا پروردگار آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے: ''جو کچھ آپ کے ساتھ ہوا، وہ میں نے دیکھا ہے اور مجھے حکم دیا کہ آپ کی اطاعت میں رہوں، آپ جو چاہتے ہیں، مجھے حکم دیں، انہوں نے جواب دیا: میرے

لیے حسینؑ بن علیؑ اسوہ ہیں۔''

انا قتیل العبرۃ (میں قتیلِ اشک ہوں)

عَنِ الصَّادِقِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ آبَائِہٖ، قَالَ: قَالَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰہِ الْحُسَیْنُ بْنُ عَلِیٍّ: اَنَا قَتِیْلُ الْعَبْرَۃِ لَا یَذْکُرُنِیْ مُؤْمِنٌ اِلَّا اسْتَعْبَرَ (امالی شیخ صدوق، ص:200)

''حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے آباء سے اور وہ حضرت امام حسین علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ: اباعبداللہ حسین بن علی علیہ السلام نے فرمایا:

''میں آنسوؤں کا مقتول ہوں، کوئی بھی مومن مجھے یاد نہیں کرتا مگر یہ کہ اس کی آنکھ سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔''

عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ: قَالَ الْحُسَیْنُ بْنُ عَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَا قَتِیْلُ الْعَبْرَۃِ قُتِلْتُ مَکْرُوْبًا وَحَقِیْقٌ عَلَى اللّٰہِ اَنْ لَا یَاْتِیَنِیْ مَکْرُوْبٌ اِلَّا رَدَّہٗ وَقَلَّبَہٗ اِلٰی اَھْلِہٖ مَسْرُوْرًا ۞

''حضرت امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

میں آنسو کا مقتول ہوں، میں رنجیدہ و غمگین قتل ہوا، خدا کے لیے سزاوار ہے کہ جو بھی رنجیدہ و غم زدہ میری زیارت کے لیے آئے اس کے غم کو دور کرے اور اسے خوشحال اس کے خاندان کی طرف پلٹائے۔''

۞ ثواب الاعمال شیخ صدوق، ص:123

غم حسینؑ میں شعر خوانی کی فضیلت

عَنْ اَبِیْ هَارُوْنَ الْمَکْفُوْفِ قَالَ: لِیْ اَبُوْ عَبْدِاللهِ: یَا اَبَا هَارُوْنَ اَنْشِدْنِیْ فِی الْحُسَیْنِ فَاَنْشَدتُهُ، قَالَ: فَقَالَ لِیْ: اَنْشِدْنِیْ کَمَا تُنْشِدُوْنَ یَعْنِیْ بِالرِّقَّةِ، قَالَ، فَاَنْشَدْتُهُ:

اُمْرُرْ عَلٰی جَدَثِ الْحُسَیْنِ
فَقُلْ لِاَعْظُمِهِ الزَّکِیَّة

قَالَ: فَبَکٰی ثُمَّ قَالَ: زِدْنِیْ، فَاَنْشَدْتُهُ الْقَصِیْدَةَ الْاُخْرٰی، قَالَ: فَبَکٰی وَسَمِعْتُ الْبُکَاءَ مِنْ خَلْفِ السِّتْرِ قَالَ: فَلَمَّا فَرَغْتُ، قَالَ: یَا اَبَا هَارُوْنَ مَنْ اَنْشَدَ فِی الْحُسَیْنِ شِعْرًا فَبَکٰی وَاَبْکٰی عَشَرَةً کُتِبَتْ لَهُمُ الْجَنَّةُ وَمَنْ اَنْشَدَ فِی الْحُسَیْنِ شِعْرًا فَبَکٰی وَاَبْکٰی خَمْسَةً کُتِبَتْ لَهُمُ الْجَنَّةُ وَمَنْ اَنْشَدَ فِی الْحُسَیْنِ شِعْرًا فَبَکٰی وَاَبْکٰی وَاحِدًا کُتِبَتْ لَهُمَا الْجَنَّةُ وَمَنْ ذُکِرَ الْحُسَیْنُ عِنْدَهُ فَخَرَجَ مِنْ عَیْنَیْهِ مِقْدَارَ جَنَاحِ ذُبَابَةٍ، کَانَ ثَوَابُهُ عَلَی اللهِ عَزَّوَجَلَّ وَلَمْ یَرْضَ لَهُ بِدُوْنِ الْجَنَّةِ۞

”ابوہارون مکفوف سے نقل ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے مجھے فرمایا: ”میرے لیے امام حسین علیہ السلام کے بارے میں کوئی شعر پڑھیں۔ میں نے ان کے لیے شعر پڑھا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: آپ جس طرح سے اپنے لیے پڑھتے ہیں، میرے لیے بھی ویسے ہی پڑھیں، اس سے ان کی مراد رقت وسوز تھی اور

۞ ثواب الاعمال شیخ صدوق، ص:109

میں نے اسی طرح پڑھا:

آپ کا گذر امام حسینؑ کے جسد سے ہو تو ان کی پاک وپاکیزہ ہڈیوں سے کہو:

[ای پاک وپاکیزہ ہڈیو! ہمیشہ تہہ بہ تہہ جمے ہوئے بادلوں کی بارش سے بہرہ مند اور سیراب ہوں]

ابوہارون کہتے ہیں: امام صادق علیہ السلام نے گریہ کیا اور فرمایا: اور پڑھیں۔ میں نے ان کے سامنے ایک اور قصیدہ پڑھا۔ انہوں نے پھر گریہ کیا۔ میں نے پردے کے پیچھے سے بھی رونے کی آواز سنی۔ جب میں فارغ ہوا تو امامؑ نے فرمایا:

اے ابوہارون! جو کوئی بھی امام حسین علیہ السلام کے مرثیہ کے اشعار پڑھے، خود روئے اور دس لوگوں کو رُلائے، ان کے لیے بہشت یقینی ہو جاتی ہے، اگر کوئی شخص امام حسینؑ کا مرثیہ پڑھے، خود روئے اور پانچ افراد کو رُلائے تو ان کے لیے بھی بہشت لکھ دی جاتی ہے۔ اگر کوئی امام حسینؑ کے غم میں شعر پڑھے، خود روئے اور ایک شخص کو رلائے تو پھر بھی ان دونوں کے لیے بہشت لکھ دی جاتی ہے۔ ہر وہ شخص جس کے سامنے حضرت امام حسین علیہ السلام کا تذکرہ ہو اور اس کی آنکھوں سے مچھر کے پَر کے برابر آنسو نکل آئے تو اس کا ثواب خدا کے پاس ہے اور خدا اس کے لیے بہشت سے کمتر پر راضی نہیں ہے۔

عَنْ اَبِیْ عُمَارَةَ الْمُنْشِدِ عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللهِ قَالَ: قَالَ لِیْ: یَا اَبَا عُمَارَةَ اَنْشِدْنِیْ فِی الْحُسَیْنِ قَالَ: فَاَنْشَدْتُهُ فَبَکٰی، قَالَ: ثُمَّ اَنْشَدْتُهُ فَبَکٰی، قَالَ: فَوَاللهِ مَا زِلْتُ اُنْشِدُهُ وَیَبْکِیْ حَتّٰی سَمِعْتُ الْبُکَاءَ مِنَ الدَّارِ، فَقَالَ لِیْ: یَا اَبَا عُمَارَةَ مَنْ اَنْشَدَ فِیْ

الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ شِعْرًا فَأَبْكَى خَمْسِيْنَ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ أَنْشَدَ فِي الْحُسَيْنِ شِعْرًا فَأَبْكَى أَرْبَعِيْنَ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ أَنْشَدَ فِي الْحُسَيْنِ شِعْرًا فَأَبْكَى ثَلَاثِيْنَ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ أَنْشَدَ فِي الْحُسَيْنِ شِعْرًا فَأَبْكَى عِشْرِيْنَ فَلَهُ الْجَنَّةُ۔ وَمَنْ أَنْشَدَ فِي الْحُسَيْنِ شِعْرًا فَأَبْكَى عَشَرَةً فَلَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ أَنْشَدَ فِي الْحُسَيْنِ شِعْرًا فَأَبْكَى وَاحِدًا فَلَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ أَنْشَدَ فِي الْحُسَيْنِ شِعْرًا فَبَكَى فَلَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ أَنْشَدَ فِي الْحُسَيْنِ شِعْرًا فَتَبَاكَى فَلَهُ الْجَنَّةُ (ثواب الاعمال، ص:109-110)

''مرثیہ خوان ابوعمارہ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں: حضرت امام صادق علیہ السلام نے مجھے فرمایا:

اے ابوعمارہ! میرے سامنے مرثیہ امام حسین علیہ السلام کے شعر پڑھیں۔ وہ کہتے ہیں: میں نے اشعار پڑھے حضرت نے گریہ کیا۔ اُن کا کہنا ہے میں حضرت کے سامنے مسلسل پڑھتا رہا اور وہ گریہ کرتے رہے، یہاں تک کہ میں نے گھر سے رونے کی آواز سنی۔ امامؑ نے مجھ سے فرمایا:

اے ابوعمارہ! جو کوئی بھی امام حسینؑ کے مرثیہ کے اشعار پڑھے اور پچاس افراد کو رلائے تو بہشت اس کی ہے۔ جو کوئی مرثیہ حسینؑ کے شعر پڑھے اور چالیس افراد کو رلائے تو بہشت اس کی ہے۔ اگر کوئی غم حسینؑ کے اشعار پڑھے اور تیس افراد کو رُلائے، تو بھی بہشت اسی کی ہے۔ اگر کوئی بھی مرثیہ امام حسینؑ کے اشعار پڑھے اور بیس افراد کو رلائے تو جنت اس کی ہے۔ اگر کوئی مرثیہ امام حسینؑ کے شعر پڑھے اور دس

افراد کو رلائے تو جنت اس کی بھی ہے۔ اگر کوئی غم حسینؑ کے شعر پڑھے اور ایک شخص کو رُلائے تو بہشت اس کی بھی ہے۔ اگر کوئی مرثیہ امام حسینؑ کے اشعار پڑھے اور (محض) خود گریہ کرے تو بھی بہشت اس کے لیے بھی ہے۔ اگر کوئی مرثیہ امام حسینؑ کے شعر پڑھے اور گریہ کرنا چاہے تو پھر بھی بہشت اس کے لیے (مقرر) ہے۔''

عَنْ صَالِحِ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ أَبِيْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: مَنْ أَنْشَدَ فِي الْحُسَيْنِ بَيْتًا مِنْ شِعْرٍ فَبَكَى وَأَبْكَى عَشَرَةً فَلَهُ وَلَهُمُ الْجَنَّةُ وَمَنْ أَنْشَدَ فِي الْحُسَيْنِ بَيْتًا فَبَكَى وَأَبْكَى تِسْعَةً فَلَهُ وَلَهُمُ الْجَنَّةُ فَلَمْ يَزَلْ حَتّٰى قَالَ: مَنْ أَنْشَدَ فِي الْحُسَيْنِ شِعْرًا فَبَكَى وَأَظُنُّهُ قَالَ: أَوْ تَبَاكَى فَلَهُ الْجَنَّةُ (ثواب الاعمال، ص:110)

''صالح بن عقبہ حضرت امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

اگر کوئی مرثیہ امام حسینؑ کی صرف ایک بیت پڑھے، خود روئے اور دس دیگر افراد کو رلائے تو جنت اس کے لیے اور ان (سننے والوں) کے لیے ہے۔ اگر کوئی مرثیہ امام حسینؑ کے مرثیہ کی ایک بیت پڑھے، خود روئے اور نو (9) افراد کو رلائے تو جنت اس (شخص) اور ان (سننے والوں) کے لیے ہے۔ حضرت امام جعفر صادقؑ نے اس گفتگو کو جاری رکھتے ہوئے یہاں تک فرمایا: کہ اگر کوئی مرثیہ حسینؑ کے شعر پڑھے اور گریہ کرے (راوی کہتے ہیں) میرے خیال میں آپ نے فرمایا: گریہ کرنا چاہے تو اس کے لیے بہشت ہے۔''

محبانِ امام حسینؑ

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ اٰخِذًا بِيَدِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ

عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ يَقُوْلُ: يَاأَيُّهَا النَّاسُ هٰذَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاعْرِفُوْهُ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنَّهٗ لَفِي الْجَنَّةِ وَمُحِبِّيْهِ فِي الْجَنَّةِ وَمُحِبِّيْ مُحِبِّيْهِ فِي الْجَنَّةِ (امالی شیخ صدوق،ص:693)

''حذیفہ بن یمان سے منقول ہے کہ وہ کہتے ہیں: میں نے رسول خدا کو دیکھا کہ انہوں نے حسینؑ بن علیؑ کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا اور فرمایا:

اے لوگو! یہ حسینؑ بن علیؑ ہیں، انہیں پہچانو خدا کی قسم کہ جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، وہ جنت میں ہوگا، ان کے محبین بھی جنت میں ہوں گے اور دوستوں کے دوست بھی جنت میں ہوں گے۔''

امام حسینؑ پر گریہ کرنے کا ثواب

عَنْ أَبِيْ عَبْدِاللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ جَدِّيْ، عَنْ آبَائِهٖ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ أَنَّ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ...... قَالَ كُلُّ عَيْنٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَاكِيَةٌ وَكُلُّ عَيْنٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ سَاهِرَةٌ إِلَّا عَيْنُ مَنِ اخْتَصَّهُ اللّٰهُ بِكَرَامَتِهٖ وَبَكٰى عَلٰى مَا يُنْتَهَكُ مِنَ الْحُسَيْنِ وَآلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ شِيْعَتُنَا بِمَنْزِلَةِ النَّحْلِ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِيْ أَجْوَافِهَا لَأَكَلُوْهَا (امالی شیخ صدوق،ص:693)

''حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: میرے پدر بزرگوار نے اپنے جد اور انہوں نے اپنے آباء سے نقل کیا ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا:

''روز قیامت ہر آنکھ روئے گی اور ہر آنکھ پریشان ہوگی، سوائے اس آنکھ کے

جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کرامت کے ساتھ مخصوص کیا ہے اور وہ آنکھ جس نے امام حسین علیہ السلام اور آل محمدؐ کی ہتک حرمت پر گریہ کیا ہوگا۔ ہمارے پیرو شہد کی مکھی کے مانند ہیں کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو کہ ان کے دل میں کیا ہے تو وہ انہیں کھا جاتے۔''

عزادار کا مقام

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِيْ جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: كَانَ عَلِيُّ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُوْلُ: أَيُّمَا مُؤْمِنٍ دَمَعَتْ عَيْنَاهُ لِقَتْلِ الْحُسَيْنِ حَتّٰى تَسِيْلَ عَلٰى خَدِّهٖ بَوَّأَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِهَا فِي الْجَنَّةِ غُرَفًا يَسْكُنُهَا أَحْقَابًا وَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ دَمَعَتْ عَيْنَاهُ حَتّٰى تَسِيْلَ عَلٰى خَدِّهٖ فِيْمَا مَسَّنَا مِنَ الْأَذٰى مِنْ عَدُوِّنَا فِي الدُّنْيَا بَوَّأَهُ اللّٰهُ فِي الْجَنَّةِ مُبَوَّأَ صِدْقٍ وَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ مَسَّهُ أَذًى فِيْنَا فَدَمَعَتْ عَيْنَاهُ حَتّٰى تَسِيْلَ عَلٰى خَدِّهٖ مِنْ مَضَاضَةِ مَا أُوْذِيَ فِيْنَا صَرَفَ اللّٰهُ عَنْ وَجْهِهِ الْأَذٰى وَآمَنَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَخَطِهٖ وَالنَّارِ ۞

''محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقرؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

امام سجاد علیہ السلام ہمیشہ کہتے تھے ہر وہ مومن کہ جس کی آنکھیں قتل حسینؑ پر آنسو بہائیں، یہاں تک کہ وہ اس کے رخسار پر جاری ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لیے ایسے حجرے بنائے گا جن میں وہ سالہا سال زندگی بسر کرے گا۔ ہر وہ مومن جو ہمارے ان مصائب پر آنسو بہائے جو ہمارے دشمنوں نے ہمیں پہنچائے یہاں تک کہ آنسو اس کے رخسار پر جاری ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اسے بہشت میں

۞ ثواب الاعمال،ص:108

صادقین کے مقام پر فائز کرے گا۔ ہر وہ مومن کہ جسے ہماری وجہ سے اذیت دی جائے اور اس کی آنکھیں آنسو بہائیں، یہاں تک کہ وہ اس کے رخسار پر جاری ہوں، اس وجہ سے جو اسے ہماری وجہ سے اذیت دی گئی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے (اذیت) دور کردے گا اور اسے اپنے غضب اور آتشِ جہنم سے امان میں رکھے گا۔''

پیاس اور ذکرِ حسینؑ

عَنْ دَاوُدَ بْنِ كَثِيْرِ الرَّقِّي، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ اَبِي عَبْدِاللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِذَا اسْتَسْقَى الْمَاءَ فَلَمَّا شَرِبَهُ رَأَيْتُهُ وَقَدِ اسْتَعْبَرَ وَاَغْرَ وَرَقَّتْ عَيْنَاهُ بِدُمُوْعِهِ، ثُمَّ قَالَ: يَا دَاوُدَ لَعَنَ اللهُ قَاتِلَ الْحُسَيْنِ فَمَا اَنْغَصَ ذِكْرُ الْحُسَيْنِ لِلْعَيْشِ! اِنِّي مَا شَرِبْتُ مَاءً ا بَارِدًا اِلَّا وَذَكَرْتُ الْحُسَيْنَ وَمَا مِنْ عَبْدٍ شَرِبَ الْمَاءَ فَذَكَرَ الْحُسَيْنَ وَ لَعَنَ قَاتِلَهُ اِلَّا كَتَبَ اللهُ لَهُ مَائَةَ اَلْفِ حَسَنَةٍ وَ مَحَاعَنْهُ مِائَةَ اَلْفِ سَيِّئَةٍ وَرَفَعَ لَهُ مِائَةَ اَلْفِ دَرَجَةٍ وَكَانَ كَاَنَّمَا اَعْتَقَ مِائَةَ اَلْفِ نَسَمَةٍ وَحَشَرَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَبْلَجَ الْوَجْهِ (الامالی، شیخ صدوق، ص:205)

''داؤد بن کثیر رقی کہتے ہیں:

''میں حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا کہ آپؑ نے پانی مانگا، آپ پانی نوش کر چکے تو میں نے دیکھا کہ آپؑ گریہ کرنا چاہتے اور آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ پھر آپ نے فرمایا: اے داؤد!

خداوند متعال حسینؑ کے قاتلوں پر لعنت کرے۔ امام حسینؑ کی مظلومیت کی یاد

زندگی کو کس قدر ناگوار بنا دیتی ہے۔ میں جب بھی ٹھنڈا پانی پیتا ہوں، مجھے امام حسینؑ یاد آجاتے ہیں، جو بھی بندہ خدا پانی پیے، حسینؑ کو یاد کرے اور ان کے قاتل پر لعنت کرے تو اللہ اس کے لیے ایک لاکھ نیکیاں لکھ دیتا ہے اور (اُس کے) ایک لاکھ گناہ ختم کر دیتا ہے اور اسے ایک لاکھ درجہ بلند کر دیتا ہے۔ وہ شخص گویا ایسا (نیکوکار) ہے کہ جس نے ایک لاکھ غلام آزاد کیے ہوں اور اللہ تعالیٰ اسے روزِ قیامت نورانی اور چمکتے ہوئے چہرے کے ساتھ محشور کرے گا۔''

واقعۂ کربلا کے پیامبر حضرت امام سجادؑ

عَنِ الصَّادِقِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ اَبِيْهِ عَلَيْهِمُ السَّلَامَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ نَادَى مُنَادٍ! اَيْنَ زَيْنُ الْعَابِدِيْنَ؟ فَكَاَنِّي اَنْظُرُ اِلَى وَلَدِي عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ، يَخْطِرُ بَيْنَ الصُّفُوْفِ (شیخ صدوق، الامالی ص:410، علل الشرائع ص:230)

''حضرت امام صادق علیہ السلام اپنے آباء واجداد علیہم السلام سے نقل کرتے ہیں کہ رسولِ خداؐ نے فرمایا:

''جب قیامت کا دن ہوگا تو منادی ندا دے گا کہ زین العابدینؑ کہاں ہیں؟ تو گویا میں اپنے بیٹے علی بن حسینؑ بن علی بن ابی طالبؑ کی طرف دیکھوں گا کہ وہ صفوں سے نکل کر خراماں خراماں آ رہے ہوں گے۔''

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَهْلِ الْبَحْرَانِيِّ، رَفَعَهُ اِلَى اَبِي عَبْدِاللهِ الصَّادِقِ

جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: اَلْبَكَّاءُوْنَ خَمْسَةٌ آدَمُ وَ يَعْقُوْبُ وَ يُوْسُفُ وَ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ فَاَمَّا آدَمُ فَبَكَى عَلَى الْجَنَّةِ حَتّٰى صَارَ فِيْ خَدَّيْهِ اَمْثَالُ الْاَوْدِيَةِ وَاَمَّا يَعْقُوْبُ فَبَكَى عَلَى يُوْسُفَ حَتّٰى ذَهَبَ بَصَرُهُ وَ حَتّٰى قِيْلَ لَهُ:
﴿تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهَالِكِيْنَ﴾ (سورۂ یوسف، آیت:85)

وَاَمَّا يُوْسُفُ فَبَكَى عَلَى يَعْقُوْبَ حَتّٰى تَاَذّٰى بِهِ اَهْلُ السِّجْنِ، فَقَالُوْا: اِمَّا اَنْ تَبْكِيَ بِالنَّهَارِ وَتَسْكُتَ بِاللَّيْلِ وَاِمَّا اَنْ تَبْكِيَ بِاللَّيْلِ وَتَسْكُتَ بِالنَّهَارِ، فَصَالَحَهُمْ عَلَى وَاحِدٍ مِنْهُمَا

وَاَمَّا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ فَبَكَتْ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى تَاَذّٰى بِهَا اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ وَ قَالُوْا لَهَا: قَدْ آذَيْتِنَا بِكَثْرَةِ بُكَائِكِ، فَكَانَتْ تَخْرُجُ اِلَى الْمَقَابِرِ مَقَابِرِ الشُّهَدَاءِ۔ فَتَبْكِيْ حَتّٰى تَقْضِيَ حَاجَتَهَا ثُمَّ تَنْصَرِفُ

وَاَمَّا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ فَبَكَى عَلَى الْحُسَيْنِ عِشْرِيْنَ سَنَةً أَوْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً وَ مَا وُضِعَ بَيْنَ يَدَيْهِ طَعَامٌ اِلَّا بَكَى حَتّٰى قَالَ لَهُ مَوْلًى لَهُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ يَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِنِّيْ اَخَافُ عَلَيْكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْهَالِكِيْنَ قَالَ: ﴿اِنَّمَا اَشْكُوْ بَثِّيْ وَ حُزْنِيْ اِلَى اللّٰهِ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (سورۂ یوسف، آیت:86)

اِنِّيْ لَمْ اَذْكُرْ مَصْرَعَ بَنِيْ فَاطِمَةَ اِلَّا خَنَقَتْنِيْ لِذٰلِكَ عَبْرَةٌ

(امالی، شیخ صدوق، ص:204، کتاب الخصال، شیخ صدوق، ص:272-273)

"حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا:
پانچ افراد جنہوں نے بہت زیادہ گریہ کیا وہ آدمؑ، یعقوبؑ، یوسفؑ، فاطمہؑ بنت محمدؐ اور علی بن حسین (امام سجادؑ) تھے۔

حضرت آدم علیہ السلام نے بہشت کے لیے اس قدر گریہ کیا کہ اشکوں کے جاری ہونے کی جگہ پر پانی کی گذرگاہ کے مانند نالیاں بن گئیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام کے لیے اس قدر روئے کہ ان کی بینائی جاتی رہی، حتیٰ کہ ان کے لیے کہا گیا: "خدا کی قسم، آپؑ (یعقوبؑ) یوسفؑ کو اس قدر یاد کرتے ہیں یہاں تک کہ آپ مریض یا ختم ہو جائیں گے۔"

حضرت یوسفؑ اپنے باپ کے فراق میں اس قدر روئے کہ اہلِ زندان کو اذیت ہوئی تو انہوں نے کہا: "دن کو روئیں اور رات کو آرام کریں، یا رات کو گریہ کریں اور دن میں خاموش رہیں" پس انہوں نے (مجبوراً) دن یا رات میں سے ایک پر اکتفا کیا۔
لیکن حضرت فاطمہؑ بنت محمدؐ اپنے بابا رسولِ خدا کے فراق میں اس قدر روئیں کہ اہلِ مدینہ ان سے رنجیدہ ہوئے اور ان سے کہا: آپ کے زیادہ رونے نے ہمیں تکلیف دے رکھی ہے، اس کے بعد وہ شہداء کی قبروں پر تشریف لے جاتیں اور جس قدر چاہتیں گریہ کرتیں، پھر واپس آ جاتیں۔
لیکن علیؑ بن حسینؑ (امام سجادؑ) نے امام حسینؑ کے لیے بیس سال یا چالیس سال گریہ کیا، ان کے سامنے جو غذا بھی رکھی جاتی وہ گریہ کرتے، یہاں تک کہ ان کے ایک غلام نے ان سے کہا: اے فرزندِ رسولؐ!

میں آپ پر قربان جاؤں مجھے ڈر ہے کہ کہیں آپ زیادہ گریہ کرنے کی وجہ سے ختم نہ ہو جائیں، انہوں نے فرمایا: ''میں اپنے غم واندوہ کی شکایت صرف اللہ سے کرتا ہوں اور اللہ کی طرف سے اس سے آگاہ ہوں جس کا تمہیں علم نہیں ہے۔'' ۞ میں بھی اولادِ زہراؑ کے قتل ہونے کو یاد کرتا ہوں تو آنسوؤں کے سبب میرا گلہ رندھ جاتا ہے۔''

عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیِّ الْبَاقِرِ قَالَ:...... وَلَقَدْ کَانَ بَکٰی عَلٰی اَبِیْهِ الْحُسَیْنِ عِشْرِیْنَ سَنَةً وَمَا وُضِعَ بَیْنَ یَدَیْهِ طَعَامٌ اِلَّا بَکٰی حَتّٰی قَالَ لَهٗ مَوْلًی لَهٗ: یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَمَا آنَ لِحُزْنِكَ اَنْ تَنْقَضِیَ؟ فَقَالَ لَهٗ: وَیْحَكَ اِنَّ یَعْقُوْبَ النَّبِیَّ کَانَ لَهٗ اِثْنَا عَشَرَ اِبْنًا فَغَیَّبَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاحِدًا مِنْهُمْ فَابْیَضَّتْ عَیْنَاهُ مِنْ کَثْرَةِ بُکَائِهٖ عَلَیْهِ وَ شَابَ رَأْسُهٗ مِنَ الْحُزْنِ وَاحْدَوْدَبَ ظَهْرُهٗ مِنَ الْغَمِّ وَکَانَ ابْنُهٗ حَیًّا فِی الدُّنْیَا وَ اَنَا نَظَرْتُ اِلٰی أَبِیْ وَأَخِیْ وَعَمِّیْ وَسَبْعَةَ عَشَرَ مِنْ اَهْلِ بَیْتِیْ مَقْتُوْلِیْنَ حَوْلِیْ فَکَیْفَ یَنْقَضِیْ حُزْنِیْ؟ ۞

''حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اپنے پدر بزرگوار جناب امام سجاد علیہ السلام کی تیئس (23) صفاتِ حسنہ کو گنتے ہوئے آخر میں یوں فرماتے ہیں:

وہ اپنے پدرِ گرامی کے غم میں بیس (20) سال تک روئے، ان کے سامنے جب بھی غذا رکھی جاتی تو وہ گریہ فرماتے، یہاں تک کہ ان کے ایک غلام نے ان کی خدمت میں عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ!

کیا آپ کے غم وحزن کے ختم ہونے کا وقت نہیں آیا ہے؟

۞ سورۂ یوسف آیت:85 ۞ کتاب الخصال، ص:517-519

حضرتؑ نے اس سے فرمایا: تم پر افسوس ہے، یعقوب پیغمبر کے بارہ بیٹے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ایک کو غیب کیا تو اس پر کثرتِ گریہ سے ان کی آنکھیں سفید ہوگئیں۔ غم کی وجہ سے ان کے سر کے بال سفید ہوگئے۔ غم سے ان کی کمر خمیدہ ہوگئی۔ یہ سب کچھ اس حال میں ہوا کہ ان کا بیٹا دنیا میں زندہ تھا، لیکن میں نے تو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا کہ میرے سامنے میرے پدرِ بزرگوار، برادرِ عزیز، عمِ محترم اور میرے خاندان کے سترہ افراد قتل ہوئے پس ان حالات میں میرا غم کیسے ختم ہو؟

عَنْ اَبِیْ حَمْزَةَ الثُّمَالِیِّ، قَالَ سَمِعْتُ سَیِّدَ الْعَابِدِیْنَ عَلِیَّ بْنَ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ یَقُوْلُ لِشِیْعَتِهٖ: عَلَیْکُمْ بِاَدَاءِ الْاَمَانَةِ، فَوَالَّذِیْ بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ نَبِیًّا، لَوْ اَنَّ قَاتِلَ اَبِی الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ عَلَیْهِ السَّلَامُ ائْتَمَنَنِیْ عَلَی السَّیْفِ الَّذِیْ قَتَلَهٗ بِهٖ لَا دِّیْتُهٗ اِلَیْهِ ۞

''حضرت ابوحمزہ ثمالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں:

میں نے سید العابدینؑ سے سنا کہ آپ نے اپنے شیعوں سے فرمایا: میں تم لوگوں کو امانت داری کی سفارش کرتا ہوں۔ قسم ہے اس خدا کی جس نے محمدؐ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر مبعوث کیا، اگر میرے پدرِ گرامی حضرت امام حسینؑ کا قاتل میرے پاس وہ تلوار بطورِ امانت رکھے کہ جس سے اس نے میرے پدرِ بزرگوار کو قتل کیا ہے تو میں ضرور وہ اسے واپس کر دوں گا۔ ۞

۞ امالی، شیخ صدوق، ص:319، معانی الاخبار، شیخ صدوق، ص:107-108
اسی معنی ومفہوم کی روایت حضرت امام صادق علیہ السلام سے بھی نقل ہوئی ہے، رجوع کریں امالی شیخ صدوق، ص:318، کتاب الہدایہ، شیخ صدوق، ص:50

ساتویں فصل

زیارتِ امام حسینؑ

نورِ حق میں اس طرح ہیں جذبِ انوارِ حسینؑ
مجھ کو کعبہ میں نظر آتا ہے دربارِ حسینؑ

استقبالِ کربلا کے بارے میں امام علیؑ کی پیشگوئی

عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اَنَّهُ قَالَ: كَاَنِّيْ بِالْقُصُوْرِ قَدْ شُيِّدَتْ حَوْلَ قَبْرِ الْحُسَيْنِ وَكَاَنِّيْ بِالْمَحَامِلِ تَخْرُجُ مِنَ الْكُوْفَةِ اِلٰى قَبْرِ الْحُسَيْنِ وَلَا تَذْهَبُ اللَّيَالِيْ وَالْاَيَّامُ حَتّٰى يُسَارُ اِلَيْهِ مِنَ الْاٰفَاقِ وَذٰلِكَ عِنْدَ انْقِطَاعِ مُلْكِ بَنِيْ مَرْوَانَ ۞

”جناب شیخ صدوقؒ اپنے اسناد کے ساتھ حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ قبرِ حسینؑ کے اردگرد محلات بنے ہوئے ہیں اور دیکھ رہا ہوں کہ عماریاں کوفہ سے قبرِ حسینؑ کی جانب جارہی ہیں۔ کوئی زیادہ شب و روز نہیں گذریں گے کہ لوگ پوری دنیا سے اس طرف آئیں گے، یہ وہ زمانہ ہوگا جب بنی مروان کی حکومت ختم ہوجائے گی۔“

۞ عیون اخبار الرضا، ج:2، ص:48-49

فرشتے آج بھی پریشان ہیں کربلا میں

عَنْ اَبَانِ بْنِ تَغْلِبَ، قَالَ: قَالَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّ اَرْبَعَةَ اٰلَافِ مَلَكٍ هَبَطُوْا يُرِيْدُوْنَ الْقِتَالَ مَعَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُمْ فِي الْقِتَالِ فَرَجَعُوْا فِي الْاِسْتِئْذَانِ وَهَبَطُوْا وَقَدْ قُتِلَ الْحُسَيْنُ فَهُمْ عِنْدَ قَبْرِهِ شُعْثٌ غُبْرٌ يَبْكُوْنَهُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَرَئِيْسُهُمْ مَلَكٌ يُقَالُ لَهُ مَنْصُوْرٌ ۞

”ابان بن تغلب سے نقل ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

”آسمان سے چار ہزار فرشتے نازل ہوئے تاکہ امام حسینؑ کے ہمراہ (دشمن کے ساتھ) جنگ کریں لیکن انھیں اجازت نہ دی گئی۔ وہ لوٹ گئے تاکہ خدا سے اجازت حاصل کریں۔ جب وہ دوبارہ نازل ہوئے تو امام حسین علیہ السلام اس وقت قتل ہوچکے تھے۔ وہ (فرشتے اس دن سے) اب تک امام حسین علیہ السلام کی قبر کے پاس پریشان و مضطرب ہیں اور آنحضرتؑ پر تاقیامِ قیامت گریہ کرتے رہیں گے۔ ان کا سردار ایک فرشتہ ہے جسے ”منصور“ کہا جاتا ہے۔“

عَنْ اَبَانِ بْنِ تَغْلِبَ قَالَ: قَالَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ: اِنَّ اَرْبَعَةَ اٰلَافِ مَلَكٍ عِنْدَ قَبْرِ الْحُسَيْنِ شُعْثٌ غُبْرٌ يَبْكُوْنَهُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، رَئِيْسُهُمْ مَلَكٌ يُقَالُ لَهُ: مَنْصُوْرٌ. فَلَا يَزُوْرُهُ زَائِرٌ اِلَّا اسْتَقْبَلُوْهُ وَلَا يُوَدِّعُهُ مُوَدِّعٌ اِلَّا شَيَّعُوْهُ وَلَا يَمْرَضُ اِلَّا عَادُوْهُ وَلَا يَمُوْتُ اِلَّا صَلُّوْا عَلٰى جَنَازَتِهِ وَاسْتَغْفَرُوْا لَهُ بَعْدَ مَوْتِهِ ۞

۞ امالی، شیخ صدوقؒ، ص:737 ۞ ثواب الاعمال، شیخ صدوقؒ، ص:113

"ابان بن تغلب کہتے ہیں کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

چار ہزار فرشتے پریشان اور خاک آلود امام حسین علیہ السلام کی قبر کے پاس موجود رہتے ہیں تا کہ وہ قیامت کے دن ان پر گریہ کریں۔ ان کے سردار فرشتے کو "منصور" کہا جاتا ہے۔ جو زائر بھی آنحضرتؑ کی زیارت کرے وہ اس کا استقبال کریں گے اور جو بھی وداع کرنے والا انہیں وداع کرے گا تو آنحضرتؑ اسے وداع کریں گے۔ جو بھی زائر مریض ہوگا وہ اس کی عیادت کریں گے۔ جو بھی زائر فوت ہوگا وہ اس کا جنازہ پڑھیں گے اور اس کی موت کے بعد اس کے لیے استغفار کریں گے۔"

عَنْ هَارُوْنَ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ اَبَا عَبْدِاللهِ وَاَنَا عِنْدَهٗ فَقَالَ: مَا لِمَنْ زَارَ قَبْرَ الْحُسَيْنِ ؑ؟ قَالَ: اِنَّ قَبْرَ الْحُسَيْنِ وَكَّلَ اللهُ بِهٖ اَرْبَعَةَ اٰلَافِ مَلَكٍ شُعْثٍ وَ غُبْرٍ يَبْكُوْنَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَقُلْتُ لَهٗ: بِاَبِيْ اَنْتَ وَ اُمِّيْ رُوِيَ عَنْ اَبِيْكَ اَنَّ ثَوَابَ زِيَارَتِهٖ كَثَوَابِ الْحَجِّ۔ قَالَ: نَعَمْ حَجَّةٌ وَعُمْرَةٌ حَتّٰى عَدَّ عَشْرًا۞

"ہارون سے نقل ہے کہ وہ کہتے ہیں:

میں حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں تھا کہ کسی شخص نے سوال کیا: جو شخص امام حسینؑ کی قبر کی زیارت کرے اس کا ثواب کیا ہے؟

امام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے امام حسینؑ کے مزار پر چار ہزار فرشتوں کو مقرر کیا ہے جو پریشان حال اور خاک آلود ہیں، تا کہ روز قیامت تک ان پر گریہ کریں۔

میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں،

۞ ثواب الاعمال، شیخ صدوق، ص:112-113 الامالی، شیخ صدوق، ص:64-205

آپ کے پدر بزرگوار سے روایت ہے کہ امام حسینؑ کی زیارت کا ثواب حج کے ثواب کے برابر ہے؟

انہوں نے فرمایا: ہاں، حج اور عمرہ گننا شروع کیا اور دس تک شمار کیا۔"

عَنْ اَبِيْ بَصِيْرٍ عَنْ اَبِيْ جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: اَرْبَعَةُ اٰلَافِ مَلَكٍ شُعْثٍ غُبْرٍ يَبْكُوْنَ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلٰى اَنْ تَقُوْمَ السَّاعَةُ، فَلَا يَاْتِيْهِ اَحَدٌ اِلَّا اسْتَقْبَلُوْهُ وَلَا يَرْجِعُ اِلَّا شَيَّعُوْهُ وَلَا يَمْرَضُ اِلَّا عَادُوْهُ، وَلَا يَمُوْتُ اِلَّا شَهِدُوْهُ (ثواب الاعمال، ص:113-114)

"حضرت ابو بصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امام باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا:

امام حسینؑ پر چار ہزار پریشان حال اور خاک آلود فرشتے تا قیام قیامت گریہ کر رہے ہیں جو بھی زائر ان کی زیارت پر آتا ہے تو وہ اس کا استقبال کرتے ہیں اور جب وہ لوٹتا ہے تو اس کو وداع کرتے ہیں، اور جو بھی مریض ہوتا ہے وہ اس کی عیادت کرتے ہیں اور جو بھی مرتا ہے تو وہ اس کی تشییع جنازہ میں تشریف لاتے ہیں۔"

عَنْ رَبِيْعِيِّ بْنِ عَبْدِاللهِ، قَالَ: قُلْتُ لِاَبِيْ عَبْدِاللهِ السَّلَامُ بِالْمَدِيْنَةِ: اَيْنَ قُبُوْرُ الشُّهَدَاءِ؟ قَالَ: اَلَيْسَ اَفْضَلُ الشُّهَدَاءِ عِنْدَكُمُ الْحُسَيْنَ؟ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّ حَوْلَ قَبْرِهٖ اَرْبَعَةَ اٰلَافِ مَلَكٍ شُعْثٍ غُبْرٍ يَبْكُوْنَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

"ربعی بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے مدینہ میں حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: شہداء کی مزاریں کہاں پر ہیں؟

انہوں نے فرمایا: کیا امام حسینؑ تمہارے نزدیک تمہارے شہداء سے افضل نہیں ہیں؟ خدا کی قسم کہ جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، امام حسینؑ کی قبر کے اردگرد چار ہزار فرشتے پریشان حال اور خاک آلود موجود ہیں جو روزِ قیامت تک ان پر گریہ کریں گے۔"

عَنْ اَبِی النُّمَیْرِ قَالَ: قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ عَلَیْهِ السَّلَامُ: اِنَّ وِلَایَتَنَا عُرِضَتْ عَلٰی اَهْلِ الْاَمْصَارِ فَلَمْ یَقْبَلْهَا قَبُوْلَ اَهْلِ الْکُوْفَةِ بِشَیْءٍ وَذٰلِکَ اَنَّ قَبْرَ عَلِیٍّ فِیْهِ وَاَنَّ اِلٰی لِزْقِهٖ لَقَبْرًا آخَرَ۔ یَعْنِیْ قَبْرَ الْحُسَیْنِ وَمَا مِنْ اٰتٍ یَاْتِیْهِ فَیُصَلِّیْ عِنْدَهٗ رَکْعَتَیْنِ اَوْ رَبْعًا ثُمَّ یَسْأَلُ اللّٰهَ حَاجَتَهٗ اِلَّا قَضَاهَا لَهٗ وَاِنَّهٗ لَیَحُفُّهٗ کُلَّ یَوْمٍ اَلْفُ مَلَکٍ (ثواب الاعمال، شیخ صدوقؒ، ص:122)

"ابونمیر کہتے ہیں کہ حضرت محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

ہماری ولایت شہروں کے لوگوں کے سامنے پیش کی گئی تو اہلِ کوفہ کے لوگوں نے اسے قبول نہ کیا، کیونکہ علی علیہ السلام کی قبر کوفہ میں ہے اور ان کے نزدیک ایک اور قبر (قبرِ امام حسینؑ کی) ہے کہ جو کوئی بھی اس کے قریب دو چار رکعت نماز بجالائے اور پھر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجتیں طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجتیں پوری کرے گا اور ہر روز فرشتے اس کے اردگرد طواف کرتے ہیں۔"

عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ: سَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ: لَیْسَ مَلَکٌ فِی السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ اِلَّا وَهُمْ یَسْأَلُوْنَ اللّٰهَ اَنْ یَّاْذَنَ لَهُمْ فِیْ زِیَارَةِ قَبْرِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ

فَفَوْجٌ یَنْزِلُ وَ فَوْجٌ یَعْرُجُ (ثواب الاعمال، ص:121)

"اسحاق بن عمارہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے سنا کہ انہوں نے فرمایا:

زمین وآسمان کے درمیان کوئی بھی ایسا فرشتہ نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ سے قبرِ حسین علیہ السلام کی زیارت کے لیے التماس نہ کرتا ہو۔ پس ایک گروہ نازل ہوتا ہے تو دوسرا گروہ پرواز کر جاتا ہے۔"

عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ: مَا بَیْنَ قَبْرِ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِلَی السَّمَآءِ السَّابِعَةِ مُخْتَلَفُ الْمَلَائِکَةِ (ثواب الاعمال، ص:122، من لا یحضرہ الفقیہ، ج:2، ص:579)

"اسحاق بن عمار حضرت امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

فرشتوں کے آنے جانے کا مقام قبرِ امام حسینؑ اور آسمانِ ہفتم کے درمیان ہے۔"

عَنْ اَبِیْ بَصِیْرٍ عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: وَکَّلَ اللّٰهُ بِالْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ سَبْعِیْنَ اَلْفَ مَلَکٍ یُصَلُّوْنَ عَلَیْهِ کُلَّ یَوْمٍ شُعْثٌ وَ غُبْرٌ وَیَدْعُوْنَ لِمَنْ زَارَهٗ وَیَقُوْلُوْنَ: یَا رَبَّنَا هٰؤُلَاءِ زُوَّارُ الْحُسَیْنِ اِفْعَلْ بِهِمْ وَاَفْعَلْ بِهِمْ

"جنابِ ابوبصیرؒ حضرت امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے حضرت امام حسین علیہ السلام پر ستر (70) ہزار فرشتے مقرر کیے ہیں کہ جو پریشان حال اور خاک ڈالے ہوئے ہر روز ان پر درود بھیجتے ہیں جو بھی ان (امام حسینؑ) کی زیارت کرتا ہے وہ اس کے لیے دُعا کرتے ہیں اور کہتے ہیں: اے

لٹنے والے! یہ تمام امام حسینؑ کے زائر ہیں، لہٰذا ان کے لیے یہ کر اور وہ کر۔"

عَنِ الْحَارِثِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ اَبِيْ عَبْدِاللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: اِنَّ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مَلَائِكَةً مُوَكَّلِيْنَ بِقَبْرِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِذَا هَمَّ الرَّجُلُ بِزِيَارَتِهٖ اَعْطَاهُمْ ذُنُوْبَهٗ فَاِذَا خَطَا مَحَوْهَا، ثُمَّ اِذَا خَطَا ضَاعَفُوْا لَهٗ حَسَنَاتِهٖ فَمَا تَزَالُ حَسَنَاتُهٗ تَضَاعَفُ حَتّٰى تُوْجَبَ لَهُ الْجَنَّةُ، ثُمَّ اكْتَنَفُوْهُ فَقَدَّسُوْهُ وَيُنَادُوْنَ مَلَائِكَةَ السَّمَاءِ اَنْ قَدِّسُوْا زُوَّارَ قَبْرِ حَبِيْبِ حَبِيْبِ اللّٰهِ، فَاِذَا اغْتَسَلُوْا نَادَاهُمْ مُحَمَّدٌ: يَا وَفْدَ اللّٰهِ اَبْشِرُوْا بِمُرَافَقَتِيْ فِي الْجَنَّةِ، ثُمَّ نَادَاهُمْ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَنَا ضَامِنٌ لِحَوَائِجِكُمْ وَدَفْعِ الْبَلَاءِ عَنْكُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ثُمَّ اكْتَنَفُوْهُمْ عَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ حَتّٰى يَنْصَرِفُوْا اِلٰى اَهَالِيْهِمْ (ثواب الاعمال، ص:117)

"حارث بن مغیرہ سے نقل ہوا ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

خدا کے کچھ فرشتے ہیں جو قبرِ حسینؑ پر مقرر ہوئے ہیں: جب کوئی شخص زیارتِ حسینؑ کا عزم کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ ان فرشتوں کے سامنے رکھتا ہے کہ اگر اس نے کوئی خطا کی ہو تو اسے ختم کر دیں اور اگر وہ پھر کسی خطا کا ارتکاب کرے تو اس کے نیک کاموں میں اضافہ کریں۔ پس اس کے نیک کام پے در پے زیادہ ہوں، یہاں تک کہ اس کے لیے جنت واجب ہو جائے۔

پھر (فرشتوں کو حکم ملتا ہے کہ) اس کے اردگرد اکٹھے ہو کر اس کی تقدیس کریں اور آسمانی فرشتوں کو آواز دیں کہ اللہ کے پیاروں کے پیارے (یعنی امام علیؑ اور

رسولِ خداؐ کے محبوب امام حسینؑ) کی پاکیزگی بیان کریں، اور جس وقت وہ غسل کرتے ہیں تو حضرت محمدؐ انھیں آواز دیتے ہیں:

اے خدا کے مہمانو! میرے ساتھ جنت میں آنے کی تمہیں خوشخبری ہو۔ پھر امیر المومنین علیہ السلام انھیں آواز دیتے ہیں میں دنیا و آخرت میں تمہاری حاجتیں پوری کرنے اور تم سے بلاؤں کو دور کرنے کا ضامن ہوں پھر فرشتے انھیں دائیں اور بائیں طرف سے اپنے درمیان میں لے لیتے ہیں اور ان کی حفاظت کرتے ہیں، یہاں تک کہ وہ اپنے اہل و عیال کے ہاں پلٹ آئیں۔"

عَنِ الْاَعْمَشِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ اِلَى السَّمَاءِ فَبَلَغْتُ السَّمَاءَ الْخَامِسَةَ نَظَرْتُ اِلٰى صُوْرَةِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ فَقُلْتُ: حَبِيْبِيْ جِبْرَئِيْلَ مَا هٰذِهِ الصُّوْرَةُ؟ فَقَالَ جِبْرَئِيْلُ: يَا مُحَمَّدُ اِشْتَهَتِ الْمَلَائِكَةُ اَنْ يَنْظُرُوْا اِلٰى صُوْرَةِ عَلِيٍّ فَقَالُوْا، رَبَّنَا اِنَّ بَنِيْ آدَمَ فِيْ دُنْيَاهُمْ يَتَمَتَّعُوْنَ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً بِالنَّظَرِ اِلٰى عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ حَبِيْبِ حَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ وَخَلِيْفَتِهٖ وَوَصِيِّهٖ وَاَمِيْنِهٖ، فَمَتِّعْنَا بِصُوْرَتِهٖ قَدْرَ مَا تَمَتَّعَ اَهْلُ الدُّنْيَا بِهٖ، فَصَوَّرَ لَهُمْ صُوْرَتَهٗ مِنْ نُوْرِ قُدْسِهٖ عَزَّوَجَلَّ، فَعَلِيٌّ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ لَيْلًا وَنَهَارًا يَزُوْرُوْنَهٗ وَيَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً

قَالَ: فَاَخْبَرَنِي الْاَعْمَشُ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: فَلَمَّا ضَرَبَهُ اللَّعِيْنُ ابْنُ مُلْجَمٍ عَلٰى رَاْسِهٖ صَارَتْ تِلْكَ الضَّرْبَةُ

فِیْ صُوْرَتِهٖ الَّتِیْ فِی السَّمَاءِ فَالْمَلَائِکَۃُ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْهِ غُدْوَۃً وَعَشِیَّۃً وَیَلْعَنُوْنَ قَاتِلَهٗ ابْنُ مُلْجَمٍ، فَلَمَّا قُتِلَ الْحُسَیْنُ بْنُ عَلِیٍّ هَبَطَتِ الْمَلَائِکَۃُ وَحَمَلَتْهُ حَتّٰی اَوْقَفَتْهُ مَعَ صُوْرَۃِ عَلِیٍّ فِی السَّمَاءِ الْخَامِسَۃِ فَکُلَّمَا هَبَطَتِ الْمَلَائِکَۃُ مِنَ السَّمَاوَاتِ مِنْ عُلًا۔ وَصَعِدَتْ مَلَائِکَۃُ السَّمَاءِ الدُّنْیَا فَمَنْ فَوْقَهَا اِلَی السَّمَاءِ الْخَامِسَۃِ لِزِیَارَۃِ صُوْرَۃِ عَلِیٍّ وَالنَّظَرِ اِلَیْهِ وَاِلَی الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ مُتَشَحِّطًا بِدَمِهٖ، لَعَنُوْا یَزِیْدَ وَابْنَ زِیَادٍ وَقَاتِلَ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ ۞

"(ابومحمد سلیمان بن مہران اسلامی تابعی المعروف) اعمش حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت اپنے آباء واجداد سے اور وہ رسولؐ خدا سے نقل کرتے ہیں: کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا:

شبِ معراج جب مجھے آسمان کی طرف لے گئے تو جب میں پانچویں آسمان پر پہنچا تو میں نے وہاں پر علی بن ابی طالب کی تصویر دیکھی۔

میں نے جبرائیل سے کہا: اے میرے دوست جبرائیل! یہ تصویر کیسی ہے؟

حضرت جبرائیل نے کہا: اے محمدؐ! فرشتے بہت چاہتے تھے کہ علیؑ کا جمال دیکھیں، اسی لیے انہوں نے خدا سے کہا: اے ہمارے پروردگار! اولادِ آدمؑ اپنی دُنیا میں شب وروز تیرے حبیب محمدؐ کے حبیب، جانشین وصی اور امین علی بن ابی طالب کی زیارت سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔ ہمیں بھی اہلِ دنیا کے برابر ان کے جمال کی زیارت

۞ المختصر، حسن بن سلیمان حلی، ص: 146، 147۔ نقل از بحار الانوار، ج: 45، ص: 228-229

سے مستفید فرما۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا مطالبہ پورا کیا اور اپنے نورِ قدسی سے ان کے لیے جمالِ علیؑ کی تصویر بنائی۔ یوں علیؑ شب وروز ان کے سامنے ہیں اور وہ ہر صبح وشام انھیں دیکھتے اور ان کی زیارت کرتے ہیں۔

اعمش روایت کو جاری رکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضرت امام صادق علیہ السلام اپنے والدِ بزرگوار حضرت امام محمد باقرؑ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

"جس وقت ابنِ ملجم لعین نے حضرت علیؑ کے سر پر تلوار کی ضربت لگائی (اور حضرت کے سر میں شگاف ہوا) تو وہی شگاف ان کی اس تصویر میں ہوا جو آسمان پر تھی۔ اس کے بعد ہر صبح وشام فرشتے ان کی زیارت کرتے ہیں اور ان کے قاتل ابنِ ملجم پر لعنت کرتے ہیں۔

جس وقت حسین بن علی علیہ السلام قتل ہوئے تو آسمان سے فرشتے نازل ہوئے، اور ان کی (روحانی ومقدس) تصویر کو اٹھا کر اوپر لے گئے حتیٰ کہ آسمانِ پنجم پر لے کر علی علیہ السلام کے امثالِ مبارک کے ساتھ رکھ دی۔ اس کے بعد تمام فرشتے اوپر والے آسمانوں سے نازل ہوتے اور تمام وہ فرشتے جو نچلے آسمانوں اور دنیا کے آسمان سے پانچویں کی طرف پرواز کرتے تو جب وہ جمالِ علیؑ اور جمالِ حسینؑ کو خون میں ڈوبا ہوا دیکھتے اور ان کی زیارت کرتے تو یزید، ابنِ زیاد اور امام حسینؑ کے قاتلوں پر لعنت بھیجتے اور یہ کام قیامت تک کرتے رہیں گے۔"

زیارتِ امام حسینؑ کی وصیت

عَنْ حَنَانِ بْنِ سَدِیْرٍ قَالَ: قَالَ اَبُوْعَبْدِاللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ: زُوْرُوْہُ

يَعْنِي قَبْرَ الْحُسَيْنِ وَلَا تَجْفُوهُ فَإِنَّهُ سَيِّدُ الشُّهَدَاءِ وَسَيِّدُ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ (ثواب الاعمال، شیخ صدوقؒ، ص:122)

''حنان ابن سدیر کہتے ہیں کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: ان (قبر امام حسینؑ) کی زیارت کریں اور ان پر ستم نہ کریں، کیونکہ وہ سید الشہداءؑ اور جوانانِ جنت کے سردار ہیں۔''

عَنْ اَبِی الْجَارُوْدِ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لِیْ: كَمْ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ الْحُسَيْنِ؟ قَالَ: قُلْتُ: يَوْمٌ لِلرَّاكِبِ وَ يَوْمٌ وَبَعْضُ يَوْمٍ لِلْمَاشِيْ قَالَ: اَفَتَأْتِيْهِ لَا مَا اٰتِيْهِ كُلَّ جُمُعَةٍ؟ قُلْتُ اِلَّا فِي الْحِيْنِ قَالَ: مَا اَجْفَاكَ اَمَا لَوْ كَانَ قَرِيْبًا مِنَّا لَاتَّخَذْنَاهُ هِجْرَةً اَیْ تَهَاجَرْنَا اِلَيْهِ (ثواب الاعمال، شیخ صدوقؒ، ص:114)

''ابو جارود کہتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھے فرمایا:
تمہارے اور مرقد امام حسینؑ کے درمیان کس قدر فاصلہ ہے؟
میں نے عرض کیا: سوار کے لیے ایک دن کا اور پیدل چلنے والے کے لیے ایک دن اور دوسرے دن کا کچھ حصہ۔
امام نے فرمایا: کیا ہر جمعہ کو ان کی زیارت کے لیے جاتے ہو؟
وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: بعض اوقات جاتا ہوں۔
امام نے فرمایا: تم کس قدر ستم کرتے ہو! اگر وہ ہمارے نزدیک ہوتے تو ہم اس جگہ کو اپنی ہجرت قرار دے لیتے، یعنی ہجرت کر کے وہاں سے چلے جاتے۔''

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ:

مُرُوا شِيْعَتَنَا بِزِيَارَةِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَاِنَّ زِيَارَتَهُ تَدْفَعُ الْهَدَمَ وَالْغَرَقَ وَالْحَرَقَ وَاَكْلَ السَّبُعِ وَزِيَارَتُهُ مُفْتَرَضَةٌ عَلٰى مَنْ اَقَرَّ لِلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالْاِمَامَةِ مِنَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ ۞

''محمد بن مسلم نقل کرتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:
ہمارے پیروؤں کو زیارتِ امام حسین علیہ السلام کی سفارش کریں، کیونکہ ان کی زیارت دب کر مرنے، غرق ہونے اور درندوں کا لقمہ بننے سے محفوظ کرتی ہے۔ امام حسینؑ کی زیارت کرنا ہر اس شخص پر لازم ہے جو ان کی امامت کا اقرار کرتا ہے۔''

عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُمِّيِّ عَنْ اَبِی الْحَسَنِ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: مَنْ زَارَ قَبْرَ اَبِیْ عَبْدِاللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِشَطِّ الْفُرَاتِ كَانَ كَمَنْ زَارَ اللهَ فَوْقَ عَرْشِهِ (ثواب الاعمال، ص:110)

''حسن بن محمد قمی حضرت امام رضاؑ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:
جو کوئی دریائے فرات کے کنارے قبر حسینؑ کی زیارت کرے گا، وہ ایسا ہے کہ جس نے عرش پر اللہ کی زیارت کی ہو۔''

زیارت کا اجر وثواب

عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ مُسَيَّبٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ اَبِيْهِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ الْحُسَيْنُ لِرَسُوْلِ اللهِ: يَا اَبَتَاهُ مَا لِمَنْ زَارَنَا؟ قَالَ: يَا بُنَيَّ مَنْ زَارَنِيْ حَيًّا وَمَيِّتًا، وَمَنْ زَارَ اَبَاكَ حَيًّا وَمَيِّتًا وَمَنْ زَارَ اَخَاكَ حَيًّا وَمَيِّتًا

۞ الامالی، شیخ صدوقؒ، ص:206، من لا یحضرہ الفقیہ، ج:2، ص:582

وَمَنْ زَارَكَ حَيّاً وَ مَيِّتاً كَانَ حَقِيقًا عَلَيَّ اَنْ اَزُورَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاُخَلِّصَهُ مِنْ ذُنُوبِهِ اُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ۞

''علاء بن میتب حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والد بزرگوار حضرت امام باقر علیہ السلام سے اور وہ حضرت امام سجاد علیہ السلام سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

حضرت امام حسینؑ علیہ السلام نے رسولِ خداؐ کی خدمت میں عرض کیا: اے بابا جان! جوکوئی میری زیارت کرے گا اس کا اجر وثواب کیا ہے؟

انہوں نے فرمایا: اے میرے لال! جوکوئی میری زندگی میں یا میری رحلت کے بعد میری زیارت کرے گا، اور آپ کے بابا کی زندگی میں یا رحلت کے بعد زیارت کرے گا جوکوئی آپ کے بھائی (حسنؑ) کی زندگی میں یا رحلت کے بعد زیارت کرے گا اور جوکوئی آپ کی زیارت آپ کی زندگی میں یا رحلت کے بعد کرے گا تو میرے اوپر فرض ہے کہ قیامت کے دن اس کی زیارت کروں، اسے گناہوں سے رہائی دلاؤں اور اسے جنت میں داخل کروں۔''

عَنْ اَبِي عَبْدِاللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: مَنْ اَتَى الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَارِفاً بِحَقِّهِ كَتَبَهُ اللّٰهُ تَعَالَى فِي اَعْلَى عِلِّيِّينَ۞

''حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

جوکوئی امام حسین علیہ السلام کے حق کو پہچانتے ہوئے ان کی زیارت کرے تو اللہ

۞ ثواب الاعمال،ص:108،امالی،ص:114،علل الشرائع:46،الامالی،شیخ طوسیؒ،ص:201

۞ ثواب الاعمال،ص:110،من لایحضرہ الفقیہ،ج:2،ص:581،عیون اخبار الرضا،ج:2،ص:44

تعالیٰ اسے اعلیٰ علیین میں جگہ دے گا۔''

عَنْ اَبِي الْحَسَنِ الْمَاضِي قَالَ: مَنْ زَارَ قَبْرَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَارِفاً بِحَقِّهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَاَخَّرَ ۞

''حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا:

جوکوئی قبر حسین بن علیؑ کی زیارت ان کا حق پہچانتے ہوئے کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے گذشتہ اور آئندہ کے گناہ معاف کردے گا۔''

عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُمِّيِّ قَالَ اَبُو الْحَسَنِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَدْنَى مَا يُثَابُ بِهِ زَائِرُ اَبِي عَبْدِاللّٰهِ بِشَطِّ الْفُرَاتِ، اِذَا عَرَفَ حَقَّهُ وَحُرْمَتَهُ وَوِلَايَتَهُ اَنْ يُغْفَرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَاَخَّرَ (ثواب الاعمال،ص:111،من لایحضرہ الفقیہ،ج:2،ص:581)

''حسین بن محمد قمی سے نقل ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: فرات کے کنارے امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے والے کو جو کم ترین اجر دیا جائے گا وہ یہ ہے کہ اس کے گذشتہ وآئندہ کے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ یہ اس وقت ہے جب زائر، امام حسین علیہ السلام کے حق، ان کی حرمت اور ولایت کو پہچانتا ہو۔''

عَنْ هَارُونَ بْنِ خَارِجَةَ قَالَ: قُلْتُ لِاَبِي عَبْدِاللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهُمْ يَرْوُونَ اَنَّ مَنْ زَارَ قَبْرَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَتْ لَهُ حَجَّةٌ وَعُمْرَةٌ قَالَ: زَارَهُ وَاللّٰهِ عَارِفاً بِحَقِّهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَاَخَّرَ (ثواب الاعمال،ص:11)

۞ ثواب الاعمال،ص:111،الامالی شیخ صدوقؒ،ص:206،309

"ہارون بن خارجہ کہتے ہیں: میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: وہ روایت کرتے ہیں کہ جو کوئی امام حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کرتا ہے اس کے لیے حج وعمرہ کا ثواب ہوگا؟

حضرتؑ نے فرمایا: خدا کی قسم، جو کوئی ان کے حق کی معرفت رکھتے ہوئے ان کی زیارت کرے، خدا اس کے گذشتہ اور آئندہ گناہ معاف کردے گا۔ ۞

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ الْهَاشِمِيِّ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ اَبِي عَبْدِاللّٰهِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الصَّادِقِ فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ طُوْسَ، فَقَالَ لَهُ يَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ، مَا لِمَنْ زَارَ قَبْرَ اَبِيْ عَبْدِاللّٰهِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ؟ فَقَالَ لَهُ: يَا طُوْسِيُّ! مَنْ زَارَ قَبْرَ اَبِيْ عَبْدِاللّٰهِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهُ اِمَامٌ مِنَ اللّٰهِ، مُفْتَرَضُ الطَّاعَةِ عَلَى الْعِبَادِ، غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَاَخَّرَ وَقَبِلَ شَفَاعَتَهُ فِيْ سَبْعِيْنَ مُذْنِبًا وَلَمْ يَسْأَلِ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ عِنْدَ قَبْرِهِ حَاجَةً اِلَّا قَضَاهَا لَهُ (الامالی، شیخ صدوق، ص:684)

"عبداللہ بن ہاشمی کہتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا کہ طوس کا رہنے والا ایک شخص ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! جو کوئی حسین بن علیؑ کی قبر کی زیارت کرے، اس کے

۞ یعنی امامت کی شناخت ومعرفت، راہ امام کی حقانیت اور آنحضرت سے فکری وابستگی جو ایک صاحب معرفت زائر کو زیارت کی طرف کھینچتی ہے، وہ اس بات کا موجب بنتی ہے کہ ایک زائر اپنے گذشتہ گناہوں سے توبہ کرے اور آئندہ جب بھی اس سے کوئی گناہ سرزد ہوگا تو وہ اس کی تلافی کرے گا۔ البتہ اس میں شک نہیں ہے یہ سب توفیق خدا سے ہوتا ہے۔

لیے کیا اجر وثواب ہے؟

آنحضرتؑ نے اس سے فرمایا:

اے طوسی! جو کوئی بھی حضرت امام حسینؑ کی یہ جانتے ہوئے زیارت کرے کہ وہ خدا کی طرف سے امامؑ ہیں اور ان کی اطاعت خدا کے بندوں پر لازم ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گذشتہ اور آئندہ کے گناہ معاف کردے گا۔ ستر گناہ گاروں کے بارے میں اس کی سفارش قبول کرے گا اور ان کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر اللہ سے جو کچھ مانگے گا وہ اسے عطا کرے گا۔"

عَنْ اَبِيْ عَبْدِاللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: اِنَّ زَائِرَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ تَجْعَلُ ذُنُوْبَهُ جِسْرًا عَلٰى بَابِ دَارِهِ ثُمَّ يَعْبُرُهَا كَمَا يُخَلِّفُ اَحَدُكُمُ الْجِسْرَ وَرَاءَهُ اِذَا عَبَرَهُ ۞

"حضرت امام صادقؑ سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

زائر حسینؑ اپنے گناہوں کو اپنے گھر کے دروازے پر پل قرار دیتا ہے، پھر اس سے گذرتا ہے اور اسے پیچھے چھوڑتا ہے، یہ ایسے ہی ہے جیسے آپ میں سے کوئی شخص پل سے گذرا اور اسے اپنے پیچھے چھوڑ دیا ہو"

عَنْ صَالِحِ النِّيْلِيِّ قَالَ: قَالَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَنْ اَتٰى قَبْرَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَارِفًا بِحَقِّهِ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ اَجْرَ مَنْ اَعْتَقَ اَلْفَ نَسَمَةٍ وَكَمَنْ حَمَلَ اَلْفَ فَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مُسْرَجَةٍ مُلْجَمَةٍ (ثواب الاعمال، ص:112)

۞ ثواب الاعمال، ص:116، من لا یحضرہ الفقیہ، ج:2، ص:581

''صالح نیلی کہتے ہیں کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''جو کوئی امامؑ کا مقام پہچانتے ہوئے ان کی قبر کی زیارت کے لیے آئے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس شخص کا ثواب لکھتا ہے جس نے ایک ہزار غلام آزاد کیے ہیں اور وہ اس شخص کے مانند ہے جس نے ایک ہزار زین کسے اور لگام چڑھے ہوئے گھوڑے راہِ خدا میں (جہاد کرنے کے لیے) میدانِ جہاد میں وارد کیے ہوں۔''

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ هِلَالٍ اَبِیْ عَبْدِاللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ، قَالَ: قُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ مَا اَدْنٰى مَا لِزَائِرِ قَبْرِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ؟ فَقَالَ لِیْ: یَا عَبْدَاللّٰهِ اِنَّ اَدْنٰى مَا یَكُوْنُ لَهٗ اَنْ یَحْفَظَهُ اللّٰهُ فِیْ نَفْسِهٖ وَمَالِهٖ حَتّٰى یَرُدَّهٗ اِلٰى اَهْلِهٖ، فَاِذَا كَانَ یَوْمُ الْقِیَامَةِ كَانَ اللّٰهُ اَحْفَظَ لَهٗ (ثواب الاعمال، ص:116)

''عبداللہ بن ہلال سے نقل ہے کہ وہ کہتے ہیں: میں نے امام صادقؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ پر قربان، قبرِ حسینؑ کے زائر کا کم ترین ثواب کیا ہے؟

امامؑ نے مجھے فرمایا: ''اے عبداللہ! اس کا کم ترین ثواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے مال و جان کی اس وقت تک حفاظت کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے خاندان کی طرف واپس چلا جائے اور جب روزِ قیامت ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کا محافظ ہوگا۔''

عَنِ الْحُسَیْنِ بْنِ ثُوَیْرِ بْنِ اَبِیْ فَاخِتَةَ، قَالَ: قَالَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ: یَا حُسَیْنُ اِنَّهٗ مَنْ خَرَجَ مِنْ مَنْزِلِهٖ یُرِیْدُ زِیَارَةَ قَبْرِ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ اِنْ كَانَ مَاشِیًا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِكُلِّ خُطْوَةٍ حَسَنَةً وَمَحَا عَنْهُ سَیِّئَةً وَاِنْ كَانَ رَاكِبًا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِكُلِّ حَافِرٍ حَسَنَةً وَحَطَّ بِهَا

عَنْهُ سَیِّئَةً حَتّٰى اِذَا صَارَ فِی الْحَائِرِ كَتَبَهُ اللّٰهُ مِنَ الْمُفْلِحِیْنَ الْمُنْجِحِیْنَ حَتّٰى اِذَا قَضٰى مَنَاسِكَهٗ كَتَبَهُ اللّٰهُ مِنَ الْفَائِزِیْنَ، حَتّٰى اِذَا اَرَادَ الْاِنْصِرَافَ اَتَاهُ مَلَكٌ فَقَالَ لَهٗ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ یُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَیَقُوْلُ لَكَ: اِسْتَأْنِفِ الْعَمَلَ فَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا مَضٰى (ثواب الاعمال، ص:117،116)

''حسین بن ثویر کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''اے حسینؑ! جو کوئی بھی قبرِ حسین بن علیؑ کی زیارت کے قصد سے اپنے گھر سے نکلے، اگر وہ پیدل ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم پر ایک نیکی لکھتا ہے اور ایک بدی محو کر دیتا ہے، اور اگر وہ سوار ہو تو اس کی سواری کے ہر قدم اٹھانے پر ایک نیکی لکھتا ہے اور ایک بدی مٹا دیتا ہے، یہاں تک کہ جب وہ حرمِ حسینی میں پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے فلاح پانے اور کامیاب ہونے والوں میں سے لکھ دیتا ہے اور جب وہ زیارت کے اعمال ختم کر لیتا ہے تو اللہ اسے فائزین میں سے لکھ دیتا ہے۔ جس وقت وہ وہاں سے لوٹنا چاہتا ہے تو اس کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے اور اسے کہتے ہے: رسولِ خداؐ نے تجھ پر سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے: اپنی زندگی کا آغاز نئے سرے سے کرو، کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے گذشتہ تمام گناہ معاف کر دیے ہیں۔''

عَنْ بَشِیْرِ الدَّهَّانِ، عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: اِنَّ الرَّجُلَ لَیَخْرُجُ اِلٰى قَبْرِ الْحُسَیْنِ فَلَهٗ اِذَا خَرَجَ مِنْ اَهْلِهٖ بِاَوَّلِ خُطْوَةٍ مَغْفِرَةٌ لِذُنُوْبِهٖ، ثُمَّ لَمْ یَزَلْ یُقَدَّسُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ حَتّٰى یَاْتِیَهٗ فَاِذَا اَتَاهُ نَاجَاهُ اللّٰهُ فَقَالَ: عَبْدِیْ سَلْنِیْ اُعْطِكَ اُدْعُنِیْ اُجِبْكَ، اَطْلُبْ

مِنِّیْ اُعْطِكَ سَلْنِیْ حَاجَتَكَ اَقْضِهَالَكَ قَالَ: قَالَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ:
وَحَقٌّ عَلَی اللّٰهِ اَنْ یُعْطِیَ مَا بَذَلَ (ثواب الاعمال،ص:117)

''بشیر دھان حضرت امام جعفر صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:
جو شخص امام حسینؑ کی قبر کی جانب عازم سفر ہوتا ہے جب وہ اپنے اہل خانہ کو ترک کرتا ہے تو اس کا ہر قدم اس کے گناہوں کی بخشش ہے۔ اس کے ہر قدم کی تقدیس ہوتی ہے حتیٰ کہ وہ قبر امام حسینؑ پر پہنچتا ہے۔ جس وقت وہاں پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ راز و نیاز کرتا ہے اور کہتا ہے: اے میرے بندے! مجھ سے مانگو میں تمہیں عطا کرتا ہوں، مجھے پکارو، میں جواب دیتا ہوں، مجھ سے طلب کرو میں عطا کرتا ہوں، مجھ سے اپنی حاجت مانگو، میں پوری کرتا ہوں۔
راوی کہتے ہیں: حضرت امام صادق علیہ السلام نے مزید فرمایا: یہ اللہ کا حق ہے کہ اس سفر میں جو کچھ خرچ کرو وہ تمہیں عطا کرے گا۔''

عَنْ مُعَاوِیَةَ بْنِ وَهْبٍ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰی اَبِیْ عَبْدِاللّٰهِؑ وَهُوَ فِیْ مُصَلَّاهُ فَجَلَسْتُ حَتّٰی قَضٰی صَلَاتَهُ فَسَمِعْتُهُ وَهُوَ یُنَاجِیْ رَبَّهُ یَقُوْلُ:

یَا مَنْ خَصَّنَا بِالْکَرَامَةِ وَوَعَدَنَا الشَّفَاعَةَ وَحَمَّلَنَا الرِّسَالَةَ وَجَعَلَنَا وَرَثَةَ الْاَنْبِیَاءِ وَخَتَمَ بِنَا الْاُمَمَ السَّالِفَةَ وَخَصَّنَا بِالْوَصِیَّةِ وَاَعْطَانَا عِلْمَ مَا مَضٰی وَعِلْمَ مَا بَقِیَ وَجَعَلَ اَفْئِدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوِیْ اِلَیْنَا اغْفِرْلِیْ وَلِاِخْوَانِیْ وَزُوَّارِ قَبْرِ اَبِی الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا اَمْوَالَهُمْ وَاَشْخَصُوا اَبْدَانَهُمْ رَغْبَةً فِیْ بِرِّنَا وَرَجَاءً لِمَا عِنْدَكَ

فِیْ صِلَتِنَا وَسُرُوْرًا اَدْخَلُوْهُ عَلٰی نَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ وَاِجَابَةً مِنْهُمْ لِاَمْرِنَا وَغَیْظًا اَدْخَلُوْهُ عَلٰی عَدُوِّنَا، اَرَادُوْ بِذٰلِكَ رِضْوَانَكَ فَکَافِهِمْ عَنَّا بِالرِّضْوَانِ وَاکْلَاهُمْ بِاللَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَاخْلُفْ عَلٰی اَهَالِیْهِمْ وَاَوْلَادِهِمُ الَّذِیْنَ خُلِّفُوْا بِاَحْسَنِ الْخَلَفِ وَاصْحَبْهُمْ وَاکْفِهِمْ شَرَّ کُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ وَکُلِّ ضَعِیْفٍ مِنْ خَلْقِكَ اَوْ شَدِیْدٍ وَشَرَّ شَیَاطِیْنِ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ وَاَعْطِهِمْ اَفْضَلَ مَا اَمَّلُوْا مِنْكَ فِیْ غُرْبَتِهِمْ عَنْ اَوْطَانِهِمْ وَمَا آثَرُوْنَا عَلٰی اَبْنَائِهِمْ وَاَهَالِیْهِمْ وَقَرَابَاتِهِمْ

اَللّٰهُمَّ اِنَّ اَعْدَاءَنَا عَابُوْا عَلَیْهِمْ خُرُوْجَهُمْ فَلَمْ یَنْهَهُمْ ذٰلِكَ عَنِ النُّهُوْضِ وَالشُّخُوْصِ اِلَیْنَا خِلَافًا عَلَیْهِمْ فَارْحَمْ تِلْكَ الْوُجُوْهَ الَّتِیْ غَیَّرَهَا الشَّمْسُ وَارْحَمْ تِلْكَ الْخُدُوْدَ الَّتِیْ تَقَلَّبَتْ عَلٰی قَبْرِ اَبِیْ عَبْدِاللّٰهِ وَارْحَمْ تِلْكَ الْاَعْیُنَ الَّتِیْ جَرَتْ دُمُوْعُهَا رَحْمَةً لَنَا وَارْحَمْ تِلْكَ الْقُلُوْبَ الَّتِیْ جَزِعَتْ وَاحْتَرَقَتْ لَنَا وَارْحَمْ تِلْكَ الصَّرْخَةَ الَّتِیْ کَانَتْ لَنَا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَوْدِعُكَ تِلْكَ الْاَنْفُسَ وَتِلْكَ الْاَبْدَانَ حَتّٰی تُرْوِیَهُمْ مِنَ الْحَوْضِ یَوْمَ الْعَطَشِ

فَمَا زَالَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَیْهِ یَدْعُوْا بِهٰذَا الدُّعَاءِ وَهُوَ سَاجِدٌ فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْتُ لَهُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ لَوْ اَنَّ هٰذَا الَّذِیْ سَمِعْتُهُ مِنْكَ کَانَ لِمَنْ لَا یَعْرِفُ اللّٰهَ لَظَنَنْتُ اَنَّ النَّارَ لَا تَطْعَمُ مِنْهُ شَیْئًا اَبَدًا وَاللّٰهِ لَقَدْ تَمَنَّیْتُ اَنِّیْ کُنْتُ زُرْتُهُ وَلَمْ اَحُجَّ فَقَالَ لِیْ: مَا اَقْرَبَكَ مِنْهُ فَمَا الَّذِیْ یَمْنَعُكَ عَنْ زِیَارَتِهِ یَا مُعَاوِیَةُ وَلِمَ تَدَعُ ذٰلِكَ؟

قُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ لَمْ اَدْرِ اَنَّ الْاَمْرَ يَبْلُغُ هٰذَا كُلَّهُ، فَقَالَ: يَا مُعَاوِيَةُ وَمَنْ يَدْعُوْا لِزُوَّارِهٖ فِي السَّمَاءِ اَكْثَرُ مِمَّنْ يَدْعُوْا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ، وَلَا تَدَعْهُ لِخَوْفٍ مِنْ اَحَدٍ فَمَنْ تَرَكَهُ لِخَوْفٍ رَاَى مِنَ الْحَسْرَةِ مَا يَتَمَنّٰى اَنَّ قَبْرَهُ كَانَ بِيَدِهٖ، اَمَا تُحِبُّ اَنْ يَرَى اللّٰهُ شَخْصَكَ وَسَوَادَكَ فِيْمَنْ يَدْعُوْا لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ؟ اَمَا تُحِبُّ اَنْ تَكُوْنَ غَدًا فِيْمَنْ تُصَافِحُهُ الْمَلَائِكَةُ اَمَا تُحِبُّ اَنْ تَكُوْنَ غَدًا فِيْمَنْ يَاْتِيْ وَلَيْسَ عَلَيْهِ ذَنْبٌ فَيُتْبَعَ بِهٖ؟ اَمَا تُحِبُّ اَنْ تَكُوْنَ غَدًا فِيْمَنْ يُصَافِحُ رَسُوْلُ اللّٰهِ (ثواب الاعمال،ص:120،121)

''معاویہ بن وھب کہتے ہیں: میں امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ اپنی جائے نماز پر تشریف فرما تھے۔ میں بیٹھ گیا، جب انہوں نے نماز ختم کر لی تو میں نے سنا کہ وہ اپنے پروردگار کے ساتھ راز و نیاز کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں:

اے وہ کہ جس نے ہمیں کرامت کے ساتھ مخصوص کیا اور شفاعت کا وعدہ دیا، رسالت کی ذمہ داری ہمارے کاندھوں پر رکھی، ہمیں انبیاءؑ کا وارث قرار دیا، گذشتہ امتوں کو ہمارے ساتھ ختم کیا، ہمیں وصیت کے ساتھ مخصوص کیا، ہمیں گذشتہ و آئندہ کا علم عطا کیا اور تو نے بعض لوگوں کے دلوں کو یوں قرار دیا کہ وہ ہماری طرف مائل ہیں۔ مجھے، میرے بھائیوں اور میرے پدرِ بزرگوار حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے والے ان لوگوں کو بخش دے کہ جو ہماری اطاعت کے شوق میں اور اس ثواب کی امید سے ہیں کہ جو تیرے نزدیک ہمارے ساتھ وابستہ ہونے میں ہے اور تیرے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسرور کرنے کی خاطر اور ہمارے اُمور کو بجا لانے اور

ہماری دشمن کو غضب ناک کرنے کے لیے اپنے وطن کو چھوڑتے ہیں اور اپنے اموال خرچ کرتے ہیں۔

خدایا! وہ اس کام سے صرف تیری خوشنودی چاہتے ہیں پس تو بھی خوش ہو کر انہیں بے نیاز کر دے اور شب و روز ان کی حفاظت فرما، تو ان کے اہل و عیال کے لیے ان کا بہترین جانشین بن اور ان کا ساتھ دے جو انہوں نے اپنے وطن میں چھوڑے ہیں، ہر سرکش دشمن سے ان کی حفاظت فرما، اپنی مخلوق میں سے محفوظ رکھ۔ جنہوں نے اپنے وطنوں کو چھوڑا اور ہمیں اپنی اولاد، اپنے اہل و عیال اور اپنے رشتہ داروں پر مقدم سمجھا، ان کی ہر آرزو کو پورا کر، جس کی وہ تجھ سے امید رکھتے ہیں۔

اے معبود! ہمارے دشمن ان کی روانگی کو عیب سمجھتے ہیں، لیکن اسی عیب جوئی نے ان کی خواہشات کے برخلاف انہیں ہماری طرف آنے سے نہیں روکا، پس تو بھی ان چہروں پر رحم کر جنہیں سورج نے تبدیل کر دیا۔ ان رخساروں پر رحم کر جو امام حسینؑ کی تُربت پر اِدھر اُدھر تبدیل ہوتے رہے، تو ان آنکھوں پر رحم فرما کہ جن سے ہمارے اوپر دل سوزی کرتے ہوئے آنسو جاری ہوئے، تو ان دلوں پر رحمت کر جو ہمارے لیے بے صبری کرتے اور جلتے ہیں اور چیخ چیخ کر رونے پر رحم کر جو ہمارے لیے ایسا کرتے ہیں۔

اے میرے معبود!

میں ان اپنی جانوں اور جسموں کو تیرے سپرد کرتا ہوں تاکہ تو روزِ قیامت انہیں حوضِ کوثر سے سیراب کرے۔

(راوی کہتے ہیں) حضرت امام صادق علیہ السلام نے یہ دعا سجدے میں مانگی، جس وقت وہ دعا کرنے سے فارغ ہوئے تو میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا:

میں آپ پر قربان جاؤں! مجھے یقین ہے کہ میں نے جو دعا آپ سے سنی ہے اگر کسی ایسے کے حق میں مانگی جائے جو خدا کو بھی نہ پہچانتا ہو تو آتشِ جہنم اسے ہرگز کوئی گزند نہیں پہنچائے گی۔ خدا کی قسم، میری تمنا ہے کہ میں حج کے بجائے ان کی زیارت کے لیے جاؤں۔

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے ابنِ وھب!

تم تو ان کی بہت قریب رہتے ہو، پھر تمہیں کون سی چیز ان کی زیارت سے روکتی ہے اور تم نے اسے کیوں چھوڑ رکھا ہے؟

میں نے عرض کیا: قربان جاؤں، میں نہیں جانتا تھا اس کام کا ثواب اس قدر ہے جتنا آپ نے فرمایا۔

انہوں نے فرمایا: اے معاویہ بن وھب!

امام حسین علیہ السلام کے زائرین کے لیے زمین والوں سے آسمان والے زیادہ دعا کرتے ہیں، کسی کے خوف سے ان کی زیارت مت ترک کرو، جو کوئی خوف سے ان کی زیارت کو ترک کرتا ہے وہ ایسی حسرت میں گرفتار ہوتا ہے کہ وہ تمنا کرتا ہے کہ خود اپنے ہاتھ سے اپنی قبر کھودے۔ کیا تم پسند نہیں کرتے ہو کہ خدا خود تمہیں ان میں سے قرار دے جس کے لیے رسول خدا دعا کرتے ہیں؟ کیا تم پسند نہیں کرتے ہو کہ کل کو ان لوگوں میں سے ہو جن سے فرشتے مصافحہ کرتے ہیں؟ کیا تم نہیں چاہتے ہو کہ کل کو ان لوگوں میں سے ہو کہ جب وہ میدانِ محشر میں آئیں تو ان سے حساب لینے کے لیے ان کا کوئی گناہ باقی نہ ہو؟ کیا تمہارا دل نہیں چاہتا کہ کل کو ان لوگوں میں ہو کہ رسول خدا جن کے ساتھ مصافحہ کریں گے؟

حج وعمرہ کے برابر ثواب

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْمَدَائِنِیِّ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰی اَبِیْ عَبْدِاللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ، فَقُلْتُ لَہٗ: جُعِلْتُ فِدَاكَ اٰتِیْ قَبْرَ الْحُسَیْنِ؟ قَالَ: نَعَمْ یَا اَبَا سَعِیْدٍ اِئْتِ قَبْرَ ابْنِ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَطْیَبِ الطَّیِّبِیْنَ وَاَطْهَرِ الطَّاهِرِیْنَ وَاَبَرِّ الْاَبْرَارِ، فَاِذَا زُرْتَهٗ كَتَبَ اللّٰہُ لَكَ اثْنَیْنِ وَعِشْرِیْنَ عُمْرَةً (ثواب الاعمال، ص:112)

"ابوسعید مدائنی سے نقل ہے کہ وہ کہتے ہیں:

میں حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے پوچھا: آپ پر قربان جاؤں، کیا تربت حسینؑ کی زیارت کے لیے جاؤں؟

انہوں نے فرمایا: ہاں، اے ابوسعید! رسولِ خداؐ کے فرزند کی زیارت کو جاؤ کہ وہ پاکیزہ سے پاکیزہ تر، پاکوں میں سے پاک تر اور نیکوں میں سے نیک تر ہیں۔ تم جب بھی ان کی زیارت کرو گے تو اللہ تعالیٰ بائیس (22) عمرہ حجوں کا ثواب تمہارے لیے لکھ دے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ وہ بھی ابوسعید مدائنی ہے البتہ ایک اور طریق سے ہے۔ میں نقل ہوا ہے حضرت امام صادق علیہ السلام نے اپنی گفتگو کے آخر میں فرمایا:

جب بھی ان کی زیارت کرو گے تو خدا تمہارے نام پچیس (25) غلاموں کو آزاد کرنے کا ثواب لکھے گا۔ ۞ ایک تیسری روایت میں ہے کہ پچیس (25) حجوں کو ثواب دے گا۔ (ثواب الاعمال، ص:112، 113)

۞ ثواب الاعمال، ص:117، 118

عَنْ اَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ نَصْرٍ قَالَ: سَأَلَ بَعْضُ اَصْحَابِنَا اَبَا الْحَسَنِ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ عَمَّنْ اَتٰى قَبْرَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: تُعَادِلُ حُجَّةً وَ عُمْرَةً (ثواب الاعمال، ص:111)

''احمد بن محمد بن ابی نصر سے نقل ہوا ہے کہ وہ کہتے ہیں:

ہمارے بعض دوستوں نے امام رضاؑ سے اس شخص کے ثواب کے بارے میں پوچھا جو قبر حسینؑ کی زیارت کرتا ہے، تو انہوں نے فرمایا: حج وعمرہ کے برابر ہے۔''

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ، قَالَ: سَمِعْتُ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ، يَقُوْلُ: زِيَارَةُ قَبْرِ الْحُسَيْنِ تَعْدِلُ عُمْرَةً مَبْرُوْرَةً مَقْبُوْلَةً

''محمد بن سنان کہتے ہیں: میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سنا کہ انہوں نے فرمایا: قبر امام حسینؑ کی زیارت کا ثواب عمرہ صحیح ومقبولہ کے مساوی ہے۔''

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْجَهْمِ قَالَ: قُلْتُ لِاَبِی الْحَسَنِ مَا تَقُوْلُ فِیْ زِيَارَةِ قَبْرِ الْحُسَيْنِ فَقَالَ لِیْ: مَا تَقُوْلُ اَنْتَ فِيْهِ؟ فَقُلْتُ: بَعْضُنَا يَقُوْلُ: حَجَّةٌ وَبَعْضُنَا يَقُوْلُ: عُمْرَةٌ فَقَالَ: هِیَ عُمْرَةٌ فَقَالَ مَبْرُوْرَةٌ مَقْبُوْلَةٌ (ثواب الاعمال، ص:112)

''حسن بن جہم رازی کہتے ہیں:

میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آپ امام حسینؑ کی زیارت کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

انہوں نے مجھ سے فرمایا: ''تم خود کیا کہتے ہو؟

میں نے عرض کیا: ہم میں سے بعض کہتے ہیں کہ اس کا ثواب ایک حج کے برابر

ہے اور بعض کہتے ہیں: عمرہ کے برابر ہے۔

انہوں نے فرمایا: اس کا ثواب صحیح ومقبولہ عمرہ کے برابر ہے؟

عَنْ بَشِيْرِ الدَّهَّانِ، قَالَ: قَالَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ: اَيُّمَا مُؤْمِنٍ زَارَ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ عَارِفًا بِحَقِّهٖ فِیْ غَيْرِ يَوْمِ عِيْدٍ كُتِبَتْ لَهٗ عِشْرُوْنَ عُمْرَةً مَبْرُوْرَاتٍ مُتَقَبَّلَاتٍ وَعِشْرُوْنَ غَزْوَةً مَعَ نَبِیٍّ مُرْسَلٍ اَوْ اِمَامٍ عَادِلٍ (ثواب الاعمال، ص:115)

''بشیر بن دھان سے نقل ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''جو مومن بھی روز عید کے علاوہ کسی اور دن میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت ان کا حق پہچانتے ہوئے کرے تو اس کے (نامۂ اعمال) میں صحیح ومقبول بیس حج (20) بیس عمرے اور نبی مرسل یا امام عادل کی کمان میں بیس (20) جہاد کا ثواب لکھے جاتے ہیں۔''

عَنْ زَيْدِ الشَّحَّامِ عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: زِيَارَةُ قَبْرِ الْحُسَيْنِ تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ عِشْرِيْنَ حَجَّةً وَاَفْضَلُ مِنْ عِشْرِيْنَ حَجَّةً (ثواب الاعمال، ص:117)

''زید شحام حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرمایا: ''قبر امام حسین علیہ السلام کی زیارت اللہ کے نزدیک بیس (20) حجوں کے برابر ہے بلکہ بیس (20) سے بھی افضل ہے۔''

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ مَنْصُوْرٍ، قَالَ: قَالَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: كَمْ حَجَجْتَ؟ قُلْتُ تِسْعَ عَشْرَةَ قَالَ: فَقَالَ: اَمَا اِنَّكَ لَوْ اَتْمَمْتَ

إِحْدَى وَّعِشْرِيْنَ حَجَّةً لَكُنْتَ كَمَنْ زَارَ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ ۞

''حذیفہ بن منصور کہتے ہیں: امام صادق علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا: تم کتنے حج بجالائے ہو؟

میں نے کہا: اُنیس (19)۔ آپ نے فرمایا: اگر تم اکیس حج پورے کرلو تو اس شخص کے مانند ہو جاؤ گے جس نے امام حسینؑ کی زیارت کی ہے۔''

عَنْ شَهَابِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهٖ اَوْ عَنْ رَجُلٍ عَنْ شَهَابٍ عَنْ اَبِيْ عَبْدِاللهِ قَالَ: سَأَلَنِيْ فَقَالَ لِيْ: يَا شَهَابُ كَمْ حَجَجْتَ مِنْ حَجَّةٍ؟ قَالَ: فَقُلْتُ: تِسْعَ عَشَرَةَ قَالَ: فَقَالَ لِيْ: تُتِمُّهَا عِشْرِيْنَ حَجَّةً يُكْتَبُ لَكَ زِيَارَةُ الْحُسَيْنِ (ثواب الاعمال، ص:118)

''شہاب بن عبدربہ یا کوئی اور شخص اس سے روایت کرتے ہوئے نقل کرتا ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا: اے شہاب! آپ کتنی بار حج بجا لائے ہو؟

میں نے کہا: انیس (19) بار۔

انہوں نے مجھ سے فرمایا: بیس (20) حج پورے کرلو تو تمہارے لیے زیارت قبرِ حسینؑ کا ثواب لکھا جائے گا۔''

عَنْ صَالِحِ النِّيْلِيِّ قَالَ: قَالَ اَبُوْ عَبْدِاللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَنْ اَتٰى قَبْرَ الْحُسَيْنِ عَارِفًا بِحَقِّهٖ كَانَ كَمَنْ حَجَّ مِائَةَ حَجَّةٍ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ (ثواب الاعمال، ص:118)

۞ ثواب الاعمال، ص:118

''صالح نیلی سے نقل ہے کہ وہ کہتے ہیں:

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو کوئی امام حسینؑ کا حق پہچانتے ہوئے ان کی قبر کی زیارت کرتا ہے تو وہ اس شخص کے مانند ہے جو رسولِ خداؐ کے ہمراہ سو (100) حج بجالایا ہو۔''

عَنْ مَالِكِ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِيْ عَبْدِاللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: مَنْ زَارَ قَبْرَ اَبِيْ عَبْدِاللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَتَبَ اللهُ لَهٗ ثَمَانِيْنَ حَجَّةً مَبْرُوْرَةً (ثواب الاعمال، ص:118)

''مالک بن عطیہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام صادقؑ کا فرمان ہے: جو کوئی قبرِ امام حسینؑ کی زیارت کرتا ہے تو اللہ اس کے نام اسی (80) صحیح حج لکھ دیتا ہے۔''

عَنْ مُوْسَى بْنِ الْقَاسِمِ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ: وَرَدَ اَبُوْ عَبْدِاللهِ فِيْ اَوَّلِ وِلَايَةِ اَبِيْ جَعْفَرٍ فَنَزَلَ النَّجَفَ فَقَالَ: يَا مُوْسَى اذْهَبْ اِلَى الطَّرِيْقِ الْاَعْظَمِ فَقِفْ عَلَى الطَّرِيْقِ فَانْظُرْ فَاِنَّهٗ سَيَجِيْئُكَ رَجُلٌ مِنْ نَاحِيَةِ الْقَادِسِيَّةِ فَاِذَا دَنَا مِنْكَ فَقُلْ لَهٗ: هٰهُنَا رَجُلٌ مِنْ وُلْدِ رَسُوْلِ اللهِ يَدْعُوْكَ فَسَيَجِيْءُ مَعَكَ قَالَ: فَذَهَبْتُ حَتّٰى قُمْتُ عَلَى الطَّرِيْقِ وَالْحَرُّ شَدِيْدٌ، فَلَمْ اَزَلْ قَائِمًا حَتّٰى كِدْتُ اَعْصِيْ وَاَنْصَرِفُ وَاَدَعُهٗ اِذْ نَظَرْتُ اِلٰى شَيْءٍ مُقْبِلٍ شِبْهِ رَجُلٍ عَلٰى بَعِيْرٍ قَالَ: فَلَمْ اَزَلْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ حَتّٰى دَنَا مِنِّيْ فَقُلْتُ لَهٗ: يَا هٰذَا هٰهُنَا رَجُلٌ مِنْ وُلْدِ رَسُوْلِ اللهِ يَدْعُوْكَ وَقَدْ وَصَفَكَ لِيْ قَالَ اذْهَبْ بِنَا اِلَيْهِ

قَالَ: فَجِئْتُهُ حَتّٰى اَنَاخَ بَعِيْرَهُ نَاحِيَةً قَرِيْبًا مِّنَ الْخَيْمَةِ قَالَ: فَدَعَا بِهٖ، فَدَخَلَ الْاَعْرَابِيُّ اِلَيْهِ وَدَنَوْتُ اَنَا فَصِرْتُ عَلٰى بَابِ الْخَيْمَةِ اَسْمَعُ الْكَلَامَ وَلَا اَرَاهُمَا فَقَالَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ: مِنْ اَيْنَ قَدِمْتَ؟ قَالَ: مِنْ اَقْصَى الْيَمَنِ قَالَ: فَاَنْتَ مِنْ مَوْضِعِ كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ: نَعَمْ اَنَا مِنْ مَوْضِعِ كَذَا وَكَذَا قَالَ: فَبِمَا جِئْتَ هٰهُنَا؟ قَالَ: جِئْتُ زَائِرًا لِلْحُسَيْنِ فَقَالَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ فَجِئْتَ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ لَيْسَ اِلَّا الزِّيَارَةَ؟

قَالَ: جِئْتُ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ لَيْسَ اِلَّا اَنْ اُصَلِّيَ عِنْدَهُ وَاَزُوْرَهُ وَاُسَلِّمَ عَلَيْهِ وَاَرْجِعَ اِلٰى اَهْلِيْ

قَالَ لَهُ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ وَمَا تَرَوْنَ مِنْ زِيَارَتِهٖ؟ قَالَ: نَرَى فِيْ زِيَارَتِهِ الْبَرَكَةَ فِيْ اَنْفُسِنَا وَاَهَالِيْنَا وَاَوْلَادِنَا وَ اَمْوَالِنَا وَمَعَايِشِنَا وَقَضَاءِ حَوَائِجِنَا قَالَ: فَقَالَ لَهُ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ: اَفَلَا اَزِيْدُكَ مِنْ فَضْلِهٖ فَضْلًا يَا اَخَا الْيَمَنِ؟ قَالَ: زِدْنِيْ يَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَالَ: اِنَّ زِيَارَةَ اَبِيْ عَبْدِاللّٰهِ تَعْدِلُ حَجَّةً مَقْبُوْلَةً مُتَقَبَّلَةً زَاكِيَةً مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَتَعَجَّبَ مِنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: اَيْ وَاللّٰهِ حَجَّتَيْنِ مَبْرُوْرَتَيْنِ مُتَقَبَّلَتَيْنِ زَاكِيَتَيْنِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَتَعَجَّبَ مِنْ ذٰلِكَ فَلَمْ يَزَلْ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ يَزِيْدُ حَتّٰى قَالَ: ثَلَاثِيْنَ حَجَّةً مَبْرُوْرَةً مُتَقَبَّلَةً زَاكِيَةً مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ۞

۞ ثواب الاعمال، ص: 118، 119

موسیٰ بن قاسم حضرمی کہتے ہیں:

حضرت امام صادق علیہ السلام، ابوجعفر کی حکومت وولایت کے ابتدائی ایام میں عراق آئے اور آپ نے نجف میں قیام کیا اور مجھ سے فرمایا: اے موسیٰ! اصلی راستے پر جا کر کھڑے ہو جاؤ۔ قادسیہ کی جانب سے ایک شخص آئے گا، جب وہ تمہارے قریب پہنچے تو اس سے کہنا کہ وہاں پر تمہیں رسول خداؐ کے فرزندوں میں سے ایک شخص بلا رہا ہے۔ وہ تمہارے ساتھ آئے گا۔

موسیٰ کہتے ہیں: میں جا کر راستے میں کھڑا ہو گیا۔ موسم سخت گرم تھا۔ قریب تھا کہ میں نافرمانی کرتے ہوئے یہ جگہ چھوڑ کر آ جاتا، لیکن اچانک اسے معلوم ہوا کہ کوئی شخص اونٹ پر سوار۔ میری طرف آ رہا ہے۔ میں نے اسے اس قدر ٹکٹکی باندھ کر دیکھا کہ وہ میرے قریب آ گیا۔

میں نے اس سے کہا: جناب وہاں پر تمہیں رسول خداؐ کی اولاد میں سے ایک شخص بلا رہا ہے، اس نے آنے سے قبل مجھے تمہارا تعارف کرا دیا ہے۔ اس شخص نے کہا: مجھے ان کے پاس لے چلیں۔

جناب موسیٰ کہتے ہیں: میں اسے لے کر آیا۔ اس نے اپنا اونٹ امامؑ کے خیمے کے قریب باندھا۔ حضرت امام صادق علیہ السلام نے اُسے بلایا۔ بادیہ نشین امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں بھی خیمہ کے دروازے پر اتنا قریب کھڑا ہوا کہ ان کی گفتگو سن سکتا تھا لیکن انہیں دیکھ نہیں سکتا تھا۔

حضرت امام صادق علیہ السلام نے اس سے پوچھا: کہاں سے آ رہے ہو؟

اس نے کہا: یمن کی طرف سے۔

امامؑ نے فرمایا: کیا تم یمن کی فلاں فلاں جگہ سے ہو؟

اس نے کہا: ہاں اسی جگہ سے ہوں۔

امامؑ نے پوچھا: یہاں پر کیوں آئے ہو؟

اس نے کہا: میں امام حسینؑ کی زیارت کے لیے آیا ہوں۔

حضرت امام صادقؑ نے فرمایا: کیا اس سفر سے تمہارا زیارت کے سوا اور کوئی ارادہ نہیں ہے؟

اس نے کہا: ہاں، میرا ارادہ صرف یہی ہے کہ ان کے قریب نماز بجالاؤں اور ان کی زیارت کروں، انہیں سلام عرض کروں اور اپنے اہل وعیال کی طرف واپس چلا جاؤں۔

حضرت امام صادقؑ نے اس سے پوچھا: تم نے ان کی زیارت میں کیا دیکھا ہے؟ اس نے کہا: میں نے ان کی زیارت سے جان، مال، اولاد، اہل وعیال، روزی اور اپنی زندگی میں خیر وبرکت دیکھتا ہوں۔ علاوہ ازیں میری تمنائیں پوری ہوتی ہیں۔

حضرت امام صادق علیہ السلام نے اس سے فرمایا: اے یمنی بھائی! کیا تم چاہتے ہو کہ جو فوائد تم نے بیان کیے ہیں میں بھی اس طرح کے تمہارے لیے کچھ فوائد بیان کروں؟

اس نے کہا: یابن رسول اللہؐ! بیان فرمائیں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: امام حسینؑ کی زیارت کا اجر اس مقبول، پسندیدہ اور پاک حج کے برابر ہے جو رسول اللہؐ کے ہمراہ بجالایا گیا ہو۔

بادیہ نشین یہ بات سن کر حیران ہوا۔

امامؑ نے مزید فرمایا: بلکہ ان دو مقبول، پسندیدہ اور پاک حجوں کے برابر ہے جو

رسولِ خداؐ کے ہمراہ بجالائے گئے ہوں۔ بادیہ نشین کی حیرانی میں اضافہ ہوا، امامؑ اضافہ کرتے رہے، یہاں تک کہ فرمایا ان تیس (30) حجوں کے برابر ہے جو مقبول، پسندیدہ اور پاک ہوں اور رسولِ خداؐ کے ساتھ بجالائے گئے ہوں۔

عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِالْمَلِكِ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ اَبِيْ عَبْدِاللّٰهِ فَمَرَّ قَوْمٌ عَلٰى حَمِيْرٍ فَقَالَ: اَيْنَ يُرِيْدُوْنَ هٰؤُلَاءِ فَقُلْتُ: قُبُوْرَ الشُّهَدَاءِ، قَالَ: فَمَا يَمْنَعُهُمْ مِنْ زِيَارَةِ قَبْرِ الشَّهِيْدِ الْغَرِيْبِ؟ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ: وَزِيَارَتُهُ وَاجِبَةٌ؟ فَقَالَ: زِيَارَتُهُ خَيْرٌ مِنْ حَجَّةٍ وَ عُمْرَةٍ وَ عُمْرَةٍ وَ حَجَّةٍ حَتّٰى عَدَّ عِشْرِيْنَ حَجَّةً وَ عِشْرِيْنَ عُمْرَةً، ثُمَّ قَالَ: مَبْرُوْرَاتٍ مُتَقَبَّلَاتٍ قَالَ: فَوَاللّٰهِ مَا قُمْتُ حَتّٰى اَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ: اِنِّيْ قَدْ حَجَجْتُ تِسْعَ عَشْرَةَ حَجَّةً فَادْعُ اللّٰهَ لِيْ اَنْ يَرْزُقَنِيْ تَمَامَ الْعِشْرِيْنَ، قَالَ فَهَلْ: زُرْتَ قَبْرَ الْحُسَيْنِ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: لَزِيَارَتُهُ خَيْرٌ مِنْ عِشْرِيْنَ حَجَّةً (ثواب الاعمال، ص: 119)

”یزید بن ملک سے منقول ہے کہ وہ کہتے ہیں: میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہمراہ تھا کہ کچھ لوگ گدھوں پر سوار گذرے۔

امامؑ نے پوچھا: یہ کہاں جارہے ہیں؟

میں نے عرض کی: شہداء کی مزاروں پر۔

انہوں نے فرمایا: کون سی چیز ہے جو انہیں شہید غریب کی زیارت سے روکتی ہے؟

ایک عراقی شخص نے ان سے پوچھا: کیا ان کی زیارت واجب ہے؟

امامؑ نے فرمایا: ان کی زیارت حج وعمرہ اور عمرہ وحج سے بہتر ہے یہاں تک کہ

انہوں نے بیس حج اور بیس عمرے شمار کیے، پھر مزید فرمایا: ایسے حج و عمرے جو مقبول اور صحیح ہوں۔

راوی کہتے ہیں: خدا کی قسم! میں ابھی کھڑا نہیں ہوا تھا کہ ایک شخص آیا، اس نے آنحضرتؑ سے کہا: میں انیس (19) حج بجا لایا ہوں۔ خدا سے دعا کریں کہ وہ مجھے بیسواں (20) بھی نصیب کرے۔ امامؑ نے اس سے پوچھا: کیا تم نے قبرِ حسینؑ کی بھی زیارت کی ہے؟ اس نے کہا: نہیں، امامؑ نے فرمایا: یقیناً ان کی زیارت بیس حجوں سے افضل و برتر ہے۔"

عَنْ اُمِّ سَعِیْدِ الْاَحْمَسِیَّةِ قَالَتْ: کُنْتُ عِنْدَ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَدْ بَعَثْتُ مَنْ یَکْتَرِیْ لِیْ حِمَارًا اِلٰی قُبُوْرِ الشُّهَدَاءِ، فَقَالَ: مَا یَمْنَعُكِ مِنْ سَیِّدِ الشُّهَدَآءِ؟ قَالَتْ: قُلْتُ وَمَنْ هٰذَا جُعِلْتُ فِدَاكَ؟ قَالَ: فَذَاكَ الْحُسَیْنُ بْنُ عَلِیٍّ، قَالَتْ: قُلْتُ وَمَا لِمَنْ زَارَهٗ؟ قَالَ: حَجَّةٌ وَ عُمْرَةٌ وَمِنَ الْخَیْرِ کَذَا وَ کَذَا، عَدَّ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ بِیَدِهٖ (ثواب الاعمال، ص:122)

"ام سعید احمسی سے نقل ہے کہ وہ کہتی ہیں:

میں حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں تھی، میں نے کسی کو بھیجا تھا کہ قبور شہداء کی زیارت پر جانے کے لیے ایک گدھا کرائے پر لے آئے۔

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: تمہیں کون سی چیز سید الشہداؑ کی زیارت سے روکے ہوئے ہے؟

میں نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں وہ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا: امام

حسینؑ۔ میں نے پوچھا: جو ان کی زیارت کرے اس کے لیے کیا اجر ہے؟

فرمایا: حج و عمرہ اور فلاں فلاں نیکی کا ثواب ہے۔ اس کو انہوں نے تین مرتبہ اپنے ہاتھ پر شمار کیا۔ ۞

عَنْ اُمِّ سَعِیْدِ الْاَحْمَسِیَّةِ، قَالَتْ: جِئْتُ اِلٰی اَبِیْ عَبْدِاللّٰهِ فَدَخَلْتُ عَلَیْهِ وَ جَاءَتِ الْجَارِیَةُ فَقَالَتْ: قَدْ جِئْتُكِ بِالدَّابَّةِ فَقَالَ: یَا اُمَّ سَعِیْدٍ، حَدِّثِیْنِیْ اَیُّ شَیْءٍ هٰذِهِ الدَّابَّةُ، اَیْنَ تَبْغِیْنَ، اَیْنَ تَذْهَبِیْنَ؟ قَالَتْ: قُلْتُ لِاَزُوْرَ قُبُوْرَ الشُّهَدَاءِ، فَقَالَ: اَخْبِرِیْنِیْ [اخرٰی] ذٰلِكَ الْیَوْمَ مَا اَعْجَبَکُمْ یَا اَهْلَ الْعِرَاقِ، تَاْتُوْنَ الشُّهَدَاءَ مِنْ سَفَرٍ بَعِیْدٍ وَتَتْرُکُوْنَ سَیِّدَ الشُّهَدَاءِ؟ اِلَّا تَاْتُوْنَهٗ؟ قَالَتْ: قُلْتُ لَهٗ: مَنْ سَیِّدُ الشُّهَدَاءِ؟ فَقَالَ: الْحُسَیْنُ بْنُ عَلِیٍّ قَالَتْ: قُلْتُ اِنِّیْ اِمْرَاَةٌ فَقَالَ: لَا بَأْسَ بِمَنْ کَانَ مِثْلُكِ اَنْ تَذْهَبَ اِلَیْهِ وَتَزُوْرَهٗ قُلْتُ: اَیُّ شَیْءٍ لَنَا فِیْ زِیَارَتِهٖ؟ قَالَ: تَعْدِلُ حَجَّةً وَ عُمْرَةً وَاعْتِکَافَ شَهْرَیْنِ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَصِیَامَهُمَا (ثواب الاعمال، ص:122، 123)

"ام سعید احمسی سے منقول ہے کہ وہ کہتی ہیں:

میں امام صادق علیہ السلام کے پاس آئی اور ان کے گھر میں داخل ہوئی۔ میری کنیز آئی، اس نے کہا: حیوان لے کر آئی ہوں۔ حضرت امام صادق علیہ السلام نے

۞ (روایت کے آخر میں جو ابہام نظر آتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ایک راوی امام حسینؑ کی زیارت کے ثواب کو صراحت سے بیان کرنے سے ڈرتا تھا۔ لیکن بعد والی روایت جو اسی روایت کی دوسری نقل ہے اس سے یہ ابہام برطرف ہوجاتا ہے اور امام صادق علیہ السلام کا ارشاد وضاحت سے نقل ہوا ہے۔)

فرمایا: اے ام سعید! یہ بتاؤ یہ حیوان کس لیے منگوایا ہے؟

کہاں جانے کا ارادہ ہے اور کہاں جا رہی ہو؟ میں نے عرض کیا: میں قبورِ شہداء کی زیارت کرنا چاہتی ہوں۔

فرمایا: آج کا دن رُک جاؤ۔

اے اہلِ عراق! تم پر کتنا تعجب ہے کہ دور سے شہداء کی زیارت کے لیے آتے ہو اور سید الشہداء کی زیارت ترک کیے ہوئے ہو یعنی ان کی زیارت کو نہیں جاتے ہو؟

ام سعید کہتی ہیں: میں نے ان سے پوچھا: سید الشہداء کون ہیں؟

فرمایا: حضرت امام حسینؑ۔

میں نے کہا: میں ایک عورت ہوں۔

فرمایا: تمہاری جیسی عورت کے لیے کوئی اشکال نہیں ہے کہ ان کی طرف جائے اور ان کی زیارت کرے۔

میں نے ان سے پوچھا: ان کی زیارت کا کیا اجر وثواب ہے؟

فرمایا: اس کا ثواب حج وعمرہ، مسجد الحرام میں دو ماہ اعتکاف اور دو مہینے روزے رکھنے کے برابر ہے۔''

روزِ عرفہ امام حسینؑ کی زیارت

رَوَى عَنْ دَاوُدَ الرَّقِّيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ اَبَا عَبْدِاللّٰهِ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَاَبَا الْحَسَنِ مُوْسٰى بْنَ جَعْفَرٍ وَاَبَا الْحَسَنِ عَلِيَّ بْنَ مُوْسٰى عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ: مَنْ اَتٰى قَبْرَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ

السَّلَامُ بِعَرَفَةَ قَلَّبَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى ثَلِجَ الصَّدْرِ ثَلِجَ الْفُؤَادِ ۞

''داؤد رقی سے روایت ہے کہ اس نے کہا: میں نے حضرت امام صادق، حضرت امام موسیٰ کاظم اور حضرت امام رضا علیہم السلام سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا: جو کوئی بھی روزِ عرفہ امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے تو اللہ تعالیٰ اسے مسرور و مطمئن اپنے وطن کی طرف واپس بھیجتا ہے۔''

عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَسْبَاطٍ يَرْفَعُهُ اِلٰى اَبِيْ عَبْدِاللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَبْدَءُ بِالنَّظَرِ اِلٰى زُوَّارِ قَبْرِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ قَالَ: قُلْتُ قَبْلَ نَظَرِهِ اِلٰى اَهْلِ الْمَوْقِفِ؟ قَالَ: نَعَمْ قُلْتُ: وَكَيْفَ ذَاكَ؟ فَقَالَ: لِاَنَّ فِيْ اُوْلٰئِكَ اَوْلَادُ زِنًى وَلَيْسَ فِيْ هٰؤُلَاءِ اَوْلَادُ زِنًى ۞

''علی بن اسباط سے بصورت روایت مرفوع منقول ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ عزوجل شبِ عرفہ سب سے پہلے اپنی نظرِ لطف قبر امام حسین علیہ السلام کے زائرین کے شاملِ حال کرتا ہے۔

راوی کہتا ہے: میں نے عرض کیا: اہلِ موقف (جو عرفات میں ہیں) پر نظر کرنے سے پہلے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں!

میں نے عرض کیا: یہ کیسے ممکن ہے؟

۞ من لا یحضرہ الفقیہ، ج:2، ص:580؛ ثواب الاعمال، ص:115

۞ ثواب الاعمال، ص: 115-116، من لا یحضرہ الفقیہ، ج: 2، ص:580 معانی الاخبار، ص: 292-291

فرمایا: کیونکہ ان میں حرام زادے بھی ہو سکتے ہیں، لیکن ان میں کوئی حرام زادہ نہیں ہو سکتا۔"

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُسْكَانَ، قَالَ: قَالَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى يَتَجَلّٰى لِزُوَّارِ قَبْرِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَبْلَ اَهْلِ عَرَفَاتٍ وَيَقْضِىْ حَوَائِجَهُمْ وَيَغْفِرُ ذُنُوْبَهُمْ وَيُشَفِّعُهُمْ فِىْ مَسَائِلِهِمْ ثُمَّ يَثْنِىْ بِاَهْلِ عَرَفَاتٍ فَيَفْعَلُ ذٰلِكَ بِهِمْ ۞

"عبداللہ بن مسکان سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں:

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اہلِ عرفات سے قبل قبرِ حسینؑ کے زائرین کے لیے تجلی کرتا ہے، ان کی حاجتیں پوری کرتا ہے، ان کے گناہ معاف کر دیتا ہے، ان کی سفارش قبول کرتا ہے۔ پھر اہل عرفات کی طرف متوجہ ہوتا ہے، ان کے ساتھ بھی وہی کرتا ہے جو امام حسین علیہ السلام کے زائرین کے ساتھ کیا ہوتا ہے۔"

عَنْ بَشِيْرِ الدَّهَّانِ، قَالَ: قُلْتُ لِاَبِىْ عَبْدِاللّٰهِ: رُبَّمَا فَاتَنِى الْحَجُّ فَاُعَرِّفُ عِنْدَ قَبْرِ الْحُسَيْنِ قَالَ: اَحْسَنْتَ يَا بَشِيْرُ اَيُّمَا مُؤْمِنٍ اَتٰى قَبْرَ الْحُسَيْنِ عَارِفًا بِحَقِّهٖ فِىْ غَيْرِ يَوْمِ عِيْدٍ كُتِبَتْ لَهٗ عِشْرُوْنَ حَجَّةً وَعِشْرُوْنَ عُمْرَةً مَبْرُوْرَاتٍ مُتَقَبَّلَاتٍ وَ عِشْرُوْنَ غَزْوَةً مَعَ نَبِيٍّ مُرْسَلٍ اَوْ اِمَامٍ عَادِلٍ وَمَنْ اَتَاهُ فِىْ يَوْمِ عِيْدٍ كُتِبَتْ لَهٗ اَلْفُ حَجَّةٍ وَاَلْفُ عُمْرَةٍ مَبْرُوْرَاتٍ مُتَقَبَّلَاتٍ، وَاَلْفُ غَزْوَةٍ مَعَ

۞ ثواب الاعمال، ص: 116

نَبِيٍّ مُرْسَلٍ اَوْ اِمَامٍ عَادِلٍ قَالَ: فَقُلْتُ لَهٗ وَكَيْفَ لِىْ بِمِثْلِ الْمَوْقِفِ؟ قَالَ: فَنَظَرَ اِلَىَّ شِبْهَ الْمُغْضَبِ، ثُمَّ قَالَ: يَا بَشِيْرُ اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا اَتٰى قَبْرَ الْحُسَيْنِ يَوْمَ عَرَفَةَ عَارِفًا بِحَقِّهٖ فَاغْتَسَلَ بِالْفُرَاتِ ثُمَّ تَوَجَّهَ اِلَيْهِ كَتَبَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهٗ بِكُلِّ خُطْوَةٍ حَجَّةً بِمَنَاسِكِهَا وَلَا اَعْلَمُهٗ اِلَّا قَالَ وَعُمْرَةً ۞

"بشیر دھان کہتے ہیں: میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمات میں عرض کیا: میں بعض اوقات حج پر نہیں جا سکتا، لیکن عرفات کے اعمال قبر حسینؑ کے نزدیک بجالاتا ہوں۔

امامؑ نے فرمایا: اے بشیر! بہت اچھا کام کرتے ہو جو مومن بھی حضرت امام حسین علیہ السلام کا حق پہچانتے ہوئے روزِ عید کے علاوہ زیارت پر جائے تو اس کے نامۂ اعمال میں بیس حج مقبول و صحیح بیس عمروں اور بیس ایسے جہاد لکھ دیے جاتے ہیں جو رسولؐ خدا یا امامِ عادل کی کمان میں کیے ہوں۔ جو کوئی روزِ عید ان کی زیارت کے لیے جائے تو اس کے نامہ اعمال میں ایک ہزار حج اور عمرے مقبول و صحیح جو کہ رسولِ خداؐ یا امام عادل کی رہبری میں کیے ہوں لکھ دیے جاتے ہیں۔"

راوی کہتے ہیں: میں نے امامؑ کی خدمت میں عرض کیا: یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میرے لیے موقف کی مانند ہو؟

امامؑ نے مجھے غصے سے دیکھتے ہوئے فرمایا: اے بشیر! وہ مومن جو حق حسینؑ کی پہچان رکھتا ہو، وہ عرفہ کے دن ان کی قبر کی زیارت کے لیے آئے، فرات کے پانی سے

۞ من لا یحضرہ الفقیہ، ج:2، ص:580، ثواب الاعمال: 110، امالی شیخ صدوق، ص: 206-207

غسل کرے، پھر ان کی طرف روانہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم پر اس کے لیے ایسا حج لکھ دیتا ہے جو تمام مناسک کے ساتھ انجام دیا گیا ہو۔)

راوی کہتے ہیں: میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتا کہ امامؑ نے فرمایا: عمرہ بھی ہے۔

نیمۂ شعبان کی زیارت

رَوَى هَارُونَ بْنُ خَارِجَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِاللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: إِذَا كَانَ النِّصْفُ مِنْ شَعْبَانَ نَادَى مُنَادٍ مِنَ الْأُفُقِ الْأَعْلَى: يَا زَائِرِي قَبْرِ الْحُسَيْنِ ارْجِعُوا مَغْفُورًا لَكُمْ ثَوَابُكُمْ عَلَى رَبِّكُمْ وَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّكُمْ (من لا یحضرہ الفقیہ، ج:2، ص:582)

"ہارون بن خارجہ حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

جب شعبان کی نصف ہو جاتی ہے تو افق اعلیٰ سے منادی ندا دیتا ہے، اے قبر حسینؑ کے زائرین! لوٹ جائیں، آپ بخشے گئے ہیں، آپ کا اجر تمہارے پروردگار اور تمہارے نبی محمدؐ کے پاس ہے۔"

آدابِ زیارت

عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ يَرْفَعُهُ إِلَى أَبِي عَبْدِاللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: إِذَا زُرْتَ أَبَا عَبْدِاللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَزُرْهُ وَأَنْتَ حَزِينٌ مَكْرُوبٌ شَعِثٌ مُغْبَرٌّ جَائِعٌ عَطْشَانُ، فَإِنَّ الْحُسَيْنَ قُتِلَ حَزِينًا مَكْرُوبًا شَعِثًا مُغْبَرًّا جَائِعًا عَطْشَانًا وَاسْأَلْهُ الْحَوَائِجَ وَانْصَرِفْ عَنْهُ

وَتَتَّخِذَهُ وَطَنًا (ثواب الاعمال، ص:114)

"علی بن حکم حضرت امام صادق علیہ السلام بصورت روایت نقل کرتے ہیں:

جب بھی آپ حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنا چاہیں تو اس حال میں زیارت کریں کہ محزون، مغموم، مرجھائے ہوئے، پریشان حال بھوکے اور پیاسے ہوں۔ ان سے اپنی حاجتیں مانگیں اور لوٹ جائیں، اس جگہ کو اپنا وطن مت قرار دینا۔"

قَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِبَعْضِ أَصْحَابِهِ: تَأْتُونَ قَبْرَ أَبِي عَبْدِاللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ؟ فَقَالَ لَهُ: نَعَمْ، قَالَ تَتَّخِذُونَ لِذٰلِكَ سُفْرَةً؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: أَمَا لَوْ أَتَيْتُمْ قُبُورَ آبَائِكُمْ وَأُمَّهَاتِكُمْ لَمْ تَفْعَلُوا ذٰلِكَ قَالَ: قُلْتُ فَأَيُّ شَيْءٍ نَأْكُلُ؟ قَالَ: الْخُبْزَ بِاللَّبَنِ ۞

"حضرت امام صادق علیہ السلام نے اپنے ایک اصحابی سے فرمایا: کیا تم قبر امام حسینؑ پر جاتے ہو؟

اس نے کہا: ہاں!

امامؑ نے فرمایا: وہاں پر دسترخوان لگاتے ہو؟

اس نے کہا: ہاں!

امامؑ نے فرمایا: اگر تم اپنے آباء اور ماؤں کی قبروں پر جاتے تو ایسا کرتے؟

راوی کہتا ہے: میں نے عرض کیا: پس ہم کیا کھائیں؟

امامؑ نے فرمایا: دودھ کے ساتھ روٹی۔"

قَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَلَغَنِي أَنَّ قَوْمًا إِذَا زَارُوا الْحُسَيْنَ

۞ من لا یحضرہ الفقیہ، ج:2، ص:281؛ ثواب الاعمال، ص:115

حَمَلُوْا مَعَهُمُ السُّفْرَةَ فِيْهَا الْجِدَاءُ وَالْاَخْبِصَةُ وَاَشْبَاهُهُ لَوْ زَارُوْا قُبُوْرَ اَحِبَّائِهِمْ مَا حَمَلُوْا مَعَهُمْ هٰذَا

"حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مجھے خبر ملی کہ ایک قوم جب بھی امام حسینؑ کی زیارت پر جاتی ہے تو اپنے ساتھ دستر خوان لے جاتی ہے۔ اس میں بھونا ہوا بکرا، کھجور کا حلوہ اور اس جیسی اور چیزیں بھی ہوتی ہیں۔ اگر وہ اپنے احباب کی قبروں پر جاتی تو وہ اپنے ہمراہ ایسا دستر خوان لے کر نہ جاتی۔"

قَالَ الصَّادِقُ: اِذَا اَتَيْتَ اَبَا عَبْدِاللّٰهِ الْحُسَيْنَ فَاغْتَسِلْ عَلٰى شَاطِئِ الْفُرَاتِ ثُمَّ الْبَسْ ثِيَابًا طَاهِرَةً، ثُمَّ امْشِ حَافِيًا فَاِنَّكَ فِيْ حَرَمٍ مِنْ حَرَمِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَحَرَمِ رَسُوْلِهِ وَعَلَيْكَ بِالتَّكْبِيْرِ وَالتَّهْلِيْلِ وَالتَّمْجِيْدِ وَالتَّعْظِيْمِ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ كَثِيْرًا وَالصَّلَاةِ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَاَهْلِ بَيْتِهِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ حَتّٰى تَصِيْرَ اِلٰى بَابِ الْحَائِرِ ثُمَّ تَقُوْلُ:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حُجَّةَ اللّٰهِ وَابْنَ حُجَّتِهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا مَلَائِكَةَ اللّٰهِ وَزُوَّارَ قَبْرِ ابْنِ نَبِيِّ اللّٰهِ

ثُمَّ اخْطُ عَشْرَ خُطًى، ثُمَّ قِفْ وَكَبِّرِ اللّٰهَ ثَلَاثِيْنَ تَكْبِيْرَةً، ثُمَّ امْشِ اِلَيْهِ حَتّٰى تَاْتِيَهُ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهِ وَاسْتَقْبِلْ وَجْهَهُ بِوَجْهِكَ وَاجْعَلِ الْقِبْلَةَ بَيْنَ كَتِفَيْكَ ثُمَّ قُلْ:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حُجَّةَ اللّٰهِ وَابْنَ حُجَّتِهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا

ثَارَ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ وَابْنَ ثَارِهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وِتْرَ اللّٰهِ الْمَوْتُوْرَ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ اَشْهَدُ اَنَّ دَمَكَ سَكَنَ فِي الْخُلْدِ وَاقْشَعَرَّتْ لَهُ اَظِلَّةُ الْعَرْشِ وَبَكٰى لَهُ جَمِيْعُ الْخَلَائِقِ وَبَكَتْ لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْاَرَضُوْنَ السَّبْعُ وَمَا فِيْهِنَّ وَمَا بَيْنَهُنَّ وَمَنْ يَتَقَلَّبُ فِي الْجَنَّةِ وَالنَّارِ مِنْ خَلْقِ رَبِّنَا وَمَا يُرٰى وَمَا لَا يُرٰى اَشْهَدُ اَنَّكَ حُجَّةُ اللّٰهِ وَابْنُ حُجَّتِهِ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ ثَارُ اللّٰهِ وَابْنُ ثَارِهِ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ وِتْرُ اللّٰهِ الْمَوْتُوْرُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ بَلَّغْتَ عَنِ اللّٰهِ وَنَصَحْتَ وَوَفَيْتَ وَاَوْفَيْتَ وَجَاهَدْتَ فِيْ سَبِيْلِ رَبِّكَ وَمَضَيْتَ لِلَّذِيْ كُنْتَ عَلَيْهِ شَهِيْدًا وَمُسْتَشْهَدًا وَشَاهِدًا وَمَشْهُوْدًا اَنَا عَبْدُاللّٰهِ وَمَوْلَاكَ وَفِيْ طَاعَتِكَ وَالْوَافِدُ اِلَيْكَ، اَلْتَمِسُ بِذٰلِكَ كَمَالَ الْمَنْزِلَةِ عِنْدَاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَثَبَاتَ الْقَدَمِ فِي الْهِجْرَةِ اِلَيْكَ وَالسَّبِيْلَ الَّذِيْ لَا يُخْتَلَجُ دُوْنَكَ مِنَ الدُّخُوْلِ فِيْ كِفَالَتِكَ الَّتِيْ اُمِرْتُ بِهَا، مَنْ اَرَادَ اللّٰهَ بَدَاَ بِكُمْ، مَنْ اَرَادَ اللّٰهَ بَدَاَ بِكُمْ مَنْ اَرَادَ اللّٰهَ بَدَاَ بِكُمْ، بِكُمْ يُبَيِّنُ اللّٰهُ الْكَذِبَ وَبِكُمْ يُبَاعِدُ اللّٰهُ الزَّمَانَ الْكَلِبَ وَبِكُمْ يَفْتَحُ اللّٰهُ وَبِكُمْ يَخْتِمُ اللّٰهُ وَبِكُمْ يَمْحُو اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَبِكُمْ يُثْبِتُ وَبِكُمْ يَفُكُّ الذُّلَّ مِنْ رِقَابِنَا، وَبِكُمْ يُدْرِكُ اللّٰهُ تِرَةَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ تُطْلَبُ، وَبِكُمْ تُنْبِتُ الْاَرْضُ اَشْجَارَهَا، وَبِكُمْ تُخْرِجُ الْاَشْجَارُ اَثْمَارَهَا، وَبِكُمْ تُنْزِلُ

السَّمَاءُ قَطْرَهَا، وَبِكُمْ يَكْشِفُ اللّٰهُ الْكَرْبَ، وَبِكُمْ يُنَزِّلُ اللّٰهُ الْغَيْثَ، وَبِكُمْ تَسِيخُ الْاَرْضُ الَّتِي تَحْمِلُ اَبْدَانَكُمْ لَعَنَتْ اُمَّةٌ قَتَلَتْكُمْ، وَاُمَّةٌ خَالَفَتْكُمْ، وَاُمَّةٌ جَحَدَتْ وَلَايَتَكُمْ، وَاُمَّةٌ ظَاهَرَتْ عَلَيْكُمْ، وَاُمَّةٌ شَهِدَتْ وَلَمْ تَنْصُرْكُمْ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَ النَّارَ مَاوَاهُمْ وَبِئْسَ وِرْدُ الْوَارِدِينَ، وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُودُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ، اَنَا اِلَى اللّٰهِ مِمَّنْ خَالَفَكَ بَرِيءٌ، اَنَا اِلَى مِمَّنْ خَالَفَكَ بَرِيءٌ، اَنَا اِلَى اللّٰهِ مِمَّنْ خَالَفَكَ بَرِيءٌ

ثُمَّ ائْتِ عَلِيًّا ابْنَهُ وَهُوَ عِنْدَ رِجْلَيْهِ وَتَقُولُ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بْنَ رَسُولِ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بْنَ عَلِيٍّ اَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بْنَ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بْنَ خَدِيجَةَ وَفَاطِمَةَ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ قَتَلَكَ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ قَتَلَكَ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ قَتَلَكَ، اَنَا اِلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ بَرِيءٌ، اَنَا اِلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ بَرِيءٌ، اَنَا اِلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ بَرِيءٌ، [ثُمَّ تَقُومُ فَتُومِئُ بِيَدِكَ اِلَى الشُّهَدَاءِ وَتَقُولُ:] اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ، فُزْتُمْ وَاللّٰهِ، فُزْتُمْ وَاللّٰهِ، فُزْتُمْ وَاللّٰهِ، يَا لَيْتَنِي، كُنْتُ مَعَكُمْ فَاَفُوزَ فَوْزًا عَظِيمًا

ثُمَّ تَدُورُ فَتَجْعَلُ قَبْرَ اَبِي عَبْدِ اللّٰهِ بَيْنَ يَدَيْكَ فَتُصَلِّ سِتَّ

رَكَعَاتٍ وَقَدْ تَمَّتْ زِيَارَتُكَ (من لا یحضرہ الفقیہ، ج2، ص: 594-597)

"حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب امام حسین علیہ السلام کی زیارت پر آؤ تو پہلے آبِ فرات سے غسل کرو اور پاکیزہ لباس پہنو، پھر پاپیادہ آگے بڑھو کہ تم اللہ عزوجل اور اس کے رسول کے حرموں میں سے ایک حرم ہو، جہاں تک ہو سکے خدا کو تکبیر، تہلیل اور مجد و عظمت کے ساتھ یاد کرو (تسبیحاتِ اربعہ کو بار بار پڑھو) اور محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود بھیجتے ہوئے حرم کے دروازے پر پہنچو۔ جب وہاں پر پہنچو تو یہ پڑھو: (السلام علیك یا حجة الله وابن حجته، السلام علیكم یا ملائكة الله وزوار قبر ابن نبی الله)

اے حجت خدا اور حجتِ خدا کے فرزند! آپؑ پر سلام ہو، اے خدا کے فرشتو! اور فرزندِ پیغمبر کی قبر کے زائرین آپ پر سلام ہو۔

پھر دس قدم آگے بڑھو اور ٹھہر جاؤ اور تیس (30) مرتبہ اللہ اکبر کہو، پھر ان کی طرف قدم بڑھاؤ یہاں تک کہ ان کے سرہانے تک پہنچ جاؤ، اس طرح کہ تمہارا چہرہ ان کے چہرے کے بالمقابل ہو اور قبلہ کو اپنی پشت کے پیچھے اپنے دونوں کاندھوں کے درمیان قرار دو، پھر کہو: اے حجتِ خدا اور حجتِ خدا کے فرزند! آپ پر درود ہو۔ اے زمین پر خونِ خدا اور خونِ خدا کے فرزند (یعنی اے وہ کہ آپؑ کا اور آپ کے پدر بزرگوار کا خون زمین پر باقی ہے اور خدا خود آپؑ کے خون کا بدلہ لینے والا ہے آپ پر سلام ہو۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کا خون بہشتِ جاوید میں مستقر ہوا ہے۔ عرشِ الٰہی کے پردہ بردار فرشتے اس سے متاثر ہوتے ہیں۔ تمام مخلوقات ان پر روئی ہے، ساتوں

آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے اندر یا ان کے درمیان ہے۔ انہوں نے ان (امام حسینؑ) کے لیے گریہ کیا ہے۔ ہمارے پروردِگار جو بھی مخلوق جنت وجہنم میں آتی جاتی ہے، جو بھی مخلوق آنکھ سے دیکھی جاتی ہو یا دیکھی نہ جاتی ہو اس نے ان پر گریہ کیا ہے:

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ حجتِ خدا اور حجتِ خدا کے فرزند ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خونِ خدا اور خونِ خدا کے فرزند ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آسمانوں اور زمین میں خدا آپ کا انتقام لینے والا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ نے خدا کی جانب سے حق کو لوگوں تک پہنچایا ہے، آپ نے اچھائی کی ہے۔ آپ نے وعدہ وفا کیا۔ ہے۔ آپ نے اپنے عہد کو پورا کیا ہے، آپؑ نے اپنے پروردِگار کی راہ میں کوشش کی اور ایسے راستے پر گئے کہ آپ خود سچے گواہ، شہداء اور اُس کے شاہد تھے۔

میں خدا کا بندہ، اپنے مولا کا غلام، آپ کا مطیع اور مہمان ہوں۔ میں اس زیارت کے وسیلہ سے التماس کرتا ہوں کہ میں اللہ عزوجل کے نزدیک کمالِ منزلت پر فائز ہو جاؤں اور آپ کی طرف ہجرت کرنے میں ثابت قدم رہوں اور ایسے راستے پر چلوں کہ آپ کے سوا کوئی بھی اس میں مجھے مجذوب نہ کرے، تاکہ میں آپ کی کفالت میں اس میں داخل ہوں جس میں داخل ہونے پر مامور ہوں۔ جو کوئی بھی خدا کو چاہتا ہے وہ آپ سے ابتداء کرے، جو کوئی بھی خدا کو چاہتا ہے وہ آپ سے آغاز کرے، جو کوئی بھی خدا کو چاہتا ہے وہ آپ سے شروع کرے۔

اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ سے جھوٹوں کے جھوٹ کو فاش کرتا ہے اور آپ ہی کے وسیلہ سے زمانے کے رنج وغم کو دور کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ (اپنے ارادوں کا) آغاز آپ کے ذریعے سے کرتا ہے اور آپؑ کے وسیلہ

سے ہی اختتام کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے وسیلہ سے جسے چاہتا ہے محو کرتا اور جسے چاہتا ہے دوام بخشتا ہے۔ آپ کے توسط سے ہی ہماری گردنوں سے زنجیرِ ذلت اُٹھاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کے وسیلہ سے ہی ہر صاحب ایمان مرد وزن کے بہائے ہوئے خون کا انتقام لے گا، آپ کے وسیلہ سے ہی زمین سے درختوں کو اُگاتا ہے۔ آپ کی وجہ سے ہی درخت پھل دیتے ہیں۔ آپ کے وسیلہ سے ہی آسمان اپنی برکت کے قطرات برساتا ہے۔ آپ کے وسیلہ سے ہی غم واندوہ کو دور کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کے وسیلہ سے بارش برساتا ہے۔ آپ کے وسیلہ سے وہ زمین تسبیح الٰہی کرتی ہے جس نے آپ کے بدنوں کو اُٹھایا ہوا ہے۔ اس اُمت پر لعنت ہوتی ہے جس نے آپ کو قتل کیا اور جس اُمت نے آپ کی مخالفت کی، اور جس امت نے آپ کی ولایت کا انکار کیا اور وہ امت جو ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر آپ کے مقابلے میں کھڑی ہوئی اور وہ امت جس نے آپ کی مظلومیت دیکھی، لیکن آپ کی مدد نہ کی۔ خدا کا شکر کہ جس نے ان لوگوں کا ٹھکانا جہنم کو قرار دیا اور جہنم کتنا برا ٹھکانا ہے ان لوگوں کے لیے جو اس میں وارد ہوں گے۔ کتنے بُرے ہیں وہ جو جہنم میں ہوں گے۔ سب تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جو پروردِگار عالمین ہے۔

اے ابا عبداللہ! آپ پر درود وسلام ہو، جس نے آپؑ کی مخالفت کی میں اللہ کی طرف سے اس سے بری ہوں، میں اللہ کی طرف سے اس سے بَری ہوں جس نے آپ کی مخالفت کی، میں اس سے بَری ہوں اللہ کی جانب سے جس نے آپ کی مخالفت کی۔

اس کے بعد آپؑ کے بیٹے علی اکبرؑ کی طرف آؤ جوان کے پائنتی کی طرف ہیں اور کہو۔

آپؑ پر درود ہو۔

اُصْعُدْ فَوْقَ سَطْحِكَ ثُمَّ الْتَفِتْ يَمْنَةً وَيَسْرَةً، ثُمَّ ارْفَعْ رَأْسَكَ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ تَنْحُو نَحْوَ الْقَبْرِ فَتَقُوْلُ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا عَبْدِاللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ تُكْتَبُ لَكَ بِذٰلِكَ زَوْرَةٌ وَالزَّوْرَةُ حَجَّةٌ وَعُمْرَةٌ قَالَ سَدِيْرٌ: فَرُبَّمَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ فِي الشَّهْرِ أَكْثَرَ مِنْ عِشْرِيْنَ مَرَّةً (من لا یحضرہ الفقیہ، ج:2،ص:599)

"حنان بن سدیر اپنے پدر سے ایک روایت میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اے سدیر!

کیا تم قبرِ امام حسین علیہ السلام کی ہر روز زیارت کرتے ہو؟ میں نے کہا: نہیں، آپ پر قربان جاؤں۔

آپ نے فرمایا: کس قدر زیادتی کرتے ہو۔ کیا ہر مہینے میں جاتے ہو؟

میں نے کہا: نہیں!

آپ نے فرمایا: سال میں ایک مرتبہ تو زیارت کرتے ہوگے؟

میں نے عرض کیا: بعض اوقات یہ ہوتا ہے (یعنی سال میں ایک دفعہ زیارت کرتا ہوں۔

آپ نے فرمایا: اے سدیر!

کس قدر امام حسینؑ پر ستم کرتے ہو کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کے دس لاکھ پریشان اور سروں میں خاک ڈالے ہوئے فرشتے ہیں کہ جو امام حسین علیہ السلام پر گریہ کرتے ہیں اور ان کی زیارت کرتے ہیں اور اپنی طرف سے کچھ بھی نہیں کہتے؟

اے سدیر! آپ ہفتے میں پانچ مرتبہ یا ہر روز ایک مرتبہ کیوں زیارت نہیں کرتے؟

میں نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں، ہمارے اور ان کی قبر مبارک کے درمیان کئی میلوں کا فاصلہ ہے۔

حضرت امام صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا:

گھر کی چھت پر چلے جایا کرو، دائیں بائیں دیکھا کرو، پھر اپنا سر آسمان کی طرف بلند کیا کرو، پھر امام حسینؑ کی قبر کی طرف رخ کر کے کہا کرو: اے اباعبداللہ! آپ پر درود ہو، آپ پر درود وسلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ اگر تم یہ کام کرو گے تو تمہارے نام پر ایک ایسی زیارت لکھ دی جائے گی جو حج وعمرہ کے برابر ہے۔

سدیر کہتے ہیں: اس کے بعد بعض اوقات میں ہر مہینے میں بیس (20) سے زیادہ مرتبہ اس کام کو انجام دیتا ہوں۔"

زیارتِ شہداء کربلا

فَإِذَا اَرَدْتَ زِيَارَةَ قُبُوْرِ الشُّهَدَاءِ فَقُلْ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ (من لا یحضرہ الفقیہ، ج:2،ص:598)

"جب شہداء کربلا کی زیارت کا ارادہ کرو تو کہو: آپ پر درود ہوں آپ کے صبر کی بنا پر، آخرت کا ٹھکانا کس قدر اچھا ہے۔"

زیارت وداع امام حسینؑ

مِنْ رِوَايَةِ يُوْسُفَ الْكُنَاسِيِّ عَنْ اَبِيْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: اِذَا اَرَدْتَ اَنْ تُوَدِّعَهُ فَقُلْ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، نَسْتَوْدِعُكَ اللّٰهَ وَنَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ، آمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالرَّسُوْلِ وَبِمَا جَاءَ بِهِ وَدَلَّ

عَلَيْهِ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ، يَا رَبِّ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِيْنَ، اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْهُ آخِرَ الْعَهْدِ مِنَّا وَمِنْهُ، اَللّٰهُمَّ نَسْأَلُكَ اَنْ تَنْفَعَنَا بِحُبِّهِ، اَللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُوْدًا، تَنْصُرُ بِهِ دِيْنَكَ وَتَقْتُلُ بِهِ عَدُوَّكَ وَتُبِيْرُ بِهِ مَنْ نَصَبَ حَرْبًا لِآلِ مُحَمَّدٍ، فَاِنَّكَ وَعَدْتَهُ ذٰلِكَ وَاَنْتَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَشْهَدُ اَنَّكُمْ شُهَدَاءُ نُجَبَاءُ، جَاهَدْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقُتِلْتُمْ عَلٰى مِنْهَاجِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَابْنِ رَسُوْلِهِ كَثِيْرًا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَكُمْ وَعْدَهُ وَاَرَاكُمْ مَا تُحِبُّوْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَعَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَللّٰهُمَّ لَا تَشْغَلْنِيْ فِي الدُّنْيَا عَنْ شُكْرِ نِعْمَتِكَ وَلَا بِاِكْثَارٍ فِيْهَا فَتُلْهِيَنِيْ عَجَائِبُ بَهْجَتِهَا وَتَفْتِنَنِيْ زَهْرَتُهَا وَلَا بِاِقْلَالٍ يُضِرُّ بِعَمَلِيْ ضَرُّهُ وَيَمْلَأُ صَدْرِيْ هَمُّهُ، اَعْطِنِيْ مِنْ ذٰلِكَ غِنًى عَنْ شِرَارِ خَلْقِكَ وَبَلَاغًا اَنَالُ بِهِ رِضَاكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

وَقَدْ اَخْرَجْتُ فِيْ كِتَابِ الزِّيَارَاتِ وَفِيْ كِتَابِ مَقْتَلِ الْحُسَيْنِ اَنْوَاعًا مِنَ الزِّيَارَاتِ وَاخْتَرْتُ هٰذِهِ لِهٰذَا الْكِتَابِ لِاَنَّهَا اَصَحُّ الزِّيَارَاتِ عِنْدِيْ مِنْ طَرِيْقِ الرِّوَايَةِ وَفِيْهَا بَلَاغٌ وَكِفَايَةٌ ۞

''یوسف کناسی حضرت امام صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

جب آپ قبرِ امام حسینؑ کو وداع کرنا چاہیں تو کہیں: آپؑ پر درود اور اللہ کی برکت اور

۵ من لا یحضرہ الفقیہ، ج2، ص: 597-598

اس کی رحمت ہو، ہم آپؑ کو خدا کے سپرد کرتے ہیں اور آپؑ پر درود بھیجتے ہیں۔ ہم اللہ، اس کے رسولؐ اور جو کچھ وہ لے کر آئے اور راہنمائی فرمائی اس پر ایمان لائے ہیں اور ہم نے پیغمبرؐ کی پیروی کی ہے۔

اے پروردگار! ہمیں شاہدین کے ساتھ لکھ۔

اے پروردگار! اس زیارت کو ہمارے اور ان کے درمیان آخری دیدار قرار نہ دے۔

اے میرے معبود!

ہم آپ سے التماس کرتے ہیں کہ ہمیں ان کی محبت سے بہرہ مند فرما۔

اے خدا! انہیں مقامِ محمود پر مبعوث فرما، ان کے ذریعے دین کی مدد فرما، اپنے دشمن کو ان کے وسیلہ سے ہلاک کر، ان کے ذریعے آلِ محمدؐ کے ساتھ دشمنی رکھنے والوں کو نابود فرما، کیونکہ تو نے خود اس کا وعدہ دیا ہے اور تو ہرگز وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ آپ پر درود، خدا کی رحمت اور اس کی برکت ہو۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ شہید نجیب ہیں، آپ نے راہِ خدا میں بہت زیادہ جہاد کیا ہے۔ آپؑ رسولِ خدا کی شریعت اور ان کے فرزند کے راستے میں قتل ہوئے ہیں۔ سب تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں کہ جس نے آپؑ کے لیے اپنے وعدہ کو عملی جامہ پہنایا، جسے آپ پسند کرتے تھے وہ آپؑ کو دکھایا۔ محمدؐ و آل محمدؐ پر درود، خدا کی رحمت اور اس کی برکات ہوں۔

خدایا! مجھے دنیا میں اپنی نعمت کا شکر بجالانے سے غافل نہ کر۔ مجھے دنیا کی نعمتیں اس قدر زیادہ عطا نہ کرنا کہ ان کی حیران کن خوشیاں مجھے کھیل بنالیں اور ان کی زیب و زینت مجھے اپنا دیوانہ بنالیں اور نہ ہی اس قدر تنگ دست کر کہ اس (تنگ دستی) کی سختی

میرے کاروبار کو نقصان پہنچائے اور وہ اس کا ہم وغم میرے دل کو مشغول رکھے، مجھے دنیا سے وہ کچھ دے کہ جو تیری شریر مخلوقات سے بے نیازی کا سبب ہو، مجھے اتنی قوت دے کہ اس کے وسیلہ سے تیری خوشنودی حاصل کروں اے ارحم الراحمین!

شیخ صدوق علیہ الرحمہ اس زیارت کے ذیل میں لکھتے ہیں:

''میں نے کتاب الزیارات اور مقتل الحسینؑ ❁ میں کئی ایک زیارات تحریر کی ہیں کہ میں نے ان میں اس زیارت کو اس کتاب (من لا یحضرہ الفقیہ) کے لیے منتخب کیا ہے، کیونکہ یہ صحیح ترین زیارت ہے جو روایت کے ذریعے ہم تک پہنچی ہے۔ ہمیں اپنی مراد کو حاصل کرنے کے لیے یہی زیارت شریفہ کافی ہے۔

مرقدِ مطہر کا حریم (حدود)

قَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَرِيمُ قَبْرِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَمْسَةُ فَرَاسِخَ مِنْ اَرْبَعَةِ جَوَانِبِ الْقَبْرِ (من لا یحضرہ الفقیہ، ج:2، ص:579-600)

''حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

قبرِ امام حسینؑ کا حریم قبر کے چاروں طرف، ہر جانب سے پانچ فرسخ تک ہے۔''

عَنْ اِسْحَاقِ بْنِ عَمَّارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ اَبَا عَبْدِاللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُوْلُ: اِنَّ الْمَوْضِعَ قَبْرُ الْحُسَيْنِ حُرْمَةٌ مَعْرُوْفَةٌ مَنْ عَرَفَهَا وَ اسْتَجَارَ بِهَا اُجِيْرَ فَقُلْتُ لَهُ: فَصِفْ لِيْ مَوْضِعَهَا جُعِلْتُ فِدَاكَ قَالَ: اُمْسُحْ مِنْ مَوْضِعِ قَبْرِهِ الْيَوْمَ خَمْسَةً وَعِشْرِيْنَ ذِرَاعًا مِنْ

❁ جناب شیخ صدوق یہاں پر وضاحت سے اپنی کتاب ''مقتل الحسین'' کا ذکر کرتے ہیں، اسی کتاب خصال میں بھی اس کتاب کا ذکر کیا ہے اسی کتاب کی تیسری میں گذر ہے۔

نَاحِيَةِ رَاْسِهِ وَخَمْسَةً وَّعِشْرِيْنَ ذِرَاعًا مِنْ نَاحِيَةِ رِجْلَيْهِ وَخَمْسَةً وَعِشْرِيْنَ ذِرَاعًا مِنْ خَلْفِهِ وَخَمْسَةً وَعِشْرِيْنَ ذِرَاعًا مِمَّا يَلِيْ وَجْهَهُ (ثواب الاعمال، ص:119-120)

''اسحاق بن عمارہ سے منقول ہے کہ وہ کہتے ہیں: ''میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپؑ نے فرمایا:

قبرِ امام حسینؑ کا حریم معلوم شدہ ہے۔ جو کوئی اسے پہچانے اور اس میں پناہ حاصل کرے اسے پناہ دی جاتی ہے۔

راوی کہتے ہیں: میں نے امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ''آپ پر قربان جاؤں ہمارے لیے اس (قبرِ حسینؑ) کے حدود بیان فرمائیں۔ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: جہاں پر حالِ حاضر میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر ہے اس سے پانچ ذراع (ہاتھ) سرہانے کی جانب سے، پانچ ذراع پائنتی کی طرف سے، پانچ ذراع پیچھے سے اور پانچ ذراع سامنے سے چلو، تاکہ حریم قبرِ حسینؑ معلوم کرسکو۔''

حرمِ مقدس کی طہارت وقداست

رَوَى اِسْحَاقُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ اَبِيْ عَبْدِاللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: مَوْضِعُ قَبْرِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مُنْذُ يَوْمِ دُفِنَ فِيْهِ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ (من لا یحضرہ الفقیہ، ج:2، ص:579-600 ثواب الاعمال، ص:120)

''اسحاق بن عمار حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: ''جس دن سے امام حسینؑ وہاں پر دفن ہوئے ہیں اس دن سے ان کی قبر کا

مقام جنت کے باغوں میں سے ایک ہے۔"

قَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَوْضِعُ قَبْرِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ تُرْعَةٌ مِنْ تُرَعِ الْجَنَّةِ (من لا یحضرہ الفقیہ، ج:2،ص:579-600،ثواب الاعمال،ص:120)

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"قبرِ امام حسین علیہ السلام کا محل مقام بہشت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔"

تربتِ کربلا

قَالَ الصَّادِقُ فِيْ طِيْنِ قَبْرِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ وَهُوَ الدَّوَاءُ الْأَكْبَرُ ۞

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"قبرِ امام حسینؑ کی تربت ہر درد کی دواء ہے اور وہ ایک عظیم دوا ہے۔"

عَنْ مُسَيَّبِ بْنِ زُهَيْرٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ جَعْفَرِ الْكَاظِمِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ:...... وَلَا تَأْخُذُوْا مِنْ تُرْبَتِيْ شَيْئًا لِتَتَبَرَّكُوْا بِهِ، فَإِنَّ كُلَّ تُرْبَةٍ لَنَا مُحَرَّمَةٌ إِلَّا تُرْبَةَ جَدِّيْ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى جَعَلَهَا شِفَاءً لِشِيْعَتِنَا وَ أَوْلِيَائِنَا...... ۞

"مسیب بن زہیر ایک مفصل روایت کے ضمن میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

۞ عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج:1،ص:104، من لا یحضرہ الفقیہ، ج:2،ص:599

۞ عیون اخبار الرضاؑ، ج:1،ص:104

میری قبر سے تبرک کی غرض سے خاک مت اُٹھائیں کیونکہ میرے جدّ امام حسین علیہ السلام کی تربت کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے دوستوں اور شیعوں کے لیے شفاء رکھی ہے کے علاوہ ہر مٹی ہمارے اوپر حرام ہے۔"

قَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِذَا أَكَلْتَهُ فَقُلْ: اَللّٰهُمَّ رَبَّ التُّرْبَةِ الْمُبَارَكَةِ وَرَبَّ الْوَصِيِّ الَّذِيْ وَارَتْهُ، صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَاجْعَلْهُ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَشِفَاءً لِكُلِّ دَاءٍ ۞

"حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

جب تربتِ امام حسینؑ کھاؤ تو کہو: اے میرے معبود! اے اس تربتِ پاک کے پروردگار! اے اس وصی کے پروردگار! کہ جسے اس خاک نے اپنے اندر پوشیدہ کیا ہے محمد وآلِ محمدؐ پر درود بھیج، اسے علمِ نافع، رزقِ واسع اور ہر بیماری کے لیے دوا قرار دے۔"

تربتِ کربلا پر سجدہ کرنا اور اس سے تسبیح بنانا

قَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَلسُّجُوْدُ عَلٰى طِيْنِ قَبْرِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُنَوِّرُ إِلَى الْأَرْضِ السَّابِعَةِ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ سُبْحَةٌ مِنْ طِيْنِ قَبْرِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ كُتِبَ مُسَبِّحًا وَإِنْ لَمْ يُسَبِّحْ بِهَا

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"قبرِ امام حسینؑ کی تربت پر سجدہ کرنا ساتویں زمین تک کو منور کر دیتا ہے، جو ہمراہ خاکِ کربلا کی تسبیح رکھے اگرچہ وہ تسبیح نہ بھی پڑھے تو بھی اس کے نام پر تسبیح لکھی جاتی ہے۔"

۞ من لا یحضرہ الفقیہ، ج:1،ص:600

فصلِ ہفتم پر تحقیقی نگاہ

ان روایات کے مطالعہ سے کئی ایک سوالات ذہن میں اُبھرتے ہیں کہ ان میں سے بعض کی طرف یہاں پر اشارہ کیا جاتا ہے۔

تین روایات کے اندر یہ تمام اختلاف کہاں سے پیدا ہوئے ہیں؟ امام حسین علیہ السلام کی زیارت بعض اوقات ایک عمرہ، بعض اوقات ایک حج، بعض اوقات پچیس حج وعمرہ اور بعض اوقات ان سے بھی زیادہ کے برابر کیوں شمار ہوتی ہے؟

معلوم ہوتا ہے کہ یہ اختلاف زائر کی قسم یا زیارت کے اوقات سے پیدا ہونے سے زیادہ اس بات کی حکایت کرتا ہے کہ حج وعمرہ کے مقابلے میں زیارتِ کربلا کی قدر وقیمت بہت زیادہ ہے کہ ہمیشہ شیعوں اور سنیوں نے اس بات اثبوت دیا ہے۔

اکثر روایات میں امام علیہ السلام ابتداء میں تھوڑے اجر وثواب کا ذکر کرتے ہیں، لیکن جب مخاطب کی آمادگی اور ایمان دیکھتے ہیں تو اس میں تھوڑا تھوڑا اضافہ کرتے ہیں یہاں تک کہ ایک حج وعمرہ سے لے کر بیس، تیس اور اسّی تک بیان فرماتے ہیں۔ یہ چیز اس مطلب کی حکایت کرتی ہے کہ زیارتِ کربلا کی قدر وقیمت اس سے کہیں زیادہ ہے جو بیان کی گئی ہے۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ ایسا کیوں کر ہے؟ کیوں کہ زیارت امام حسین علیہ السلام ہر نیک عمل سے نیک تر شمار ہوتی ہے، اور اس کے لیے مختلف قسم کے بہت زیادہ ثواب بیان ہوتے ہیں؟

تیسرا سوال یہ ہے کہ کربلا کو کعبہ پر کیوں ترجیح دی گئی ہے اور زیارت امام حسینؑ کا ثواب حج وعمرہ سے زیادہ کیوں بیان ہوا ہے؟ یہاں تک کہ سید بحر العلوم مرحوم نصوص اور روائی متون کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اپنی کتاب ''منظومہ فقہی'' میں رقم طراز ہیں:

وَمِنْ حَدِيثِ كَرْبَلَا وَالْكَعْبَةِ
لِكَرْبَلَا بَانَ عُلُوُّ الرُّتْبَةِ

''حدیث کربلا وکعبہ سے کربلا کا کعبہ پر بلند مرتبہ ہونا آشکار ہو جاتا ہے۔''

جواب یہ ہے کہ کعبہ اور حج وعمرہ کے مراسم تاریخی اعتبار سے اکثر وبیشتر اوقات خصوصاً ان روایات کے صدور کے زمانے میں ظالم حکام اور مکار و دغاباز حکمرانوں کے ہاتھوں میں تھے اور ان ریاکار وستمگر حکام سے جہاں تک ہو سکا، عوام الناس کی حماقت سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے انہی مراسم اور اس خدائی سفر سے سیاسی استفادہ کرتے رہے۔ اس وجہ سے جو کوئی بھی حج وعمرہ کی غرض سے جاتا، وہ نہ چاہتے ہوئے بھی ان مکاروں کی رونق میں اضافہ کرتا اور ان لوگوں کی فوج کا حصہ بن جاتا۔ جو بعض اوقات امیر المومنین، خلیفہ اور امیر الحجاج جیسے خطابات کے ذریعے لوگوں پر دین کے نام سے حکومت نہیں بلکہ خدائی کرتے رہے۔ اس کے برخلاف یہی حکام وخلفاء کربلا اور زیارت امام حسینؑ سے ہرگز خوش نہیں تھے، نہ صرف یہ کہ خوش نہ تھے بلکہ اسے تباہ و برباد کرنے کی کوشش میں لگے رہتے تھے، کیونکہ زائرین کے توسط سے پیغام کربلا اور معاشرے میں عاشورائی ثقافت کی نشر واشاعت ہر چیز سے زیادہ یزید و معاویہ کے راستے کو دوام بخشنے والے مکار و دغاباز حکمرانوں کی ذلت ورسوائی کا سبب بنتی اور ان کے ان مکروہ چہروں کو عریاں کر دیتی، جو نقاب دین کے نیچے پوشیدہ تھے۔

امام حسینؑ کی زیارت، ان کی یاد اور ان کے مصائب پر گریہ وزاری کرنے پر اس قدر زیادہ اجر وثواب کا ذکر اس وجہ سے بھی ہے کہ امام حسینؑ اور ان کے اتباع میں شعائر حسینؑ طولِ تاریخ میں ہمیشہ سے ظلم وستم اور مکر وفریب کے خلاف نمایاں طور پر جنگ رہی، اسی طرح عاشورا و کربلا کا استبدا، خاص کر مذہبی و دینی استبداد کی مخالفت میں کھلم کھلا اعلانِ جنگ رہا ہے۔ نیز امام حسینؑ کی محبت، مظلوم کی طرف داری اور ظلم وظالم کے خلاف مبارزہ ہے، کیونکہ جس طرح سے امام حسینؑ کو حق کا نام دیا گیا اسی طرح سے وہ مظلوموں کے سردار اور مظلوم شہداء کے امام تھے۔ چونکہ مسلمان درحقیقت یہ دونوں کام یعنی ظلم وستم کے خلاف مبارزت اور مظلوم کی حمایت حضرت امام حسین علیہ السلام سے سیکھتے ہیں، اسی وجہ سے شعائرِ حسینی کو برپا کرنے کا اجر وثواب کئی گناہ زیادہ ہوتا ہے۔

آسمان والہی ادیان حتی معقول انسانی مکاتب کی اساس کو بھی یہ دو رکن تشکیل دیتے ہیں کہ جن کا خلاصہ دوکلموں توحید اور عدل میں ہوا ہے کہ بشر کی آزادی کا انحصار بھی انہی دولفظوں پر ہے۔

عاشورا امام حسینؑ ستیز مسلسل کی بناپر عدل وانصاف کا محافظ ہے اور ظلم واستبداد خاص کر دینی استبداد کے ساتھ مبارزت کی وجہ سے توحید کو تحریف وتخریب سے محفوظ رکھا ہے۔ یہ واضح بات ہے کہ توحید وعدل کی حفاظت کرنے کا اجر وثواب جتنا بھی بیان ہو سکے اس سے کہیں زیادہ ہے ورنہ:

کعبہ سنگی است کہ رہ گم نشود
حاجی احرام دگر بند وببین یار کجا است

آٹھویں فصل

عاشورا اور موعود منتقم

نو آئمہ معصومینؑ کے پدر بزرگوار

عَنْ سُلَيْمِ بْنِ قَيْسٍ الْهَلالِيِّ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ وَإِذَا الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى فَخِذَيْهِ وَهُوَ يُقَبِّلُ عَيْنَيْهِ وَيَلْثِمُ فَاهُ وَهُوَ يَقُولُ: أَنْتَ سَيِّدُ ابْنُ سَيِّدٍ، أَنْتَ إِمَامُ ابْنُ إِمَامٍ، أَبُو الْأَئِمَّةِ، أَنْتَ حُجَّةُ ابْنُ حُجَّةٍ أَبُو حُجَجٍ تِسْعَةٍ مِنْ صُلْبِكَ، تَاسِعُهُمْ قَائِمُهُمْ ۞

"سلیم بن قیس ہلالی حضرت سلمان فارسیؓ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ایک دفعہ میں رسولِ خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ امام حسین (علیہ السلام) آپؐ کے زانوں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور آنحضرتؐ ان کی آنکھوں اور منہ کا بوسہ لیتے ہوئے فرماتے ہیں: تم سید ابنِ سید، امام ابنِ امام اور ابو الائمہ ہو، تم حجت ابن حجت اور نو حجتوں کے والدین ہو کہ جو تمہاری نسل سے ہوں گے، ان میں سے نواں قیام کرنے والا ہوگا۔"

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ: اَلْأَئِمَّةُ مِنْ وُلْدِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ

۞ کتاب الخصال، ص:475، عیون اخبار الرضا، ج:1، ص:52

اَطَاعَهُمْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَاهُمْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ
هُمُ الْعُرْوَةُ الْوُثْقٰى وَهُمُ الْوَسِيْلَةُ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۞

رسولِ خداؐ نے فرمایا:

''آئمہ، حسینؑ کی اولاد سے ہیں، جس نے ان کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی، جس نے ان کی نافرمانی کی، وہ خدا کی نافرمانی کا مرتکب ہوا، وہ عروۃ الوثقیٰ یعنی مضبوط دست آویز ہیں اور اللہ عزوجل تک رسائی کا وسیلہ ہیں۔''

عَنِ الصَّادِقِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ اَبِيْهِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ اَبِيْهِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ قَالَ: سُئِلَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ مَعْنٰى قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ: "اِنِّىْ مُخَلِّفٌ فِيْكُمُ الثَّقَلَيْنِ كِتَابَ اللّٰهِ وَعِتْرَتِىْ" مَنِ الْعِتْرَةُ؟ فَقَالَ: اَنَا وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَالْاَئِمَّةُ التِّسْعَةُ مِنْ وُلْدِ الْحُسَيْنِ تَاسِعُهُمْ مَهْدِيُهُمْ وَقَائِمُهُمْ، لَا يُفَارِقُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَلَا يُفَارِقُهُمْ حَتّٰى يَرِدُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ حَوْضَهُ (عیون اخبار الرضاؑ، ج:1، ص:57)

''حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے آباؤ اجداد اور طاہرینؑ اور حضرت امام حسینؑ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

امیر المومنین علی علیہ السلام سے رسولِ خداؐ کے اس قول کہ: ''میں تمہارے درمیان دو بھاری امانتیں کتابِ خدا اور اپنی عترت چھوڑے جا رہا ہوں'' کے بارے میں پوچھا گیا کہ عترت کون ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: میں، حسنؑ، حسینؑ اور حسینؑ کی

عیون اخبار الرضاؑ، ج:2، ص:58

اولاد میں سے نو امام ہیں کہ ان میں سے نواں مہدیؑ اور ان میں سے قیام کرنے والا ہے، نہ تو وہ کتابِ خدا سے جدا ہوں گے اور نہ ہی کتابِ خدا ان سے علیحدہ ہوگی وہ ہمیشہ اکٹھے ہیں یہاں تک کہ حوضِ کوثر پر رسولِ خداؐ کے پاس پہنچیں گے۔''

عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُوْسَى الرِّضَا عَنْ اَبِيْهِ مُوْسَى بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ اَبِيْهِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ اَبِيْهِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ اَبِيْهِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ اَبِيْهِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ اَبِيْهِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ اَنَّهُ قَالَ: التَّاسِعُ مِنْ وُلْدِكَ يَا حُسَيْنُ هُوَ الْقَائِمُ بِالْحَقِّ، الْمُظْهِرُ لِلدِّيْنِ وَالْبَاسِطُ لِلْعَدْلِ قَالَ الْحُسَيْنُ: فَقُلْتُ: لَهُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِنَّ ذٰلِكَ لَكَائِنٌ؟ فَقَالَ: اَىْ وَالَّذِىْ بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالنُّبُوَّةِ وَ اصْطَفَاهُ عَلٰى جَمِيْعِ الْبَرِيَّةِ وَلٰكِنْ بَعْدَ غَيْبَةٍ وَ حَيْرَةٍ فَلَا يَثْبُتُ فِيْهَا عَلٰى دِيْنِهِ اِلَّا الْمُخْلِصُوْنَ الْمُبَاشِرُوْنَ لِرُوْحِ الْيَقِيْنِ، الَّذِيْنَ اَخَذَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِيْثَاقَهُمْ بِوِلَايَتِنَا وَ كَتَبَ فِىْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِنْهُ (کمال الدین وتمام النعمۃ، ص:304)

''امام رضا علیہ السلام اپنے آباء و اجداد معصومین اور امام حسین علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ ان کے پدرگرامی امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ نے فرمایا:

''اے میرے لال حسینؑ! آپ کی اولاد میں سے آپ کے نویں بیٹے (مہدیؑ حق کے لیے قیام کرنے والے، دین کو کامیاب کرنے والے اور عدل و انصاف کو پھیلانے والے ہیں۔

حضرت امام حسینؑ فرماتے ہیں:

میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا: یا امیر المومنینؑ! واقعاً، یہ ہونے والا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں، اس خدا کی قسم، جس نے محمدؐ کو پیغمبر مبعوث بہ رسالت کیا اور انہیں تمام مخلوقات میں سے منتخب کیا (یہ کام ضرور ہو گا) لیکن ان کی غیبت اور لوگوں کی سرگردانی کے بعد۔ اس زمانے میں کوئی بھی ان کے دین پر ثابت قدم نہیں رہے گا مگر وہ مخلصین جو روحِ یقین کے مالک ہوں گے۔ یہ وہی ہیں کہ جن سے اللہ تعالیٰ نے ہماری ولایت کا عہد لیا اور ان کے دلوں میں ایمان کو یقینی بنایا اور اپنے روح سے ان کی تائید و مدد کی ہے۔"

قَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ: مِنَّا اثْنَا عَشَرَ مَهْدِيًّا، اَوَّلُهُمْ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ وَآخِرُهُمُ التَّاسِعُ مِنْ وُلْدِیْ وَهُوَ الْقَائِمُ بِالْحَقِّ، يُحْيِی اللّٰهُ تَعَالٰی بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَيُظْهِرُ بِهِ دِيْنَ الْحَقِّ عَلَی الدِّيْنِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ لَهُ غَيْبَةٌ يَرْتَدُّ فِيْهَا قَوْمٌ وَيَثْبُتُ عَلَی الدِّيْنِ فِيْهَا آخِرُوْنَ فَيُؤْذَوْنَ فَيُقَالُ لَهُمْ: مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ اَمَا اِنَّ الصَّابِرَ فِیْ غَيْبَتِهِ عَلَی الْاَذٰی وَالتَّكْذِيْبِ بِمَنْزِلَةِ الْمُجَاهِدِ بِالسَّيْفِ بَيْنَ يَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ۞

"حسین بن علی بن ابی طالبؑ نے فرمایا:

ہم میں سے بارہویں مہدیؑ ہوں گے، ان میں سے پہلے امیر المؤمنین علی بن

۞ عیون اخبار الرضاؑ، ج:1، ص:68، کمال الدین وتمام النعمہ، ص:317

ابی طالبؑ اور ان کے آخری میری اولاد میں سے نویں ہیں۔ یہ وہی ہیں جو حق کی خاطر قیام کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُس کے وسیلہ سے مردہ زمین کو زندہ کرے گا اور دینِ حق کو تمام ادیان پر غلبہ عطا کرے گا، اگر چہ یہ مشرکین کے لیے سخت ہے۔ وہ غیب ہوں گے کہ اس میں ایک گروہ دین سے منحرف ہو جائے گا اور ایک گروہ دین پر ثابت قدم رہے گا، انہیں اذیتیں دی جائیں گی، ان سے کہا جائے گا، اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ کب متحقق ہو گا۔ آگاہ ہو جاؤ کہ جو کوئی بھی ان کی غیبت کے زمانہ میں اذیت و تکذیب پر صبر کرے گا وہ اس شخص کے مانند ہے کہ جس نے رسولِ خداؐ کی نگاہوں کے سامنے تلوار کے ساتھ جہاد کیا ہو۔"

عَنِ الصَّادِقِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ اَبِيْهِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ اَبِيْهِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ قَالَ: قَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فِی التَّاسِعِ مِنْ وُلْدِیْ سُنَّةٌ مِنْ يُوْسُفَ وَسُنَّةٌ مِنْ مُوْسٰی بْنِ عِمْرَانَ وَهُوَ قَائِمُنَا اَهْلِ الْبَيْتِ يُصْلِحُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی اَمْرَهُ فِیْ لَيْلَةٍ وَاحِدَةٍ (کمال الدین، ص:317)

"حضرت امام صادق علیہ السلام اپنے والد بزرگوار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور وہ اپنے پدر گرامی حضرت امام سجاد علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام حسینؑ نے فرمایا:

میرے نویں بیٹے میں یوسفؑ کی سنت و رسم اور موسیٰ بن عمرانؑ کی رسم و سنت ہے، وہ ہم اہلِ بیتؑ میں سے قیام کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے حکم کو ایک رات میں رُوبرو کرے گا۔"

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَرِيْكٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ هَمْدَانَ قَالَ: سَمِعْتُ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُوْلُ: قَائِمُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ هُوَ التَّاسِعُ مِنْ وُلْدِيْ وَهُوَ صَاحِبُ الْغَيْبَةِ وَهُوَ الَّذِيْ يُقَسَّمُ مِيْرَاثُهُ وَهُوَ حَيٌّ (کمال الدین،ص:317)

''عبداللہ بن شریک قبیلہ ہمدان کے ایک شخص سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

''اس امت میں سے قیام کرنے والے میری اولاد میں سے میرے نویں بیٹے ہیں۔ وہ صاحب غیبت ہیں، وہ وہ ہیں کہ ان کی میراث تقسیم ہوگی درحالانکہ وہ زندہ ہیں۔''

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُوْلُ: لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا يَوْمٌ وَاحِدٌ لَطَوَّلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ذٰلِكَ الْيَوْمَ حَتّٰى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِنْ وُلْدِيْ فَيَمْلَأَهَا عَدْلًا وَقِسْطًا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا وَ ظُلْمًا كَذٰلِكَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ (کمال الدین،ص:318)

''عبداللہ بن عمر کہتا ہے: میں نے حسین بن علیؑ سے سنا کہ انہوں نے فرمایا:

''اگر دنیا کے ختم ہونے میں صرف ایک دن ہی باقی ہو تو اللہ تعالیٰ اس دنیا کو اتنا طولانی کرے گا کہ میری اولاد میں سے ایک شخص قیام کرے گا اور دنیا کو عدل و انصاف سے یوں بھر دے گا جیسے وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی، میں نے رسول خداؐ سے بھی سنا ہے کہ انہوں نے ایسا ہی فرمایا ہے۔''

عَنْ عِيْسَى الْخَشَّابِ قَالَ: قُلْتُ لِلْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ: اَنْتَ

صَاحِبُ هٰذَا الْاَمْرِ؟ قَالَ: لَا وَلٰكِنْ صَاحِبُ الْاَمْرِ الطَّرِيْدُ الشَّرِيْدُ الْمَوْتُوْرُ بِاَبِيْهِ الْمُكَنّٰى بِعَمِّهِ يَضَعُ سَيْفَهُ عَلٰى عَاتِقِهِ ثَمَانِيَةَ اَشْهُرٍ (کمال الدین،ص:318)

''عیسیٰ خشاب کہتے ہیں کہ میں نے حسینؑ بن علیؑ کی خدمت میں عرض کیا: اس کام (حکومت عدل جہانی) کے صاحب آپؑ ہیں؟

انہوں نے فرمایا: نہیں، اس کام کا صاحب ایسا دھتکارا ہوا اور اپنے آپ سے دور کیا ہوا ہے جو زمین پر گرے ہوئے اپنے باپ کے خون کا بدلہ لے گا اور اس کی کنیت اپنے چچا کی کنیت ہوگی، وہ آٹھ مہینوں تک کاندھے پر اٹھا کر رکھے گا۔''

عَنْ سُلَيْمِ بْنِ قَيْسٍ الْهِلَالِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ جَعْفَرٍ الطَّيَّارِ يَقُوْلُ: كُنَّا عِنْدَ مُعَاوِيَةَ اَنَا وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ وَ عُمَرُ بْنُ اَبِيْ سَلَمَةَ وَاُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَجَرٰى بَيْنِيْ وَ بَيْنَ مُعَاوِيَةَ كَلَامٌ فَقُلْتُ لِمُعَاوِيَةَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ: اَنَا اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ ثُمَّ اَخِيْ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ فَاِذَا اسْتُشْهِدَ عَلِيٌّ فَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ، ثُمَّ ابْنُهُ الْحُسَيْنُ بَعْدُ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ فَاِذَا اسْتُشْهِدَ فَابْنُهُ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ الْاَكْبَرُ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ، ثُمَّ ابْنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الْبَاقِرُ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَسَتُدْرِكُهُ يَا حُسَيْنُ، ثُمَّ تَكْمِلَةُ اثْنَيْ عَشَرَ اِمَامًا تِسْعَةً مِنْ وُلْدِ الْحُسَيْنِ

رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنَ جَعْفَرٍ: ثُمَّ اسْتَشْهَدْتُ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ وَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَ عُمَرَ بْنَ اَبِیْ سَلَمَةَ وَاُسَامَةَ بْنَ زَیْدٍ فَشَهِدُوْا لِیْ عِنْدَ مُعَاوِیَةَ، قَالَ سُلَیْمُ بْنُ قَیْسٍ الْهِلَالِیُّ: وَقَدْ سَمِعْتُ ذٰلِكَ مِنْ سَلْمَانَ وَاَبِیْ ذَرٍّ وَ الْمِقْدَادَ وَذَكَرُوْا اَنَّهُمْ سَمِعُوْا ذٰلِكَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ (کتاب الخصال، ص:477)

''سلیم بن قیس ہلالی کہتے ہیں: میں نے عبداللہ بن جعفر طیارؓ سے سنا کہ انہوں نے فرمایا:

''میں، امام حسنؑ، امام حسینؑ، عبداللہ بن عباسؓ، عمر بن ابی سلمہؓ اور اُسامہ بن زیدؓ معاویہ کے پاس تھے کہ میرے اور معاویہ کے درمیان گفتگو شروع ہوگئی۔ میں نے معاویہ سے کہا: میں نے رسولِ خداؐ سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

''میں مومنین پر اولویت رکھتا ہوں، پھر میرے بھائی علی بن ابی طالبؑ مومنین پر ان سے زیادہ اولویت کے مالک ہیں، جس وقت علیؑ شہید ہو جائیں گے تو حسنؑ بن علیؑ مومنین پر ان سے زیادہ حق رکھتے ہیں، پھر حسینؑ بن علیؑ مومنین پر ان سے زیادہ اولویت رکھتے ہیں، جب وہ شہید ہوں گے تو ان کے بیٹے علی بن حسینؑ اکبر (امام سجادؑ) مومنین پر ان سے زیادہ اولویت رکھتے ہیں، ان کے بعد ان کے بیٹے محمد بن علی باقر مومنین پر ان سے اولیٰ ہیں، پھر رسولِ خداؐ نے امام حسینؑ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

''اے حسینؑ! آپ اسے (امام باقرؑ) دیکھیں گے۔ پھر رسولِ خداؐ نے بارہ کے بارہ اماموں کے نام مکمل کیے کہ نو امام حضرت امام حسینؑ کی نسل سے ہوں گے۔ عبداللہ بن جعفر طیار کہتے ہیں:

میں نے رسولِ خداؐ کے اس فرمان پر امام حسنؑ، امام حسینؑ، عبداللہ بن عباسؓ، عمر بن ابی سلمہؓ اور اُسامہ بن زیدؓ کو گواہ بنایا اور انہوں نے معاویہ کے سامنے میری گفتگو کے درست ہونے کی گواہی دی۔

سلیم بن قیس ہلالی کہتے ہیں:

میں نے یہ حدیث عبداللہ بن جعفر کے علاوہ حضرت سلمانؓ، حضرت ابوذرؓ اور حضرت مقدادؓ سے بھی سنی کہ ان تمام نے کہا: ہم نے اسے رسولِ خداؐ سے سنا ہے۔''

عَنِ الْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ، عَنِ الصَّادِقِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَاِذِ ابْتَلٰی اِبْرَاهِیْمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ﴾ مَا هٰذِهِ الْكَلِمَاتُ؟ قَالَ: هِیَ الْكَلِمَاتُ الَّتِیْ تَلَقَّاهَا آدَمُ مِنْ رَبِّهِ فَتَابَ عَلَیْهِ وَهُوَ اَنَّهُ قَالَ: یَا رَبِّ اَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَعَلِیٍّ وَ فَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ اِلَّا تُبْتَ عَلَیَّ، فَتَابَ اللّٰهُ عَلَیْهِ اِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ، فَقُلْتُ لَهُ: یَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَمَا یَعْنِیْ عَزَّوَجَلَّ بِقَوْلِهِ: ﴿فَاَتَمَّهُنَّ﴾ ؟ قَالَ: یَعْنِیْ اَتَمَّهُنَّ اِلَی الْقَائِمِ اِثْنَا عَشَرَ اِمَامًا تِسْعَةٌ مِنْ وُلْدِ الْحُسَیْنِ قَالَ الْمُفَضَّلُ فَقُلْتُ لَهُ: یَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَاَخْبِرْنِیْ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِیَةً فِیْ عَقِبِهِ﴾

قَالَ: یَعْنِیْ بِذٰلِكَ الْاِمَامَةَ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِیْ عَقِبِ الْحُسَیْنِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ: قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: یَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَكَیْفَ صَارَتِ الْاِمَامَةُ فِیْ وُلْدِ الْحُسَیْنِ دُوْنَ وُلْدِ الْحَسَنِ وَهُمَا جَمِیْعًا وَلَدَا رَسُوْلِ اللّٰهِ

وَسِبْطَاهُ وَسَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ؟ فَقَالَ: اِنَّ مُوْسٰى وَ هَارُوْنَ كَانَا نَبِيَّيْنِ مُرْسَلَيْنِ اَخَوَيْنِ فَجَعَلَ اللّٰهُ النُّبُوَّةَ فِيْ صُلْبِ هَارُوْنَ دُوْنَ صُلْبِ مُوْسٰى وَلَمْ يَكُنْ لِاَحَدٍ اَنْ يَقُوْلَ: لِمَ فَعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ؟ فَاِنَّ الْاِمَامَةَ خِلَافَةُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لَيْسَ لِاَحَدٍ اَنْ يَقُوْلَ: لِمَ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِيْ صُلْبِ الْحُسَيْنِ دُوْنَ الْحَسَنِ لِاَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى هُوَ الْحَكِيْمُ فِيْ اَفْعَالِهِ ﴿لَا يُسْاَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْاَلُوْنَ﴾ ۞

مفضل بن عمر کہتے ہیں: میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے اس آیہ: ''جب خدا نے چند کلمات کے ذریعے ابراہیمؑ کا امتحان لیا۞'' کے متعلق پوچھا کہ یہ کلمات کیا ہے؟

انہوں نے فرمایا: یہ وہی کلمات ہیں جو حضرت آدمؑ نے اپنے پروردگار سے دریافت کیے تو پھر خدا نے ان کی توبہ قبول کر لی، انہوں نے یوں کہا: ''اے پالنے والے! میں محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ میری توبہ قبول فرما، پس اللہ نے ان کی توبہ قبول کر لی کہ وہ توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے۔

میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا: اے فرزندِ رسول خداؐ! اللہ تعالیٰ کی لفظ ''اَتَمَّهُنَّ'' (کلمات کو مکمل کیا) سے کیا مراد ہے؟

انہوں نے فرمایا: یعنی قائمؑ (امام مہدیؑ) تک بارہ اماموں کے اسماء مکمل کیے کہ ان میں سے نو امام حضرت امام حسینؑ کی ذریت سے ہیں۔

۞ کتاب النبوۃ، شیخ صدوق، ص: 100-111، معانی الاخبار، ص: 126-127، کمال الدین وتمام النعمۃ، ص: 358-359

۞ سورۂ توبہ، آیت: 124

مفضل کہتے ہیں کہ میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا: یابن رسول اللہؐ! مجھے اللہ تعالیٰ کے اس قول ''اور انہوں نے اس پیغام کو اپنی نسل میں ایک کلمہ باقیہ قرار دے دیا۔''۞ کے بارے میں مجھے آگاہ فرمائیں۔

انہوں نے فرمایا: اس سے مراد امامت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جسے قیامت تک امام حسینؑ کی ذریت میں رکھا ہے۔

میں نے عرض کیا: اے فرزند رسولِ خدا! امامت کیوں امام حسینؑ کی نسل میں ہے اور امام حسنؑ کی اولاد میں کیوں نہیں ہے، جب وہ دونوں رسولِ خداؐ کے فرزند اور نواسے ہیں اور دونوں جوانانِ جنت کے سردار ہیں؟

فرمایا: حضرت موسیٰؑ اور جناب ہارونؑ دونوں نبی، رسول اور بھائی تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے پیغمبری کو جناب ہارونؑ کی نسل میں قرار دیا اور حضرت موسیٰؑ کی نسل میں نہیں رکھا، اس مورد میں کسی میں اتنی جرأت نہیں ہوتی کہ کہے، اللہ تعالیٰ نے ایسا کیوں کیا ہے؟ چونکہ امامت خلافت اللہ ہے، لہٰذا کسی کو حق نہیں پہنچتا ہے کہ وہ کہے: خدا نے امامت کو کیوں امام حسینؑ کی نسل میں رکھا ہے اور امام حسن علیہ السلام کی اولاد میں کیوں قرار نہیں دیا ہے؟ کیونکہ اللہ اپنے کاموں میں حکیم ہے، جو کچھ وہ انجام دیتا ہے اس سے سوال نہیں کیا جائے گا جبکہ دوسروں سے پوچھا جائے گا۔'' (سورہ انبیاء، آیت: 23)

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ يَعْقُوْبَ الْبَلْخِيِّ، قَالَ: سَاَلْتُ اَبَا الْحَسَنِ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقُلْتُ لَهُ: لِاَيِّ عِلَّةٍ صَارَتِ الْاِمَامَةُ فِيْ وُلْدِ الْحُسَيْنِ دُوْنَ وُلْدِ الْحَسَنِ؟ فَقَالَ: لِاَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ جَعَلَهَا

۞ سورۂ زخرف، آیت: 28

فِیْ وُلْدِ الْحُسَیْنِ وَلَمْ یَجْعَلْهَا فِیْ وُلْدِ الْحَسَنِ وَاللّٰهُ لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ (عیون اخبار الرضا، ج:2،ص:82)

''محمد بن ابو یعقوب بلخی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے پوچھا: ''کس وجہ سے سلسلۂ امامت حضرت امام حسینؑ کی اولاد سے ہوا ہے اور امام حسنؑ کی اولاد سے نہیں ہوا؟

انہوں نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس لیے امامت کو امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں قرار دیا اور امام حسن علیہ السلام کی اولاد میں قرار نہیں دیا، کیونکہ خدا تعالیٰ جو انجام دیتا ہے اس کے بارے میں اس سے سوال نہیں کیا جائے گا۔''

عاشورا اور حضرت حضرت مہدیؑ کا قیام

عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ: اَنَا وَآلُ اَبِیْ سُفْیَانَ اَهْلُ بَیْتَیْنِ تَعَادَیْنَا فِی اللّٰهِ، قُلْنَا صَدَقَ اللّٰهُ وَقَالُوْا: کَذَبَ اللّٰهُ قَاتَلَ اَبُوْ سُفْیَانُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَ قَاتَلَ مُعَاوِیَةُ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَ قَاتَلَ یَزِیْدُ بْنُ مُعَاوِیَةَ الْحُسَیْنَ بْنَ عَلِیٍّ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَالسُّفْیَانِیُّ یُقَاتِلُ الْقَائِمَ (عَجَّلَ اللّٰهُ فَرَجَهُ الشَّرِیْفَ) (معانی الاخبار،ص:346)

''حضرت امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا:

ہم اور خاندان ابوسفیان دو ایسے خاندان ہیں کہ جو خدا کے متعلق ایک دوسرے کے دشمن بنے ہیں۔ ہم نے کہا: خدا سچ فرماتا ہے اور ان لوگوں نے کہا: خدا جھوٹ بولتا

ہے۔ ابوسفیان نے رسولِ خداؐ کے خلاف جنگ کی، معاویہ نے علیؑ کے ساتھ جنگ کی، یزید نے امام حسینؑ کے ساتھ جنگ لڑی اور سفیانی حضرت قائمؑ کے ساتھ جنگ کرے گا۔''

عَنْ عَبْدِ السَّلَامِ بْنِ صَالِحِ الْهَرَوِیِّ، قَالَ: قُلْتُ لِاَبِی الْحَسَنِ الرِّضَا یَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَا تَقُوْلُ فِیْ حَدِیْثٍ رُوِیَ عَنِ الصَّادِقِؑ اَنَّهُ قَالَ: اِذَا خَرَجَ الْقَائِمُ قَتَلَ ذُرَارِیَ قَتَلَةِ الْحُسَیْنِ بِفِعَالِ آبَائِهِمْ؟ فَقَالَ: هُوَ کَذٰلِكَ، فَقُلْتُ: وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿وَلَا تَزِرُ وِزْرَ اُخْرٰی﴾ مَا مَعْنَاهُ؟

قَالَ: صَدَقَ اللّٰهُ فِیْ جَمِیْعِ اَقْوَالِهِ، وَلٰکِنْ ذُرَارِیُّ قَتَلَةِ الْحُسَیْنِ یَرْضَوْنَ بِاَفْعَالِ آبَائِهِمْ وَ یَفْتَخِرُوْنَ بِهَا وَمَنْ رَضِیَ شَیْئًا کَانَ کَمَنْ اَتَاهُ وَلَوْ اَنَّ رَجُلًا قُتِلَ بِالْمَشْرِقِ فَرَضِیَ بِقَتْلِهِ رَجُلٌ فِی الْمَغْرِبِ لَکَانَ الرَّاضِیْ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ شَرِیْكَ الْقَاتِلِ وَاِنَّمَا یَقْتُلُهُمُ الْقَائِمُؑ اِذَا خَرَجَ لِرِضَاهُمْ بِفِعْلِ آبَائِهِمْ، قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: بِاَیِّ شَیْءٍ یَبْدَءُ الْقَائِمُ مِنْکُمْ اِذَا قَامَ؟ قَالَ: یَبْدَءُ بِبَنِیْ شَیْبَةَ فَیُقَاطِعُ اَیْدِیَهُمْ لِاَنَّهُمْ سُرَّاقُ بَیْتِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ

(عیون اخبار الرضا، ج:1، ص:273، علل الشرائع، ص:229)

''عبد السلام ہروی سے منقول ہے کہ وہ کہتے ہیں:

میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! آپ اس حدیث کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہوئی ہے کہ جس وقت حضرت امام قائم عجل اللہ فرجہ الشریف ظہور کریں گے تو

وہ امام حسینؑ کے قاتلوں کی آل اولاد کو ان کے آباؤ اجداد کے کاموں کی وجہ سے قتل کریں گے؟

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: ایسا ہی ہے۔ میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ''کہ کوئی نفس دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا'' کا کیا معنی ہے؟

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے تمام اقوال درست ہیں، لیکن امام حسینؑ کے قاتلوں کی آل اولاد اپنے آباؤ اجداد کے کاموں پر خوش ہیں اور ان پر فخر کرتے ہیں اور جو کوئی جس کام سے خوش ہو وہ اس کے مانند ہے کہ جس نے وہ کام انجام دیا ہو۔ اگر کوئی شخص مشرق میں قتل ہوا اور کوئی شخص مغرب میں اس کے قتل ہونے پر راضی ہو تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک (وہ قتل میں) قاتل کے ساتھ شریک ہے۔

امام قائمؑ عجل اللہ فرجہ الشریف جب ظہور کریں گے تو وہ ان لوگوں کو صرف اس وجہ سے قتل کریں گے کہ وہ اپنے آباؤ اجداد کے کاموں پر خوش تھے۔

راوی کہتے ہیں: میں نے امامؑ کی خدمت میں عرض کیا: جس وقت آپ کا قیام کرنے والا قیام کرے گا تو کہاں سے ابتداء کرے گا؟

امام نے فرمایا: وہ اولاد شیبہ سے آغاز کریں گے اور ان کے ہاتھ کاٹیں گے کیونکہ وہ خانہ خدا کے چور ہیں۔''

عَنْ اَبِیْ حَمْزَةَ ثَابِتِ بْنِ دِیْنَارِ الثُّمَالِیِّ قَالَ: سَاَلْتُ اَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِیٍّ الْبَاقِرِ یَا بْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لِمَ سُمِّیَ عَلِیٌّ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَهُوَ اِسْمٌ مَا سُمِّیَ بِهِ اَحَدٌ قَبْلَهُ وَلَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ

بَعْدَهُ؟ قَالَ: لِاَنَّهُ مِیْرَةُ الْعِلْمِ یُمْتَارُ مِنْهُ وَلَا یُمْتَارُ مِنْ اَحَدٍ غَیْرِهِ، قَالَ: فَقُلْتُ یَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَلِمَ سُمِّیَ سَیْفُهُ ذُوالْفَقَارِ، فَقَالَ: لِاَنَّهُ مَا ضُرِبَ بِهِ اَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ اِلَّا اَفْقَرَهُ مِنْ هٰذِهِ الدُّنْیَا مِنْ اَهْلِهِ وَوَلَدِهِ وَاَفْقَرَهُ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْجَنَّةِ، قَالَ: فَقُلْتُ یَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَلَسْتُمْ كُلُّكُمْ قَائِمِیْنَ بِالْحَقِّ؟ قَالَ: بَلٰی قُلْتُ فَلِمَ سُمِّیَ الْقَائِمُ قَائِمًا؟

قَالَ: لَمَّا قُتِلَ جَدِّی الْحُسَیْنُ ضَجَّتْ عَلَیْهِ الْمَلَائِكَةُ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی بِالْبُكَاءِ وَالنَّحِیْبِ وَقَالُوْا: اِلٰهَنَا وَسَیِّدَنَا اَتَغْفُلُ عَمَّنْ قَتَلَ صَفْوَتَكَ وَابْنَ صَفْوَتِكَ وَخِیَرَتَكَ مِنْ خَلْقِكَ؟ فَاَوْحَی اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِلَیْهِمْ قَرُّوْا مَلَائِكَتِیْ فَوَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ لَاَنْتَقِمَنَّ مِنْهُمْ وَلَوْ بَعْدَ حِیْنٍ، ثُمَّ كَشَفَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَنِ الْاَئِمَّةِ مِنْ وُلْدِ الْحُسَیْنِ لِلْمَلَائِكَةِ فَسَرَّتِ الْمَلَائِكَةُ بِذٰلِكَ فَاِذَا اَحَدُهُمْ قَائِمٌ یُصَلِّیْ فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: بِذٰلِكَ الْقَائِمِ اَنْتَقِمُ مِنْهُمْ ۞

''حضرت ابوحمزہ ثمالیؒ کہتے ہیں:

میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: اے فرزندِ رسولؐ خدا! حضرت علی علیہ السلام کا نام کیوں امیر المومنینؑ رکھا گیا، یہ ایسا نام ہے کہ ان سے قبل کسی کو اس نام سے موسوم نہیں کیا گیا تھا اور ان کے بعد کسی کے لیے بھی جائز نہیں ہے کہ اس کا یہ نام رکھا جائے؟

۞ علل الشرائع، ص: 14، دلائل الامامہ، ص: 239، نقل از شیخ صدوق

انہوں نے فرمایا: کیونکہ وہ علم کا خزانہ ہیں، علم اُن سے ملتا ہے اور ان کے علاوہ کسی اور سے حاصل نہیں ہوتا۔

راوی کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! ان کی شمشیر کو ذوالفقار کا نام کیوں دیا گیا ہے؟

فرمایا: کیونکہ مخلوقِ خدا میں سے جسے بھی اس کے ساتھ مارا گیا اسے اس دنیا میں اس کے خاندان اور اولاد سے اور اس دنیا میں بہشت سے دور کیا۔

راوی کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ خدا! آپؑ سب حق پر قیام نہیں کرتے ہیں؟

فرمایا: ہاں ہم حق پر قیام کرتے ہیں۔

میں نے عرض کیا: پس قائمؑ کو قائمؑ کا نام کیوں دیا گیا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: جس وقت میرے جد امام حسینؑ قتل ہوئے تو فرشتوں نے گریہ و زاری کرتے ہوئے خدا کی طرف سے متوجہ ہو کر کہا: پروردگار! کیا تو ان لوگوں کو چھوڑ دے گا جنہوں نے تیرے منتخب شدہ، منتخب شدہ کے فرزند اور تیری بہترین مخلوق کو قتل کیا ہے؟ اس وقت خداوند عزیز و جلیل نے ان پر وحی نازل کی۔

اے میرے فرشتو!

مجھے میری عزت و جلالت کی قسم کہ میں خود ان سے انتقام لوں گا، اگر چہ وہ ایک مدت کے گذرنے کے بعد ہو۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے امام حسینؑ کی نسل سے آئمہ کے چہروں سے پردہ اُٹھایا تو فرشتے خوش ہوئے اور انہوں نے دیکھا کہ ان میں سے ایک حالتِ قیام میں نماز میں مشغول ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں اسی قیام کرنے والے کے ذریعے سے انتقام لوں گا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ اِسْحَاقَ الطَّالِقَانِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ الشَّيْخِ اَبِي الْقَاسِمِ الْحُسَيْنِ بْنِ رُوْحٍ قَدَّسَ اللّٰهُ رُوْحَهُ مَعَ جَمَاعَةٍ فِيْهِمْ عَلِيُّ بْنُ عِيْسَى الْقَصْرِيِّ فَقَامَ اِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ: اُرِيْدُ اَسْأَلُكَ عَنْ شَيْءٍ فَقَالَ لَهُ: سَلْ عَمَّا بَدَالَكَ فَقَالَ الرَّجُلُ: اَخْبِرْنِيْ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ اَهُوَ وَلِيُّ اللّٰهِ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: اَخْبِرْنِيْ عَنْ قَاتِلِهِ لَعَنَهُ اللّٰهُ اَهُوَ عَدُوُّ اللّٰهِ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ الرَّجُلُ فَهَلْ يَجُوْزُ اَنْ يُسَلِّطَ اللّٰهُ عَدُوَّهُ عَلٰى وَلِيِّهِ؟ فَقَالَ لَهُ اَبُو الْقَاسِمِ قَدَّسَ اللّٰهُ رُوْحَهُ: اِفْهَمْ عَنِّيْ مَا اَقُوْلُ لَكَ اَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَا يُخَاطِبُ النَّاسَ بِشَهَادَةِ الْعِيَانِ وَلَا يُشَافِهُهُمْ بِالْكَلَامِ وَلٰكِنَّهُ عَزَّوَجَلَّ بَعَثَ اِلَيْهِمْ رَسُوْلًا مِنْ اَجْنَاسِهِمْ وَاَصْنَافِهِمْ بَشَرًا مِثْلَهُمْ، فَلَوْ بَعَثَ اِلَيْهِمْ رُسُلًا مِنْ غَيْرِ صِنْفِهِمْ وَ صُوَرِهِمْ لَنَفَرُوْا عَنْهُمْ وَلَمْ يَقْبَلُوْا مِنْهُمْ، فَلَمَّا جَاؤُوْهُمْ وَكَانُوْا مِنْ جِنْسِهِمْ يَاكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَ يَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ قَالُوْا لَهُمْ: اَنْتُمْ مِثْلُنَا فَلَا نَقْبَلُ مِنْكُمْ حَتّٰى تَاتُوْنَ بِشَيْءٍ نَعْجُزُ اَنْ نَاْتِيَ بِمِثْلِهِ فَنَعْلَمَ اَنَّكُمْ مَخْصُوْصُوْنَ دُوْنَنَا بِمَا لَا نَقْدِرُ عَلَيْهِ، فَجَعَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهُمُ الْمُعْجِزَاتِ الَّتِيْ يَعْجُزُ الْخَلْقُ عَنْهَا، فَمِنْهُمْ مَنْ جَاءَ بِالطُّوفَانِ بَعْدَ الْاِنْذَارِ وَ الْاِعْذَارِ فَغَرِقَ جَمِيْعُ مَنْ طَغٰى وَتَمَرَّدَ

وَمِنْهُمْ مَنْ أُلْقِيَ فِي النَّارِ فَكَانَتْ عَلَيْهِ بَرْدًا وَ سَلَامًا وَمِنْهُمْ مَنْ اَخْرَجَ مِنَ الْحَجَرِ الصَّلْدِ نَاقَةً وَاَجْرٰى فِيْ ضَرْعِهَا لَبَنًا وَ مِنْهُمْ مَنْ فُلِقَ لَهُ الْبَحْرُ وَفُجِّرَ لَهُ مِنَ الْحَجَرِ الْعُيُوْنُ وَجُعِلَ لَهُ الْعَصَا الْيَابِسَةُ ثُعْبَانًا فَتَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ وَمِنْهُمْ مَنْ اَبْرَاَ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاَحْيَى الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاَنْبَاَهُمْ بِمَا يَاْكُلُوْنَ وَمَا يَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِهِمْ وَمِنْهُمْ مَنِ انْشَقَّ لَهُ الْقَمَرُ وَكَلَّمَتْهُ الْبَهَائِمُ مِثْلُ الْبَعِيْرِ وَالذِّئْبِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ فَلَمَّا اَتَوْا بِمِثْلِ ذٰلِكَ وَ عَجَزَ الْخَلْقُ مِنْ اُمَمِهِمْ عَنْ يَاْتُوْا بِمِثْلِهِ كَانَ مِنْ تَقْدِيْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَلُطْفِهِ بِعِبَادِهِ وَحِكْمَتِهِ اَنْ جَعَلَ اَنْبِيَائَهُ مَعَ هٰذِهِ الْمُعْجِزَاتِ فِيْ حَالٍ غَالِبِيْنَ وَفِيْ اُخْرٰى مَغْلُوْبِيْنَ، وَفِيْ حَالٍ قَاهِرِيْنَ وَفِيْ حَالٍ مَقْهُوْرِيْنَ وَلَوْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ فِيْ جَمِيْعِ اَحْوَالِهِمْ غَالِبِيْنَ وَقَاهِرِيْنَ وَلَمْ يَبْتَلِهُمْ وَلَمْ يَمْتَحِنْهُمْ لَاتَّخَذَهُمُ النَّاسُ آلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَلَمَّا عُرِفَ فَضْلُ صَبْرِهِمْ عَلَى الْبَلَاءِ وَالْمِحَنِ وَالْاِخْتِبَارِ وَلٰكِنَّهُ عَزَّوَجَلَّ جَعَلَ اَحْوَالَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ كَاَحْوَالِ غَيْرِهِمْ لِيَكُوْنُوْا فِيْ حَالِ الْمِحْنَةِ وَ الْبَلْوٰى صَابِرِيْنَ وَفِيْ حَالِ الْعَافِيَةِ وَالظُّهُوْرِ عَلَى الْاَعْدَاءِ شَاكِرِيْنَ وَيَكُوْنُوْا فِيْ جَمِيْعِ اَحْوَالِهِمْ مُتَوَاضِعِيْنَ غَيْرِ شَامِخِيْنَ وَلَا مُتَجَبِّرِيْنَ، وَلِيَعْلَمَ الْعِبَادُ اَنَّ لَهُمْ اِلٰهًا هُوَ خَالِقُهُمْ وَمُدَبِّرُهُمْ فَيَعْبُدُوْهُ وَيُطِيْعُوْا رُسُلَهُ وَتَكُوْنَ حُجَّةُ اللّٰهِ تَعَالٰى

ثَابِتَةً عَلٰى مَنْ تَجَاوَزَ الْحَدَّ فِيْهِمْ وَادَّعٰى لَهُمُ الرُّبُوْبِيَّةَ اَوْ عَانَدَ وَخَالَفَ وَعَصٰى وَجَحَدَ بِمَا اَتَتْ بِهِ الْاَنْبِيَاءُ وَالرُّسُلُ

﴿وَلِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ﴾

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنُ اِسْحَاقَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: فَعُدْتُ اِلَى الشَّيْخِ اَبِي الْقَاسِمِ الْحُسَيْنِ بْنِ رُوْحٍ قَدَّسَ اللّٰهُ رُوْحَهُ مِنَ الْغَدِ وَاَنَا اَقُوْلُ فِيْ نَفْسِيْ اَتَرَاهُ ذَكَرَ مَا ذَكَرَ لَنَا يَوْمَ اَمْسِ مِنْ عِنْدِ نَفْسِهِ فَابْتَدَاَنِيْ فَقَالَ لِيْ: يَا مُحَمَّدَ بْنَ اِبْرَاهِيْمَ لَاَنْ اُخَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُنِي الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِيَ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَقُوْلَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى ذِكْرُهُ بِرَاْيِيْ وَمِنْ عِنْدِ نَفْسِيْ بَلْ ذٰلِكَ عَنِ الْاَصْلِ وَمَسْمُوْعٌ عَنِ الْحُجَّةِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ (علل الشرائع ص: 241-243)

''محمد بن اسحاق طالقانی کہتے ہیں:

ہم ایک جماعت کے ہمراہ کہ جس میں علی بن عیسی قصری بھی تھے ابوالقاسم حسین بن روح قدس اللہ روحہ کی خدمت میں تھے کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر ان سے کہا: میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔

انہوں نے کہا: جو کچھ تمہیں پیش آیا ہے اس کے بارے میں پوچھو۔

اس شخص نے کہا: آپ مجھے حضرت امام حسینؑ کے بارے میں بتائیں کہ کیا وہ ولی خدا تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔

اس نے پوچھا: ان کے قاتل (خدا اس پر لعنت کرے) کے بارے میں بتائیں

کہ کیا وہ خدا کا دشمن تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں۔

اس شخص نے کہا: کیا اللہ کے لیے یہ درست ہے کہ اپنے دشمن کو اپنے دوست پر غالب کرے؟

حسین بن روح قدس اللہ روحہ نے اس سے کہا: میں جو کچھ تمہیں بتانے والا ہوں اسے اچھی طرح سے سمجھو، آگاہ ہو کہ اللہ تعالیٰ لوگوں سے یوں گفتگو نہیں کرتا کہ ان کی آنکھیں اسے دیکھیں اور نہ ہی ان کے رُوبرو بات کرتا ہے بلکہ ان کی ہی جنس اور نوع سے ایک بشر کو پیغمبری پر مبعوث کرتا ہے جو انہی کے مثل ہوتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ان کی جنس اور شکل وصورت کے علاوہ کسی اور کو رسول بنا کر بھیجتا تو وہ لوگ ان کے قریب نہ آتے اور نہ ہی اسے قبول کرتے۔

اب جب ان کے پاس ایسے پیغمبر آئے جو ان کی اپنی ہی جنس سے تھے، ان کے مانند غذا کھاتے تھے اور گلی کوچوں میں چلتے پھرتے تھے تو لوگوں نے ان سے کہا: آپ بھی ہماری ہی طرح کے ہیں۔ ہم آپ کی بات قبول نہیں کرتے مگر یہ کہ آپ کوئی ایسی چیز لائیں جس کے مانند لانے پر ہم قدرت نہ رکھتے ہوں۔ ہم جانتے ہیں کہ آپ ہمارے برعکس مخصوص افراد ہیں۔ آپ ایسے کاموں کو انجام دینے پر قدرت رکھتے ہیں ہم جنہیں انجام دینے سے عاجز ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے معجزے قرار دیے ہیں کہ لوگ ان پر قدرت نہیں رکھتے تھے۔ ان کے درمیان ایسے پیغمبرؑ تھے کہ جنہوں نے ڈرانے اور عذر کرنے کے بعد طوفان کا معجزہ ظاہر کیا کہ اس میں تمام باغی وسرکش غرق ہو گئے۔

(یہ حضرت نوح علیہ السلام کا معجزہ تھا) کسی پیغمبرؑ کو آگ میں ڈالا گیا لیکن آگ

ان پر ٹھنڈی ہو گئی اور وہ صحیح وسالم رہے۔ (حضرت ابراہیم علیہ السلام) کسی اور پیغمبرؑ نے سخت پتھر سے اونٹنی نکالی اور اس کے پستانوں سے دودھ جاری ہوا (حضرت صالحؑ) کسی پیغمبرؑ کے لیے سمندر میں شگاف ہوا، ان کے لیے پتھر سے چشمے جاری ہوئے اور ان کا عصا اور ہاتھ کی خشک لکڑی اژدھا بنی اور جادوگروں نے جو جھوٹ سے بنایا تھا سب کو نگل گیا۔ (حضرت موسیٰ علیہ السلام) کوئی پیغمبر ایسے تھے جو اذنِ خدا سے پیدائشی اندھے اور جذامی و کوڑھی کو شفا بخشتے، مردہ کو زندہ کرتے، جو کچھ وہ لوگ کھاتے یا اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے، اس کی خبر دیتے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کسی پیغمبر کے لیے چاند کے ٹکڑے ہوئے، حیوانات مثل اونٹ اور بھیڑیا وغیرہ ان سے گفتگو کرتے (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جس وقت پیغمبروں نے ایسے معجزے دکھائے اور ان کی امتوں کے لوگ ویسے لانے سے عاجز ہوئے تو اپنے بندوں پر اللہ کے لطف اور اس کی تقدیر وحکمت کا تقاضا یہ تھا کہ ان تمام معجزات کے باوجود بعض اوقات اپنے بعض پیغمبروںؑ کو کامیاب اور بعض کو شکست سے دوچار کرتا، اگر اللہ تعالیٰ ہر حال میں اپنے پیغمبروں کو کامیاب وکامران کرتا اور انہیں مشکلات میں گرفتار نہ کرتا اور نہ آزماتا تو بدون شک لوگ انہیں خدا کی جگہ پر اپنے خدا بنا لیتے، اور بلا، آزمائش اور امتحان پر ان کے صبر کی فضیلت معلوم نہ ہو سکتی۔

چونکہ خداوند عزیز وقلیل نے اس دنیا میں ان کے معمولات ویسے ہی قرار دیے جیسے عام انسانوں کے تھے تاکہ وہ مصیبت وآزمائش سے صبر سے کام لیں اور دشمنوں پر کامیاب ہونے کی صورت میں شکرگزار ہوں۔ ہر حال میں متواضع ہوں اور باغی و سرکش نہ ہوں، تاکہ لوگوں کو معلوم ہو سکے کہ ان (رسولوںؑ) کا کوئی خدا ہے جو ان کا

خالق اور مدبر ہے، پس لوگ اس کی عبادت کریں اور اس کے پیغمبروں کی اطاعت کریں اور ان میں سے جو کوئی بھی حد سے بڑھتا ہے ان کے بارے میں خدائی کا دعویٰ کرتا ہے یا کج روی کی بنا پر مخالفت کرتا ہے اور سرکشی کا مظاہرہ کرتا ہے اور ان چیزوں کو آشکار کرتا ہے جو اللہ کے نبیؐ اور پیغمبرؐ لے کر آتے ہیں تو اس پر اللہ کی دلیل اور حجت ثابت ہو" تاکہ جو کوئی ہلاک ہو وہ دلیل کے ساتھ اور جو زندہ رہے وہ بھی دلیل کے ساتھ زندہ رہے۔"

محمد بن ابراہیم طالقانی کہتے ہیں:

میں اگلے روز دوبارہ حسین بن روح (قدس سرہ) کے پاس گیا جبکہ میں نے اپنے آپ سے کہا، کیا تم یہ سوچتے ہو کہ جو کچھ انہوں نے کل کیا تھا وہ ان کی اپنی طرف سے تھا یا جو کچھ انہوں نے کہا تھا وہ امام قائم عجل اللہ فرجہ الشریف کی جانب سے تھا لیکن انہوں نے مجھ سے پہلے گفتگو کا آغاز کیا اور کہا: اے محمد بن ابراہیم!

اگر میں آسمان سے گروں اور پرندے مجھے اچک لیں یا بادِ تند کی وجہ سے میں اور کسی وادی میں گر جاؤں، یہ میرے لیے اس سے کہیں بہتر ہے کہ میں دینِ خدا کے متعلق اپنی رائے اور اپنی طرف سے کوئی بات کہوں جو کچھ میں نے بیان کیا تھا وہ ایک سرچشمے سے لیا تھا اور وہ میں نے امامِ زمانؑ (ان پر خدا کے درود و سلام ہوں) سے سنا تھا۔

عَنْ اَبِیْ بَصِیْرٍ قَالَ: قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ عَلَیْهِ السَّلَام: یَخْرُجُ الْقَائِمُ یَوْمَ السَّبْتِ یَوْمَ عَاشُوْرَا یَوْمَ الَّذِیْ قُتِلَ فِیْهِ الْحُسَیْنُ ۞

حضرت ابوبصیرؒ سے نقل ہے کہ حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

۞ کمال الدین و تمام النعمہ، ص 654

"امام قائم علیہ السلام ہفتے کے دن روز عاشورا کہ جس دن امام حسین علیہ السلا[م] شہید ہوئے، ظہور فرمائیں گے۔"

عَنْ اَبَانِ بْنِ تَغْلِبَ قَالَ: قَالَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ: کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَی الْقَائِمِ عَلٰی ظَهْرِ النَّجَفِ، فَاِذَا اسْتَوٰی عَلٰی ظَهْرِ النَّجَفِ رَکِبَ فَرَسًا اَدْهَمَ اَبْلَقَ بَیْنَ عَیْنَیْهِ شَمْرَاخٌ ثُمَّ یَنْتَفِضُ بِهٖ فَرَسُهٗ فَلَا یَبْقٰی اَهْلُ بَلْدَةٍ اِلَّا وَهُمْ یَظُنُّوْنَ اَنَّهٗ مَعَهُمْ فِیْ بِلَادِهِمْ، فَاِذَا نَشَرَ رَاْیَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِنْحَطَّ اِلَیْهِ ثَلَاثَةَ عَشَرَ اَلْفَ مَلَكٍ وَثَلَاثَةَ عَشَرَ مَلَکًا کُلُّهُمْ یَنْتَظِرُ الْقَائِمَ وَهُمُ الَّذِیْنَ کَانُوْا مَعَ نُوْحٍ فِی السَّفِیْنَةِ وَالَّذِیْنَ کَانُوْا مَعَ اِبْرَاهِیْمَ الْخَلِیْلِ حَیْثُ اُلْقِیَ فِی النَّارِ وَکَانُوْا مَعَ عِیْسٰی حَیْثُ رُفِعَ وَاَرْبَعَةَ آلَافٍ مُسَوِّمِیْنَ وَ مُرْدِفِیْنَ وَثَلَاثُمِائَةٍ وَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ مَلَکًا [اَلَّذِیْنَ کَانُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ] فِیْ یَوْمِ بَدْرٍ وَاَرْبَعَةُ آلَافِ مَلَكٍ الَّذِیْنَ هَبَطُوْا یُرِیْدُوْنَ الْقِتَالَ مَعَ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ فَلَمْ یُؤْذَنْ لَهُمْ فَصَعَدُوْا فِی الْاِسْتِیْذَانِ وَهَبَطُوْا وَقَدْ قُتِلَ الْحُسَیْنُ فَهُمْ شُعْثٌ غُبْرٌ یَبْکُوْنَ عِنْدَ قَبْرِ الْحُسَیْنِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ وَمَا بَیْنَ قَبْرِ الْحُسَیْنِ اِلَی السَّمَآءِ مُخْتَلَفُ الْمَلَائِکَةِ ۞

"ابان بن تغلب سے نقل ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

گویا کہ میں امام قائم عجل اللہ فرجہٗ کو نجف کی پشت سے دیکھ رہا ہوں۔ جس وقت

۞ کمال الدین و تمام النعمہ، ص: 671، 672

وہ نجف پر قبضہ کریں گے تو ایک ایسے گھوڑے پر سوار ہوں گے جس کا رنگ سفید اور گہرا خاکی ہوگا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان سفیدی ہے، پھر ان کا گھوڑا ان کے ہمراہ یوں حرکت میں آئے گا کہ ہر دیار کے لوگ یہ سمجھیں گے کہ وہ ان کے دیار میں ان کے ہمراہ ہیں۔

جس وقت وہ رسولِ خداؐ کا پرچم لہرائیں گے تو تیرہ ہزار تیرہ فرشتے جو تمام کے تمام امام قائم عجل اللہ فرجہ الشریف کے انتظار میں ہیں وہ آسمان سے ان کی طرف آئیں گے۔ یہ فرشتے وہی ہوں گے جو حضرت نوح علیہ السلام کے ہمراہ کشتی میں تھے۔ یہ وہی فرشتے ہوں گے کہ جب حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا جا رہا تھا تو ان کے ہمراہ تھے۔ اسی طرح جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف لے جایا گیا تو اس وقت بھی ان کے ہمراہ تھے۔

چار ہزار فرشتے علامت اور منظم گھوڑوں کے ساتھ اور تین سو تیرہ وہ فرشتے جو جنگ بدر میں رسولِ خداؐ کے ہمراہ تھے ان کی مدد کے لیے آسمان سے اُتریں گے اسی طرح چار ہزار وہ فرشتے اُتریں گے۔ جو امام حسینؑ کے ساتھ مل کر جنگ کرنا چاہتے تھے، لیکن انہیں اجازت نہ دی گئی تو آسمان کی طرف پرواز کر گئے، تاکہ خدا سے اجازت حاصل کریں۔ جب وہ واپس آئے تو امام حسینؑ شہید ہو چکے تھے اور اب وہ پریشان حال و خاک آلود ہو کر امام حسینؑ کی قبر کے پاس تا قیامِ قیامت گریہ کرتے رہیں گے۔ امام حسینؑ کی قبر اور آسمان کے درمیان فرشتوں کے مسلسل نازل ہونے اور پرواز کرنے کی جگہ ہے۔"

دنیا میں ستم گروں کا انجام

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الْحَلَبِيِّ قَالَ: قَالَ اَبُو عَبْدِاللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ

اِنَّ آلَ اَبِیْ سُفْیَانَ قَتَلُوا الْحُسَیْنَ بْنَ عَلِیٍّ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَنَزَعَ اللّٰهُ مُلْکَهُمْ وَقَتَلَ هِشَامٌ زَیْدَ بْنَ عَلِیٍّ فَنَزَعَ اللّٰهُ مُلْکَهُ وَقَتَلَ الْوَلِیْدُ یَحْیٰی بْنَ زَیْدٍ فَنَزَعَ اللّٰهُ مُلْکَهُ عَلٰی قَتْلِهِ ذُرِّیَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ (ثواب الاعمال، ص:261)

"محمد بن علی حلبی کہتے ہیں کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:
ابوسفیان کی اولاد نے امام حسین علیہ السلام کو قتل کیا تو خدا نے ان سے حکومت چھین لی۔ ہشام نے زید بن علیؑ کو قتل کیا تو اللہ نے اُس سے بھی حکومت چھین لی اور ولید نے یحییٰ بن زید کو قتل کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی ذریتِ رسولؐ کو قتل کرنے کی وجہ سے حکومت چھین لی۔"

اعمش، عمار بن عمیر تیمی سے نقل کرتے ہیں کہ جس وقت عبیداللہ بن زیاد (اس پر خدا کی لعنت ہو) اور اس کے دوستوں (ان پر خدا کا غضب ہو) کے سر لائے گئے تو میں آگے بڑھا اور سروں تک پہنچا۔ تو میں نے دیکھا کہ لوگ کہہ رہے تھے: آیا، آیا میں نے دیکھا تو ایک سانپ ان سروں کے اندر گھسا۔ وہ آگے بڑھا، عبیداللہ بن زیاد لعنۃ اللہ علیہ کی ناک کے ایک سوراخ میں داخل ہوا، پھر باہر نکلا دوسرے سوراخ میں گھس گیا۔ (ثواب الاعمال، ص:260)

یعقوب بن سلیمان سے نقل ہوا ہے کہ وہ کہتے ہیں:
میں ایک رات کچھ افراد کے ہمراہ بیٹھا ہوا تھا تو امام حسینؑ کے قتل کے بارے میں گفتگو ہوئی۔ وہاں پر بیٹھے ہوئے ایک شخص نے کہا: جو کوئی بھی انہیں (امامؑ) قتل کرنے میں شامل تھا اس کے خاندان، مال اور اس کی جان پر کوئی نہ کوئی بلا ضرور نازل ہوئی ہے۔ ان کے درمیان سے ایک بُڈھے نے کہا کہ خدا کی قسم! میں خود ان افراد میں

سے ہوں جو انہیں قتل کرنے کے وقت موجود تھے اور ان کے دشمنوں کی مدد بھی کی تھی، لیکن ابھی تک اس پر کوئی مصیبت نازل نہیں ہوئی ہے۔ (ثواب الاعمال، ص:259)

حاضرین اس کی گفتگو سے غصے سے بھر گئے۔ اسی وقت چراغ جس کے اندر مٹی کا تیل تھا، الٹ گیا۔ وہی بڈھا اُٹھا کہ اسے ٹھیک کرے، اس نے اپنی انگلیوں سے آگ کو اُٹھایا اور اسے پھونک مارنے لگا، لیکن اس کی ڈاڑھی کو آگ لگ گئی۔ وہ وہاں سے پانی کی تلاش میں باہر نکلا۔ اس نے اپنے آپ کو ایک نالے میں گرایا۔ آگ اس کے چہرے پر یوں شعلہ ور ہو چکی تھی کہ اگر وہ اپنا چہرہ پانی سے باہر نکالتا تو آگ بھڑک اُٹھتی، یہاں تک کہ وہ اسی طرح سے مر گیا۔ (اس پر خدا کی لعنت ہو)۔

قاسم بن اصبغ بن نباتہ سے منقول ہے کہ وہ کہتے ہیں:

قبیلہ بنی دارم کا ایک شخص جو حضرت امام حسینؑ کو قتل کرنے والوں میں شامل تھا، سیاہ شکل وصورت میں میرے سامنے آیا جبکہ اس سے قبل وہ ایک خوبصورت اور سفید چہرے کا مالک تھا۔

میں نے اس سے کہا: قریب تھا کہ تیرا رنگ دگرگوں ہونے کی وجہ سے تجھے نہ پہچانتا۔

اس نے کہا: میں نے اصحاب حسینؑ میں سے ایک ایسے خوبصورت شخص کو قتل کیا اور اس کا سر کوفہ میں لایا جس کی دونوں آنکھوں کے درمیان سجدے کے نشانات تھے۔

قاسم بن اصبغ کہتے ہیں:

میں نے خود اس شخص کو دیکھا تھا کہ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر خوش خوش لگ رہا تھا اور اس نے ایک سر گھوڑے کی گردن میں لٹکایا ہوا تھا جو لگاتار گھوڑے کی ٹانگوں پر لگ رہا تھا۔ میں نے اپنے والد سے کہا: اے کاش! سر کو تھوڑا اوپر کھینچ لیتا آپ دیکھ

رہے ہیں کہ گھوڑے کی اگلی ٹانگیں اس کے ساتھ کیا کر رہی ہیں؟

میرے والد نے مجھ سے کہا: میرے بیٹے! جو کچھ اس کے ساتھ پیش آئے گا وہ اس سے سخت تر ہوگا۔

اس شخص نے اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے مجھ سے کہا: جب سے میں نے اسے قتل کیا ہے اس دن سے مسلسل ہر روز میرے خواب میں آتا ہے۔ میرا کاندھا پکڑ کر کھینچتا ہے اور کہتا ہے: میرے ساتھ آؤ، پھر دوزخ کی جانب لے جاتا ہے اور اس میں پھینک دیتا ہے تو میں اس وقت فریاد بلند کرتا ہوں۔

راوی کہتے ہیں: میں نے اس کی ایک ہمسائی عورت سے بھی یہی سنا ہے۔ وہ کہتی ہے: اس کی آہ وفریاد راتوں میں ہمیں نہیں چھوڑتی کہ ہم تھوڑا سا سکون کر لیں۔

راوی کہتے ہیں:

ہم اس قبیلہ کے جوانوں کے درمیان میں کھڑے تھے کہ اس کی بیوی ہمارے پاس آئی، میں نے اس سے اس واقعہ کے بارے میں پوچھا: اس نے کہا: اس نے خود اپنی آبرو گنوائی ہے اور آپ کو سچ بتایا ہے۔" (ثواب الاعمال، ص:259)

خدا، امام حسینؑ کے قاتلوں کو کبھی معاف نہیں کرے گا

عَنْ اَبِی الْحَسَنِ عَلِیِّ بْنِ مُوْسَی الرِّضَا عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: اِنَّ مُوْسٰی بْنِ عِمْرَانَ سَأَلَ رَبَّهٗ عَزَّوَجَلَّ فَقَالَ: یَا رَبِّ اِنَّ اَخِیْ هَارُوْنَ مَاتَ فَاغْفِرْلَهٗ، فَاَوْحَی اللّٰهُ تَعَالٰی اِلَیْهِ: یَا مُوْسٰی لَوْ سَأَلْتَنِیْ فِی الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ لَاَجَبْتُكَ مَا خَلَا قَاتِلَ

الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ فَاِنِّيْ اَنْتَقِمُ لَهٗ مِنْ قَاتِلِهٖ ❁

''حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رسولِ خداؐ کا فرمان ہے:

حضرت موسیٰ بن عمرانؑ نے اپنے پروردگارِ عزیز وجلیل کی بارگاہ میں درخواست کرتے ہوئے کہا: ''اے میرے پروردگار! میرا بھائی ہارونؑ فوت ہوگیا ہے، اسے بخش دے، اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی نازل کی، کہ اگر آپؑ اوّلین وآخرین سب کے بارے میں درخواست کرتے ہیں تو میں قبول کر لیتا، لیکن حسینؑ بن علیؑ کے قاتل کو معاف نہیں کروں گا اور ان کے قاتل سے ان کا انتقام ضرور لوں گا۔''

آخرت میں ستم گاروں کے لیے شدید عذاب

عَنْ عَيْصِ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَ اَبِيْ عَبْدِاللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَاتِلُ الْحُسَيْنِ فَقَالَ بَعْضُ اَصْحَابِهٖ: كُنْتُ اَشْتَهِيْ اَنْ يَنْتَقِمَ اللّٰهُ مِنْهُ فِي الدُّنْيَا، قَالَ: كَاَنَّكَ تَسْتَقِلُّ لَهٗ عَذَابَ اللّٰهِ؟ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ اَشَدُّ عَذَابًا وَ اَشَدُّ نَكَالًا (ثواب الاعمال، ص:257)

عیص بن قاسم سے منقول ہے وہ کہتے ہیں:

''حضرت امام صادق علیہ السلام کے سامنے حضرت امام حسینؑ کے قاتل کا ذکر ہوا تو حضرت امام صادق علیہ السلام کے ایک اصحابی نے کہا: مجھے بہت پسند ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دن ہی میں اس سے انتقام لے۔

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

گویا کہ تم اس کے لیے عذابِ خدا کو معمولی سمجھ رہے ہو؟ اللہ کے نزدیک اس کی

❁ عیون اخبار الرضا، ج:2، ص:47

جو سزا ہے وہ اس کے لیے سخت ترین عذاب اور انتہائی ذلت ہے۔''

عَنْ جَابِرٍ، عَنْ اَبِيْ جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: اِنَّ فِي النَّارِ مَنْزِلَةً لَمْ يَكُنْ يَسْتَحِقُّهَا اَحَدٌ مِنَ النَّاسِ اِلَّا بِقَتْلِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ وَيَحْيٰى بْنِ زَكَرِيَّا (ثواب الاعمال، ص:257)

جابر جعفی سے نقل ہوا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے رسولِ خداؐ روایت کی ہے کہ دوزخ میں ایک ایسی جگہ ہے کہ لوگوں میں سے امام حسینؑ، حضرت یحییٰ بن زکریا کے قاتلوں کے علاوہ کوئی بھی اس کا حق دار نہیں ہوگا۔

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اَوْحَى اللّٰهُ اِلٰى نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ، اِنِّيْ قَتَلْتُ بِدَمِ يَحْيٰى بْنِ زَكَرِيَّا سَبْعِيْنَ اَلْفًا وَسَاَقْتُلُ بِالْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَبْعِيْنَ اَلْفًا وَسَبْعِيْنَ اَلْفًا (کتاب النبوۃ، ص:236)

''سعید بن جبیر، ابنِ عباسؓ سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر محمدؐ پر وحی بھیجی۔ میں نے یحییٰ بن زکریاؑ کے خون کے انتقام میں ستر (70) افراد کو مارا ہے، اور عنقریب حسینؑ بن علیؑ کے انتقام میں ایک لاکھ چالیس ہزار (140000) افراد کو ہلاک کروں گا۔''

عَنْ اَبِي الْحَسَنِ عَلِيِّ بْنِ مُوْسَى الرِّضَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: اِنَّ قَاتِلَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ فِيْ تَابُوْتٍ مِنْ نَارٍ عَلَيْهِ نِصْفُ عَذَابِ اَهْلِ الدُّنْيَا وَقَدْ شُدَّتْ يَدَاهُ وَرِجْلَاهُ بِسَلَاسِلَ مِنْ نَارٍ فَيُرْكَسُ فِي النَّارِ حَتّٰى يَقَعَ فِيْ قَعْرِ جَهَنَّمَ وَلَهٗ رِيْحٌ يَتَعَوَّذُ اَهْلُ

النَّارِ اِلٰی رَبِّهِمْ مِنْ شِدَّةِ نَتْنِهٖ وَهُوَ فِيْهَا خَالِدٌ ذَائِقُ الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ مَعَ جَمِيْعِ مَنْ شَايَعَ عَلٰی قَتْلِهٖ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْهِمُ الْجُلُوْدَ حَتّٰی يَذُوْقُوا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ، لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ سَاعَةً وَيُسْقَوْنَ مِنْ حَمِيْمِ جَهَنَّمَ، فَالْوَيْلُ لَهُمْ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی فِي النَّارِ (عیون اخبار الرضا،ص:47،ج:2)

"حضرت امام رضا علیہ السلام کہتے ہیں کہ رسولِ خدا نے فرمایا:

حسینؑ کا قاتل آگ کے ایسے تابوت میں ہوگا کہ جس میں تمام دنیا کا آدھا عذاب ہے۔ اس کے ہاتھ اور پاؤں آتشیں زنجیروں سے باندھے جائیں گے۔ اسے سر کے بل آتش جہنم میں ڈالا جائے گا تاکہ قعرِ جہنم میں گرے۔ اس سے اتنی گندی بدبو آئے گی کہ جہنمی اس کی بدبو سے خدا کی پناہ مانگیں گے۔ وہ ان لوگوں کے ہمراہ ہوگا جنہوں نے امام حسینؑ کو قتل کرنے میں اس کا ساتھ دیا ہوگا اور وہ ہمیشہ کے لیے وہاں پر ہوگا، تا ابد دردناک عذاب کا مزا چکھے گا۔ جب بھی اس کی کھال جل جائے گی تو خداوندِ عزیز وجلیل اس کی جگہ دوسری کھال رکھ دے گا تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ عذاب کا مزا چکھے۔ ان کے عذاب میں ہرگز ایک لحہ کے لیے بھی کمی نہیں ہوگی، انہیں جہنم کا ابلتا ہوا پانی پلایا جائے گا۔ پس ہلاکت و بربادی ہے ان کے لیے اللہ تعالیٰ کے عذاب کی وجہ سے جسے وہ دوزخ میں دیکھیں گے۔"

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بَكْرٍ الْاَرَّجَانِيِّ قَالَ: صَحِبْتُ اَبَا عَبْدِاللّٰهِ فِيْ طَرِيْقِ مَكَّةَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ فَنَزَلَ مَنْزِلًا يُقَالُ لَهٗ عُسْفَانُ، ثُمَّ مَرَرْنَا بِجَبَلٍ اَسْوَدَ عَلٰی يَسَارِ الطَّرِيْقِ وَحْشٍ، فَقُلْتُ: يَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

مَا اَوْحَشَ هٰذَا الْجَبَلَ؟ مَا رَاَيْتُ فِي الطَّرِيْقِ جَبَلًا مِثْلَهٗ فَقَالَ: يَابْنَ بَكْرٍ اَتَدْرِيْ اَيُّ جَبَلٍ هٰذَا؟ هٰذَا جَبَلٌ يُقَالُ لَهُ: الْكَمَدُ وَهُوَ عَلٰی وَادٍ مِنْ اَوْدِيَةِ جَهَنَّمَ فِيْهِ قَتَلَةُ اَبِي الْحُسَيْنِ اِسْتَوْدَعَهُمُ اللّٰهُ، يَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهٖ مِيَاهُ جَهَنَّمَ مِنَ الْغِسْلِيْنِ وَالصَّدِيْدِ وَ الْحَمِيْمِ الْآنِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْ جَهَنَّمَ وَمَا يَخْرُجُ مِنْ طِيْنَةِ خَبَالٍ وَمَا يَخْرُجُ مِنْ لَظٰی وَمَا يَخْرُجُ مِنَ الْحُطَمَةِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْ سَقَرٍ وَمَا يَخْرُجُ مِنَ الْجَحِيْمِ وَمَا يَخْرُجُ مِنَ الْهَاوِيَةِ وَمَا يَخْرُجُ مِنَ السَّعِيْرِ وَمَا مَرَرْتُ بِهٰذَا الْجَبَلِ فِيْ مَسِيْرِيْ فَوَقَفْتُ اِلَّا رَاَيْتُهُمَا يَسْتَغِيْثَانِ وَيَتَضَرَّعَانِ وَاِنِّيْ لَاَنْظُرُ اِلٰی قَتَلَةِ اَبِيْ فَاَقُوْلُ لَهُمَا: اِنَّ هٰؤُلَاءِ اِنَّمَا فَعَلُوْا لَمَّا اَسَّسْتُمَا، لَمْ تَرْحَمُوْنَا اِذَا وَلِيْتُمْ وَقَتَلْتُمُوْنَا وَحَرَمْتُمُوْنَا وَوَثَبْتُمْ عَلٰی حَقِّنَا وَاسْتَبْدَدْتُمْ بِالْاَمْرِ دُوْنَنَا، فَلَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ يَرْحَمُكُمَا ذُوْقَا وَبَالَ مَا صَنَعْتُمَا وَمَا اللّٰهُ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ (ثواب الاعمال،ص:258-259)

"عبداللہ بن بکر ارجانی کہتے ہیں:

میں مدینہ سے مکہ جانے کے لیے حضرت امام صادقؑ کے ہمراہ تھا۔ وہ ایک منزل پر قیام پذیر ہوئے جسے "عسفان" کہا جاتا ہے۔ پھر ہم ایک سیاہ اور خوفناک پہاڑ کے قریب سے گزرے جو راستے کے بائیں جانب تھا۔ میں نے کہا: اے فرزندِ رسولِ خدا! یہ پہاڑ کس قدر خوفناک ہے؟ میں نے پورے راستے میں ایسا کوئی پہاڑ نہیں دیکھا ہے۔

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے بکر کے بیٹے! کیا تمہیں کچھ معلوم ہے کہ یہ کون سا پہاڑ ہے؟ یہ ایسا پہاڑ ہے جسے ''کمد'' کہتے ہیں اور یہ دوزخ کے درّوں میں سے ایک درّے میں واقع ہے کہ میرے پدر بزرگوار امام حسین علیہ السلام کے قاتل اس میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں وہاں پر چھوڑا ہوا ہے۔ اس کے نیچے سے جہنم کا ناپاک خون آلود اور اُبلتا ہوا پانی جاری ہے۔ وہ پانی جاری ہے جو جہنم کی آگ سے نکلتا ہے۔ ان کے نیچے سے ایسی کیچڑ جاری ہے جو دوزخیوں کے بدن کے پانی سے تیار ہوئی ہے۔ وہ پانی جاری ہے جو جہنم کے شعلوں سے نکلتا ہے۔ وہ پانی جاری ہے جو جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ سے نکلتا ہے۔ وہ پانی جاری ہے جو سقر سے نکلتا ہے۔ وہ پانی جاری ہے جو دوزخ سے نکلتا ہے۔ وہ پانی جاری ہے جو ہاویہ (جہنم) سے نکلتا ہے۔ وہ پانی جاری ہے جو ہاویہ (دہکتی ہوئی آگ) سے نکلتا ہے اور وہ پانی جاری ہے جو سعیر (آگ کے لپیٹنے) سے نکلتا ہے۔

حضرت امام صادق علیہ السلام اس فرمان کو جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

''میں جب بھی اپنے سفر کے دوران اس پہاڑ کے قریب سے گذرتا ہوں تو (یہاں پر) رکتا ہوں اور ان دو مردوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ گریہ زاری کرتے ہیں اور کسی مددگار کی تلاش میں ہوتے ہیں۔ میں اپنے پدر بزرگوار امام حسینؑ کے قاتلوں کو دیکھتا تو ان دونوں سے کہتا ہوں: یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے جو کچھ تم نے انجام دیا ہے۔ جس وقت تمہیں حکومت ملی تھی تو تم نے ہمارے اوپر رحم نہیں کیا، ہمیں قتل کیا، ہمیں محروم کیا اور تم نے ہمارے حق پر حملہ کیا۔ ہماری دخالت کے بغیر تم نے حکومت میں ظلم و زیادتی کی ہے، پس اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہ کرے جو تم دونوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے۔ تم دونوں اس کا

عذاب چکھو جو کچھ تم نے انجام دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہرگز اپنے بندوں پر عذاب نہیں کرتا۔

روزِ قیامت حضرت زہراؑ خون سے رنگین قمیض کے ہمراہ

عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ آبَائِهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ: تُحْشَرُ ابْنَتِي فَاطِمَةُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَعَهَا ثِيَابٌ مَصْبُوغَةٌ بِالدَّمِ، فَتَعَلَّقُ بِقَائِمَةٍ مِنْ قِوَامِ الْعَرْشِ فَتَقُولُ: يَا عَدْلُ أُحْكُمْ بَيْنِي وَ بَيْنَ قَاتِلِ وَلَدِي، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: فَيَحْكُمُ اللّٰهُ تَعَالَى لِابْنَتِي وَ رَبِّ الْكَعْبَةِ وَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَغْضِبُ بِغَضَبِ فَاطِمَةَ وَيَرْضَى لِرِضَاهَا۞

''حضرت امام رضاؑ اپنے آباء واجداد سے نقل کرتے ہیں کہ رسولؐ خدا نے فرمایا:

''جب میری بیٹی فاطمہؑ میدانِ محشر میں قدم رکھے گی تو خون سے رنگین قمیض ان کے ہمراہ ہوگی، وہ عرشِ الٰہی کے ستونوں میں سے ایک ستون کو پکڑ کر کہیں گی: اے عدل کرنے والے! میرے اور میرے بیٹے کے قاتل کے درمیان خود فیصلہ کر۔''

عَنْ اَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ اَبِي عَبْدِاللّٰهِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ جَمَعَ اللّٰهُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ فِي صَعِيْدٍ وَاحِدٍ ثُمَّ اَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادَى: غُضُّوا اَبْصَارَكُمْ وَنَكِّسُوا رُؤُوسَكُمْ حَتَّى تَجُوْزَ فَاطِمَةُ ابْنَةُ مُحَمَّدٍ الصِّرَاطَ قَالَ فَتَغُضُّ الْخَلَائِقُ اَبْصَارَهُمْ فَتَأْتِي فَاطِمَةُ عَلَى نَجِيبٍ مِنْ نُجُبِ الْجَنَّةِ يُشَيِّعُهَا

۞ عیون اخبار الرضا، ج:2، ص:26

سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ، فَتَقِفُ مَوْقِفًا شَرِيْفًا مِنْ مَوَاقِفِ الْقِيَامَةِ، ثُمَّ تَنْزِلُ عَنْ نَجِيْبِهَا فَتَأْخُذُ قَمِيْصَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ بِيَدِهَا مُضَمَّخًا بِدَمِهِ وَ تَقُوْلُ: يَا رَبِّ هٰذَا قَمِيْصُ وَلَدِيْ وَ قَدْ عَلِمْتَ مَا صُنِعَ بِهٖ

فَيَأْتِيْهَا النِّدَاءُ مِنْ قِبَلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: يَا فَاطِمَةُ لَكِ عِنْدِيْ الرِّضَا، فَتَقُوْلُ: يَا رَبِّ انْتَصِرْلِيْ مِنْ قَاتِلِهٖ، فَيَأْمُرُ اللّٰهُ تَعَالٰى عُنُقًا مِنَ النَّارِ فَتَخْرُجُ مِنْ جَهَنَّمَ فَتَلْتَقِطُ قَتَلَةَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ كَمَا يَلْتَقِطُ الطَّيْرُ الْحَبَّ، ثُمَّ يَعُوْدُ الْعُنُقُ بِهِمْ اِلَى النَّارِ فَيُعَذَّبُوْنَ فِيْهَا بِاَنْوَاعِ الْعَذَابِ، ثُمَّ تَرْكَبُ فَاطِمَةُ نَجِيْبَهَا حَتّٰى تَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَمَعَهَا الْمَلَائِكَةُ الْمُشَيِّعُوْنَ لَهَا، وَذُرِّيَّتُهَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَ اَوْلِيَاؤُهُمْ مِنَ النَّاسِ عَنْ يَمِيْنِهَا وَ شِمَالِهَا (الامالی شیخ مفید، ص:130)

''ابان بن عثمان سے منقول ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ''جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو ایک بلند مقام پر اکٹھا کرے گا۔ اس کے بعد منادی کو حکم دے گا کہ وہ اعلان کرے، اپنی آنکھیں بند کرلو اور اپنے سر جھکالو، تا کہ فاطمہؑ بنت محمدؐ صراط سے گذر جائیں۔ لوگ اپنی آنکھیں بند کرلیں گے تو جناب فاطمہؑ بہشتی اونٹوں میں سے ایک نجیب اونٹ پر سوار ہو کر آئیں گی، جبکہ ستر ہزار فرشتے ان کے پیچھے چل رہے ہوں گے۔ وہ قیامت کے مقامات میں سے ایک بلند جگہ پر کھڑی ہوں گی، پھر اپنے اونٹ سے اُتریں گی اور اپنے بیٹے حسینؑ کی خون بھری قمیض ہاتھ میں پکڑے ہوئے فرمائیں گی: اے پالنے والے! یہ میرے بیٹے حسینؑ کا قمیض ہے

اور تو جانتا ہے کہ انہوں نے اُن کے ساتھ کیا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں آواز آئے گی، اے فاطمہؑ! میں تیری خوشی چاہتا ہوں، وہ عرض کریں گی: اے میرے خدا!

میرے بیٹے کے قاتل سے میرا انتقام لے اللہ تعالیٰ آتش کے کچھ حصے کو حکم دے گا کہ وہ دوزخ سے نکلے اور حسین بن علیؑ کے قاتلوں کو لوگوں کے درمیان سے ایسے اُٹھا لے جیسے پرندے دانے چگتے ہیں، پھر آتش کا ٹکڑا ان لوگوں کو اپنے ہمراہ دوزخ میں لے جائے گا، تا کہ وہاں پر مختلف قسم کے عذاب کا مزا چکھے۔

اس کے بعد جناب سیدہؑ اپنے اونٹ پر سوار ہوں گی اور اپنے ساتھ آنے والے فرشتوں کے ہمراہ بہشت میں آ جائیں گی۔ ان کی ذرّیت ان کے سامنے محبّ ان کے دائیں اور بائیں طرف داخل ہوں گے۔''

عَنْ اَبِيْ جُبَيْرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: يُمَثَّلُ لِفَاطِمَةَ رَأْسُ الْحُسَيْنِ مُتَشَحِّطًا بِدَمِهٖ فَتَصِيْحُ وَا وَلَدَاهُ وَا ثَمَرَةَ فُؤَادَاهُ، فَتَصْعَقُ الْمَلَائِكَةُ لِصَيْحَةِ فَاطِمَةَ وَيُنَادِيْ اَهْلَ الْقِيَامَةِ: قَتَلَ اللّٰهُ قَاتِلَ وَلَدِكِ يَا فَاطِمَةُ

قَالَ: فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ذٰلِكَ اَفْعَلُ بِهٖ وَبِشِيْعَتِهٖ وَاَحِبَّائِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ وَاِنَّ فَاطِمَةَ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ عَلٰى نَاقَةٍ مِنْ نُوْقِ الْجَنَّةِ مُدَبَّجَةِ الْجَنْبَيْنِ، وَاضِحَةِ الْخَدَّيْنِ، شَهْلَاءِ الْعَيْنَيْنِ، رَأْسُهَا مِنَ الذَّهَبِ الْمُصَفّٰى، وَاَعْنَاقُهَا مِنَ الْمِسْكِ وَ الْعَنْبَرِ، خِطَامُهَا مِنَ الزَّبَرْجَدِ الْاَخْضَرِ، رِحَالُهَا دُرٌّ مُفَضَّضٌ بِالْجَوْهَرِ، عَلَى النَّاقَةِ هَوْدَجٌ،

غَشَاوَتُهَا مِنْ نُوْرِ اللّٰهِ وَحَشْوُهَا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ، خِطَامُهَا فَرْسَخٌ مِنْ فَرَاسِخِ الدُّنْيَا يَحُفُّ بِهَوْدَجِهَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ بِالتَّسْبِيْحِ وَالتَّمْجِيْدِ وَالتَّهْلِيْلِ وَالتَّكْبِيْرِ وَالثَّنَاءِ عَلٰى رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، ثُمَّ يُنَادِيْ مُنَادٍ مِنْ بَطْنَانِ الْعَرْشِ: يَا اَهْلَ الْقِيَامَةِ غُضُّوْا اَبْصَارَكُمْ فَهٰذِهِ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ تَمُرُّ عَلَى الصِّرَاطِ، فَتَمُرُّ فَاطِمَةُ وَشِيْعَتُهَا عَلَى الصِّرَاطِ كَالْبَرْقِ الْخَاطِفِ، قَالَ النَّبِيُّ: وَتُلْقٰى اَعْدَاؤُهَا وَاَعْدَاءُ ذُرِّيَّتِهَا فِيْ جَهَنَّمَ ۞

''ابوجبیر، حضرت امام علیؑ بن ابی طالبؑ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: رسولِ خداؐ کا فرمان ہے کہ روزِ قیامت امام حسینؑ کا سر فاطمہؑ کے لیے خون میں ڈوبا ظاہر ہوگا تو وہ بلند آواز سے فریاد کریں گی: ہائے میرا بیٹا! ہائے میرا میوۂ دل! فاطمہ کی اس فریاد سے فرشتے بے ہوش ہو جائیں گے، تمام اہلِ قیامت فریاد کریں گے، اے فاطمہؑ! اللہ تعالیٰ آپ کے بیٹے کو قتل کرنے والے کو قتل کرے۔ خداوند عزیز و جلیل فرمائے گا: میں ان کے قاتل کے پیروکاروں، دوستوں اور اس کی اتباع کرنے والوں کے ساتھ وہی کروں گا جس کا آپ نے مطالبہ کیا ہے۔

حضرت فاطمہؑ اس دن (روزِ قیامت) میں بہشتی اونٹنیوں میں سے ایک اونٹنی پر سوار ہوں گی کہ اس کی پیشانی مزین، چمکتے ہوئے رخسار، نرگسی آنکھیں اس کا سر خالص سونے کا، اس کی گردن مسک و عنبر کی، اس کی لگام سبز زبرجد کی اور اس کا پالان گوہر کے ساتھ نقرہ کاری شدہ دُر کا ہے۔ اس ناقہ کا کجاوہ ایسا ہے کہ اس کا روپوش نورِ

۞ ثواب الاعمال، ص:260-261

خدا اور زیر انداز رحمتِ خدا اور اس کی رسّی دنیا کے فرسخوں میں سے ایک فرسخ جتنی لمبی ہے۔ اس کجاوے کو ستر ہزار فرشتے پروردگارِ عالمین کی تسبیح، و تمجید، تہلیل تکبیر اور حمد و ثناء کے ساتھ درمیان سے پکڑیں گے۔ پھر منادی عرش کے درمیان سے ندا دے گا، اے اہلِ محشر! اپنی آنکھیں بند کر لو کہ اب فاطمہؑ بنت محمدؐ صراط سے گذرنے والی ہے۔ زہراءؑ اپنے پیروکاروں کے ہمراہ بجلی کی مانند صراط سے گذریں گی۔

رسولِ خداؐ نے اپنی گفتگو کے آخر میں فرمایا: ''ان (حضرت زہراءؑ) کے دشمنوں اور ان کی اولاد کے دشمنوں کو جہنم میں ڈالا جائے گا۔''

عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: اِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ نُصِبَ لِفَاطِمَةَ قُبَّةٌ مِنْ نُوْرٍ وَاَقْبَلَ الْحُسَيْنُ رَأْسُهُ عَلٰى يَدِهِ فَاِذَا رَأَتْهُ شَهِقَتْ شَهْقَةً لَا يَبْقٰى فِى الْجَمْعِ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ وَلَا عَبْدٌ مُؤْمِنٌ اِلَّا بَكٰى لَهَا فَيُمَثِّلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ رَجُلًا لَهَا فِيْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ وَهُوَ يُخَاصِمُ قَتَلَتَهُ بِلَا رَأْسٍ، فَيَجْمَعُ اللّٰهُ قَتَلَتَهُ وَالْمُجَهِّزِيْنَ عَلَيْهِ وَمَنْ شَرِكَ فِيْ قَتْلِهِ فَيَقْتُلُهُمْ حَتّٰى أَتٰى عَلٰى آخِرِهِمْ، ثُمَّ يُنْشَرُوْنَ فَيَقْتُلُهُمْ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ، ثُمَّ يُنْشَرُوْنَ فَيَقْتُلُهُمُ الْحَسَنُ ثُمَّ يُنْشَرُوْنَ فَيَقْتُلُهُمُ الْحُسَيْنُ ثُمَّ يُنْشَرُوْنَ فَلَا يَبْقٰى مِنْ ذُرِّيَّتِنَا اَحَدًا اِلَّا قَتَلَهُمْ قَتْلَةً فَعِنْدَ ذٰلِكَ يُكْشَفُ الْغَيْظُ وَيُنْسَى الْحُزْنُ، ثُمَّ قَالَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ: رَاحِمَ اللّٰهُ شِيْعَتَنَا، شِيْعَتُنَا وَاللّٰهِ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ فَقَدْ وَاللّٰهِ شَرِكُوْنَا فِى الْمُصِيْبَةِ بِطُوْلِ الْحُزْنِ وَالْحَسْرَةِ (ثواب الاعمال، ص:257)

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رسولِ خداؐ نے فرمایا:

''جب روزِ قیامت ہوگا تو فاطمہؑ کے لیے نور کا ایک گنبد نصب ہوگا۔ امام حسینؑ اپنا سر اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے سامنے آئیں گے۔ جب حضرت فاطمہ علیہا السلام انہیں اس حالت میں دیکھیں گی تو یوں فریاد کریں گی کہ تمام مقرب فرشتے، انبیاء مرسل، اور تمام مومنین ان کی حالت پر گریہ کریں گے۔

اللہ تعالیٰ امام حسینؑ کو ایک خوبصورت ترین مرد کی شکل میں ظاہر کرے گا تا کہ وہ سر کے بغیر بدن کے ساتھ مل کر ان کے قاتلین کے ساتھ جنگ کریں۔ اللہ تعالیٰ امام حسینؑ کے قاتلوں اور جن لوگوں نے انہیں قتل پر تیار کیا اور جو لوگ ان کو قتل کرنے میں شریک تھے سب کو اکٹھا کرے گا حتیٰ کہ ان کے آخری فرد کو قتل کرے گا۔ وہ دوبارہ زندہ ہوں گے، تا کہ امیر المومنینؑ انہیں قتل کریں، پھر زندہ ہوں گے تا کہ امام حسنؑ انہیں قتل کریں، وہ پھر زندہ ہوں گے تا کہ امام حسینؑ انہیں قتل کریں، پھر وہ اس قدر زندہ اور قتل ہوں گے کہ ہماری اولاد میں سے ہر کوئی انہیں ایک بار قتل کرے۔ یہ وہ وقت ہوگا جب غیظ وغضب برطرف اور غم واندوہ فراموش ہوگا۔

حضرت امام صادق علیہ السلام نے اپنی گفتگو کے آخر میں فرمایا:

''اللہ تعالیٰ ہمارے شیعوں پر رحم کرے، خدا کی قسم، ہمارے شیعہ ہی اہلِ ایمان ہیں۔ خدا کی قسم! وہ اس مصیبت میں ایک طویل غم وحسرت میں ہمارے شریک وغم خوار ہوئے ہیں۔''

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِذَا کَانَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فِیْ لُمَّةٍ مِنْ نِسَائِهَا فَیُقَالُ لَهَا: اُدْخُلِی الْجَنَّةَ فَتَقُوْلُ: لَا اَدْخُلُ حَتّٰی اَعْلَمَ مَا

صُنِعَ بِوَلَدِیْ مِنْ بَعْدِیْ فَیُقَالُ لَهَا: اُنْظُرِیْ فِیْ قَلْبِ الْقِیَامَةِ فَتَنْظُرُ اِلَی الْحُسَیْنِ قَائِمًا وَلَیْسَ عَلَیْهِ رَأْسٌ فَتَصْرَخُ صَرْخَةً وَ اَصْرَخُ لِصُرَاخِهَا وَتَصْرَخُ الْمَلَائِكَةُ لِصُرَاخِنَا فَیَغْضِبُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَنَا عِنْدَ ذٰلِكَ فَیَأْمُرُ نَارًا یُقَالُ لَهَا: هَبْهَبُ، قَدْ اُوْقِدَ عَلَیْهَا اَلْفَ عَامٍ حَتّٰی اسْوَدَّتْ لَا یَدْخُلُهَا رُوْحٌ اَبَدًا وَلَا یَخْرُجُ مِنْهَا غَمٌّ اَبَدًا فَیُقَالُ: اِلْتَقِطِیْ قَتَلَةَ الْحُسَیْنِ وَحَمَلَةَ الْقُرْآنِ فَتَلْتَقِطُهُمْ، فَاِذَا صَارُوْا فِیْ حَوْصَلَتِهَا صَهَلَتْ وَصَهَلُوْا بِهَا وَشَهَقَتْ وَشَهِقُوْا بِهَا وَزَفَرَتْ وَزَفَرُوْا بِهَا فَیَنْطِقُوْنَ بِاَلْسِنَةٍ ذَلْقَةٍ طَلْقَةٍ: یَا رَبَّنَا فِیْمَا اَوْجَبْتَ لَنَا النَّارَ قَبْلَ عَبَدَةِ الْاَوْثَانِ؟ فَیَأْتِیْهِمُ الْجَوَابُ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰی: اِنَّ مَنْ عَلِمَ لَیْسَ كَمَنْ لَا یَعْلَمُ ۞

رسولِ خداؐ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا:

''جب قیامت کا دن ہوگا تو فاطمہؑ اپنے ہمراہ خواتین کے گروہ کے درمیان آئیں گی، ان سے کہا جائے گا: بہشت میں داخل ہو جائیں۔

کہیں گی:

میں جب تک یہ نہ جان لوں کہ میرے بعد میرے بیٹے کے ساتھ ان لوگوں نے کیا سلوک کیا ہے میں بہشت میں نہیں جاؤں گی۔ ان سے کہا جائے گا، میدانِ محشر کے درمیان میں دیکھیں۔ وہ نگاہ کریں گی تو دیکھیں گی کہ امام حسینؑ کا تن بغیر سر کے کھڑا ہے۔ وہ اچانک فریاد کریں گی۔ میں بھی ان کی فریاد کے ساتھ فریاد کروں گا، اس وقت

۞ ثواب الاعمال، ص:258

اللہ تعالیٰ ہماری وجہ سے غضب ناک ہو گا اور جہنم کی آتشوں میں سے آتش ''ھھب''۔ جسے ہزار سال تک جلایا گیا یہاں تک کہ وہ سیاہ ہوگئی، اس میں کسی قسم کی کوئی آسائش و آرام نہیں ہوگا اور اس میں کسی قسم کے غم واندوہ میں کمی نہیں ہوگی۔ حکم دے گا کہ امام حسینؑ اور ان کے حافظین قرآن اصحاب کو قتل کرنے والوں کو لوگوں کے درمیان میں سے چن لے اور اُٹھالے۔ آگ انہیں لوگوں کے درمیان سے چن لے گی اور ہڑپ کر جائے گی۔ جب وہ آگ کے منہ میں جائیں گے تو آگ ایسی آواز بلند کرے گی کہ انہیں گدھے کی مانند آواز نکالنے پر اُبھارے گی۔ تو وہ گدھے کے مانند آواز نکالیں گے، گدھے کی طرح ہنہنانے پر اُبھارے گی تو وہ گدھے کے مانند ہنہنائیں گے۔ وہ با زبان گویا اور با آواز بلند کہیں گے: خدایا! تو نے ہمارے اوپر بت پرستوں سے پہلے کیوں آگ کو لازم کر دیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب آئے گا کیونکہ جو جانتے ہیں وہ ان کی مانند نہیں ہیں جو نہیں جانتے ہیں (یعنی مراد یہ ہے کہ اکثر بُت پرست جہالت و گمراہی کی بنا پر بُت پرستی کے جال میں پھنستے ہیں، لیکن تم لوگوں نے جانتے ہوئے صدیق اکبرؑ کے فرزند کو مظلومانہ قتل کیا ہے)۔

ہم نے اس حدیث میں عبارت ''اِلْتَقِطِي قَتَلَةَ الْحُسَيْنِ وَحَمَلَةَ الْقُرْآنِ'' کا معنی یوں کہا گیا ہے کہ'' قاتلین حسینؑ اور ان کے دوستوں کے قاتلین جو کہ قرآن کے حافظ تھے کو لوگوں کے درمیان سے اُٹھالے'' گویا کہ متن کی عبارت یوں ہے: ''اِلْتَقِطِي قَتَلَةَ الْحُسَيْنِ وَ[اَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ هُمْ] حَمَلَةُ الْقُرْآنِ'' لیکن اگر حملة القرآن کو قَتَلَةَ الْحُسَيْنِ پر عطف کریں تو عبارت کا ایک اور معنی ہو جاتا ہے۔ آتش جہنم کو حکم ہوگا کہ وہ امام حسینؑ کے قاتلوں جو کہ حافظ اور قرآن کے جھوٹے

دعوے دار ہیں انہیں لوگوں کے درمیان سے اُٹھالے اور ہڑپ کر لے۔ اس عطف کو عطفِ تفسیری بھی لیا جا سکتا ہے تو اس وقت عبارت کا معنی یہ ہوگا کہ امام حسینؑ کے قاتل وہی لوگ تھے کہ ظاہری طور پر جن کا شمار حافظین قرآن میں سے ہوتا تھا۔ وہ اپنے دعویٰ کی بنا پر قرآن اور اسلام کے دفاع کے لیے امام حسینؑ کو واجب القتل اور ان کے خون کو رائیگاں سمجھتے تھے کیونکہ ان کا دعویٰ یہ تھا کہ امام حسینؑ نے مسلمانوں کو کمزور کیا اور ان کے اندر گروہ بندی کا موجب بنے ہیں۔

مقتل کی مفصل اور تاریخ کی معتبر کتابوں میں مکروفریب میں گرفتار لوگوں کی منافقانہ پالیسیوں پر ''بہت سے دلائل اور شواہد دیکھنے میں آتے ہیں۔ پس ان اسناد و دلائل کی بنیاد پر حضرت امام حسینؑ کے قاتلوں نے انہیں ''قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ'' قتل کیا ہے۔ مقتل کی اسی کتاب کے اندر امام سجادؑ اور دوسرے آئمہ علیہم السلام سے کئی ایک روایات گزری ہیں کہ جن میں ذکر ہوا کہ کربلا میں تیس ہزار (30000) لوگ اکٹھے ہوئے اور امام حسینؑ کو اس عقیدے سے قتل کیا کہ اپنے خیال میں وہ انہیں قتل کر کے خدا کے نزدیک ہوں گے۔

روایت کے الفاظ یوں ہیں: یَتَقَرَّبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ یا یَتَقَرَّبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ بِدَمِهٖ ۞

تابعین میں سے ایک معروف و مشہور تابعی خالد بن معدان طائی سے نقل ہوا ہے کہ جب اس نے امام حسینؑ کا سر نیزے پر دیکھا کہ مسلمان اسے تکبیر و تہلیل کے ساتھ لا رہے ہیں تو وہ لوگوں کے درمیان سے فرار کر گیا۔ ایک ماہ بعد جب وہ ملا تو اس سے فرار کرنے کا سبب پوچھا تو اس نے امام حسینؑ کو خطاب کرتے ہوئے یوں کہا:

۞ امالی، شیخ صدوق، ص:547

جَاؤُوا بِرَأْسِكَ يَا بْنَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ

مُتَرَمِّلًا بِدِمَائِهٖ تَرْمِيلًا

وَيُكَبِّرُوْنَ بِاَنْ قُتِلْتَ وَاِنَّمَا

قَتَلُوْا بِكَ التَّكْبِيْرَ وَالتَّهْلِيْلَا

''اے بنتِ محمدؐ کے فرزند وہ آپ کا خون میں ڈوبا ہوا سر لائے۔

انہوں نے آپ کو قتل کیا۔''٭

روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ موردِ بحث کے آخری جملات بھی اسی کی تائید کرتے ہیں کہ جن میں ہے کہ حضرت امام حسینؑ کو قتل کرنے والے لوگ خدا پر اعتراض کرتے ہیں کہ میں بت پرستوں سے پہلے کیوں آتشِ جہنم میں گرفتار کیا ہے؟ تو خداوند متعال کی طرف سے جواب آتا ہے کیونکہ وہ لوگ جو جانتے ہیں کہ وہ جاہلوں کے مانند نہیں ہیں۔

٭ مسند الامام الشہید، ج:3، ص:451-453، معجم الشعراء الحسین، ج:1، ص:593

آٹھویں فصل کے ملحقات

اس میں شک نہیں ہے کہ آلِ ابوسفیان ہمیشہ سے آلِ محمدؐ کی دشمن رہی اور مسلمانوں کی تاریخ میں ان دونوں خاندانوں کے درمیان ہمیشہ حق و باطل کی جنگ رہی۔ یہ بات تاریخ اسلام میں نصف النہار کے مانند واضح ہے اور تمام اس بات کے قائل بھی ہیں۔ اس بارے میں ابن ابار قضائی (595،659) کا کلام بڑا واضح ہے، وہ لکھتے ہیں:

اَلَّبَ عَلَى الرَّسُوْلِ اَبُوْ سُفْيَانَ وَلَاكَتْ كَبْدَ حَمْزَةَ، هِنْدٌ وَنَازَعَ حَقَّ عَلِيٍّ مُعَاوِيَةُ وَاحْتَزَّ هَامَةَ الْحُسَيْنِ، يَزِيْدُ...... كَانَ الْحُسَيْنُ يَقْطَعُ اللَّيْلَ تَسْبِيْحًا وَقُرْآنًا وَيَزِيْدُ يَتْلَفُ الْعُمْرَ تَبْرِيْحًا وَعُدْوَانًا، عَمْرُكَ اللهِ كَيْفَ يَلْتَقِيَانِ٭

''ابوسفیان نے رسولِ خداؐ کی دشمنی میں لوگوں کو اکٹھا کیا، اس کی بیوی ہند نے حضرت حمزہؑ کا جگر چبایا، اس کے بیٹے معاویہ نے حقِ علیؑ کے ساتھ نزاع کیا، اور معاویہ کے بیٹے یزید نے حضرت امام حسینؑ کا سر تن سے جدا کیا...... امام حسینؑ تسبیح اور تقدیس و قرآن میں رات گذارتے اور یزید نے ظلم وستم اور شرارت میں اپنی عمر برباد کی۔ تمہیں خدا کی قسم، وہ دونوں کیسے ایک دوسرے کے برابر ہو سکتے ہیں۔''

تقی الدین مقریزی (766-845) کی بھی اسی موضوع پر ایک کتاب ہے جو ''النزاع والتخاصم بین بنی امیہ و بنی ہاشم'' کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔

٭ ابن الابار القضاعی، دررالسمط فی خبر السبط، ص:93-114

عاشورا اور موعودِ منتقم کے بارے میں شیخ صدوقؒ کی کتب میں بہت زیادہ احادیث و روایات موجود ہیں کہ ہم نے ان میں کچھ کو یہاں پر ذکر کیا ہے۔ ان روایات میں غور وفکر کرنے سے ایک بات جو سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے آئمہ معصومینؑ فقط حضرت امام قائمؑ ہی کو حضرت امام حسینؑ کے خون کا منتقم سمجھتے ہیں۔ باقی جتنے بھی قیام ہیں خواہ ان پر شیعی رنگ ہی کیوں نہ ہو اور خواہ وہ امام حسینؑ کے قاتلوں سے انتقال لینے کے لیے ہی کیوں نہ ہوں، واضح طور پر اسے زیرِ سوال لاتے رہے ہیں۔ وہ صرف اور صرف امام رضاؑ ہی کو قائم آلِ محمد کا نام دیتے ہیں۔ ہمیشہ صرف انہیں ہی "قَـائِـمُـنَـا" (یعنی ہمارے قیام کرنے والے) یا "اَلْقَائِمْ" (قیام کرنے والے امام) کے طور پر یاد کرتے ہیں۔

اس روایت کے آخر میں دو اشخاص کی طرف اشارہ ہوا ہے کہ وہ رسولِ خداؐ کے بعد زور (مکر) اور فریب سے ان کے جانشین کی جگہ پر بیٹھے اور خاندان رسولؐ خدا پر ظلم وستم کا راستہ ہموار کیا۔ یہ تاریخی تحلیل کہ واقعۂ کربلا کی بنیاد سقیفۂ بنی ساعدہ میں رکھی گئی تھے۔ ایسی تحلیل ہے کہ اس کے بارے میں بہت سی احادیث اور تاریخی روایات میں گفتگو ہوئی ہے۔ یہ نکتہ ادبی متون اور شیعہ شعراء کے کلام میں بھی موردِ توجہ واقع ہوا ہے۔ مثلاً کیت اسدی نے "ہاشمیات" میں، سید حمیری نے اپنے معروف منظوم کلام "قصیدہ عینیہ" میں، دعبل خزاعی نے اپنے مشہور منظوم کلام "مدارس آیات" میں اور ان کے بعد بہت سے دیگر معروف مشہور شعراء نے اپنے اپنے آثار میں اس بارے میں سخنوری کی ہے۔ حکیم فرزام اور ادیب جناب علامہ مرحوم شیخ محمد حسین عروی اصفہانی نے بھی اپنے مشہور و معروف منظوم کلام "الانوار القدسیہ" میں جہاں پر حرملہ بن کاہل اسدی کے ظلم وستم اور عبداللہ رضیع (علی اصغرؑ) کی مظلومانہ شہادت کا ذکر کرتے

ہیں وہاں پر بڑی فصاحت و بلاغت سے بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

وَمَـا رَمَـاهُ اِذْ رَمَـاهُ حُـرْمَلَـه
وَاِنَّـمَـا رَمَـاهُ مَـنْ مَهَّـدَ لَـهُ

سَهْمٌ اَتـىٰ مِنْ جَـانِـبِ السَّقِيْـفَـةَ
وَقَـوْسُـهُ عَـلـىٰ يَـدِ الْـخَلِيْـفَةِ

وَيْـلٌ لَـهُ مِـمَّـا جَـنَـتْ يَـدَاهُ
وَهَـلْ جَـنـىٰ بِـمَـا جَـنـىٰ عَـدَاهُ

وَمَـا اَصَـابَ سَهْمُهُ نَحْوَ الصَّبِيْ
بَـلْ كَبِدِ الدِّيْـنِ وَمُهْجَةِ النَّبِيْ ۞

"وہ ایسا تیر ہے جو سقیفہ کی جانب سے آیا اور اس کی کمان خلیفہ کے ہاتھ میں تھی۔ "برباد ہو وہ جو اس جنایت کا مرتکب ہوا ہے، یہ ایسی جنایت ہے کہ اس کے سوا کوئی بھی دوسرا اس سے اپنے ہاتھ نہ رنگتا۔" وہ تیر بچے کے حلقوم پر نہیں لگا بلکہ اس نے قلبِ دین اور جانِ پیغمبرؐ کو پارا پارا کیا ہے۔"

مرحوم حجۃ الاسلام نیر تبریزی بھی قبائلِ عرب شعراء کی تضمین پر کہ جنہوں نے سقیفہ بنی ساعدہ میں نعرہ لگایا تھا کہ "مِنَّا الْاَمِيْرُ مِنَّا الْاَمِيْرُ" یوں کہتے ہیں:

دانی چہ روز دختر زہراء اسیر شد
روزی کہ طرح بیعت "مِـنَّـا اَمِيْـرِ" شد ۞

۞ الانوار القدسیہ، ص: 151 ۞ آتشکدہ، نیر تبریزی، ص: 59-70-116

نویں فصل

حضرت امام حسینؑ کے ارشادات

وضاحت

حضرت امام حسینؑ اور ان کے مقصد شہادت کو بہتر طور پر سمجھنے کے لیے ان کے کلام کا صحیح طور پر سمجھنا اور اس کا ادراک ہے۔ جیسا کہ انسان کے لیے بھی ایسا ہی ہے۔ لہٰذا میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اس مقتل کا کچھ حصہ حضرت امام حسینؑ کے فرامین و ارشادات کے ساتھ مخصوص کروں۔

جناب شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کے اندر حضرت امام حسینؑ کے جو ارشادات نقل کیے ہیں وہ دو حصوں میں تقسیم ہوتے ہیں۔ ان میں سے بعض مطالب امام حسینؑ نے اپنے جد رسول خداؐ سے، کچھ اپنے پدر گرامی امام علیؑ سے، کچھ اپنے برادر بزرگوار حضرت امام حسنؑ اور یا کچھ دوسرے سے نقل کیے ہیں کہ یہاں پر انہیں نقل نہیں کریں گے، کیونکہ وہ مطالب درحقیقت حضرت امام حسینؑ کے ذاتی نہیں ہیں مگر یہ کہ انہیں نقل کرتے وقت اس کے ضمن میں کوئی گفتگو کی گئی ہے۔

دوسرا حصہ ان مطالب سے مربوط ہے جو خود حضرت امام حسینؑ کی ذات سے صادر ہوئے ہیں، یعنی ایسے مطالب جو واقعۂ کربلا کے ضمن میں بیان کیے گئے یا حضرت امام حسینؑ کی تاریخ زندگانی کو بیان کرتے ہیں۔ یہ مطالب بھی اس فصل میں نقل کریں

گے، کیونکہ گذشتہ فصلوں کے اندر مختلف مقامات پر بیان ہو چکے ہیں۔

تیسری قسم ان مطالب پر مشتمل ہے کہ جنہیں بیان کرنے والے خود حضرت امام حسینؑ ہیں لیکن ان میں نہ تو مقتل کے حالات بیان کیے ہیں اور نہ ہی اپنی زندگی سے مربوط کوئی بات ارشاد فرمائی ہے۔

حقیقت بات یہ ہے کہ جناب شیخ صدوقؒ کی موجود کتب میں ایسے ارشادات و فرامین بہت کم نقل ہوتے ہیں، اس کے باوجود کم ہیں پھر بھی اپنی جگہ پر بہت مفید ہیں۔ لہٰذا حسنِ مقطع کے طور پر اور اس مقتل کی تکمیل کے لیے یہ آخری فصل ہے۔

خداشناسی

عَنْ اَبِی الْبُخْتَرِیِّ وَهَبِ بْنِ وَهَبِ الْقُرَشِیِّ عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰه الصَّادِقِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَ الْبَاقِرُ: حَدَّثَنِیْ اَبِیْ زَیْنُ الْعَابِدِیْنَ عَنْ اَبِیْهِ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ اَنَّهٗ قَالَ: اَلصَّمَدُ الَّذِیْ لَا جَوْفَ لَهٗ وَالصَّمَدُ الَّذِیْ بِهٖ اِنْتَهٰی سُوْدَدُهٗ وَالصَّمَدُ الَّذِیْ لَا یَاْکُلُ وَلَا یَشْرِبُ وَالصَّمَدَ الَّذِیْ لَا یَنَام، وَالصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَزَلْ وَلَا یَزَالُ (معانی الاخبار، ص:7)

''ابوالبختری وھب قرشی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے کہ ہیں حضرت نے اپنے پدر گرامی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا کہ میرے والدِ بزرگوار امام زین العابدینؑ نے اپنے پدر گرامی حضرت امام حسینؑ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

صمد وہ ہے جس کا جوف (داخل) نہ ہو، صمد اسے کہتے ہیں جس کی سیادت و بزرگواری کی انتہا اس کی اپنی ذات پر ہوتی ہے، صمد وہ ذات ہے جو نہ کھاتی ہے اور نہ پیتی ہے، صمد وہ ذات ہے جو سوتی نہیں ہے، صمد وہ ذات ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتی، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔

عَنْ وَهْبِ بْنِ وَهْبٍ الْقُرَشِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي الصَّادِقُ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ الْبَاقِرِ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَهْلَ الْبَصْرَةِ كَتَبُوا إِلَى الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ يَسْأَلُونَهُ عَنِ الصَّمَدِ، فَكَتَبَ إِلَيْهِمْ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، أَمَّا بَعْدُ فَلَا تَخُوضُوا فِي الْقُرْآنِ وَلَا تُجَادِلُوا فِيهِ وَلَا تَتَكَلَّمُوا فِيهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَقَدْ سَمِعْتُ جَدِّي رَسُولَ اللّٰهِ يَقُولُ: مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَلْيَتَبَوَّءْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ وَأَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ قَدْ فَسَّرَ الصَّمَدَ۔ فَقَالَ: ((اللّٰهُ أَحَدٌ، اللّٰهُ الصَّمَدُ)) ثُمَّ فَسَّرَهُ فَقَالَ: ((لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ))

((لَمْ يَلِدْ)) لَمْ يَخْرُجْ مِنْهُ شَيْءٌ كَثِيفٌ كَالْوَلَدِ وَسَائِرِ الْأَشْيَاءِ الْكَثِيفَةِ الَّتِي تَخْرُجُ مِنَ الْمَخْلُوقِينَ، وَلَا شَيْءٌ لَطِيفٌ كَالنَّفْسِ، وَلَا يَتَشَعَّبُ مِنْهُ الْبَدَوَاتُ كَالسِّنَةِ وَالنَّوْمِ وَالْخَطْرَةِ وَالْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْبَهْجَةِ وَالضَّحِكِ وَالْبُكَاءِ وَالْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ وَالرَّغْبَةِ وَالسَّأْمَةِ وَالْجُوعِ وَالشِّبَعِ، تَعَالَى أَنْ يَخْرُجَ مِنْهُ شَيْءٌ وَأَنْ يَتَوَلَّدَ مِنْهُ شَيْءٌ كَثِيفٌ أَوْ لَطِيفٌ

((وَلَمْ يُولَدْ)) لَمْ يَتَوَلَّدْ مِنْ شَيْءٍ وَلَمْ يَخْرُجْ مِنْ شَيْءٍ كَمَا يَخْرُجُ الْأَشْيَاءُ الْكَثِيفَةُ مِنْ عَنَاصِرِهَا كَالشَّيْءِ مِنَ الشَّيْءِ وَالدَّابَّةِ وَالنَّبَاتَاتِ مِنَ الْأَرْضِ وَالْمَاءِ مِنَ الْيَنَابِيعِ وَالثِّمَارِ مِنَ الْأَشْجَارِ وَلَا كَمَا يَخْرُجُ الْأَشْيَاءُ اللَّطِيفَةُ مِنْ مَرَاكِزِهَا كَالْبَصَرِ مِنَ الْعَيْنِ وَالسَّمْعِ مِنَ الْأُذُنِ وَالشَّمِّ مِنَ الْأَنْفِ وَالذَّوْقِ مِنَ الْفَمِ وَالْكَلَامِ مِنَ اللِّسَانِ وَالْمَعْرِفَةِ وَالتَّمْيِيزِ مِنَ الْقَلْبِ وَكَالنَّارِ مِنَ الْحَجَرِ

لَا بَلْ هُوَ اللّٰهُ الصَّمَدُ الَّذِي مِنْ شَيْءٍ وَلَا فِي شَيْءٍ مُبْدِعُ الْأَشْيَاءِ وَخَالِقُهَا وَمُنْشِئُ الْأَشْيَاءِ بِقُدْرَتِهِ، يَتَلَاشَى مَا خَلَقَ لِلْفَنَاءِ بِمَشِيَّتِهِ وَيَبْقَى مَا خَلَقَ لِلْبَقَاءِ بِعِلْمِهِ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ الصَّمَدُ، الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ، عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ (التوحید، شیخ صدوق، ص:90)

"وہب بن وہب کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادقؑ اپنے پدر بزرگوار حضرت امام محمد باقرؑ سے اور وہ اپنے والد گرامی حضرت امام سجادؑ سے نقل کرتے ہیں: بصرہ کے لوگوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے نام خط لکھا اور صمد کے معنی کے بارے میں سوال کیا۔ حضرت امام حسینؑ نے انہیں جواب میں لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اما بعد! علم کے بغیر قرآن میں غور و خوض، بحث، مجادلہ اور اس کے بارے میں گفتگو نہ کریں، کہ میں نے اپنے جد بزرگوار رسولِ خداؐ سے سنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

جو کوئی بھی علم نہ رکھنے کے باوجود قرآن کے معانی و مفاہیم کے بارے میں گفتگو کرتا ہے وہ اپنی نشست گاہ کے لیے آتش جہنم کا بندوبست کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود ''صمد'' کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اَللّٰهُ اَحَدٌ، اَللّٰهُ الصَّمَدُ پھر اس کی تفسیر میں فرمایا: ''لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ''

(لَمْ يَلِدْ) یعنی کوئی بھی کثیف اور گاڑھی شے مثل فرزند یا کوئی دوسری کثیف اور گاڑھی اشیاء جو مخلوقات سے خارج ہوتی ہیں اس کی ذات سے باہر نکلتی ہے اور نہ ہی کوئی لطیف چیز مثل سانس لینا وغیرہ اس کی (ذات) سے صادر (داخل خارج) ہوتی ہے۔ اس ذات پر مختلف حالات مثل اُونگھ، نیند، خیال ہم و غم، خوشی، ہنسی، رونا، خوف، اُمید، رغبت، اکتاہٹ، بھوک اور سیر ہونا وغیرہ طاری نہیں ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے کہیں بلند ہے کہ اس سے کوئی کثیف یا لطیف شے پیدا ہو۔

(وَلَمْ يُوْلَدْ) یعنی وہ کسی چیز سے خلق نہیں ہوا اور نہ ہی کسی چیز سے نکلا ہے، جیسا کہ کثیف اشیا اپنے عناصر سے نکلتی ہیں جیسے شے سے شے حیوانات اور نباتات زمین سے، پانی چشموں سے اور پھل درختوں سے نکلتے ہیں۔ وہ ذات نہ ہی کسی لطیف شے سے وجود میں آتی ہے جیسے لطیف اشیاء اپنے مراکز سے وجود میں آتی ہیں جیسے دیکھنا آنکھ سے، سننا کان سے، سونگھنا ناک سے، چکھنا منہ سے، بات کرنا زبان سے، سمجھنا اور پرکھنا دل سے اور جیسے آگ پتھر سے نکلتی ہے۔ (اللہ کی ذات ان تمام چیزوں سے بلند و بالا ہے) بلکہ وہ اللہ ایسی بے نیاز ذات ہے کہ وہ کسی شے سے ہے نہ ہی کسی شے میں وہ اپنی قدرت سے تمام اشیاء کو پیدا کرنے والا، خلق کرنے والا اور ایجاد کرنے والا ہے۔ جس چیز کو فنا کے لیے پیدا کیا ہے اسے اپنی ہی مشیت سے نابود کرتا ہے اور شے کو باقی

رہنے کے لیے خلق کیا ہے۔ اسے اپنے ہی علم سے باقی رکھتا ہے۔ پس خدا ایسا بے نیاز ہے کہ اس کی نہ کوئی اولاد ہے اور نہ کوئی والد وہ غیب و ظاہر کو جاننے والا ہے، وہ بزرگ و متعال ہے اور کوئی بھی اس کا ہمسر و ہم کفو نہیں ہے۔ ۞

عَنْ عَكْرِمَةَ، قَالَ: بَيْنَمَا ابْنُ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُ النَّاسَ اِذْ قَامَ اِلَيْهِ نَافِعُ بْنُ الْاَزْرَقِ، فَقَالَ: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ تُفْتِيْ فِي النَّمْلَةِ وَالْقَمْلَةِ، صِفْ لَنَا اِلٰهَكَ الَّذِيْ تَعْبُدُهٗ، فَاَطْرَقَ ابْنَ عَبَّاسٍ اِعْظَامًا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَكَانَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ جَالِسًا نَاحِيَةً، فَقَالَ: اِلَيَّ يَا ابْنَ الْاَزْرَقِ فَقَالَ: لَسْتُ اِيَّاكَ اَسْاَلُ

فَقَالَ ابْنُ الْعَبَّاسِ: يَا ابْنَ الْاَزْرَقِ اِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ بَيْتِ النُّبُوَّةِ وَهُمْ وَرَثَةُ الْعِلْمِ فَاَقْبَلَ نَافِعُ بْنُ الْاَزْرَقِ نَحْوَ الْحُسَيْنِ، فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ: يَا نَافِعُ اِنَّ مَنْ وَضَعَ دِيْنَهٗ عَلَى الْقِيَاسِ لَمْ يَزَلِ الدَّهْرُ فِي الْاِرْتِمَاسِ، مَائِلًا عَنِ الْمِنْهَاجِ، ظَاعِنًا فِي الْاِعْوِجَاجِ، ضَالًّا عَنِ السَّبِيْلِ قَائِلًا غَيْرَ الْجَمِيْلِ يَا ابْنَ الْاَزْرَقِ اَصِفُ اِلٰهِيْ بِمَا وَصَفَ بِهٖ نَفْسَهٗ وَاَعَرِّفُهٗ بِمَا عَرَّفَ بِهٖ نَفْسَهٗ، لَا يُدْرَكُ بِالْحَوَاسِّ وَلَا يُقَاسُ بِالنَّاسِ، فَهُوَ قَرِيْبٌ غَيْرُ مُلْتَصِقٍ وَ بَعِيْدٌ غَيْرُ مُتَقَصٍّ، يُوَحَّدُ وَلَا يُبَعَّضُ، مَعْرُوْفٌ بِالْاٰيَاتِ، مَوْصُوْفٌ بِالْعَلَامَاتِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۞

۞ اس حدیث کی تفسیر جاننے کے لیے قاضی سعید قمی کی کتاب ''شرح توحید صدوقؒ'' کی طرف رجوع کریں۔ ج:2، ص:61-84

۞ التوحید، شیخ صدوقؒ، ص:79

""عکرمہ سے نقل ہے کہ وہ کہتے ہیں:

ابنِ عباسؓ لوگوں کے ساتھ گفتگو کر رہے تھے کہ نافع بن ازرق نے کھڑے ہو کر کہا: اے ابنِ عباسؓ! آپ چیونٹی اور جوں کے بارے میں فتویٰ دیں گے؟ ہمارے سامنے اپنے معبود کی تعریف کریں۔

ابنِ عباسؓ نے اللہ عزوجل کی عظمت و بزرگی کی بنا پر اپنا سر جھکا دیا۔ وہاں پر حضرت امام حسینؑ بھی ایک طرف تشریف فرما تھے۔ انہوں نے فرمایا: اے ابنِ ازرق! میرے پاس آؤ۔ اس نے کہا: میں نے آپ سے سوال نہیں کیا ہے۔

ابنِ عباسؓ نے کہا: اے ابنِ ازرق! وہ نبوت کے گھر والے ہیں، وہ علم کے وارث ہیں۔ نافع بن ازرق، حضرت امام حسینؑ کی طرف متوجہ ہوا، آپ نے اس سے فرمایا: اے ابنِ ازرق جس کسی نے بھی اپنے دین کی بنیاد قیاس پر رکھی وہ ہمیشہ کے لیے تاریکی میں ڈوبا رہے گا۔ وہ راستے سے ہٹ جائے گا۔ ٹیڑھے راستے پر چل نکلے گا۔ صراطِ مستقیم سے گمراہ ہو جائے گا اور ناپسندیدہ باتیں کرے گا۔

اے ابنِ ازرق! میں اپنے معبود کی ویسے ہی تعریف و توصیف کرتا ہوں جیسے اس نے خود اپنی توصیف بیان کی ہے۔ میں اسے ویسے ہی پہچنواتا ہوں جیسے اس نے خود اپنے آپ کو پہچنوایا ہے۔ اس کا حواس (خمسہ) کے ذریعے اِدراک نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی اس کا لوگوں کے ساتھ قیاس کیا جاسکتا ہے۔ پس وہ قریب ہے لیکن ساتھ چپکا ہوا نہیں ہے، وہ دُور ہے لیکن جدا نہیں، وہ یکتائی سے موصوف ہے لیکن جزء (عدد) کو قبول نہیں کرتا، وہ اپنی نشانیوں سے پہچانا جاتا ہے اور علامتوں کے ذریعے اس کی توصیف و تعریف ہوتی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور وہ بزرگ و متعالی ہے۔

رَوَى الْمُفَضَّلُ بْنُ عُمَرٍ عَنِ الصَّادِقِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهٖ قَالَ: قِيْلَ لِلْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ: كَيْفَ اَصْبَحْتَ يَا بْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ؟ قَالَ: اَصْبَحْتُ وَلِيَ رَبٌّ فَوْقِيْ، وَالنَّارُ اَمَامِيْ وَالْمَوْتُ يَطْلُبُنِيْ وَالْحِسَابُ مُحْدِقٌ بِيْ، وَاَنَا مُرْتَهَنٌ بِعَمَلِيْ، لَا اَجِدُ مَا اُحِبُّ وَلَا اَدْفَعُ مَا اَكْرَهُ وَالْاُمُوْرُ بِيَدِ غَيْرِيْ، فَاِنْ شَاءَ عَذَّبَنِيْ وَاِنْ شَاءَ عَفَا عَنِّيْ، فَاَيُّ فَقِيْرٍ اَفْقَرُ مِنِّيْ ۞

""مفضل، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے پدر بزرگوار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور انہوں نے اپنے والد گرامی حضرت امام سجاد علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت امام حسینؑ سے کہا گیا: اے فرزند رسولؐ! آپ نے صبح کس حال میں کی ہے؟ (یہ بات اس سے کنایہ ہے کہ آپؑ کے شب و روز کس طرح سے بسر ہو رہے ہیں؟)

آپؑ نے فرمایا: میں اس حال میں ہوں کہ میرا پروردگار میرے سر پر ہے، آگ میرے سامنے ہے، موت میری تلاش میں ہے، حساب و کتاب مجھے گھیرے ہوئے ہے اور میں اپنے کام کا رہون منت ہوں، جو مجھے پسند ہے اسے نہیں پاتا، جو مجھے پسند نہیں اُسے دور نہیں کر پاتا ہوں، میرے اُمور میرے علاوہ کسی اور کے ہاتھ میں ہیں، اگر وہ چاہے تو مجھے عذاب دے اور اگر چاہے تو مجھے معاف کر دے، پس کون سا ایسا فقیر ہے جو مجھ سے فقیر تر ہو؟"

۞ من لا یحضرہ الفقیہ، ج:4، ص:404، امالی، ص:707، المواعظ، ص:99,98

بارش کی دعا

جَاءَ قَوْمٌ مِنْ اَهْلِ الْكُوفَةِ اِلٰى عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ فَقَالُوا لَهُ: يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اُدْعُ لَنَا بِدَعَوَاتٍ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ فَدَعَا عَلِيٌّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ فَقَالَ: يَا حَسَنُ ادْعُ......، ثُمَّ قَالَ لِلْحُسَيْنِ: ادْعُ، فَقَالَ الْحُسَيْنُ:

اَللّٰهُمَّ مُعْطِيَ الْخَيْرَاتِ مِنْ مَظَانِّهَا وَمُنْزِلَ الرَّحَمَاتِ مِنْ مَعَادِنِهَا وَمُجْرِيَ الْبَرَكَاتِ عَلٰى اَهْلِهَا، مِنْكَ الْغَيْثُ الْمُغِيثُ، وَاَنْتَ الْغِيَاثُ الْمُسْتَغَاثُ، وَنَحْنُ الْخَاطِئُونَ وَاَهْلُ الذُّنُوبِ وَاَنْتَ الْمُسْتَغْفَرُ الْغَفَّارُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ

اَللّٰهُمَّ اَرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْنَا دِيمَةً مِدْرَارًا وَاسْقِنَا الْغَيْثَ وَاكِفًا مِغْزَارًا، غَيْثًا مُغِيثًا، وَاسِعًا مُسْبِغًا مُهَطِّلًا مَرِيئًا مَرِيعًا غَدِقًا مُغْدِقًا عُبَابًا مُجَلْجِلًا، سَحًّا سَحْسَاحًا، بَسًّا بَسَّاسًا، مُسْبِلًا عَامًّا، وَدْقًا مِطْفَاحًا، يَدْفَعُ الْوَدْقَ بِالْوَدْقِ دِفَاعًا وَيَطَّلِعُ الْقَطْرُ مِنْهُ غَيْرَ خُلَّبِ الْبَرْقِ وَلَا مُكَذِّبِ الرَّعْدِ، تَنْعَشُ بِهِ الضَّعِيفَ مِنْ عِبَادِكَ وَتُحْيِي بِهِ الْمَيِّتَ مِنْ بِلَادِكَ، مَنًّا عَلَيْنَا مِنْكَ، آمِينَ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ

فَمَا تَمَّ كَلَامُهُ حَتّٰى صَبَّ اللّٰهُ الْمَاءَ صَبًّا وَسُئِلَ سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقِيلَ لَهُ: يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ هٰذَا شَيْءٌ عُلِّمَاهُ؟ فَقَالَ: وَيْحَكُمْ اَلَمْ تَسْمَعُوا قَوْلَ رَسُولِ اللّٰهِ حَيْثُ يَقُولُ:

اُجْرِيَتِ الْحِكْمَةُ عَلٰى لِسَانِ اَهْلِ بَيْتِي ۞

"کوفہ کے کچھ لوگ حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام کی خدمت میں آئے اور عرض کیا: اے امیر المؤمنینؑ! بارش مانگنے کی کچھ دعائیں ہمارے لیے پڑھیں۔ حضرت امام علی علیہ السلام نے امام حسنؑ اور امام حسین علیہما السلام کو بلایا اور فرمایا: اے میرے لال حسنؑ! کوئی دعا پڑھیں، (جب حضرت امام حسن علیہ السلام دعائے باران پڑھ چکے) تو پھر حضرت علی علیہ السلام نے حضرت امام حسینؑ سے فرمایا: اب آپ دعا کریں، امام حسینؑ نے یوں دعا مانگی:

اے پروردگار! اے اپنی گمان گاہ سے خوبیاں عطا کرنے والے! اے اپنے خزانے سے رحمتیں نازل کرنے والے! اے اپنے اہل پر برکتیں نازل کرنے والے! آپ سے بارش کے برسانے کی التماس ہے تو ہی فریادرس اور انصاف کرنے والا ہے، ہم خطا کار و گناہگار ہیں، تو توبہ کو چاہتا اور بہت زیادہ بخشنے والا ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

اے ہمارے پروردگار! تو آسمان کو وسیع طور پر زیادہ برسا، اور ہمیں ایسی بارش سے سیراب فرما جو موسلا دھار ہو، زیادہ برسنے والی ہو، اتنی زیادہ ہو کہ جو زندگی کو خوشحال کر دے، لگا تار برسنے والی ہو، نظر آنے والی ہو، سرسبزی و خوشحالی لانے والی ہو، ایسی برسے کہ زمین کو سرسبز کر دے، اتنی زیادہ برسے کہ پانی کی موج پر موج بلند ہو، بارش کا پانی اتنا بہا کہ جو سطح زمین کو چھیل ڈالے، اسے پورے ملک میں پھیلا دے، اتنی بارش برسا کہ ہر طرف جل تھل ہو جائے، بارش کو یوں برسا کہ پانی کی لہریں ایک دوسرے کو آگے کی جانب دھکیلیں اور اس سے چشمے بھر جائیں۔ ایسی بارش کہ جس سے

۞ کتاب من لا یحضرہ الفقیہ، ج:1، ص:537-538

بے بارش کے بادل کی بجلی نہ ہو اور نہ ہی جھوٹ موٹ کے بادل کی کڑک ہو، تاکہ تو اس بارش کے ذریعے اپنے کمزور بندوں کو خوشحال کرے اور اس کے ذریعے اپنے شہروں کی مردہ زمین کو حیات بخشے۔ یہ تیری طرف سے ہمارے اُوپر احسان اور لطف وکرم ہے۔

آمین، اے دونوں جہانوں کے پروردگار آمین!

ابھی حضرت امام حسین علیہ السلام کا کلام تمام نہیں ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے مینہ برسانا شروع کر دیا۔

اس روایت کے راوی نے جناب سلمان فارسیؓ سے پوچھا: کیا یہ دعائیں حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسینؑ کو کسی نے سکھائی تھیں؟

انہوں نے کہا: تجھ پر ہلاکت ہو، کیا تم نے رسولِ خداؐ کا یہ قول نہیں سنا کہ انہوں نے فرمایا تھا: میرے اہل بیتؑ کی زبان پر حکمت جاری ہوتی ہے۔

دنیا وآخرت کی بھلائی

عَنِ الصَّادِقِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ قَالَ: كَتَبَ رَجُلٌ اِلَى الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ: يَا سَيِّدِيْ، اَخْبِرْنِيْ بِخَيْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَكَتَبَ اِلَيْهِ:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَمَّا بَعْدُ! فَاِنَّهٗ مَنْ طَلَبَ رِضَا اللّٰهِ بِسَخَطِ النَّاسِ كَفَاهُ اللّٰهُ اُمُوْرَ النَّاسِ وَمَنْ طَلَبَ رِضَا النَّاسِ بِسَخَطِ اللّٰهِ وَكَلَهُ اللّٰهُ اِلَى النَّاسِ وَالسَّلَامُ (الامالی، شیخ مفید، ص:268)

حضرت امام صادق علیہ السلام اپنے والد گرامی امام محمد باقر علیہ السلام اور وہ اپنے جد بزرگوار حضرت امام سجاد علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ کسی شخص نے حضرت امام حسینؑ کے نام خط میں لکھا: اے میرے آقا و مولاؑ! مجھے دنیا و آخرت کی خیر و بھلائی کے بارے میں باخبر کریں۔ حضرت امام حسینؑ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اما بعد! جو کوئی لوگوں کی ناراضگی کے مقابلے میں اللہ کی رضا و خوشنودی کو منتخب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لوگوں سے مربوط کاموں کے لیے خود کافی ہو جاتا ہے اور جو کوئی لوگوں کی رضا و خوشنودی کے مقابلے میں اللہ کی ناراضگی مول لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کے حوالے کر دیتا ہے۔"

والسلام

بنی امیہ کی دشمنی

عَنِ النَّضْرِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قُلْتُ لِلْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ: يَا اَبَا عَبْدِاللّٰهِ حَدِّثْنِيْ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ (سورۂ حج، آیت:19) قَالَ: نَحْنُ وَبَنُوْ اُمَيَّةَ اخْتَصَمْنَا فِي اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ قُلْنَا: صَدَقَ اللّٰهُ وَقَالُوْا: كَذَبَ اللّٰهُ فَنَحْنُ وَاِيَّاهُمُ الْخَصْمَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۞

''نضر بن مالک کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اے ابا عبداللہ علیہ السلام! مجھے اللہ تعالیٰ کے اس قول کہ ''یہ دونوں باہم

۞ کتاب الخصال، ص:43

دشمن ہیں کہ جنہوں نے پروردگار کے بارے میں آپس میں اختلاف کیا ہے؟" کے بارے میں بتائیں؟

انہوں نے فرمایا: اس سے مراد ہم اور بنی امیہ ہیں۔ ہم نے اللہ عزیز وجلیل کے بارے میں ایک دوسرے کے بارے میں دشمنی کی ہے۔

ہم کہتے ہیں: خدا سچا ہے۔

انہوں نے کہا: خدا جھوٹا ہے۔

پس ہم روزِ قیامت بھی ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے۔"

منافق کے لیے امام حسینؑ کی بددعا

رَوَى صَفْوَانُ بْنُ مِهْرَانَ الْجَمَّالُ عَنْ اَبِيْ عَبْدِاللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهُ قَالَ: مَاتَ رَجُلٌ مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ فَخَرَجَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَمْشِيْ فَلَقِيَ مَوْلًى لَهُ فَقَالَ لَهُ: اِلٰى اَيْنَ تَذْهَبُ؟ فَقَالَ: اَفِرُّ مِنْ جَنَازَةِ هٰذَا الْمُنَافِقِ اَنْ اُصَلِّيَ عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: قُمْ اِلٰى جَنْبِيْ فَمَا سَمِعْتَنِيْ اَقُوْلُ فَقُلْ مِثْلَهُ، فَقَالَ: فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اَخْزِ عَبْدَكَ فِيْ عِبَادِكَ وَبِلَادِكَ، اَللّٰهُمَّ اَصْلِهِ اَشَدَّ نَارِكَ، اَللّٰهُمَّ اَذِقْهُ حَرَّ عَذَابِكَ فَاِنَّهُ كَانَ يُوَالِيْ اَعْدَاءَكَ وَيُعَادِيْ اَوْلِيَاءَكَ وَيُبْغِضُ اَهْلَ بَيْتِ نَبِيِّكَ (کتاب من لا یحضرہ الفقیہ، ج:1، ص:168)

"صفوان جمال حضرت امام صادق علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

ایک منافق مر گیا تھا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام گھر سے باہر آئے اور چلنے لگے کہ راستے میں ایک نیک محب سے ملاقات ہوئی۔

انہوں نے اس سے پوچھا: کہاں جا رہے ہو؟

اس نے جواب دیا کہ اس منافق کے جنازے سے فرار کر رہا ہوں تا کہ اس پر نماز نہ پڑھوں۔

حضرت امام حسینؑ نے اس سے فرمایا: میرے پہلو میں کھڑے ہو جاؤ اور جو کچھ میں کہوں تم بھی کہو۔ پھر

انہوں نے اپنے ہاتھ بلند کیے اور کہا: اے میرے پروردگار! اپنے اس بندے کو یہ جگہ ہر مقام کے درمیان ذلیل و خوار کر۔

اے میرے پروردگار! اسے اپنے جہنم کے سخت ترین عذاب میں ڈال! اے میرے پالنے والے! اسے اپنے عذاب کی گرامی کا مزا چکھا، کیونکہ یہ تیرے دشمنوں کو دوست رکھتا تھا اور تیرے دوستوں کو دشمن سمجھتا تھا اور تیرے پیغمبرؐ کی اہل بیتؑ سے بغض رکھتا تھا۔"

امامت اور لوگوں کی رہبری

عَنْ يَعْقُوْبَ بْنِ شُعَيْبٍ قَالَ: سَئَلْتُ اَبَا عَبْدِاللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ قَالَ: اِنْ شِئْتَ صُمْتَ وَاِنْ شِئْتَ لَمْ تَصُمْ، وَذَكَرَ اَنَّ رَجُلًا اَتَى الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَوَجَدَ اَحَدَهُمَا صَائِمًا وَالْاٰخَرَ مُفْطِرًا فَسَاَلَهُمَا فَقَالَا: اِنْ صُمْتَ

فَحَسَنٌ وَاِنْ لَمْ تَصُمْ فَجَائِزٌ

''یعقوب بن شعیب سے نقل ہے کہ وہ کہتے ہیں: میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے یوم عرفہ کے روزے کے بارے میں پوچھا: تو انہوں نے فرمایا: اگر چاہتے ہو تو روزہ رکھ لو اور اگر نہیں چاہتے ہو تو روزہ نہ رکھو، اس بات کا ذکر کیا کہ ایک شخص حضرت امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کے پاس آیا تو اس نے دیکھا کہ ایک روزے سے ہیں اور دوسرے روزے کے بغیر ہیں۔ اس شخص نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: اگر روزہ رکھ لو تو بہتر ہے اور اگر نہیں رکھو گے تو کوئی حرج نہیں ہے۔''

عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: اَوْصٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِلٰى عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَحْدَهٗ وَ اَوْصٰى عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلَى الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ جَمِيْعًا وَ كَانَ الْحَسَنُ اِمَامَهٗ فَدَخَلَ رَجُلٌ يَوْمَ عَرَفَةَ عَلَى الْحَسَنِ وَهُوَ يَتَغَذّٰى وَالْحُسَيْنُ صَائِمٌ، ثُمَّ جَاءَ بَعْدَ مَا قُبِضَ الْحَسَنُ فَدَخَلَ عَلَى الْحُسَيْنِ يَوْمَ عَرَفَةَ وَهُوَ يَتَغَذّٰى وَعَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ صَائِمٌ، فَقَالَ: لَهُ الرَّجُلُ اِنِّيْ دَخَلْتُ عَلَى الْحَسَنِ وَهُوَ يَتَغَذّٰى وَاَنْتَ صَائِمٌ، ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَيْكَ وَاَنْتَ مُفْطِرٌ؟ فَقَالَ: اِنَّ الْحَسَنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ اِمَامًا فَاَفْطَرَ لِئَلَّا يُتَّخَذَ صَوْمُهٗ سُنَّةً وَلِيَتَاَسّٰى بِهِ النَّاسُ فَلَمَّا اَنْ قُبِضَ كُنْتُ اَنَا الْاِمَامُ فَاَرَدْتُ اَنْ لَا يُتَّخَذَ صَوْمِيْ سُنَّةً فَيَتَاَسّٰى النَّاسُ بِيْ (من لا یحضرہ الفقیہ، ج:2، ص:87، 88، علل الشرائع، ص:386)

''حضرت امام صادقؑ فرماتے ہیں کہ رسولِ خداؐ نے فقط حضرت علیؑ کو وصیت کی، اور علیؑ نے حسنؑ وحسینؑ کو اکٹھی وصیت کی، حالانکہ حضرت امام حسنؑ، حضرت امام حسینؑ کے امام تھے۔ ایک شخص روز عرفہ امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور اس نے دیکھا کہ آپ غذا کھا رہے ہے جبکہ امام حسین علیہ السلام روزے سے ہیں، پھر جب امام حسن علیہ السلام کی شہادت ہوگئی تو وہی شخص روز عرفہ امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، اِس دفعہ اُس نے دیکھا کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں لیکن حضرت امام سجاد علیہ السلام روزے سے ہیں۔

اس شخص نے حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں عرض کیا: میں ایک دفعہ امام حسنؑ کی خدمت میں آیا تو میں نے دیکھا کہ وہ روزے سے نہیں تھے جبکہ آپؑ کا روزہ تھا، اب پھر روز عرفہ آپؑ کی خدمت میں آیا ہوں تو آپ روزے سے نہیں ہیں؟

حضرت امام حسینؑ نے فرمایا: میرے بھائی حسنؑ چونکہ امام تھے انہوں نے روزہ نہیں رکھا تھا تا کہ اس دن کا روزہ دینی رسم نہ بن جائے اور لوگ ان کی پیروی نہ کرنے لگ جائیں، جب ان کی شہادت ہوگئی تو میں امام بنا ہوں، میں چاہتا ہوں کہ میرے روزے کو دین کا آئین نہ سمجھ لیں اور لوگ میری پیروی نہ کرنے لگ جائیں، (یعنی وہ چیز جو دین کی نظر میں لازم اور ضروری نہیں ہے لوگ اسے واجب نہ سمجھ لیں)۔

كَانَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اِذَا صَامَ يَتَطَيَّبُ بِالطِّيْبِ وَيَقُوْلُ: اَلطِّيْبُ تُحْفَةُ الصَّائِمِ (عیون اخبار الرضا، ج:2، ص:44)

''حضرت امام حسین علیہ السلام جب بھی روزہ رکھتے تو اپنے آپ کو عطر سے معطر کرتے اور کہتے: خوش بو روزہ دار کے لیے تحفہ ہے۔''

مواعظ وآداب

عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ قَالَ: اِنَّ اَعْمَالَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ مَا مِنْ صَبَاحٍ اِلَّا وَ تُعْرَضُ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى (عیون اخبار الرضا، ج:2،ص:44)

''حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

''کوئی صبح ایسی نہیں ہے مگر یہ کہ اس امت (مسلمانوں) کے اعمال اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں۔''

عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ اَنَّهُ قَالَ: مَنْ سَرَّهُ اَنْ يُنْسَاَ فِيْ اَجَلِهِ وَيُزَادَ فِيْ رِزْقِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ (عیون اخبار الرضا، ج:2،ص:44)

''حضرت امام حسین علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

جوکوئی اس بات پر خوش ہے کہ اس کی موت میں تاخیر ہو اور رزق میں اضافہ ہو، پس وہ صلہ رحم کرے (یعنی اپنے عزیز واقارب سے رشتہ ختم نہ کرے۔''

عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ اَنَّهُ قَالَ: وُجِدَ لَوْحٌ تَحْتَ حَائِطِ مَدِيْنَةٍ مِنَ الْمَدَائِنِ فِيْهِ مَكْتُوْبٌ: اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَ مُحَمَّدٌ نَبِيِّيْ وَ عَجِبْتُ لِمَنْ اَيْقَنَ بِالْمَوْتِ كَيْفَ يَفْرَحُ؟ وَعَجِبْتُ لِمَنْ اَيْقَنَ بِالْقَدَرِ كَيْفَ يَحْزَنُ؟ وَعَجِبْتُ لِمَنِ اخْتَبَرَ الدُّنْيَا كَيْفَ يَطْمَئِنُّ؟ وَعَجِبْتُ لِمَنْ اَيْقَنَ بِالْحِسَابِ كَيْفَ يُذْنِبُ؟ (عیون اخبار الرضا، ج:2،ص:44)

حضرت امام حسینؑ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا: شہروں میں سے کسی ایک شہر کی دیوار کے نیچے سے ایک لوح ملی کہ اس پر لکھا ہوا تھا:

میں خدا ہوں، اور میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمدؐ میرے پیغمبر ہیں، مجھے تعجب ہے اس پر جو موت پر یقین رکھتا ہے وہ کیسے خوشی کرتا ہے؟ مجھے تعجب ہے اس پر کہ جسے اپنی تقدیر پر یقین ہے وہ کیسے غمگین ہوتا ہے؟ مجھے تعجب ہے اس پر کہ جس نے دنیا کو آزمایا، وہ کیسے اُسے اپنے اطمینان کا سرمایہ سمجھتا ہے؟ اور مجھے حیرانگی ہے اس پر کہ جسے روز حساب وکتاب کا یقین ہے وہ کیسے گناہ کرتا ہے؟''

عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ، اِنَّهُ دَخَلَ الْمُسْتَرَاحَ، فَوَجَدَ لُقْمَةً مُلْقَاةً، فَدَفَعَهَا اِلٰى غُلَامٍ لَهُ فَقَالَ: يَا غُلَامُ اذْكُرْنِيْ بِهٰذِهِ اللُّقْمَةِ اِذَا خَرَجْتُ فَاَكَلَهَا الْغُلَامُ، فَلَمَّا خَرَجَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: يَا غُلَامُ اَيْنَ اللُّقْمَةُ؟ قَالَ اَكَلْتُهَا يَا مَوْلَايَ، قَالَ اَنْتَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللّٰهِ تَعَالٰى قَالَ لَهُ رَجُلٌ: اَعْتَقْتَهُ يَا سَيِّدِيْ؟ قَالَ: نَعَمْ، سَمِعْتُ جَدِّيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ: مَنْ وَجَدَ لُقْمَةً مُلْقَاةً فَمَسَحَ مِنْهَا اَوْ غَسَلَ مَا عَلَيْهَا ثُمَّ اَكَلَهَا لَمْ تَسْتَقِرَّ فِيْ جَوْفِهِ اِلَّا اَعْتَقَهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ (عیون اخبار الرضا، ج:2،ص:43-44)

''روایت ہے کہ حضرت امام حسینؑ بیت الخلا میں داخل ہوئے، دیکھا کہ زمین پر ایک لقمہ گرا ہوا ہے وہ اُٹھا کر غلام کو دیا اور اس سے فرمایا:

اے غلام! جب میں باہر آؤں تو مجھے یہ لقمہ یاد دلانا۔ غلام نے لقمہ کھا لیا، اور حضرت امام حسینؑ باہر آئے تو غلام سے پوچھا: وہ لقمہ کہاں ہے؟

میرے آقا! وہ میں نے کھا لیا ہے۔

حضرت امام حسینؑ نے فرمایا: تو آج کے بعد اللہ تعالیٰ کے لیے آزاد ہے۔ کسی

شخص نے ان سے کہا: اے میرے مولاؑ! آپ نے اسے آزاد کر دیا ہے؟

فرمایا: ہاں!

میں نے اپنے جد بزرگوار رسولِ خدا سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا: جو کوئی گرا ہوا لقمہ اُٹھائے اور اسے پاک کرے یا دھو کر کھالے تو قبل اس کے کہ وہ لقمہ اس کے اندر مستقر ہو اللہ تعالیٰ اسے آتشِ جہنم سے آزاد کر دیتا ہے۔"

عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ، قَالَ: سَأَلَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ابْنَهُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ فَقَالَ: يَا بُنَيَّ مَا الْعَقْلُ؟ قَالَ: حِفْظُ قَلْبِكَ مَا اسْتَوْدَعْتَهُ قَالَ: فَمَا الْحَزْمُ؟ قَالَ: أَنْ تَنْتَظِرَ فُرْصَتَكَ وَ تُعَاجِلَ مَا أَمْكَنَكَ قَالَ: فَمَا الْمَجْدُ؟ قَالَ حَمْلُ الْمَغَارِمِ وَابْتِنَاءُ الْمَكَارِمِ قَالَ: فَمَا السَّمَاحَةُ؟ قَالَ: إِجَابَةُ السَّائِلِ وَبَذْلُ النَّائِلِ قَالَ: فَمَا الشُّحُّ؟ قَالَ: أَنْ تَرَى الْقَلِيلَ سَرَفًا وَمَا أَنْفَقْتَ تَلَفًا قَالَ: فَمَا السَّرِقَةُ؟ قَالَ: طَلَبُ الْيَسِيرِ وَ مَنْعُ الْحَقِيرِ قَالَ: فَمَا الْكُلْفَةُ؟ قَالَ: التَّمَسُّكُ بِمَنْ لَا يُؤْمِنُكَ وَالنَّظَرُ فِيمَا لَا يَعْنِيكَ قَالَ: فَمَا الْجَهْلُ؟ قَالَ: سُرْعَةُ الْوُثُوبِ عَلَى الْفُرْصَةِ قَبْلَ الْاِسْتِمْكَانِ مِنْهَا وَالْاِمْتِنَاعُ عَنِ الْجَوَابِ وَنِعْمَ الْعَوْنُ الصَّمْتُ فِي مَوَاطِنِ كَثِيرَةٍ وَإِنْ كُنْتَ فَصِيحًا ثُمَّ أَقْبَلَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ عَلَى الْحُسَيْنِ ابْنِهِ فَقَالَ لَهُ: يَا بُنَيَّ! مَا السُّؤْدَدُ؟ قَالَ: اصْطِنَاعُ الْعَشِيرَةِ وَاحْتِمَالُ الْجَرِيرَةِ قَالَ: فَمَا الْغِنَا؟ قَالَ: قِلَّةُ مَا نِيكَ وَالرِّضَا بِمَا يَكْفِيكَ قَالَ: فَمَا الْفَقْرُ؟ قَالَ: الطَّمَعُ وَشِدَّةُ الْقُنُوطِ قَالَ: فَمَا اللُّؤْمُ؟ قَالَ: إِحْرَازُ الْمَرْءِ نَفْسَهُ

وَ إِسْلَامُهُ عِرْسَهُ قَالَ: فَمَا الْخُرْقُ؟ قَالَ: مُعَادَاتُكَ أَمِيرَكَ وَمَنْ يَقْدِرُ عَلَى ضَرِّكَ وَنَفْعِكَ

ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى الْحَارِثِ الْأَعْوَرِ، فَقَالَ: يَا حَارِثُ عَلِّمُوا هٰذِهِ الْحِكَمَ أَوْلَادَكُمْ فَإِنَّهَا زِيَادَةٌ فِي الْعَقْلِ وَالْحَزْمِ وَالرَّأْيِ ۞

"شریح بن وہانی سے نقل ہے کہ امیر المومنینؑ نے اپنے بیٹے حسنؑ سے پوچھا: میرے لال: عقل کیا ہے؟

فرمایا: آپ نے اپنے دل کے حوالے جو کچھ کیا، اس کی حفاظت کرنا۔

آپ نے پوچھا: دور اندیشی کیا ہے؟

امامؑ نے فرمایا: مناسب موقع کا منتظر رہنا اور جو کام آپ کی قدرت میں ہو اسے جلدی انجام دینا۔

آپ نے پوچھا: بزرگواری کیا ہے؟

امامؑ نے فرمایا: نقصانات کو برداشت کرنا اور بزرگیوں اور نوازشیوں کی بنیاد رکھنا۔

پوچھا: فیاضی وسخاوت کیا ہے؟

فرمایا: تمنا کرنے والے کی خواہش کو قبول کرنا اور زیادہ عطا کرنا۔

پوچھا: بخل کیا ہے؟

فرمایا: تھوڑے سے اخراجات کو فضول خرچی سمجھنا اور جو انفاق کیا ہے اسے اکارت خیال کرنا۔

پوچھا: چوری کیا ہے؟

۞ معانی الاخبار، شیخ صدوق، ص: 401

فرمایا: اپنے لیے تھوڑی سی چیز کو چاہنا اور دوسرے سے ناچیز کو روکنا۔

پوچھا: سخت گیری کیا ہے؟

فرمایا: اس پر بھروسہ کرنا جس کا تمہیں یقین نہیں اور اس چیز کے بارے میں سوچنا جو آپ کو کام نہ آئے۔

پوچھا: نادانی یعنی جہالت کیا ہے؟

فرمایا: توانائی وقدرت کی جانچ پڑتال کرنے سے پہلے موقع کی تلاش میں جلدی سے کود پڑنا اور جواب دینے سے اپنے آپ کو روکنا، اور سکوت کتنا بہترین دوست ہے اکثر موارد میں، اگرچہ تم سخن ور اور فصیح زبان کے مالک ہی کیوں نہ ہوں۔

پھر امیر المؤمنین صلوات اللہ علیہ اپنے بیٹے حسین علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے پوچھا: میرے بیٹے! سرداری کیا ہے؟

فرمایا: خاندان والوں کے کاموں کی اصلاح کرنا اور اپنے ماتحت کام کرنے والوں کی لغزشوں کو دور کرنے کو اپنے ذمہ لینا۔

پوچھا: بے نیازی کیا ہے؟

فرمایا: آپ کی آرزوؤں کا کم ہونا اور جو کچھ آپ کو کافی ہو اس پر راضی ہونا۔

پوچھا: نیازمندی اور انکسار کیا ہے؟

فرمایا: حرص وطمع اور ناامیدی ومایوسی کی شدت۔

پوچھا: پستی کیا ہے؟

فرمایا: یہ ہے کہ مرد اپنے آپ کو محفوظ کرے اور اپنی بیوی کو بھلا دے۔

پوچھا: حماقت یعنی احمق پن کیا ہے؟

فرمایا: اپنے کماندار اور جو تمہارے نفع ونقصان پر قدرت رکھتا ہے اس سے دشمنی کرنا۔

اس کے بعد امیر المومنین علیؑ نے حارث اعور کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

یہ حکمتیں اور نصیحتیں اپنی اولاد کو تعلیم دو، کیونکہ عقل مندی، دوراندیشی اور تدبر میں اضافہ کرتی ہیں۔''

عَنْ زِيَادٍ الْقَنْدِيِّ عَنْ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ أَبِيهِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ قَالَ: لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مُوسَى بْنَ عِمْرَانَ كَلَّمَهُ عَلَى طُورِ سَيْنَاءَ ثُمَّ اطَّلَعَ عَلَى الْأَرْضِ اِطِّلَاعَةً فَخَلَقَ مِنْ نُورِ وَجْهِهِ الْعَقِيقَ ثُمَّ قَالَ: آلَيْتُ بِنَفْسِي أَلَّا أُعَذِّبَ كَفَّ لَابِسِهِ إِذَا تَوَلَّى عَلِيًّا بِالنَّارِ (ثواب الاعمال، ص:209)

''زیاد قندی حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے آباء طاہرینؑ کے واسطے سے حضرت امام حسینؑ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

جس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کو خلق کیا تو طور سینا پر ان سے گفتگو کی، پھر اپنے خصوصی التفات کے ذریعے زمین پر تجلی فرمائی اور اپنے نور جمال سے عقیق کو پیدا کیا: پھر فرمایا: میں اپنی ذات کی قسم کھاتا ہوں کہ اس کو پہننے والے کے ہاتھ کو ہرگز آتش جہنم کا عذاب نہیں دوں گا بشرطیکہ وہ علیؑ کے ساتھ محبت رکھتا ہو۔''

عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى الرِّضَا عَنِ الْإِمَامِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ، عَنِ الصَّادِقِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْبَاقِرِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ سَيِّدِ الْعَابِدِينَ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَيِّدِ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

اَلْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ سَيِّدِ الْاَوْصِيَاءِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ عَنْ سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَنْظُرُوْا اِلٰى كَثْرَةِ صَلٰوتِهِمْ وَصَوْمِهِمْ وَكَثْرَةِ الْحَجِّ وَ الْمَعْرُوْفِ وَ طَنْطَنَتِهِمْ بِاللَّيْلِ وَلٰكِنْ اُنْظُرُوْا اِلٰى صِدْقِ الْحَدِيْثِ وَاَدَاءِ الْاَمَانَةِ (عیون اخبار الرضا، ج:2،ص:51)

''حضرت امام علی رضاؑ سے روایت ہے کہ وہ حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے، وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام، وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام، وہ سید الساجدین امام سجاد علیہ السلام، وہ جوانانِ جنت کے سردار حضرت امام حسینؑ، وہ سید الاوصیاء امام علیؑ اور وہ سید الانبیاء حضرت محمدؐ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

لوگوں کی زیادہ نمازوں، ان کے زیادہ روزوں، حجوں، نیکیوں اور ان کے راتوں کے شور و غل (راتوں میں عبادت اور تلاوتِ قرآن) کی طرف نگاہ نہ کریں، بلکہ ان کی سچائی اور امانت داری کو دیکھیں۔'' ۞

عیون الاخبار کی یہ روایت سہو النبیؐ پر دلالت کرتی ہے۔

کسی بھی روایت کے پرکھنے کا معیار اور مالک (Standard) یہ ہے کہ پہلے اس کی سند دیکھی جاتی ہے، پھر اس کے متن کا مرحلہ آتا ہے۔

۞ (ہم نے یہاں پر صرف سات روایات کے ذکر پر اکتفا کیا ہے۔ حضرت امام حسینؑ سے منقول روایات کا مطالعہ کرنے کے لیے شیخ صدوق کی تالیفات کی طرف رجوع کر سکتے ہیں: من لا یحضرہ الفقیہ، ج:3،ص: 182، ج:4،ص: 381-384، التوحید،ص: 238-307-374 معانی الاخبار، ص:310-311-382 علل الشرائع،ص:590، الامالی،ص:408-409-414-416-425-430-477 صادق الاخوان،ص:32، کتاب المواعظ،ص:56-57، عیون اخبار الرضا، ج:1،ص:300-301)

اس روایت کی سند میں تمیم بن عبداللہ بن تمیم کا تذکرہ ہے۔ کتب رجالی و درایت میں اس کی توثیق نہیں ہوئی ہے مثلاً:

① مجمع الرجال ابن غضائری کے ص: 1، ج:288 میں اس کی تضعیف (ضعف/کمزوری) بیان ہوئی ہے۔

② رجال ابن داوٗد (ص:432، رقم:83) نے بھی اس کی تضعیف کی ہے۔

③ خلاصۃ الاقوال (ص:209) نے بھی اس کی تضعیف کی ہے۔

اگر اس روایت کے متن کو دیکھا جائے تو چند ایک باتیں غور طلب ہیں۔

اعتقاد کا اصول ہے کہ عقلی دلیل کے ہوتے ہوئے مخالف سے منقول خبر قابلِ استدلال نہیں ہے۔

✿ عقلی دلیل انبیاء و آئمہ علیہم السلام سے سہو و نسیان اور خطا و گناہ کے سرزد ہونے کی نفی کرتی ہے، اس پر دلیل یہ ہے کہ انبیاء اور آئمہ علیہم السلام ہدایت انسانی کے لیے بھیجے گئے ہیں۔ اگر ان ہستیوں سے سہو و نسیان اور خطا و گناہ سرزد ہو تو نقض و غرض لازم آتی ہے، کیونکہ سہو و نسیان اور خطا کی صورت میں نبی یا امامؑ پر لوگوں کا اعتماد برقرار نہیں رہے گا لہٰذا یوں ان کے قول و فعل کی حجت و مشکوک ہو جائے گی، جبکہ ارشادِ قدرت ہے ''لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ''۔

✿ اگر نبی سے سہو و نسیان جائز ہو تو پھر اس سے حدودِ خدا کی مخالفت ممکن ہے اور اگر نبی خدا کی مخالفت کرے تو وہ ظالم قرار پائے گا اور خداوند قدوس ظالم کے بارے میں صاف صاف فرما رہا ہے ''لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ'' (میرا یہ عہدہ ظالموں تک نہیں پہنچے گا) ان دو کا مخالف ہونا اجماع امامیہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتا۔

○ علماء امامیہ کا اس بات پر اجماع اور اتفاق ہے کہ نبیؐ اور امامؑ سہو و نسیان اور گناہ سے پاک ہوتا ہے۔ صرف جناب شیخ صدوقؒ اور ان کے اُستاد ابنِ ولید اس (اجماع) کے قائل نہیں ہیں۔

شیخ طوسیؒ اپنی کتاب ''تہذیب کی ج:2، ص: 181 پر فرماتے ہیں: سہو نبیؐ کے بارے میں روایات ہمارے مذہب کے مطابق نہیں ہیں اور نہ ہی عقل ان روایات کو قبول کرتی ہے۔

○ شیخ مفیدؒ نے اس نظریے کی شدت سے مخالفت کی ہے اور اپنی کتاب ''اعتقادات'' میں فرماتے ہیں کہ اس قسم کی اخبار احاد پر اعتماد کرنا جائز نہیں ہے۔

○ وہ روایات جو انبیاء اور آئمہ علیہم السلام کی عصمت کو بیان کرتی ہیں وہ بہت زیادہ ہیں ان میں کسی قسم کی کوئی قید و شرط بیان نہیں ہوئی، لہٰذا یہ خبر واحد ان روایات کے معاملے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

۶ عصمت کی منشا در حقیقت علم ہے اور علم کی دو قسمیں ہیں:

(i) علم حضوری (ii) علم حصولی۔

علم حصولی میں عالم اور معلوم کے درمیان صورت واسطہ ہوتی ہے کہ جس کے ذریعے عالم، معلوم کا علم حاصل کرتا ہے اور سہو و نسیان اس مرحلہ میں غفلت، نفس کی کمزوری یا اس طرح کے دیگر عوامل کی وجہ سے ہوتا ہے۔ پس علم حصولی میں سہو و نسیان کا ہونا ممکن ہے، لیکن علم حضوری میں عالم و معلوم کے درمیان کوئی شے واسطہ نہیں ہوتی لہٰذا سہو و نسیان کا زمینہ ہی موجود نہیں کہ وہ سرزد ہوں، پس عقلی طور پر ممکن نہیں ہے کہ علم حضوری کے ہوتے ہوئے سہو و نسیان ہو، اور اس میں شک نہیں ہے کہ



ادارہ منہاج الصالحین لاہور